دینی، علمی، اصلاحی اور تحقیقی ماہنامہ

ذوالقعدۃ ۱۴۴۰ھ تا ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ
جولائی تا دسمبر ۲۰۱۹ء

مجلہ محدث بنارس

جلد: ۳۷
شمارہ: ۷-۱۲

سرپرست
عبداللہ سعود سلفی

مدیر
محمد اسلم مبارک پوری

نائب مدیر
مولانا عبدالمتین مدنی

معاون مدیر
مولانا محمد ایوب سلفی

مجلس مشاورت

مولانا محمد ابوالقاسم فاروقی
مولانا محمد مستقیم سلفی
مولانا علی حسین سلفی
مولانا رفیق احمد رئیس سلفی
ڈاکٹر عبدالصبور مدنی

خصوصی شمارہ

برائے دوسرا دو روزہ عظیم الشان

اجتماع ابنائے قدیم

الجامعۃ السلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس، الہند

بتاریخ

۱۸-۱۹ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ = ۲۸-۲۹ نومبر ۲۰۱۸ء

بدل اشتراک سالانہ

ہندوستان:	250	روپے
بیرون ممالک:	50	ڈالر
خصوصی شمارہ:	200	روپے

اشتراک کے لیے ڈرافٹ مندرجہ ذیل نام سے بنوائیں

Name: **DAR-UT-TALEEF WAT-TARJAMA**
Bank: **ALLAHABAD BANK,** KAMACHHA, VARANASI
A/c No. 2**1044906358**
IFSC Code: ALLA0210547, SWIFT Code: ALLAINBBVAR

مراسلت کا پتہ

Darut Taleef Wat Tarjama, B.18/1-G, Reori Talab, Varanasi - 221010

www.mohaddis.org

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

اس شمارہ میں

اداریہ	مدیر	۴
جامعہ سلفیہ کا اپنے فارغین ومعاونین کے نام پیغام	مولانا عبداللہ سعود سلفی	۷
جامعہ سلفیہ کی تعمیر وترقی اور مستقبل کے عزائم	مولانا عبداللہ سعود سلفی	۹
جامعہ سلفیہ عہد بہ عہد، تعارف اور نشاطات	محمد اسلم مبارک پوری	۱۴
دوسرا دوروزہ اجتماع ابنائے جامعہ، تیاریاں اور سرگرمیاں	مولانا دل محمد سلفی	۲۷
خطبۂ استقبالیہ	مولانا عبداللہ سعود سلفی	۳۲
خطاب مہمان خصوصی	ڈاکٹر وصی اللہ عباس رمکہ مکرمہ	۳۸
بیرون ہند ابنائے جامعہ کا نمائندہ خطاب	شیخ ظفر الحسن مدنی رشارجہ	۴۳
اندرون ہند ابنائے جامعہ کا نمائندہ خطاب	مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی	۵۴
کلمۃ الاساتذہ	مولانا محمد یونس مدنی، شیخ الجامعہ	۵۸
دوسرا دوروزہ اجتماع ابنائے قدیم، رپورٹ	مولانا محمد ایوب سلفی	۶۱
دوسرا دوروزہ اجتماع ابنائے قدیم، میڈیا اور اخبارات	محمد اسلم مبارک پوری	۶۹
اجتماع کے چند اہم شرکاء		۷۱
تجاویز وقرارداد		۷۳
آراء ومشورے		۷۷
مادر علمی کچھ یادیں کچھ باتیں	عبدالسلام شکیل سلفی رسعودی عرب	۸۱
مادر علمی میں گزرے چند یادگار لمحے	ہلال احمد ہدایت سلفی	۹۲
چمن چمن بشارتیں	ڈاکٹر عبدالکریم علیگ، حیدرآباد	۹۷
اللہ کرے یہ دین کا چمن آباد رہے شاداب رہے	محمد غفران سلفی، دہلی یونیورسٹی	۱۰۰
ہدیۂ تبریک	ظل الرحمن فائق بندوی	۱۰۲
نظم	مولانا محمد ہاشم سلفی	۱۰۳

مقالات وبحوث

سلفیت کا تعارف	ڈاکٹر بدرالزماں نیپالی	۱۰۶
سلفیت کا تعارف	شیخ عبدالرزاق سلفی، دبئی	۱۱۳
فتنوں کے دور میں سلف صالحین کا منہج	ڈاکٹر عبدالحلیم مدنی	۱۲۵
منہج سلف کے فروغ میں جامعہ سلفیہ بنارس کا کردار	ڈاکٹر عبدالصبور مدنی	۱۳۰
آزادیٔ ہند میں علمائے اہل حدیث کا کردار	مولانا مظہر اعظمی	۱۴۶
ابنائے جامعہ سلفیہ کی تصنیفی خدمات	مولانا احسن جمیل مدنی	۱۵۵
فارغین جامعہ سلفیہ صوبہ بہار کی تدریسی خدمات	ڈاکٹر رحمت اللہ سلفی	۱۶۴
ابنائے جامعہ سلفیہ جھارکھنڈ کی تدریسی خدمات	مولانا اشفاق سجاد سلفی	۱۸۷
فارغین ضلع سدھارتھ نگر کی تصنیفی خدمات	مولانا عبدالمنان سلفی	۱۹۹
صحابۂ کرام اور منہج سلف	مولانا فضل اللہ انصاری	۲۳۷
صحابۂ کرام اور منہج سلف	مولانا عبدالمتین مدنی	۲۴۳
تعمیر انسانیت میں مدارس اسلامیہ کا کردار	مولانا نورالعین سلفی	۲۴۸
تعمیر انسانیت میں مدارس اسلامیہ کا کردار	مولانا عبدالسمیع سلفی	۲۵۷
دینی مدارس کو درپیش چیلنجز	مولانا رفیق احمد رئیس سلفی	۲۶۲
فارغین جامعہ کی خدمات، سرکاری اداروں میں	ڈاکٹر انیس الرحمن خرم	۲۶۹

●●●

افتتاحیہ

اپنی بات

مــدیـــــــر

گزشتہ سال جامعہ سلفیہ (مرکزی دار العلوم) بنارس کے وسیع وعریض میدان میں ابنائے جامعہ قدیم کا دوسرا دو روزہ اجتماع ۱۸-۱۹؍ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۸-۲۹؍نومبر ۲۰۱۸ء بروز بدھ وجمعرات نہایت تزک واحتشام سے منعقد ہوا۔اس سے قبل ابنائے جامعہ قدیم کا پہلا اجتماع ۴-۵؍نومبر ۱۹۹۵ء مطابق ۱۰-۱۱؍جمادی الآخرۃ ۱۴۱۶ھ بروز سنیچر واتوار دارالحدیث ہال میں منعقد ہوا تھا۔یعنی دوسرا اجتماع پہلے اجتماع کے ۲۳ سال بعد منعقد ہوا۔اس زریں موقع سے جامعہ سلفیہ نے ابنائے قدیم کو جامعہ میں تشریف آوری کی خصوصی دعوت دی اس لیے جامعہ کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے فارغین کا اس اجتماع میں شرکت اور حاضری کا جوجوش وخروش تھا، بالکل فطری امر تھا۔وہ ولولوں سے سرشار تھے۔ان کے دلوں میں عجیب طرح کی ایک ہلچل اور امنگ تھی۔ان کے چہروں پر فرحت وشادمانی کے نمایاں آثار تھے جو جامعہ سے قلبی لگاؤ سے لبریز تھے۔اپنے قلب وذہن میں حسین ارمان لیے ہوئے جب ابنائے جامعہ کی نگاہ شوق جامعہ کے در و دیوار پر پڑتی ہے تو وہ ماضی کے خوبصورت لمحات ان کے وجود پر مرتسم ہوجاتے ہیں اور وہ حسین پل جو جامعہ میں گذار گئے تھے ان کی نظروں میں یکے بعد دیگرے آنے لگتے ہیں۔یہاں انہوں نے شرارتوں کی گٹھری پٹکی، بچپنا گزارا،عنفوان شباب کا عالم گزرا،تہذیب وتمدن سیکھا، علوم شریعت سے بہرہ ور ہوئے،شعور وآگہی سے ہم کنار ہوئے، دوست واحباب سے لقاء ہوا، احوال وکوائف سے مطلع ہوئے اور ان اخوان سے متعارف ہوئے جو سلفی نسبت کے ساتھ جہان فانی کے طول وعرض میں مشہور ومعروف ہیں اور تعلیم وتعلم ،درس وتدریس، دعوت وتبلیغ، سیاست وطبابت اور تنظیم وجماعت سے منسلک ہیں۔

یہ اجتماع منتظمین اور اساتذہ جامعہ کی تجویز کا نتیجہ تھا۔تاریخ طے ہوجانے کے بعد اس کے انعقاد کا اعلان جماعتی اخبار ورسائل اور جدید ابلاغی ذرائع سے کیا گیا کہ یہ اجتماع ایک تاریخی اجتماع ہو۔اس کے دور رس نتائج ہوں اور کامیابی سے ہم کنار ہو،اس کے لیے متعدد میٹنگیں ہوئیں۔مختلف موضوعات زیر بحث آئے اور ان پر جم کر تبادلۂ خیال ہوا۔فارغین جامعہ کے نام دعوت نامے ارسال کیے گئے اور ان موضوعات کو قلم بند کیا گیا جن پر ابنائے جامعہ کو بحث ونقاش اور تبادلۂ خیال کر کے آگے کی منزل کے لیے راہ ہموار کرنی تھی۔

اجتماع سے متعلق نوع بہ نوع اور مختلف خدمات کے لیے اساتذہ کرام کی متعدد کمیٹیاں بنائی گئیں اور اللہ کا نام لے کر تیاری شروع کردی گئی۔بالآخر وہ ساعت بھی آپہنچی جس کے لیے ابنائے جامعہ کا جوش وخروش اور تحمس دیدنی تھا۔ولولے اور

امنگیں تھیں۔ دل میں ایک دوسرے کے احوال وکوائف اور ملاقات وسرگرمیوں سے مطلع ہونے اور تبادلۂ خیال کرنے کے جذبے موجزن اور انگڑائیاں لے رہے تھے۔ تاریخ انعقاد سے ایک دو روز قبل ہی ابنائے جامعہ کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا جو پروگرام کے اخیر دن تک جاری رہا۔ اس اجتماع میں لگ بھگ سات سو سے زائد معزز مہمانان گرامی اور ابنائے جامعہ شریک ہوئے۔

اس اجتماع کے اہم اغراض ومقاصد یہ تھے کہ ابنائے جامعہ کے مابین تعلقات مستحکم ہوں اور ان کا تعلق جامعہ سے قوی تر ہو۔ یہاں کی سرگرمیوں اور نشاطات میں شریک وسہیم ہوں۔ جامعہ کو ترقی اور عروج کی منزلوں تک لے جانے میں اپنا اہم اور مثالی کردار ادا کریں اور مالی اعتبار سے جامعہ کو مضبوط کریں تاکہ ان کا مادر علمی اپنی خدمات کو وسیع پیمانہ پر انجام دے سکے۔

اس تناظر میں یہاں یہ ذکر کردینا مناسب ہوگا کہ منتظمین جامعہ کو چاہیے کہ اپنے ابناء کی کھوج خبر رکھیں۔ ان سے تعلقات جوڑنے اور رابطہ رکھنے کے اسباب پیدا کریں اور ان سے رابطہ رکھیں۔ ان کی خوشی وغمی میں شریک ہوں۔ جامعہ کی سرگرمیوں سے انھیں باخبر کریں۔ مفید اور کارآمد مشوروں میں ان کو شریک کریں، کیوں کہ وہ ہماری آواز ہیں اور جامعہ کے باہر جامعہ کے بہترین نمائندے رکھیں۔

علاوہ ازیں ایک مقصد یہ بھی تھا کہ فارغین جامعہ کے ذریعہ عوام تک یہ پیغام پہنچایا جائے کہ ہر ہندوستانی شہری کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے معاشرے میں قومی یک جہتی اور آپسی بھائی چارہ کو فروغ دینے میں اپنا کردار ادا کرے تاکہ ملک عزیز سے مذہبی منافرت کا خاتمہ ہوسکے اور ہمارا ملک دنیا میں قومی یک جہتی کا نمونہ بن کر ابھرے۔

الحمدللہ، یہ اجتماع ۵ نشستوں پر مشتمل تھا اور سب کی اجتماعی کاوشوں اور محنتوں سے نہایت کامیاب رہا۔ ابنائے جامعہ یہ عزم کرکے اپنے گھروں کو واپس ہوئے کہ دامے درمے، سخنے، قدمے جامعہ کا تعاون کریں گے اور اس کی ترقی کی راہ میں حائل ہونے والی دشواریوں اور رکاوٹوں کو دور کرنے کی سعی کریں گے۔ اللہ کرے یہ جامعہ پھلتا پھولتا رہے اور منارۂ علم وعرفان بن کر اپنی روشنی کو تادیر بکھیرتا رہے۔

یہ خصوصی شمارہ جو تیاری کے مراحل سے گزر کر اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس اجتماع کی فعالیات اور نشاطات پر محیط ہے۔ اس میں ان بحوث ومقالات کو بھی شامل کیا گیا تھا جو اجتماع کے موقع سے لکھے اور پڑھے گئے تھے۔ یہ خصوصی شمارہ ماہنامہ ''محدث'' کے سرپرست اور جامعہ سلفیہ بنارس کے ناظم اعلی جناب مولانا عبداللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ کی خصوصی تحریک اور ایماء کے مطابق شائع کیا جارہا ہے۔ ادارہ محدث کے اراکین ناظم اعلی حفظہ اللہ کے صمیم قلب سے شکرگزار ہیں کہ انھوں نے اس کی اشاعت میں خصوصی توجہ فرمائی۔ میں ادارت سے جڑے رفیق کار اور مجلس مشاورت کا بھی ممنون ہوں جن کی محنتوں سے یہ شمارہ منظر عام پر آیا۔ شمارہ کو بہتر بنانے میں ہم کس قدر کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ تو قارئین کرام

ہی کریں گے۔ہمیں توقع ہے کہ اہل علم اور باذوق قارئین کو پسند آئے گا۔
رب غفور کا فضل ہے کہ اہل قلم نے دل چسپی لی، مگر افسوس کہ بعض اہل قلم کے مقالات ونگارشات سے ہم محروم رہے۔اگر وہ اپنے مقالات ادارہ محدث کوارسال کرنے کی زحمت کرتے ہیں تو ہم آیندہ شماروں میں ضرور شائع کریں گے، ان شاءاللہ۔

ہم تمام مقالہ نگاران کا خصوصیت سے شکرادا کرتے ہیں کہ انھوں نے جامعہ کی دعوت کولبیک کہا اور اپنے وقیع مقالات سے نوازا۔اللہ تعالی انہیں جزائے خیر دے اور ان کے قلم میں روانی اور توانائی بخشے اور انہیں صحت وتندرستی عطا فرمائے، نیز جن حضرات نے جس قدر جدوجہد کی ہے سب ہماری دلی شکریے اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔اللہ تعالی ان کے علم وعمل میں برکت دے۔

قارئین کرام اور بہی خواہان جامعہ!

اس خصوصی شمارہ کے ساتھ ماہنامہ ''محدث'' اپنی اشاعت کا ایک سال مکمل کرکے دوسرے سال میں قدم رکھ چکا ہے۔ سال گزشتہ ماہ نومبر ۲۰۱۸ء میں اجتماع کے موقعہ سے انقطاع کے بعد پہلا شمارہ شائع ہوا تھا۔الحمدللہ،اس کے بعد سے تسلسل سے جاری رہا اور ان شاءاللہ آگے بھی بفضل الہی جاری رہے گا۔ہم اپنے قارئین سے قوی امید رکھتے ہیں کہ ''محدث'' کی خوبیوں اور خامیوں سے مطلع کرتے رہیں اور مزید بہترین بنانے کے لیے مفید مشورے دیتے رہیں تاکہ آپ کا محبوب رسالہ خوب سے خوب تر ہو۔

سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إن الجامعة السلفية في منطقة بنارس بالهند من خيرة الجامعات الإسلامية السلفية التي تهتم بشؤون الطلبة، وتعتني بهم، والمتخرجون فيها من خير الطلبة في العقيدة والسيرة والأخلاق، وهي تقوم بجهود مشكورة في تعليم أبناء المسلمين وبناتهم العقيدة الصحيحة، والعلوم الإسلامية.. والقائمون عليها من خواص إخواننا المعروفين بالدين والأمانة والعقيدة الصحيحة والنشاط في الدعوة إلى الحق" (أضواء على نشاط الجامعة السلفية، دسمبر 1981ء ص17)

ہندوستان میں جامعہ سلفیہ بنارس ان سلفی اسلامی جامعات میں سے ہے جو طلبہ کے امور کا اہتمام اور ان پر خاص عنایت کرتے ہیں، اس جامعہ کے فارغین عقیدہ، حسن سیرت اور اخلاق میں بہترین طلبہ میں سے ہیں۔یہ جامعہ مسلمانوں کے بچوں اور بچیوں کو صحیح عقیدہ اور اسلامی علوم کی تعلیم میں اپنے گرانقدر اور قابل تشکر خدمات پیش کررہا ہے۔اس جامعہ کے منتظمین ہمارے خاص لوگوں میں سے ہیں، جو دینداری، امانت، صحیح عقیدہ اور حق کی دعوت میں معروف ہیں۔''

جامعہ سلفیہ کا پیغام
اپنے محسنین وفارغین کے نام

الحمدللہ الجامعۃ السلفیۃ مرکزی دارالعلوم بنارس آج پوری دنیا میں ایک سلفی تعلیمی مرکز کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس عظیم ادارہ نے اپنے منہج اور اصول کی بنیاد پر ایک مقام حاصل کیا۔صحابہ کرام اورائمہ دین کے طریقہ پر چلتے ہوئے اعتدال کی راہ اختیار کی۔تشدداور جمود کے راستہ سے الگ رہتے ہوئے بحث وتحقیق کے میدان میں آگے بڑھا۔صرف ایک مدرسہ نہ رہتے ہوئے بہت سے شعبوں اور کاموں میں پیش رفت کی،جس کی ہلکی سی جھلک مولانا محمد اسلم مبارک پوری کی تحریر میں آپ کو ملے گی۔

جامعہ کو قائم ہوئے نصف صدی کا عرصہ گزر چکا ہے۔اس کے اولین بانیان اور ذمہ داران اپنی ذمہ داریوں کو پوری کرکے اللہ کو پیارے ہوچکے ہیں۔اللہ ان کی حسنات کو قبول فرمائے۔ان کے خلوص،جذبہ اورمحنت کا ثمرہ ہے کہ آج پوری دنیا میں اس عظیم ادارہ کے فارغین مختلف میدان عمل میں جامعہ کے نمائندہ کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں اور آج ان فارغین کے کندھوں پر اپنے مادرعلمی کی آبیاری کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔وہ جہاں بھی ہوں،جس میدان میں ہوں ان کو اپنے مادرعلمی کی فکر ہوتی ہے۔اس کی ترقی اورنیک نامی سے خوش ہوتے ہیں اور ہر بندہ کچھ نہ کچھ کرنے کا جذبہ رکھتا ہے۔

دنیا کے حالات جس تیزی سے بدل رہے ہیں یہ کسی سے مخفی نہیں۔اسلام کے ماننے والے جس رفتار سے پھیل رہے تھے اور اسلام کی خوبیوں اور سچائیوں سے متاثر ہوکر جس طرح لوگ اسلام میں داخل ہورہے تھے،غیروں کو یہ چیز نہ بھائی۔انہوں نے اپنے وجود کے لئے اس کو خطرہ محسوس کیا اورایک منظم طریقہ پر اسلامی کاز کو نقصان پہنچانے کی کوشش ہورہی ہے۔چھوٹے چھوٹے شبہات کی

بنیاد پر مسلمانوں کو ہراساں کرنے کی کوشش ہورہی ہے۔ چونکہ دینی مدارس کے فارغین کا ایک مقام ہےاس لئے ان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنے فریضہ کو سمجھتے ہوئے اپنے عمل وگفتار میں اعتدال کی راہ کولازم پکڑیں تا کہ ان کا کوئی عمل اور کوئی بات ان کے لئے اوران دینی تعلیم گاہوں کے لئے قابل گرفت نہ ہو۔

انہی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے جامعہ نے اپنے فارغین کو جامعہ میں جمع کیااوران کا دوسرا اجتماع **"منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے"** کے عنوان پر منعقد ہوا۔

میں ان تمام فارغین کا اور جملہ محسنین کا جو اپنے سرمایہ کو بچوں کی تعلیم پر خرچ کرتے ہیں، صمیم قلب سے شکرگزار ہوں کہ انہوں نے جامعہ کی دعوت پر لبیک کہا اور میں اپنے رفقاءِ کار، ذمہ داران واساتذہ کرام کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے جامعہ کے فارغین کے دوسرے اجتماع کو کامیاب بنانے میں اپنی قیمتی آراء اور بیش بہا تعاون سے ہماری ہمت افزائی فرمائی۔ ان کی محبت اور تعاون دیکھ کر دل کی گہرائیوں سے دعانکلتی ہے کہ اللہ رب العزت اس جامعہ کو حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھے۔ قوم وملک کی خدمت کے لئے سب کے اندر جذبہ پیدا کرے اور جن جن لوگوں نے کسی بھی طرح سے پروگرام کو کامیاب بنانے میں تعاون دیا ان کو اس کا بہترین اجر دے اور ہم سب کو اپنی مادرعلمی کو مزید ترقی دینے اور آگے بڑھانے کی توفیق بخشے، آمین۔ **وما ذلک علی اللہ بعزیز۔**

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی

عبداللہ سعود سلفی

ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس

الجامعة السلفية (مرکزی دارالعلوم) بنارس کی

تعمیروترقی کا مختصر تعارف اور مستقبل کے عزائم

عبداللہ سعود سلفی
ناظم اعلی جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبيه ورسوله خاتم المرسلين، محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد:

جامعہ کی تعمیروترقی کا مختصر تعارف:

جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس ہندوستان میں جماعت اہلحدیث کا مرکزی، تعلیمی وتربیتی ادارہ ہے جو جماعت کے بزرگوں اور مخلصوں کی دیرینہ تمناؤں اور دعاؤں کے بعد اللہ کی مشیت سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا ہے۔ اس مرکزی دانش گاہ کی تاسیس جماعت اہلحدیث ہند کی سب سے بڑی دعوتی تنظیم ''آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس'' یعنی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی تحریک پر ہوئی، ۱۹۶۳ء میں اسی مرکزی جمعیت کی سرپرستی میں مملکت توحید سعودیہ عربیہ کے سفیر عزت مآب یوسف الفوزان کے دست مبارک سے جامعہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا، اور اس کے بعد علامہ ابن باز رحمہ اللہ کی نیابت کرتے ہوئے علامہ عبدالقادر شیبۃ الحمد نے ۱۹۶۶ء میں اس کا تعلیمی افتتاح کیا۔ پھر اساتذۂ کبار کی خدمات حاصل کرکے تعلیم وتربیت کا منصوبہ بند آغاز کردیا گیا، نصف صدی کا عرصہ گذر گیا، اس دوران جامعہ سلفیہ اپنے بنیادی مقاصد کے حصول اور مختلف ترقیاتی میدانوں میں پیش رفت کی راہوں پر گامزن رہا، علماء، دعاۃ، مصنفین ومحققین کی ٹیمیں یہاں سے برابر نکلتی رہیں۔ اعلی تعلیم کے لیے یہاں کے فارغین ملکی یونیورسٹیوں اور بیرون ملک بلاد عرب اور خصوصاً سعودی عرب اور بلاد عرب کی جامعات میں داخل ہوکر پی ایچ ڈی تک کے اعلی تعلیمی مراحل کو پہونچتے رہے، اور ملک اور بیرون ملک کے تعلیمی، دعوتی اور تصنیفی وتحقیقی ودیگر حکومتی اداروں میں اس جامعہ کے فارغین نیک نامی کے ساتھ برسرعمل ہیں۔ جامعہ کے طے شدہ مقاصد اور منصوبہ جات کی عملی تنفیذ کے ساتھ ساتھ اس عظیم تعلیمی ادارہ کی ضروریات بھی بڑھتی رہیں اور اس کے متعدد شعبہ جات میں حسب منصوبہ اضافے ہوتے رہے، جامعہ نے نصف صدی کے اس عرصہ میں مختلف میدانوں میں ترقیات اور پیش رفت کے جو منزل طے کئے ان کی ایک جھلک آپ کے سامنے پیش خدمت ہے:

- تعلیمی مراحل میں لڑکوں اور لڑکیوں کے الگ الگ کالج قائم کئے گئے ہیں، ان میں دینی اور جدید علوم کی تعلیم کا الگ الگ انتظام کیا گیا ہے۔ روضۃ الاطفال سے لے

کر اعلیٰ مراحل تک تعلیم کے لیے ماہر اساتذہ کرام کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔

- الجامعۃ السلفیۃ میں اس وقت تین کلیات میں تعلیم ہورہی ہے جن میں طلبہ کی تعداد ۲۷۳ ہے۔ عالمیت کے مرحلہ میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد ۳۶۶ ہے۔ان کے علاوہ ثانویہ،متوسطہ اور حفظ کے شعبوں کو جامعہ کے اس احاطہ سے الگ پانچ ہزار مربع فٹ زمین پر ایک نئی عمارت تعمیر کر کے وہاں منتقل کر دیا گیا۔ بچیوں کی تعلیم کے لیے ایک الگ بلڈنگ بنائی گئی جس میں نرسری سے انٹر تک کی تعلیم کا انتظام ہے۔ ایک اور بلڈنگ بنا کر بچوں کی عصری تعلیم کا انتظام کیا گیا،جس میں بھی نرسری سے ہائی اسکول تک کا انتظام ہے۔نرسری کے چھوٹے بچوں اور بچیوں کو چوتھے کلاس سے الگ کر دیا جاتا ہے۔
- جامعہ محدود زمین پر قائم ہے، زیادہ طلبہ کی گنجائش نہیں ہے، اس لیے اس جامعہ کی معنوی توسیع کے لیے الحاق کا نظام بنایا گیا اور (۲۳) سے زائد مدارس کو جامعہ کے نصاب ونظام سے ملحق کیا گیا ہے جن کے طلبہ جامعہ میں آکر امتحان میں شریک ہوتے ہیں۔اس سال ملحق مدارس کے درجہ ثانویہ وعالمیت کے طلبہ کی تعداد ۳۵۴ ہے جو حالیہ ماہ ششماہی امتحان میں یہاں آکر شریک ہوئے تھے۔
- تصنیف وتحقیق وترجمہ کے لیے الگ شعبہ ہے جس سے عربی، اردو، ہندی اور انگریزی میں اب تک سیکڑوں کتابیں طبع ہوکر ملک اور بیرون ملک پہونچ چکی ہیں اور نصاب سے متعلق کتابوں کا خصوصی انتظام کیا جاتا ہے۔
- افتاء کا مستقل شعبہ ہے جہاں سے ملک کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے سوالات کے کتاب وسنت اور منہج سلف کی روشنی میں مدلل جوابات اور فتوے صادر کیے جاتے ہیں۔
- صحافت،نشر واشاعت اور دعوت کے شعبہ کے ذریعہ عربی اور اردو زبان میں دو مشہور مجلّے صوت الأمہ اور محدث کئی دہائیوں سے شائع ہوکر پوری دنیا میں پہونچ رہے ہیں اور دعوت کے اعمال منصوبہ بند طور پر انجام پا رہے ہیں۔
- تعلیم گاہوں میں لائبریری کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ جامعہ سلفیہ میں اس پر آغاز ہی سے خصوصی توجہ مبذول کی گئی ہے اور الحمد للہ جامعہ کی مرکزی لائبریری ایک امتیازی شان کی حامل ہے، بہترین دلکش عمارت میں مختلف علوم وفنون کی منتخب ہزار ہا ہزار کتابیں، جدید علوم اور جدید آلات سے مزین ہیں، جن سے مطالعہ کے شائقین اور بحث وتحقیق کرنے والوں کو بہتر سہولت میسر ہے۔
- جامعہ کی پرشکوہ مسجد اپنی وسعت اور فن تعمیر کے اعتبار سے ممتاز ہے،جس کے زیریں حصہ میں ۱۲۵/فٹ لمبا ہال بھی ہے جو امتحان وپروگراموں وغیرہ کے ایام میں استعمال ہوتا ہے۔
- ایک وسیع وعریض سیمینار ہال مع لوازمات اور جدید آلات کے مہیا ہے، جہاں طلباء کی تربیت وثقافت

کے لیے ہر پندرہ روز پر متنوع موضوعات پر پروگرام منعقد ہوتا ہے، جس میں ماہرین تعلیم اور ماہرین علوم کو افادے کے لیے شرکت کی دعوت دی جاتی ہے، یہ سلسلہ طلبہ کی توسیع معلومات وثقافت اور تربیت کے لیے نہایت کارآمد ہے۔

- طلبہ کی صحت وتندرستی کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے، اس کے لیے جامعہ کے میدان میں والی بال کی فیلڈ بنا کر کھیلوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ عمل طلباء کی صحت کے لیے نہایت مفید ہے۔ ساتھ ہی صفائی ستھرائی کا خصوصی اہتمام وانتظام سال بھر مسلسل کیا جاتا ہے اور حسب ضرورت دوا کا چھڑکاؤ بھی کیا جاتا ہے۔ پینے کے صاف پانی کے لیے R.O. مشین بھی لگائی گئی ہے۔
- جامعہ میں پانی کے لیے پہلے ایک بڑی بورنگ کرائی گئی تھی، جو وقت گذرنے کے ساتھ خراب ہوگئی، اس لیے مزید دوسری بورنگ کرائی گئی۔ اس وقت جامعہ میں تین بورنگ سے کام ہو رہا ہے۔ ایک بارہ ہارس پاور، دوسری پانچ ہارس پاور اور تیسری اساتذۂ کرام کی فیملی کے لیے الگ بورنگ کردی گئی ہے۔
- طلباء کو کمپیوٹر کا جدید ہنر سکھلانے کے لیے ایک مستقل شعبہ قائم ہے، جہاں سے وہ کمپیوٹر سیکھ کر حکومت ہند کی معتمد سرٹیفیکٹ حاصل کرتے ہیں۔
- مولانا آزاد یونیورسٹی کا سنٹر بھی قائم کردیا گیا ہے، جہاں فاصلاتی تعلیم کے ذریعہ مسلمان بچے اور بچیاں B.A.، M.A.، B.Com وغیرہ کی ڈگریاں حاصل کرتے ہیں، نیز انگلش ٹیچنگ اور ماس کمیونیکیشن پر ڈپلومہ کے کورس کرائے جاتے ہیں، ان کی بہتر تعلیم کے لیے حکومتی یونیورسٹی سے استاد اور دیگر ماہرین تعلیم کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔

ان گوناگوں اور متنوع شعبہ جات کی خدمات کے ذریعہ مقصود بس یہی ہے کہ طلبہ کے اندر زمانہ کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے مناسب اور متنوع اور بھرپور استعداد پیدا ہو۔

مستقبل کے عزائم:

محترم حضرات یہ بات مخفی نہیں کہ جامعہ سلفیہ ہی وہ ادارہ ہے جو برصغیر میں جماعت اہلحدیث کا نمائندہ ادارہ شمار کیا جاتا ہے، اور آج بھی اس کے معیار کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے پرعزم کوششیں جاری ہیں تاکہ حالات کے مطابق وہ جماعت کی آرزوؤں کی تکمیل کرتا رہے۔

اس عظیم الشان تاریخی ادارہ کو بہتر اور معیاری پیمانہ پر جاری رکھنے کے لیے مالی استحکام کی سخت ضرورت ہے۔ ہم اپنے اس جامعہ کے ابناء وبہی خواہان اور مخیر حضرات سے اس پر خصوصی توجہ دینے کی درخواست کرتے ہیں۔

ہم بہت ادب کے ساتھ ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہیں گے کہ اس عظیم اور منفرد ادارہ کی اہمیت وحیثیت کو سمجھیں، اس کی کارکردگی کا جائزہ لیں اور اس ادارہ کی ضروریات کو پورا کریں اور اس کی دل کھول کر بھرپور مدد فرمائیں۔

اللہ تعالی اس ادارہ کو مزید ترقی عطا فرمائے، اور اس کے کام کرنے والوں میں خلوص پیدا کرے، اور جو بھی اس

ادارہ کی مدد کرے یا اس کے لیے کام کرے اس کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، آمین۔

محترم حاضرین! جامعہ کو اس وقت جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ اس کا مالی استحکام اور اس کے سالانہ بجٹ کا انتظام ہے۔ جو مہنگائی کے زمانہ میں موجودہ حالات میں پورا نہیں ہو پاتا۔ اس لیے ہماری کوشش ہوتی ہے ہر جگہ جامعہ کے سفیر پہونچیں، مگر جامعہ کے پاس وقت پر افراد نہیں ملتے۔

اس وقت جامعہ کا سالانہ بجٹ تین کروڑ سے زائد ہے۔ جس میں تغذیہ مطبخ کے اخراجات (90) نوے لاکھ روپئے سے زائد ہیں۔ پہلے ایک مطبخ چلتا تھا، مگر اب دو جگہ مطبخ ہے۔

اساتذہ کی تنخواہ پر گذشتہ سال 1,42,93,000 روپیہ خرچ ہوا ہے۔ جس میں جامعہ اساتذہ واسٹاف پر ایک کروڑ پانچ لاکھ ہے۔ بجلی و جنریٹر پر تیس (30) لاکھ سے زائد خرچ ہو رہا ہے۔

مہنگائی کے حساب سے تنخواہ میں اضافہ ناگزیر ہے۔ جن مدارس میں حکومت سے تنخواہ ملتی ہے اس کا معیار چالیس ہزار کے اوپر ہے۔ جامعہ میں اس لحاظ سے تنخواہ کی شرح بہت کم ہے۔ ہم دس ہزار سے ۲۳ ہزار تک تنخواہ دیتے ہیں۔ جامعہ میں ماہر و تجربہ کار اساتذہ کی کمی ہے۔ حال میں طلبہ کی تعداد اور شعبوں میں اضافہ کی وجہ سے اسٹاف اور اساتذہ میں اضافہ کرنا پڑا۔ آئندہ سال ہمیں مزید کی ضرورت ہے، جن کی کفالت کا انتظام ہونا بہت ضروری ہے۔ جامعہ اسلامیہ سے فارغ التحصیل دکاترہ کے لیے دوسرے ادارے والے ساٹھ سے ستر ہزار کی پیش کش کرتے ہیں۔ اسی کی روشنی میں جامعہ کو بھی کام کرنا ہوگا۔

جامعہ میں طلبہ سے فیس نہیں لی جاتی۔ قیام وطعام بھی فری ہے۔ کچھ طلبہ خود سے خوراکی جمع کر دیتے ہیں جن کی تعداد بہت معمولی ہے۔ کئی بار فیس کے بارے میں غور کیا گیا، مگر جماعت کا مرکزی ادارہ ہونے کی وجہ سے نہیں لگایا گیا۔ ضرورت ہے کہ مخیر حضرات طلبہ کی کفالت کی طرف توجہ دیں۔

جامعہ کی عمارت: آپ سب جانتے ہیں کہ جامعہ کی بلڈنگ پچاس سال سے زائد پرانی ہو چکی ہے۔ اس کی مرمت وصفائی پر برابر دھیان دیا جاتا ہے۔ آپ حضرات نے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا ہے۔ پانچ سال پہلے اس کی مرمت میں ہاتھ لگایا گیا۔ نصف سے زائد کمروں کی مرمت ہوئی اور ستر لاکھ سے زائد اس پر خرچ ہو چکا ہے۔

اتر جانب کے کمرے جو سب سے پہلے تعمیر ہوئے ہیں ان کی مرمت بھی ہوتی رہتی ہے۔ ان کی چھت RB ہے جو پانی سے خراب ہو چکی ہے۔ اساتذہ کرام کی فیملی والی بلڈنگ بھی مرمت چاہتی ہے۔ اور بہت سے کمرے وغیرہ میں بھی کام ہونا ہے۔ یہ سب فنڈ کی کمی کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں۔

جامعہ کو مزید جو ضرورت درپیش ہے اس میں:

(۱) اساتذہ کرام کے لیے فیملی کوارٹر:

آپ سب جانتے ہیں کہ اب پہلے جیسا ماحول نہیں ہے۔ لوگ فیملی سے دور رہ کر یکسوئی سے کام کرنے میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ جامعہ نے مدرسہ زید بن ثابت والی

بلڈنگ بنانے سے پہلے (1600) مربع فٹ زمین پر دو منزلہ سکن بنوایا، جس میں ان اساتذۂ کرام کو منتقل کیا گیا جو اس مدرسہ کی پرانی بلڈنگ میں رہتے تھے۔ اس وقت اس میں آٹھ دس لوگ رہ رہے ہیں۔ اسی سے متصل پانچ ہزار مربع فٹ زمین پر فیملی کوارٹر پر کام شروع کیا گیا۔ G+3 بلڈنگ کا پلان ہے۔ ہر منزل پر سات فلیٹ بنے گا۔ اس پر اسی (۸۰) لاکھ خرچہ ہو چکا ہے۔ رمضان سے کام بند ہے۔ مزید تین کروڑ کی ضرورت ہے۔

جامعہ کا ایک اور مکان جامعہ سے قریب واقع ہے۔ جو خریدا گیا ہے۔ اس مکان میں بھی فیملی کا انتظام ہوسکتا ہے۔ 800 آٹھ سو مربع فٹ زمین ہے۔ اس کی تعمیر پر (60) لاکھ کا خرچ آئے گا۔

(۲) نصاب تعلیم، نصاب کی کتابوں کی تیاری اور ان کی طباعت:

جامعہ کے معیار تعلیم کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے ہر سال تعلیمی کمیٹی کے ساتھ کئی میٹنگیں ہوتی ہیں۔ اس سال ہر استاد سے ان کی کتاب کے بارے میں رائے لی گئی ہے۔ اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ نصاب پر حالات وظروف کو دیکھتے ہوئے نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

ہمارے یہاں حدیث کی جو کتابیں بچوں کو درس میں دی جاتی ہیں، سب دیوبند کی چھپی ہوئی اور انہی کے حاشیہ کے ساتھ ہیں۔ ہم کو نصاب کی ہر کتاب کو تیار کرا کر اس کو طبع کرانا چاہئے۔ خاص طور پر تاریخ پر کام کی اشد ضرورت ہے۔ ہمارے بچے اپنی تاریخ کو جیسا جاننا چاہئے نہیں جانتے۔ اس کام کے لیے منصوبہ اور فنڈ کی ضرورت ہے۔

یہ چند گزارشات تھیں جن کو آپ کے سامنے میں نے پیش کیا۔ آپ حضرات سے میری گزارش ہے کہ آپ اپنے اس تعلیمی مرکز کو بہتر سے بہتر بنانے میں اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔ اور جامعہ کو مزید بہتر بنانے میں جس سے جو کچھ ہو سکے خود پیش کرے اور اپنے اثر ورسوخ اور روابط کے ذریعہ اس کو آگے بڑھانے میں آگے آئے۔ یہ جامعہ آپ کا ہے۔ اس کے انتظام کو چلانے کے لیے ایک ہمہ وقت مخلص ومحنتی منتظم کی ضرورت ہے۔

اگر کوئی ایسا شخص ہو، جو انتظامی وتعلیمی امور کے ساتھ اتصالات ورابطہ کا کام کر سکے۔ اور عربی، اردو وانگریزی میں ماہر ہو، تو اس کی معیاری تنخواہ کا انتظام آپ حضرات کریں اور ایسا منتظم بھی فراہم کرائیں۔ اس سے امید ہے کہ جامعہ کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

اللہ رب کریم سے دعا ہے کہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا یہ اجتماع امت مسلمہ کے حق میں مفید وکارآمد ہو۔ وما علینا الا البلاغ۔

وصلی اللہ تعالی علی نبیا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

●●●

جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس

عہد بہ عہد تعارف ــــ اور ــــ نشاطات

ڈاکٹر محمد اسلم مبارک پوری

اسلام علم اور علماء کی ہمت افزائی کے لیے ممتاز مقام رکھتا ہے۔ نافع علم کے حصول کے لیے وہ ہمیشہ بحث ونظر، غور وفکر اور امعان وتدبر پر ابھارتا ہے۔ قرآن کریم ایمان کی دعوت کی بنیاد فکر وتدبر پر رکھتا ہے اور انسان کو تقلید وجمود سے منع کرتا ہے۔ عقل کی عظمت اور علمائے کرام کی تعریف کرتے ہوئے غیروں پر ان کی فضیلت وبرتری کا اعلان کرتا ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ پر اگر ہم نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ انہوں نے دین اسلام کی دعوت علم ومعرفت کی ہمیشہ سرپرستی کی ہے۔ مسلمانوں کی علمی تاریخ، علم وعلماء سے متعلق پرتشدد کارروائیوں اور عیب گیر واقعات سے خالی ہے۔ یہاں آزادیاں نہیں چھینی جاتیں اور نہ منہ بند کرائے جاتے ہیں۔ نہ ایسے علماء کو دار ورسن پر چڑھایا جاتا ہے اور نہ ہی انہیں قتل کرکے موت کے گھاٹ اتارا جاتا ہے جنہوں نے نئے نظریات یا آلات ایجاد کئے ہوں یا کسی علمی نظریے میں دوسروں سے اختلاف رکھتے ہوں۔

اسلامی تاریخ بے شمار کارناموں اور یادگاروں سے پُر ہے۔ اسلام نے علم کی تعیین کی ہے اور اسے نفع بخش زاویہ عطا کیا ہے۔ مسلمانوں نے مختلف علوم وفنون میں مختلف ادوار میں جو گراں قدر علمی سرمایہ چھوڑا ہے وہ علمی میدان میں ان کی برتری، تفوق وعظمت کا شاہد ہے۔

ہندوستان کے وسیع اطراف میں پھیلے ہوئے یہ دینی مدارس اور جامعات مسلمانوں کی جہود ومساعی، ان کے اخلاص اور ان کی تمناؤں کا پیکر ہیں جن میں سے جماعت اہل حدیث کا مرکزی ادارہ ''جامعہ سلفیہ'' بھی ہے، جو بہترین علمی مقاصد اور انسانیت کے مستقبل کی حفاظت کا ضامن ہے۔

مرکزی دارالعلوم کی تاسیس:

مرکزی دارالعلوم بنارس ملک ہندوستان میں جماعت اہل حدیث کا مرکزی تعلیمی وتربیتی ادارہ اور فکر ودانش کا گہوارہ ہے جو جماعت کے بزرگوں اور مخلصوں کی دیرینہ تمناؤں اور دعاؤں کے بعد اللہ رب العالمین کی مشیت سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اس مرکزی دانش گاہ کی تاسیس جماعت اہل حدیث کی سب سے بڑی تنظیم ''مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند'' کی تحریک پر ہوئی۔

ہوا یہ کہ تقسیم ہند کے بعد مسلمانوں کے سیاسی، سماجی اور دینی حالات یکسر بدل گئے اور اسلامی دعوت کی راہ میں بڑی بڑی رکاوٹیں حائل ہوئیں اور ایسے فتنے اٹھے جو چٹائیوں کے مانند تسلسل لئے ہوئے تھے جن سے ہندوستان میں اسلامی وجود کو خطرہ لاحق ہوگیا۔ اس سخت ترین حالات

کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلامی جماعتیں صف بستہ کھڑی ہو گئیں جن میں جمعیت اہل حدیث کا کردار بہت نمایاں رہا ہے۔جمعیت کے ارباب بصیرت علماء اور مخلص کارکنان نے محسوس کیا کہ دشمنان اسلام کے تباہ کن حملوں کو روکنے کے لئے بارآور اور سب سے موثر طریقہ دینی مدارس کا قیام ہے تاکہ ضروری علوم ومعارف کی خوشہ چینی کرکے اسلام کے مصفی ومجلی عقائد ونظریات سے لیس علماء تیار ہوسکیں اور دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دے کر اسلام کو فروغ دیں۔اس لئے جمعیت اہل حدیث جس کی تاسیس 1906ء میں ہوئی، اپنی سرپرستی میں ایک مرکزی ادارہ کی تاسیس کی جو آج جامعہ سلفیہ کے نام سے موسوم ہے۔

مرکزی دارالعلوم کی تاسیس 11 رجب المرجب 1383ھ مطابق 1963ء بروز جمعہ نہایت تزک واحتشام کے ساتھ ہوئی۔تاسیس کی تقریب میں محترم سعودی سفیر برائے ہند عزت مآب عبداللہ بن یوسف فوزان نے سنگ بنیاد رکھا اور جلالۃ الملک سعود بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔پھر 1385ھ مطابق 1966ء میں علامہ ابن باز رحمہ اللہ کی نیابت کرتے ہوئے علامہ عبدالقادر شیبۃ الحمد نے صحیح بخاری کی پہلی حدیث ’’**إنما الأعمال بالنيات**‘‘ کا بہترین علمی، دینی وتربیتی درس دے کر تعلیمی افتتاح کیا۔ پھر اساتذہ کرام کی خدمات حاصل کرکے باقاعدہ تعلیم وتربیت کا منصوبہ بند آغاز کردیا گیا۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ علامہ ابن باز رحمہ اللہ(جو اس وقت عالم اسلام کی مشہور دانش گاہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے وائس چانسلر تھے) نے یہ مسرت انگیز خبر دی کہ جلالۃ الملک نے جامعہ کے لئے دو استاد دینا بھی منظور کرلیا ہے، جن کی تشریف آوری 1968ء میں ہوئی۔ان دونوں استادوں کے نام یہ ہیں: شیخ صالح العراقی، شیخ ربیع ہادی مدخلی۔

عرب اساتذہ کی آمد سے جامعہ میں عربی ادب کا معیار بلند ہوا اور یہ سلسلہ تعلیمی سال 75-1974 تک جاری رہا۔اللہ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق واعانت سے اور اخلاص وایثار کے پیکر بندوں کے تعاون سے اور بہی خواہان جامعہ کی دعاؤں سے یہ جامعہ برابر ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔اب تک یہ دانش گاہ ہندو بیرون ہند میں مرکزی دارالعلوم کے نام سے جانی جاتی تھی لیکن 29 اگست 1971ء کو مجلس منتظمہ کی ایک نشست میں دفعہ نمبر 5 کے تحت پاس ہوا کہ مرکزی دارالعلوم کے بجائے ’’الجامعۃ السّلفیۃ‘‘ نام رکھا جائے۔اتفاق رائے سے یہ تجویز پاس ہوئی۔

مذکورہ بالا کارروائی کی روشنی میں مرکزی دارالعلوم کے بجائے الجامعۃ السلفیۃ (مرکزی دارالعلوم) کے نام سے موسوم ہوا اور اسی نام سے اس وقت پوری دنیا میں مشہور ہو چکا ہے۔(تاریخ مرکزی دارالعلوم،ص:246)

الحمد للہ جامعہ کی تاسیس سے لے کر آج نصف صدی کا عرصہ گزر گیا۔اس دوران جامعہ نے اپنے بنیادی مقاصد کے حصول اور مختلف ترقیاتی کاموں میں پیش رفت کی ہے۔ علماء، دعاۃ، مصنفین اور محققین کی ٹیمیں یہاں سے برابر نکلتی رہیں۔اعلیٰ تعلیم کے لئے یہاں کے فارغین ملکی یونیورسٹیوں اور بیرون ملک سعودیہ عربیہ اور بلاد عرب کی جامعات میں داخل ہوکر اپنی علمی تشنگی بجھاتے رہے اور اعلیٰ ڈگری سے

سرفراز ہوکر وطن لوٹے اور دین حق کی آبیاری کرتے رہے۔

جامعہ سلفیہ کے اولین ناظم مولانا عبدالوحید صاحب سلفی اور اولین شیخ الجامعہ مولانا عبدالوحید رحمانی رحمہما اللہ تھے۔اس وقت مولانا شاہد جنید صاحب سلفی صدر، اور مولانا عبداللہ سعود صاحب ناظم اعلی کے باوقار عہدہ پر فائز ہیں جبکہ مولانا محمد یونس صاحب مدنی شیخ الجامعہ اور مولانا محمد مستقیم صاحب سلفی نائب شیخ الجامعہ کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

لگے ہاتھ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ جامعہ کے اغراض ومقاصد پر بھی روشنی ڈالی جائے جو درج ذیل ہیں:

۱- شریعت اسلامیہ کے اساسی ودائمی ماخذ کتاب وسنت کی ٹھوس تعلیم۔

۲- قرآن، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث اور اصول حدیث کی معیاری اور اعلیٰ ترین تعلیم کی ساتھ فقہ، اصول فقہ، ادب، علم کلام، عقائد صحیحہ سلفیہ اور دیگر علوم عقلیہ وقدیمہ وجدیدہ نیز ریاضی، تاریخ، سائنس، ہیئت، جغرافیہ، اقتصادیات اور معاشیات کی تعلیم کا انتظام کرنا۔

۳- ایسے ماہرین علوم عالیہ وآلیہ اور ارباب بصیرت علماء تیار کرنا جو قرآن وحدیث اور دین اسلام کی تعبیر وترجمانی سلفی طریق پر کرسکیں اور ان کے اندر عصر حاضر کے الحادی افکار ونظریات کے سمجھنے اور ان کے اطمینان بخش جوابات دینے کی پوری صلاحیت ہو۔

۴- دینی اور اصلاحی لٹریچر کی تصنیف وتالیف اور اس کی نشر واشاعت کے لئے شعبہ تصنیف وتالیف اور پریس کا قیام۔

۵- دینی مدارس قائم کرنا اور قائم شدہ مدارس عربیہ (جماعت اہل حدیث ہند) کا مرکز سے الحاق نیز ان کے معیار تعلیم کو بلند کرنے اور نصابات میں ہم آہنگی اور اتحاد پیدا کرنے کی سعی وکوشش۔

جامعہ کے تعلیمی مراحل اور نصاب:

جامعہ کے تعلیمی مراحل درج ذیل ہیں:

۱- حفظ قرآن کریم، مدت تعلیم: تین سال

۲- ابتدائیہ، مدت تعلیم: چھ سال

۳- متوسطہ، مساوی جونیئر ہائی اسکول مدت تعلیم: تین سال

۴- ثانویہ، مساوی ہائی اسکول، مدت تعلیم: دوسال

۵- عالمیت، مساوی انٹرمیڈیٹ، مدت تعلیم: دوسال

۶- کلیہ، مساوی بی اے، گریجویشن، (فضیلت) مدت تعلیم: تین سال

۷- تخصص (ایم، اے) مدت تعلیم: دوسال

۸- دکتوراہ (پی ایچ ڈی) علمی وتحقیقی مقالہ

کسی بھی جامعہ کا نصاب تعلیم اس کی شناخت ہوتی ہے اور اسے شہرت دوام دیتا ہے۔ جامعہ سلفیہ نے اپنے اولین صدر شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی مبارک پوری رحمہ اللہ (وفات 5 جنوری 1994ء) کی نگرانی میں نصاب تعلیم کے سلسلے میں کافی غور وغوض کے بعد ہندوستان میں موجود تعلیمی اداروں اور مدارس وجامعات کے تجربوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک ایسا متوازن نصاب تعلیم تیار کیا ہے جو عصر حاضر کی ضروریات کو بطریق اکمل پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ نصاب تعلیم کی کمیٹی کے پہلے کنوینر

حضرت مولانا نذیر احمدا ملوی رحمہ اللہ تھے۔ ان کی وفات(30 مئی 1965ء) کے بعد مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی رحمہ اللہ کو ان کا جانشین منتخب کیا گیا۔اس نصاب میں بنیادی مضامین توحید،تفسیر، حدیث، تاریخ اور عربی زبان وادب پر خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ فراغت کے بعد طلبہ کتاب وسنت پر مبنی عقیدہ وعمل کا جیتا جاگتا نمونہ پیش کرنے کے ساتھ ہی عصر حاضر کے فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر طرح سے تیار ہوں اور اپنی سرگرمیوں سے اپنے ملک وملت کی خدمت انجام دے سکیں۔

اس نصاب تعلیم کی افادیت واہمیت اور کامیابی کی بین دلیل یہ ہے کہ یہاں سے فارغ طلبہ جوعرب جامعات میں زیر تعلیم ہیں ان کے امتحان کے نتائج بڑے حوصلہ افزا ہیں بلکہ بسا اوقات انہوں نے پورے جامعہ میں پہلی پوزیشن سے کامیابی حاصل کی ہے۔ اسی طرح بہت سے طلبہ جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد عرب جامعات سے خوشہ چینی کے بعد وہاں کی درس گاہوں اور علمی وتحقیقی مراکز میں خدمات انجام دے چکے ہیں اور دے رہے ہیں ان میں ڈاکٹر جاوید اعظم بنارسی، ڈاکٹر عبدالعلیم بستوی، ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس مدنی، مفتی حرم شریف، شیخ محمد عزیر شمس، ڈاکٹر اختر لقمان، ڈاکٹر محمد اسحاق محمد ابراہیم، شیخ صلاح الدین مقبول، شیخ عبد القدوس محمد نذیر، ڈاکٹر عبدالباری فتح اللہ مدنی، ڈاکٹر عبدالقیوم محمد شفیع، ڈاکٹر عبدالرحمن پریوائی، ڈاکٹر صغیر احمد حنیف، شیخ شہاب اللہ جنگ بہادر مدنی اور شیخ محمد صالح بنارسی جیسے ذی قدر علماء شامل ہیں۔

شعبۂ تدریس:

یہ شعبہ جامعہ سلفیہ کے قیام کی اصل ہے۔ تدریس حدیث، فقہ، تفسیر، تاریخ، عقیدہ، اسرار شریعت، صحافت، مناہج طرق تدریس، سیرت اور علوم عصریہ کے لئے باذوق اساتذہ کرام کو مامور کیا گیا۔ چونکہ جامعہ سلفیہ میں عموماً منتخب طلبہ کو داخل کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس لئے تدریس کو منظم اور مستحکم کرنے پر کافی زور ہے۔طلبہ جامعہ میں حدیث وعلوم حدیث کا ذوق وشوق سب سے زیادہ نمایاں اور فائق ہے۔ نصاب تعلیم میں اصلاحات کی بنیاد پر اب عرب یونیورسٹیوں کے طرز پر علوم وفنون کی تدریس کے ساتھ تخریج حدیث، علم رجال، اقتصاد، اعلام (میڈیا) اور قواعد فقہیہ جیسے جدید مادے بھی تدریسی نصاب میں شامل کئے گئے ہیں جو طلبہ کے لئے بڑے مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ اس وقت جامعہ یہ کوشش کر رہا ہے کہ نصاب تعلیم کو اور موثر کیا جائے اور ہر ایک مادہ کے جزئیات متعین کی جائیں تاکہ طلبہ کے سامنے ہر چیز نمایاں رہے۔اس کے لئے ایک تعلیمی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو نصاب تعلیم میں اصلاحات کی دیکھ ریکھ کرتی رہتی ہے۔ اس کے کنوینر ڈاکٹر عبدالحلیم مدنی حفظہ اللہ ہیں۔

شعبہ ادارۃ البحوث الاسلامیہ:

کسی بھی معاشرہ کے لئے بامقصد اور صالح لٹریچر ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن موجودہ دور کا المیہ یہ بھی ہے کہ غیر صالح اور مخرب اخلاق لٹریچر نے نئی نسل کے اندر زبردست بگاڑ پیدا کر دیا ہے۔ موبائل نے جلتے پر گھی کا کام کیا اور معاشرہ میں فحاشی، بے حیائی، کفر والحاد اور مادہ

پرستی کی حوصلہ افزائی میں درجہ تفوق و امتیاز حاصل کیا۔اس کا سب سے بڑا سبب اسلامی دعوت کی طرف سے بے توجہی اور بامقصد لٹریچر اور کتابوں کا فقدان اور کتاب وسنت کے علوم اور تاریخ اسلام پر کتابوں کی کمی اور مسلمانوں کے اندر بدعت وخرافات کا فروغ ہے۔

اس خلا کو پر کرنے کے لئے جامعہ نے ادارۃ البحوث الاسلامیہ والدعوۃ والارشاد کا شعبہ قائم کیا جس کا اہم مقصد یہ ہے کہ اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کا تعارف کرایا جائے اور دین دشمن افکار ونظریات اور بدعات وخرافات کی بیخ کنی کی جائے۔اس شعبہ سے اہم اہم کتابیں شائع ہوکر مقبول عام ہوچکی ہیں جو اردو، عربی، انگریزی اور ہندی زبانوں میں ہیں۔ یہ مطبوعات عقیدہ، تفسیر، علوم تفسیر، حدیث واصول حدیث، شروح حدیث، دفاع سنت اور سلفیت، سیرت نبوی، تاریخ، اردو ادب، عربی ادب، ہندوستان میں سلفی افکار کی تاریخ واثرات، اسلامی تربیت، ثقافت وتمدن، فرق ومذاہب، قواعد وبلاغت، عروض وقوافی اور منطق وفلسفہ جیسے موضوعات پر مشتمل ہیں۔

چند سالوں سے اہم اہم کتابیں منظر عام پر آئی ہیں جو درج ذیل ہیں:

مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح:

اب تک متفرق جلدوں میں شائع ہوتی رہی ہے۔ تمام جلدیں بیک وقت شائع ہونے سے تشنہ رہیں۔ الحمدللہ 2018ء میں مرعاۃ کی مکمل نو جلدیں شائع ہوکر داد تحسین حاصل کررہی ہیں۔

جماعت اہل حدیث ہند اوران کی تصنیفی خدمات:

دو جلدوں میں نہایت آب وتاب کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ پہلے ایک جلد میں شائع ہوئی تھی جو صرف علمائے اہل حدیث کی تصانیف کے تعارف پر مشتمل تھی، مصنف کتاب مولانا محمد مستقیم صاحب سلفی حفظہ اللہ نے بعد میں مصنفین کا سوانحی خاکہ بھی شامل کردیا ہے جس سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے۔دونوں کتابیں دیدہ زیب سرورق کے ساتھ مطبوع ہیں۔

قرآن مجید کا ہندی ترجمہ اور انسائیکلو پیڈیا:

یہ ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی حفظہ اللہ کی تصنیف ہے۔ چھوٹی سائز میں طبع کراکر دونوں کا مجموعہ بنا کر شائع کیا گیا۔

اور اس سال صحیح بخاری وصحیح مسلم کو جامعہ کے جدید نصاب کے مطابق تین جلدوں میں شائع کیا گیا۔ان کے علاوہ درسی کتب کو دوبارہ طبع کیا جا رہا ہے جو طویل مدتی پروجیکٹ ہے۔ اللہ تعالی اسے بحسن وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

شعبۂ دعوت وتبلیغ:

یہ ادارۃ البحوث الاسلامیہ کا ایک ذیلی شعبہ ہے جو جامعہ کے افتتاحی سال سے ہی مستعد رہا ہے اور دعوت وتبلیغ کی خدمات کو بہ طریق احسن انجام دے رہا ہے۔شہر بنارس اور اکناف واطراف کی بعض مساجد میں اساتذہ جامعہ ہی خطبہ دیتے ہیں اور مقامی اجلاس میں شریک رہتے ہیں نیز ہفتہ واری پروگراموں میں شرکت سے اس شعبہ کو مزید فعال بنائے ہوئے ہیں۔

مقامی اجلاس کے علاوہ ملک کے گوشے گوشے سے بڑی بڑی کانفرنسوں، اجتماعات اور علمی سمیناروں میں جامعہ

کی خصوصی نمائندگی کے لئے دعوت نامے آتے رہتے ہیں جن میں شرکت کے لئے منتخب اساتذہ کرام کو بھیجا جاتا ہے۔

اندرون ملک کی ان کانفرنسوں اور علمی اجتماعات میں دعوت وتبلیغ یا مقالات کی خواندگی کے لئے بھی اساتذہ جامعہ اپنی خدمات انجام دیتے ہیں۔ اس شعبہ سے جامعہ کو اپنی خدمات وسیع کرنے میں اور کتاب وسنت کی اشاعت میں کافی مدد ملی ہے۔

شعبۂ افتاء:

جامعہ سلفیہ کے تعلیمی افتتاح کے بعد 16 فروری 1969ء میں شعبہ افتاء کا قیام عمل میں آیا اور مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی رحمہ اللہ کو افتاء کے فرائض کی انجام دہی پر مامور کیا گیا۔

مستفتیان کی طرف سے آنے والے سوالات اعتقادات وعبادات، نکاح ومعاملات، تجارت وبیع وشراء اور رضاعت ووراثت جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ سوالات پر جوابات بروقت دینے کی سعی کی جاتی ہے۔ جوابات کتاب وسنت، آثار واقوال سلف سے مزین ہوتے ہیں۔ جامعہ نے فتاوی کے نقول کو بہ حفاظت رکھنے کا اہتمام کیا ہے جو چالیس سے زائد رجسٹروں پر محیط ہیں۔ جامعہ نے ان کی تبویب وفنون بندی کا کام شروع کیا اور ان فتاوی کی تحقیق وترتیب کا کام خاکسار احقر العباد ڈاکٹر محمد اسلم مبارک پوری حسب فرصت کررہا ہے۔

اللہ تعالی اس عظیم علمی سرمایہ کو کتابی شکل میں جلد منظر عام پر لانے کی توفیق دے۔ اس وقت اس شعبہ کے ہیڈ مولانا علی حسین صاحب سلفی حفظہ اللہ ہیں۔

دارالقضاء:

جامعہ نے حالات وظروف کو دیکھتے ہوئے اس سال (2019) دارالقضاء قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے لئے چند اساتذہ کرام کام کررہے ہیں اور اس کے اصول وضوابط طے ہو جانے کے بعد باضابطہ کام شروع کیا جائے گا، ان شاءاللہ۔

شعبۂ صحافت:

جامعہ سلفیہ کی صحافتی خدمات کا خاکہ کافی وسیع ہے۔ اساتذہ کے ساتھ طلبہ بھی شعبۂ صحافت سے جڑے ہوئے ہیں۔ منہج سلف اور دعوت الی اللہ کی ترویج واشاعت میں یہ شعبہ بڑا ممد ومعاون ہے۔ جامعہ میں آغاز ہی سے دو مجلّات شائع ہوتے رہے ہیں۔ اردو میں سہ ماہی مجلہ ''صوت الجامعۃ'' کے نام سے شروع ہوا تھا جس کے پہلے مدیر مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی رحمہ اللہ تھے۔ یہ 1973ء سے 1976ء تک شائع ہوکر علمی حلقوں میں مقبول ہوا۔ پھر 1982ء سے ماہنامہ محدث کے نام سے شائع ہوتا رہا جو آج تک -سال وچند ماہ کے انقطاع کے ساتھ- جاری رہا جس کے پہلے مدیر مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ تھے۔ بعدہ ادارت کی ذمہ داری مولانا عبدالوہاب حجازی حفظہ اللہ کے کندھوں پر آئی۔ جامعہ سے مستعفی ہونے کے بعد یہ خدمت مولانا ابوالقاسم فاروقی صاحب کے حصہ میں جلوہ فگن ہوئی۔ مولانا فاروقی صاحب کی تدریس سے سبکدوشی کے بعد خاکسار (ڈاکٹر محمد اسلم مبارک پوری) ادارت کی ذمہ داری نبھا رہا ہے۔ اس طویل مدت میں مجلہ محدث کے چند مخصوص دستاویزی شمارے شائع ہوئے ہیں اور آئندہ بھی

شائع کرنے کی کوشش جاری رہے گی۔

دوسرا مجلہ صوت الامہ ہے جو عربی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ شروع میں صوت الجامعہ کے نام سے نکلتا تھا۔ 1976ء میں مجلہ الجامعہ السّلفیہ کے نام سے شائع ہونا شروع ہوا پھر 1986ء میں نشرۃ الجامعہ کے نام سے شائع ہوا اور 1988ء سے تاحال صوت الامہ کے نام سے جاری ہے۔ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری رحمہ اللہ اس کے پہلے مدیر ہوا کرتے تھے۔ اب یہ ذمہ داری حافظ اسعد اعظمی صاحب انجام دے رہے ہیں۔

دونوں مجلوں نے ہندو بیرون ہند میں سلفی پہچان بنائی اور کتاب وسنت کی اشاعت میں اہم رول ادا کیا۔ وقتاً فوقتاً اس کے بھی خصوصی نمبرات شائع ہوتے رہے۔

جامعہ نے جہاں ان دونوں مجلوں کی طرف توجہ کی ہے وہیں آغاز سے ہی طلبہ کے لئے صحافت کو بھی اہمیت دی ہے اور باقاعدہ نصاب تعلیم میں ایک مادہ کی حیثیت دی گئی ہے۔ طلبہ جامعہ کا علمی آرگن مجلہ ''المنار'' ندوۃ الطلبہ کی سرگرمیوں کا ایک حصہ رہا ہے۔ ہر سال اس مجلہ کے ذریعہ اپنی صحافتی وعلمی سرگرمیوں کا تعارف پیش کرتے ہیں۔ اس کے مضامین ان کے افکار ورجحانات کے عکاس ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ پندرہ روزہ حائطیہ بزبان اردو، اور ماہنامہ حائطیہ بزبان عربی، ہندی وانگلش منظر عام پر آتا ہے جس میں طلبہ اپنی قلم کارانہ صلاحیتوں کی طبع آزمائی کرتے ہیں۔

مرکزی لائبریری:

تعلیم گاہوں میں لائبریری کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ جامعہ سلفیہ نے اس پر آغاز ہی سے توجہ مبذول کی ہے۔ الحمد للہ جامعہ کی مرکزی لائبریری ایک امتیازی شان وشوکت کی حامل ہے اور جدید آلات سے مزین ہے۔ اس کی تعمیر نہایت دل کش اور تین منزلہ ہے۔ دوسری منزل پر ریسرچ کے لئے ایک الگ زاویہ قائم ہے۔ اس لائبریری میں مختلف موضوعات پر 62 ہزار سے زائد کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ نیز موسوعات (انسائیکلو پیڈیا) متعدد زبانوں کی معاجم اور لغات موجود ہیں۔ طلبہ لائبریری میں بیٹھ کر ان کتابوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ مقالہ نگاری اور ریسرچ کے لئے طلبہ کو بہتر سہولت میسر ہے۔

نیز لائبریری کے اندر کمپیوٹر سیکشن میں ایسے پروگرامز مہیا ہیں جن سے طالبان علوم شریعت کسی موضوع یا حوالہ جات کو آسانی سے تلاش کر سکتے ہیں۔ جامعہ کی لائبریری کا کیٹ لاگ کمپیوٹرائزڈ ہے۔

اس لائبریری میں جرائد واخبار کا بھی شعبہ ہے جہاں سو سے زائد مختلف زبان کے روزنامے اور جرائد آتے ہیں۔ مرکزی لائبریری کھلنے کا ٹائم صبح ساڑھے آٹھ بجے سے تا نماز ظہر، پھر بعد نماز عصر تا ۱۱ بجے شب ہے۔ فی الحال لائبریری کے نگراں حافظ محفوظ الرحمن صاحب سلفی اور معاون ظل الرحمٰن فائق بندوی ہیں۔

قاعۃ المحاضرات (سیمینار ہال):

جامعہ سلفیہ ایک تعلیمی اور تربیتی گہوارہ ہے۔ طلبہ کے ذوق ووجدان کے مطابق یہاں تعلیم اور اصلاح وتربیت کے لئے اکثر پروگرام ہوتے رہتے ہیں۔ کانفرنسیں اور ندوات کے علاوہ سماجی اور رفاہی پروگرامز جامعہ کی جہود کا

ایک حصہ ہیں جن کے انعقاد کے لئے خوش نما اور خوب صورت قاعۃ المحاضرات جدید سہولیات سے مزین ہے۔اس میں بیک وقت پانچ سو افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔اس کا افتتاح سعودی عربیہ کے سفیر محترم برائے ہند عالی جناب عبدالرحمٰن العوہلی حفظہ اللہ کے ہاتھوں انجام پایا۔

شعبۂ امتحانات:

یہ جامعہ کا بہت اہم شعبہ ہے۔اسی پر طلبہ کی ترقی منحصر ہے۔امتحان کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم گاہے گاہے صحابہ کرام کی معلومات کا امتحان لیا کرتے تھے۔ امتحان سے طالب علم کی صلاحیت اور تدبرانہ لیاقت کا اندازہ ہوتا ہے۔تعلیمی سال میں ششماہی اور سالانہ دو امتحان ہوتے ہیں۔عالمیت سال آخر اور کلیہ سال آخر میں سالانہ امتحان سے ایک ماہ پہلے مقالہ جمع کرنا ضروری ہوتا ہے جو ایک مضمون (سبجیکٹ) کی حیثیت رکھتا ہے۔بصورت دیگر طالب علم امتحان میں شریک نہ ہو سکے گا۔شعبہ امتحانات کے نگراں مولانا سعید میسور صاحب مدنی حفظہ اللہ ہیں۔ان ہی کی نگرانی میں جامعہ میں داخلہ وامتحانات اور طلبہ کے جملہ دفتری کام انجام پاتے ہیں۔جن میں فی الوقت تین نفر مرحلہ کے حساب سے کام کو تقسیم کرکے جملہ فرائض انجام دیتے ہیں۔ مارکشیٹ ، شہادات ودیگر کاغذات کو کافی تدقیق کے بعد ایشو کیا جاتا ہے اور جامعہ کے طلبہ کا پورا ریکارڈ کمپیوٹر میں ہے اور کوشش ہے کہ مستقبل قریب میں جملہ کام On line کے ذریعہ ہی کئے جائیں اور جو بہت سی جگہیں فائل وغیرہ سے بھر جاتی ہیں ٹیکنک کا استعمال کرکے Digitilize کر دیا جائے۔

ادارۃ شوون الطلاب:

اس شعبہ کی نگرانی میں جامعہ میں داخلہ وامتحانات اور طلبہ کے جملہ دفتری کام انجام پاتے ہیں جن میں فی الوقت تین نفر مرحلہ کے حساب سے کام کو تقسیم کرکے جملہ فرائض انجام دیتے ہیں۔ مارک شیٹ، شہادات ودیگر کاغذات کو کافی تدقیق کے بعد ایشو کیا جاتا ہے اور جامعہ کے طلبہ کا پورا ریکارڈ کمپیوٹر میں ہے اور کوشش ہے کہ مستقبل قریب میں جملہ کام آن لائن و کمپیوٹر کے ذریعہ تیار رکھے جائیں اور جو بہت سی جگہیں فائل وغیرہ سے بھر جاتی ہیں ٹکنک کا استعمال کرکے ڈیجیٹیلائز کر دیا جائے۔

جامعہ کی اسناد کی منظوری:

جامعہ کے تعلیمی معیار کی وجہ سے ہندوستان وبلاد عربیہ کے مشہور اداروں اور یونیورسٹیوں نے اس کی اسناد کو منظور کیا ہے۔مملکت سعودی عربیہ کی ام القری یونیورسٹی، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، کنگ سعود یونیورسٹی (ریاض) محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی (ریاض) قطر شریعت کالج اور شارجہ یونیورسٹی وغیرہ جیسے مشہور ومعروف اداروں میں جامعہ کی ڈگری سے طلبہ کو داخلہ ملتا ہے۔

بیرون ملک کے علاوہ ہندوستان کی اہم یونیورسٹیوں نے بھی جامعہ کی اسناد کو منظوری دی ہے۔مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، جواہر لال نہرو یونیورسٹی نئی دہلی، حکیم اجمل خاں طبیہ کالج علی گڑھ اور لکھنؤ یونیورسٹی میں جامعہ کے فارغین طلبہ زیر تعلیم ہیں اور پورے انہماک وتوجہ سے پڑھتے ہیں اور جامعہ کی نیک نامی اور شہرت میں اپنا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔جامعہ کے طلبہ کے مستقبل کا

خیال کرتے ہوئے منتظمین جامعہ نے المنار بوائز اسکول میں فاصلاتی کورس کا سنٹر قائم کیا ہے جس میں خواہش مند طلبہ جامعہ میں قیام وتعلیم کے دوران داخلہ لے کر مزید ترقی کی راہ ہموار کر سکتے ہیں۔

مدرسہ زید بن ثابت لتحفیظ القرآن الکریم:

آسمانی کتابوں میں قرآن کریم سب سے اہم اور آخری کتاب ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ قرآن ایک عظیم ابدی ولافانی کتاب ہے جو رشد وہدایت، فکر ونظر اور علم وتحقیق ہر اعتبار سے تمام ادوار میں دانشوران عالم اور طالبان حق کے لئے مرکز توجہ رہی ہے۔ یہ کتاب لوگوں کے لئے شفاء اور منبع ہدایت ہے۔ اس کا پڑھنا پڑھانا باعث خیر وبرکت ہے۔ حدیث میں ہے: **خیرکم من تعلم القرآن وعلمه** تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔ اس اہمیت کے پیش نظر جامعہ نے 'زید بن ثابت لتحفیظ القرآن الکریم' قائم کیا تاکہ نونہالان ملت اسلامیہ قرآن کو اپنے سینوں میں محفوظ کر کے دارین کی برکت وفلاح سے بہرہ ور ہوں۔ فی الحال اس شعبہ میں چار حفاظ کرام تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مدرسہ زید بن ثابت لتحفیظ القرآن الکریم کی افتتاحی تقریب 15 مارچ 2013ء کو امام حرم ڈاکٹر فیصل غزاوی حفظہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ محترم المقام امام حرم حفظہ اللہ نے مدرسہ کے طلباء کو قرآن کریم کا درس دے کر اور ان کی قراءت کو سن کر باضابطہ افتتاح فرمایا۔ اسی بلڈنگ میں متوسطہ اور ثانویہ کا کلاس چلتا ہے۔ عالمیت اور کلیات کے طلبہ کی کلاسیں جامعہ سلفیہ کے کیمپس میں چلتی ہیں۔ جگہ کی تنگی کے باعث تحفیظ القرآن کا کلاس مسجد حافظ ظہور (پارک والی) میں منتقل کر دیا گیا۔

امہات المومنین گرلس انٹر کالج:

جس طرح بچوں کی تعلیم ضروری ہے اسی طرح بنات (لڑکیوں) کی تعلیم بھی ضروری ہے، بلکہ ان کی تعلیم بچوں سے زیادہ اہم ہے کیوں کہ ان کی تعلیم سے ایک پورا معاشرہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ انہیں کے ناتواں دوش پر بچوں کی تعلیم وتربیت کا انحصار ہوتا ہے۔ اگر یہ مہذب اور تعلیم یافتہ ہیں تو ان کی نگرانی اور سرپرستی میں پرورش پانے والا بچہ مہذب اور تعلیم یافتہ ہوگا۔ انہیں اغراض ومقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے جامعہ نے امہات المومنین گرلس کالج کی استھاپنا کی۔ اس کلیہ میں انٹر تک کی تعلیم کا معقول اور بہترین بندوبست ہے جس میں دینی علوم کے ساتھ عصری علوم کی تعلیم ہوتی ہے۔ منتظمین جامعہ نے اسے حکومتی اداروں سے ملحق کرا دیا ہے۔ بنارس اور اطراف بنارس میں اس کالج کی شہرت اور حسن انتظام نے اسے بہترین کالجوں کی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ فی الحال اس کے نگراں مولانا احسن جمیل عبدالبصیر مدنی ہیں۔

اس کالج کی بنیاد 1992ء میں ہوئی۔ تعلیمی افتتاح 6 اگست 1994ء میں عالی جناب موتی لال وورا (سابق گورنر اتر پردیش) کے ہاتھوں انجام پایا۔

المنار بوائز اسکول:

بچے مستقبل کے معمار ہیں۔ ان کی تعلیم وتربیت اور ترقی قوم وملت کی ترقی ہے۔ ان کو عصری علوم وفنون سے مزین کرنے کے لئے جامعہ نے اپریل 2004ء میں المنار

بوائز اسکول کی بنیاد ڈالی۔ یہ دینی علوم کے ساتھ عصری علوم وفنون کا سنگم ہے۔ المنار بوائز اسکول میں بچوں کی تعلیم وتربیت پر کڑی نگاہ رکھی جاتی ہے۔ منتظمین جامعہ اس کو ترقی دینے اور اس کے معیار کو بلند کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں تاکہ یہاں سے پڑھ کر فارغ ہونے والے طلبہ ہندوستان کی مشہور یونیورسٹیوں اور کالجوں میں اپنی تعلیم کو آگے بڑھا سکیں۔

شعبۂ کمپیوٹر:

کمپیوٹر اور جدید ٹیکنالوجی سے طلبہ کو روشناس کرانے کے لئے جامعہ نے اس سمت بھی اپنا قدم بڑھایا ہے۔ فی زماننا کمپیوٹر اور ٹیکنالوجی کے بغیر انسان کی زندگی ادھوری معلوم ہوتی ہے۔ سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر کے جملہ امور اسی سے مربوط کردیئے گئے ہیں۔ بنابریں جامعہ نے طلبہ کو کمپیوٹر اور جدید ٹیکنالوجی کے ہنر سے متعارف کرانے کے لئے ایک مستقل شعبہ قائم کیا ہے، جہاں وہ کمپیوٹر سیکھ کر حکومت ہند کی سرٹیفکیٹ حاصل کرتے ہیں۔

لجنہ الحاق مدارس:

الحمد للہ، جامعہ نے امتداد زمانہ کے ساتھ ہر میدان میں پیش رفت کی ہے جس کی وجہ سے اس کا شمار معیاری مدارس میں ہوتا ہے۔ جامعہ کی روز افزوں ترقی اور اس کی سمعت وشہرت کو دیکھتے ہوئے ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے بہت سے مدارس نے جامعہ سے الحاق کو اپنی تعلیمی ترقی کا زینہ قرار دیا ہے۔ اس کے لئے جامعہ نے ایک مستقل شعبہ قائم کیا ہے جو جامعہ سے ملحق مدارس وجامعات کی نگرانی کرتا ہے اور تعلیم وتربیت کے میدان میں ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ فی الحال 29 مدارس جامعہ سے ملحق ہوکر اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

واضح رہے کہ ہر سال جامعہ ملحقہ مدارس کے ذمہ داران سے گفت وشنید کے لئے نشست کا اہتمام کرتی ہے اور ان کے مسائل کو حل کرتی ہے اور نصاب تعلیم کو مفید تر بنانے کے لئے ان کے مفید مشوروں پر عمل کرتی ہے۔ یہ شعبہ مولانا عبدالکبیر صاحب مدنی مبارک پوری حفظہ اللہ کی نگرانی اور اشراف میں کامیابی اور ترقی کی طرف رواں دواں ہے۔

مکتبہ سلفیہ اور قسم التوزیع:

پچھلے صفحات میں مذکور ہو چکا ہے کہ تاسیس جامعہ کے بعد سے اب تک چار سو سے زائد کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں اور اہل علم سے داد تحسین حاصل کر رہی ہیں۔ ان کتابوں کی مارکٹنگ کے لئے مکتبہ سلفیہ کا قیام عمل میں آیا، جہاں رمزی اور معمولی منافع کے ساتھ فروخت کی جاتی ہیں۔ اس تجارتی مکتبہ سے طلبہ واساتذہ کے علاوہ عوام الناس بھی مستفید ہوتے ہیں۔ اس مکتبہ میں جامعہ کی مطبوعات کے علاوہ دیگر اشاعتی اداروں اور مکتبات کی کتابیں دستیاب ہیں۔

علاوہ ازیں جامعہ میں قسم التوزیع کا بھی ایک شعبہ ہے جہاں سے دینی اور ثقافتی کتابوں کی توزیع اور تقسیم بلا قیمت ہوتی ہے اور عام لوگوں کے ساتھ ان لوگوں کو بطور ہدیہ پیش کی جاتی ہیں جو تصنیف وتالیف کا ذوق رکھتے ہیں یا کسی جامعات میں تدریسی خدمات انجام دیتے ہیں۔

رابطۃ الجامعات الاسلامیہ اور مذکرۃ التفاہم:

جامعہ اپنے قیام ہی سے ہندوستان کے تعلیمی اداروں اور عرب ممالک کے جامعات اور اسلامی تنظیموں کے درمیان پائے دار روابط کا متمنی تھا۔ الحمدللہ اس میدان میں بڑی حد تک کامیابی سے ہم کنار بھی ہوا۔ اسی کی ایک کڑی رابطۃ الجامعات الاسلامیہ ہے جس نے جامعہ کو اپنی سلک مروارید میں منسلک کیا ہے۔ رابطۃ الجامعات الاسلامیہ کا ہیڈ دفتر مصر کی راجدھانی قاہرہ میں ہے۔ اس کے علاوہ جامعہ سلفیہ کا جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے ایک گہرا ربط ہے۔ یہ جامعہ، جامعہ سلفیہ کے کارناموں اور منصوبوں سے گہری واقفیت رکھتا ہے۔ الحمدللہ، گزشتہ سال جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور جامعہ سلفیہ کے مابین ''مذکرۃ التفاھم'' کی کارروائی مکمل ہوئی جس سے دونوں جامعات کے درمیان تعلیمی، اکیڈمی، محاضرات، ندوات، بحوث علمیہ، مخطوطات، دورات شرعیہ وتدریبیہ، اساتذہ ونصاب تعلیم وغیرہ کا تبادلہ آسان ہو جائے گا۔ اللہ تعالی اس میں دوام واستحکام عطا فرمائے اور دونوں جامعات کو ترقی سے بہرور کرے اور حاسدین کے حسد سے بچائے۔

مرکزی افتاء کمیٹی:

مرکزی فتوی کمیٹی کا قیام 10 ذی قعدہ 1435ھ مطابق 6 ستمبر 2014ء بروز سنیچر ہوا۔ اس کے قیام کا اصل مقصد یہ ہے کہ عصر حاضر میں کتاب وسنت کی روشنی میں عوام الناس کی صحیح رہنمائی کے ساتھ فن افتاء کے میدان میں صادر ہونے والے متضاد اور مختلف النوع آراء وافکار کا سد باب ہو سکے جو ذہنی انتشار کو فروغ دینے کے ساتھ امت کے اتحاد واجتماعیت کو سبوتاژ کر رہے ہیں، اس لئے یہ کمیٹی بحث ومناقشہ اور تمحیص کے بعد ایک متفقہ فتوی صادر کرے۔ اس شعبہ کا نام **المجلس الأعلى للإفتاء والبحوث الإسلامية بالهند** ہے، یعنی مجلس اعلیٰ برائے افتاء وتحقیقات اسلامی ہند۔

برنامج اتقان:

زبان وبیان میں برجستگی ایسا فن ہے جو عقل وخرد کو مبہوت اور آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔ یہ ایک ایسا لعل وگہر ہے جس سے ہر موڑ پر زندگی کی آرائش کی جاسکتی ہے۔ نطق وبیان میں سلاست وروانی ایک ایسا ملکہ ہے جس سے کم علم والا بھی اپنی بات کو تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اسی طلاقت لسانی اور حاضر جوابی وبرجستگی کے فقدان سے انسان بحر العلوم ہونے کے باوجود اپنے ضمیر کی آواز دوسروں تک منظم طریقے سے پہنچانے کی طاقت نہیں پاتا ہے اور ما فی الضمیر کو ادا کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے۔ اسی لسانی وزبانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے برنامج اتقان قائم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس برنامج کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ معلومات میں اضافہ اور نکھار پیدا کیا جائے اور اس شعور وآگہی سے واقف کرایا جائے جو درسی معلومات سے خارج رہ جاتی ہیں۔

نشست ہر پندرہ دن پر بعد نماز عشاء اساتذہ کرام کی نگرانی میں منعقد ہوتی ہے اور حسب ضرورت باہر کے ماہرین فن وتجربہ کار اسکالر کو بھی دعوت دی جاتی ہے۔ جس میں برجستہ تقاریر، مکالمے، مقالے اور مناظرے وغیرہ پروگرام کا اہتمام کیا جاتا ہے اور پوری کوشش کی جاتی ہے کہ عناوین عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ہوں۔ ہر مجلس

کے اختتام پر صدارتی خطاب ہوتا ہے جس میں اس برنامج کی ترقی کے لئے مفید مشوروں نیز اثنائے مجلس پائی جانے والی خامیوں سے متنبہ کرایا جاتا ہے۔الحمدللہ یہ برنامج اپنے مقصد میں کامیاب وکامران ہے اور لسانی ترقی میں مفید ثابت ہورہا ہے۔

واضح رہے کہ تعلیمی سال 2019 کے آغاز میں 'لجنۃ الثقافۃ کے نام کو وسعت دیتے ہوئے ''برنامج اتقان لتنمیۃ المہارات العلمیۃ والثقافیۃ'' رکھا گیا ہے۔اس کی سرگرمیوں کا دائرہ سابقہ لجنہ کے مقابلہ میں وسیع تر ہے اور اس میں ان تمام نشاطات کو شامل کرنے کا منصوبہ ہے جو اب تک اس کے محدود دائرہ سے خارج رہی ہیں۔اس کے نگراں ڈاکٹر عبدا لصبور مدنی حفظہ اللہ ہیں۔

شعبۂ خطابت:

خطابت کی اثر انگیزی سے کسی کو انکار نہیں۔حدیث شریف میں ہے (**إن من البيان لسحرا**) بعض بیان اپنے اثر کے حساب سے سحر آفرین ہوتا ہے۔یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ خوش الحانی اور زور بیانی سے ہمیشہ لوگوں کے دل ودماغ اور اذہان وقلوب کو موہ لیا جاتا رہا ہے۔یہ وہ فن ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے ضمیر کی آواز کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچا سکتا ہے۔اس اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ندوۃ الطلبہ کی جانب سے ایک مستقل شعبہ بنام ''شعبہ خطابت'' قائم کیا گیا جس کے زیر نگرانی ہر ہفتہ عربی واردو زبان میں طلبہ اپنی تقریری استعدادات اور صلاحتیت میں جلا پیدا کرتے ہیں۔ہر طالب علم کو سال میں چار چار تقریریں کرنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے اور حسب تقریر نمبرات دیئے جاتے ہیں جن کا شمار ایک مادہ کی حیثیت سے ہوتا ہے۔اساتذہ کرام صدارت کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور انجمن کے اختتام پر دوران تقریر پائی جانے والی خامیوں اور غلطیوں کی اصلاح کرکے مستقبل کے لئے نفع بخش نصیحتوں سے نوازتے ہیں اور ہر سال تعلیمی سال کے اختتام پر سالانہ تقریری انعامی مظاہرہ ہوتا ہے جس میں طلبہ اپنے ذوق کے مطابق حصہ لیتے ہیں۔پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو گراں قدر انعام سے نوازا جاتا ہے اور دیگر شرکاء کو تشجیعی انعام سے حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

دارالکتب والاخبار:

کسی بھی علم وفن میں مہارت حاصل کرنے کے لئے نصابی اور درسی کتب کے علاوہ مختلف علوم وفنون کی کتابوں کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ندوۃ الطلبہ نے دارالکتب والاخبار کے نام سے ایک لائبریری قائم کی ہے جہاں مختلف علوم وفنون کی سات ہزار سے زائد کتابیں ہیں۔یہ لائبریری گزشتہ سال 2018ء سے صبح آٹھ بجے سے نماز ظہر پھر بعد نماز عشاء تا گیارہ بجے شب کھلی رہتی ہے۔یوم جمعرات کو عشاء بعد اور جمعہ کو پورے دن بند رہتی ہے۔

دارالکتب کا ایک حصہ دارالاخبار پر مشتمل ہے۔رسائل وجرائد سے ملکی واقعات وحادثات سے واقفیت، عالمی واردات واطلاعات سے آگہی ہوتی ہے۔قومی وملی خبروں کی معرفت، دینی ودنیاوی علوم کی جانکاری میں اخبارات کا بہت اہم کردار رہا ہے۔دارالاخبار میں ملکی وغیر ملکی، اردو، ہندی، عربی، انگریزی اور بنگالی وغیرہ زبانوں میں ساٹھ سے زائد مجلّات اور میگزین آتے ہیں جن سے

طلبہ کو استفادہ کی کھلی آزادی رہتی ہے۔

مسابقہ حفظ حدیث:

جامعہ سلفیہ نے طلبہ کے اندر علمی ذوق پیدا کرنے، ان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لئے اور اسلام کے مصدر ثانی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینوں میں محفوظ کرنے کے لئے انعامی مسابقہ کا اہتمام کرتا ہے۔ 2018ء میں حفظ حدیث کا پہلا انعامی مقابلہ نہایت کامیاب رہا۔ جامعہ کا ہر طالب علم اس مسابقہ میں شرکت کا مجاز ہے۔ مسابقہ تحریری ہوتا ہے اور پہلی پوزیشن سے لے کر پانچویں پوزیشن تک کے مقررہ انعام کی حصول یابی کے لئے امتحان میں کم از کم سو میں 75 نمبر لانا ضروری ہے۔ سال گزشتہ مقدسی کی کتاب عمدۃ الاحکام مقرر کی گئی تھی۔ الحمد للہ، اس سال بھی مسابقہ حدیث کا اعلان کیا جا چکا ہے اور ان شاء اللہ ہر سال حفظ حدیث کے مسابقہ کا اہتمام کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ جامعہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جامعہ اور اس کے تمام شعبوں کو اوج کمال تک پہنچائے اور ان کی جہود و مساعی اور سرگرمیوں کو دوام بخشے تاکہ ہمارے اسلاف کرام کا حسین خواب احسن طریقے سے شرمندہ تعبیر ہوتا رہے۔

●●●

پیغام

مذہب اسلام عالم گیر مذہب ہے جو امن و شانتی کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام کا مطلب ہی امن و سلامتی ہے۔ لہٰذا دنیا کو امن و سلامتی صرف اسلام سے ملے گی۔

مولانا ظفر الحسن مدنی حفظہ اللہ

اسلام تمام انسانیت کی بھلائی کا کام کرنے اور ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹنے کا پیغام دیتا ہے۔ میں جامعہ سلفیہ کے اس پروگرام کے ذریعہ یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ لوگ اسلامی تعلیمات کو سمجھیں اور اس کے مطابق زندگی گزاریں تاکہ معاشرہ میں امن و امان قائم ہو اور دہشت گردی جیسی لعنت کا خاتمہ ہو۔

ڈاکٹر امان اللہ محمد اسماعیل مدنی حفظہ اللہ

دوسرادوروزہ اجتماع ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس

کی تیاریاں وسرگرمیاں ماقبل پروگرام

محترم ناظم اعلی فضیلۃ الشیخ عبداللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ کی دیرینہ خواہش اورمنصوبہ تھا کہ جامعہ میں ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس کا اجتماع منعقد ہو، تاکہ جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس کی تعمیر وترقی پر فارغین جامعہ سے تبادلۂ خیال کیا جاسکے اور تعلیمی وتربیتی اعتبار سے جامعہ کو مزید منظم ومستحکم کرنے کے لیے ان کے تجربات ومشاہدات سے استفادہ کیا جاسکے۔

محترم ناظم اعلی فضیلۃ الشیخ عبداللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ اپنی اس خواہش اورمنصوبہ کا ذکر کئی سالوں سے میٹنگوں، عام نشستوں اورمختلف شخصیات سے کرتے چلے آرہے تھے کہ جامعہ کے ذمہ داران، اساتذہ اور بعض ابنائے جامعہ کے مشورے اوراتفاق رائے سے ۲۸-۲۹/ نومبر ۲۰۱۸ء میں ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس کا دوروزہ پروگرام منعقد کرنے کا حتمی فیصلہ کیا اور راقم الحروف (ابوصالح دل محمد سلفی) کو ۲۵/جولائی ۲۰۱۸ء بروز بدھ دعوت نامہ تیار کرنے، ابناء کو دعوت نامہ بھیجنے نیز اس سلسلہ میں اساتذہ کرام سے میٹنگ کرنے کی ہدایت فرمائی اور تاکید کی کہ پروگرام سے متعلق کوئی کام میٹنگ اور اساتذہ کرام کے مشورہ کے بغیر نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ ۲۷/ جولائی ۲۰۱۸ء سے ۲۷/ نومبر ۲۰۱۸ تک پچیس سے زائد میٹنگیں ہوئیں۔

کمیٹی کی تشکیل:

ابنائے قدیم کے پروگرام کو کامیاب بنانے اوراس کی کارروائیوں کو منصوبہ بند اورمنظم طور پر انجام دینے کے لیے ایک کمیٹی کی ضرورت محسوس کی گئی جس کو اساتذہ کرام کے ساتھ میٹنگ کرنے کے بعد تشکیل دی گئی، جوحسب ذیل ہے:

مشرف اعلی: محترم ناظم اعلی فضیلۃ الشیخ عبداللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ

صدر: فضیلۃ الشیخ محمد مستقیم صاحب سلفی حفظہ اللہ

نائب صدر: فضیلۃ الشیخ محمد یونس صاحب سلفی حفظہ اللہ

سکریٹری (کنوینر): فضیلۃ الشیخ ابوصالح دل محمد صاحب سلفی حفظہ اللہ

نائب سکریٹری: فضیلۃ الشیخ محمد یوسف صاحب مدنی وفضیلۃ الشیخ عبداللہ زبیر صاحب سلفی حفظہما اللہ

خازن: فضیلۃ الشیخ معین الدین صاحب سلفی حفظہ اللہ

ابناء کے نام دعوت نامے:

ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس کو دعوت نامہ ارسال کرنے کے تعلق سے باضابطہ چار میٹنگیں کی گئیں اور ملک وبیرون مقیم فارغین جامعہ کے نام وپتہ کی فہرست تیار کی گئی۔

اس کے علاوہ مختلف ملکوں وشہروں اور مقامات میں موجود فارغین جامعہ سے رابطہ کر کے ابنائے جامعہ کے نام حاصل کئے گئے اور ابناء کے نام دستی ورجسٹری پوسٹ اور ای میل وواٹس ایپ کے ذریعہ دعوت نامے ارسال کیے گئے۔اس کے بعد جامعہ کی ویب سائٹ، واٹس ایپ گروپ اور سوشل میڈیا و پرنٹ میڈیا کے ذریعہ ابنائے جامعہ کو دعوت عام دی گئی اور کہا گیا کہ جن تک دعوت نامہ نہیں پہنچا ہے وہ اسی کو دعوت نامہ سمجھیں اور ابنائے قدیم کے اس عظیم الشان اور تاریخی پروگرام میں ضرور شرکت فرمائیں۔

جماعتی جرائد ورسائل کے مدیران کے نام خطوط:

پروگرام کی تشہیر کے لیے درج ذیل جماعتی جرائد ومجلّات کے محترم مدیران کے نام خطوط مع خبرنامہ ارسال کیے گئے اور ان سے گزارش کی گئی کہ قریبی اشاعت میں پروگرام کا اشتہار شائع فرما کر شکریہ کا موقع دیں:

پندرہ روزہ ''جریدہ ترجمان'' دہلی

ماہنامہ ''التبیان'' دہلی

ماہنامہ ''نوائے اسلام'' دہلی

ماہنامہ ''اہل حدیث'' شکراوہ، ہریانہ

ماہنامہ ''صوت الاسلام'' ممبئی

ماہنامہ ''اہل السنۃ'' ممبئی

ماہنامہ ''الاتحاد'' ممبئی

ماہنامہ ''النور'' ممبئی

ماہنامہ ''پیام توحید'' کشن گنج، بہار

ماہنامہ ''مجلہ طوبیٰ'' چمپارن، بہار

پندرہ روزہ ''الہدیٰ'' دربھنگہ، بہار

سہ ماہی مجلہ ''صدائے حق'' جھارکھنڈ

ماہنامہ ''جمال المصباح'' جھوم پورہ، اڈیشہ

سہ ماہی مجلہ ''افکار عالیہ'' مئو، یوپی

ماہنامہ ''آثار جدید'' مئو، یوپی

دوماہی مجلہ ''استدراک'' دریاباد، یوپی

مجلہ ''الفرقان'' ڈومریا گنج، یوپی

ماہنامہ ''راہ اعتدال'' عمرآباد، تمل ناڈو

ماہنامہ ''صراط مستقیم'' برمنگھم

اراکین جامعہ کے نام دعوتی خطوط:

جامعہ سلفیہ بنارس کے تمام موقر اراکین وجملہ ذمہ داران کو خصوصی خطوط لکھے گئے اور انہیں ابنائے قدیم کے اس پروگرام میں شرکت کی پرخلوص دعوت دی گئی، نیز پروگرام سے متعلق مشورے طلب کیے گئے۔

محسنین جامعہ کے نام دعوتی خطوط:

ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس کے اس دوسرے دو روزہ اجتماع کی مناسبت سے مناسب سمجھا گیا کہ اس عظیم الشان پروگرام میں ملک کے محسنین جامعہ کو شرکت کی دعوت دی جائے تاکہ وہ جامعہ اور جامعہ کی کارکردگی کو بنظر خود مشاہدہ کریں اور انہیں ملک وبیرون ملک میں مقیم فارغین جامعہ سے ملاقات کا موقع فراہم ہو، چنانچہ تقریباً سو محسنین جامعہ کو دعوتی خطوط ارسال کیے گئے۔

مرکزی عنوان کی تعیین:

ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس کے دوسرے دوروزہ اجتماع کے مرکزی عنوان سے متعلق اساتذہ جامعہ حفظہم اللہ کے ساتھ متعدد نشستیں منعقد ہوئیں اور کافی غور وخوض اور

تبادلۂ خیال کے بعد محترم ناظم اعلی فضیلۃ الشیخ عبداللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ کے اتفاق رائے سے مرکزی عنوان: ’’منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے‘‘ طے پایا۔

سیمینار کا انعقاد:

ابنائے قدیم کے اس پروگرام میں چونکہ فارغین جامعہ میں سے اصحاب قلم، مؤلفین ومترجمین اور کبار علماء کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی منظوری دے دی تھی، اس لیے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مناسب سمجھا گیا کہ ایک علمی سیمینار کا انعقاد کیا جائے اور چنندہ ابنائے جامعہ کو سلفیت اور فارغین جامعہ سے متعلق مقالات تیار کرنے کی زحمت دی جائے، چنانچہ اساتذۂ کرام حفظہم اللہ کے مشورے اور محترم ناظم اعلی حفظہ اللہ کے اتفاق رائے سے سیمینار کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔

مقالات کے عناوین اور مقالہ نگاران کی تعیین:

جب یہ حتمی فیصلہ ہوگیا کہ ابنائے قدیم کے اس دوروزہ اجتماع میں سیمینار کا انعقاد عمل میں آئے گا تو مقالات کے عناوین اور مقالہ نگاران کی تعیین کے لیے متعدد میٹنگیں کی گئیں اور بڑی دقت نظری وعرق ریزی سے عناوین کا خاکہ تیار کیا گیا اور مقالہ نگاران کے نام منتخب کیے گئے اور راقم الحروف (ابوصالح دل محمد سلفی) کو مکلف کیا گیا کہ جتنا جلد ممکن ہو مقالہ نگار حضرات کو ان کے مقالے کے عناوین سے مطلع کیا جائے اور پروگرام سے پہلے پہلے مقالات حاصل کرلیے جائیں۔ الحمد للہ جامعہ کے ساتھ مقالہ نگاران کا تعاون بڑا حوصلہ افزا رہا۔ فجزاھم اللہ أحسن الجزاء۔

اجلاس عام:

ابنائے قدیم کے اس دوروزہ اجتماع کی مناسبت سے ایک رائے یہ بھی آئی کہ اس حسین موقع سے اجلاس عام بھی منعقد ہونا چاہیے تاکہ اس اجتماع میں فارغین جامعہ میں سے جو مقررین وخطباء اور دعاۃ ومصلحین تشریف لارہے ہیں، ان سے استفادہ کیا جاسکے، چنانچہ اساتذہ کرام حفظہم اللہ کے مشورے اور محترم ناظم اعلی فضیلۃ الشیخ عبداللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ کے اتفاق رائے سے دوروزہ پروگرام کی درمیانی رات ۲۸/نومبر ۲۰۱۸ء بروز بدھ بعد نماز عشاء تا بارہ بجے رات یک شبی اجلاس عام منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا، جو بڑا کامیاب رہا ہے۔ فالحمدللہ علی ذلک۔

تعارفی فارم برائے ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس:

بلاشبہ جامعہ سلفیہ (مرکزی دار العلوم) بنارس کے فارغین وسلفی اخوان ملک وبیرون ملک مختلف مقامات ومتنوع میدانوں میں سرگرم عمل ہیں۔ دینی درسگاہ ہو یا عصری تعلیم گاہ، امامت وخطابت کا میدان ہو یا افتاء وقضاء کا میدان، تصنیف وتالیف کا شعبہ ہو یا ترجمہ وصحافت کا، دعوتی واصلاحی خدمات ہوں یا سماجی وعوامی خدمات ہر میدان میں ابنائے جامعہ کے کارنامے نمایاں وگراں قدر ہیں۔

فارغین جامعہ کے تعلق سے محترم ناظم اعلی فضیلۃ الشیخ عبداللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ کا منصوبہ ہے کہ جملہ فارغین جامعہ کی ضروری معلومات جامعہ کے ریکارڈ میں موجود ومحفوظ ہوں تاکہ جامعہ ضرورت پڑنے پر ان سے رابطہ کرسکے نیز ان کی خبرگیری ومناسب رہنمائی کا عمل بھی

انجام پاسکے۔ اس منصوبہ کے تحت ابنائے قدیم کے اس تاریخی وعظیم الشان اجتماع کے موقع پر ایک ''تعارفی فارم برائے ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس'' بڑی دقت نظری سے تیار کیا گیا اور ابنائے جامعہ تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ الحمد للہ جامعہ کی گزارش پر کافی تعداد میں فارغین جامعہ نے تعارفی فارم پُر کرکے جامعہ میں جمع بھی کردیا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اس کو کتابی شکل دینے کا منصوبہ ہے۔ اگر ابنائے جامعہ کا تعاون شامل حال رہا ہے تو بہت جلد یہ کتاب منظر عام پر آجائے گی، ان شاء اللہ۔ لہذا ابنائے جامعہ میں سے جنہوں نے بھی اب تک ''تعارفی فارم برائے جامعہ سلفیہ بنارس'' پُر کرکے جامعہ میں جمع نہیں کیا ہے، جامعہ کے ویب سائٹ سے یا راقم الحروف (ابوصالح دل محمد سلفی) سے رابطہ کرکے تعارفی فارم حاصل کرلیں اور جتنا جلد ممکن ہو جامعہ میں جمع کرنے کی زحمت فرمائیں۔ واضح رہے کہ جامعہ سے کوئی بھی سند حاصل کرنے والے جامعہ کے ابناء میں شامل ہیں۔

تقسیم کار:

ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس کے اس عظیم الشان وتاریخی پروگرام کو بحسن وخوبی انجام دینے اور دوروزہ پروگرام کے ہر کام کو بروقت بہتر سے بہتر طریقہ سے کرنے کے لیے تقسیم کار عمل میں آیا اور ہر کام کے لیے مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں اور ہر کمیٹی کا نگراں اوراس کے معاونین متعین کیے گئے۔ تقسیم کار اوراس کی کمیٹیاں حسب ذیل ہیں:

مجلس استقبالیہ

شیخ نور الہدی سلفی رمشرف — شیخ نعیم الدین مدنی
شیخ عبدالکبیر مدنی — ڈاکٹر عبدالحلیم مدنی
ڈاکٹر عبدا لصبور مدنی — شیخ معین الدین سلفی
حافظ عبدالشکور سلفی — شیخ ابوطلحہ سلفی
شیخ فضل الرحمن سلفی — شیخ محمد یونس سلفی
شیخ عبداللہ عبدالرؤف سلفی — حافظ عبدالرحمن سلفی
شیخ عبداللہ امتیاز سلفی — بیس طلبہ جامعہ

اسٹیج

شیخ محمد مستقیم سلفی رمشرف — شیخ محمد اسامہ سلفی مع رفقاء
شیخ ظل الرحمن فائق سلفی — شیخ عبداللہ عبدالرؤف سلفی
حافظ محفوظ الرحمن سلفی — شیخ احمد تاشقین سلفی
طالب رصہیب محمد زبیر — شیخ اسعد جنید سلفی

مطعم

شیخ سعید میسور مدنی رمشرف، شیخ محمد انس مکی رنائب مشرف
شیخ محمد عبدالقیوم مدنی — شیخ طاہر حسین سلفی
شیخ اسامہ سلفی ورفقاء — بیس طلبۂ جامعہ

پریس ریلیز

ماسٹر نیر احمد واحدی رمشرف، شیخ محمد اسلم مبارک پوری
شیخ عبداللہ زبیر سلفی — ماسٹر وقار احمد اعظمی

توصیات

شیخ احسن جمیل مدنی رمشرف، شیخ اسعد اعظمی
ڈاکٹر عبدا لصبور مدنی — شیخ عبدالجلیل مکی
شیخ اشفاق سجاد سلفی — ڈاکٹر عبید الرحمن مدنی

رپورٹر

شیخ محمد ایوب سلفی رمشرف — شیخ محمد معظم نذیری
شیخ مجیب الرحمن سلفی

برنامج:

پروگرام کومنظم اور منصوبہ بند طریقہ سے حسن انجام تک پہنچانے کے لیے ایک تفصیلی برنامج تیار کیا گیا جس کو متعدد نشستوں میں کافی غوروخوض اور تبادلۂ خیال کے بعد حتمی شکل دیا گیا۔ اس برنامج میں دو روزہ پروگرام کی تمام نشستوں کے اوقات وعناوین اور کام کی تفصیل نیز خورد ونوش کے اوقات وجائے طعام کی تعیین کی گئی۔ پورے پروگرام میں اس برنامج کو فالو کیا گیا، جس کے بہت اچھے نتائج سامنے آئے اور اجتماع کو حسن تکمیل تک پہنچانے میں یہ بڑا معاون ثابت ہوا، فالحمدللہ علی ذلک۔

علم میں بلند ہمتی

بلند ہمتی سے آراستہ ہونا اسلام کی خوبیوں میں سے ہے جو آپ کی شخصیت سے پستیوں کا خاتمہ کرنے اور بلندیوں کو جلا بخشنے کا مرکز ہے، آپ کے اعضاء وجوارح کا نگراں ہے۔ بلند ہمتی ان شاء اللہ آپ کے لئے لامتناہی خیر وبھلائی کا سرچشمہ ہوگی تاکہ آپ اوج کمال کے منازل طے کرسکیں، چنانچہ بلند ہمتی آپ کی رگوں میں جرأت وشہادت کا خون دوڑائے گی اور علم وعمل کے میدان میں آپ کو مہمیز دے گی، لوگ آپ کو فضائل کے دروازوں ہی پر دستک دیتا ہوا اور اہم معاملات ہی کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا دیکھیں گے۔ بلند ہمتی کی صفت آپ سے سطحی آرزوئیں اور اعمال سلب کرلے گی، اور آپ کی ذات سے ذلت ورسوائی کا شجر یعنی چاپلوسی ومداہنت جڑ سے کاٹ دے گی، چنانچہ بلند ہمت شخص ڈھارس کا پختہ ہوا کرتا ہے، مواقف اور حالات سے گھبرانے کا نام نہیں لیتا، جبکہ بلند ہمتی سے محروم شخص بزدل اور پسپا ہوتا ہے، عاجزی ودرماندگی اس کا منھ بند کر دیتی ہے۔

اور دیکھنا کہیں بلند ہمتی اور تکبر کو گڈمڈ کرنے کی غلطی نہ کرنا؛ کیونکہ دونوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا بارش والے آسمان اور شگاف والی زمین کے مابین فرق ہے۔

بلند ہمتی وارثین انبیاء کی زینت ہے جبکہ کبر ونخوت جابر وظالم محروموں کا روگ ہے۔

●●●

خطبۂ استقبالیہ

بموقع افتتاحی پروگرام

دوسرا دوروزہ اجتماع ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس

مورخہ:۲۸و۲۹/نومبر ۲۰۱۸ء بروز بدھ وجمعرات

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا وسيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، أرسله بالحق بشيرا ونذيرا وداعيا إلى الله بإذنه وسراجا منيرا، صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا، أما بعد:

قال الله تعالى: [وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِّتَكُونُواْ شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً]

وقال تعالى: [قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ]

محترم صدر اجلاس، علماء کرام، عمائدین قوم وملت، جامعہ سلفیہ کے ذمہ داران، اساتذہ وعزیز طلبہ، بزرگو اور بھائیو!

آج کا یہ اجتماع ایک تاریخی اجتماع ہے، جس میں دنیا کے مختلف گوشوں سے اس عظیم دانش گاہ، جماعت اہل حدیث کا مرکزی تعلیمی ادارہ اور عالم اسلام میں معروف ومشہور جامعہ ''الجامعۃ السلفیۃ'' (مرکزی دارالعلوم) بنارس کے فیض یافتہ، فارغین جامعہ ایک قومی وملی جذبہ کے تحت جمع ہوئے ہیں۔ اس اجتماع کے لیے انھوں نے رخت سفر باندھا، دور دراز علاقوں وشہروں سے آنے میں سفر کی صعوبتیں برداشت کیں اور اپنے مادر علمی میں ایک نئے جوش وجذبہ کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں۔ انھوں نے میری دعوت کو شرف قبولیت سے نوازا۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں ان کا کن لفظوں سے استقبال کروں، ان کا شکریہ ادا کروں، ان کو اھلا وسھلا کہوں، میں تو بس اپنے رب سے یہی کہوں گا کہ اے اللہ ہمارے اس اجتماع کو امت محمدیہ کے لیے باعث خیر وسعادت بنادے، جس صراط مستقیم کی ہدایت کی دعا کرنے کے لیے تونے ہمیں ہدایت کی۔ اے اللہ ہمیں اس صراط مستقیم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے اور ان انعام واکرام سے نواز جو تیرا وعدہ ہے اور ہمارے اس جامعہ کو اپنے مقاصد میں مزید آگے لے جانے کی توفیق عطا فرما، آمین۔

محترم بزرگو اور بھائیو! آج کے اس عظیم اجتماع کے موقع پر دل کی گہرائیوں سے آپ سب کا استقبال کرتا ہوں۔آپ کو یہاں پا کر میرا دل فرط مسرت سے لبریز ہے۔اس جامعہ کے لیے آپ کا جذبہ اور محبت یقینا ہمیں روشن مستقبل دکھا رہا ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ جس طرح آپ نے اپنے مادر علمی کی ترقی کے لیے اپنے جذبات ومحبت کا مظاہرہ کیا وہ ہمارے رب و پالنہار سے مخفی نہیں ہے، اللہ نے چاہا تو ضرور ہم ملک وقوم کی خدمت کرنے اور اپنے اس جامعہ کو ترقی دینے میں اللہ کی توفیق سے آگے بڑھیں گے۔اللہ کا فرمان اٹل وسچ ہے: [يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ] اور فرمایا: [إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ]

محترم بزرگو اور ساتھیو! یہ جامعہ آپ کا ہے، اس کے در و دیوار آپ سے مانوس ہیں، یہیں سے ہم نے اور آپ نے شریعت محمدیہ کا علم سیکھا ہے، دنیا میں آپ کی علمی ودعوتی خدمات مسلم ہیں، جس پر جامعہ کو فخر ہے۔یہ ہمارے بزرگوں کی محنت کا ثمرہ اوران کی دعاؤں کا اثر ہے، جنھوں نے آج سے ۵۵ سال پہلے ۱۹۶۳ء کو اسی جگہ خالی میدان میں علم کی کھیتی کے لیے بیج بویا تھا، جو آج تناور درخت کی شکل میں ہمارے سامنے ہے اوراس کے پھول وبوٹے فارغین جامعہ کی شکل میں اس لہلہاتے ہوئے چمن میں موجود ہیں۔اللہ ان بزرگوں کی روحوں کو سکون عطا فرمائے، ان کی نیکیوں کو قبول کرے اوران کو اعلی علیین میں جگہ دے۔ہم سب کو ان کے لیے دعا کرنی چاہئے، اگر ان لوگوں نے یہ کام نہ کیا ہوتا تو آج منہج سلف کے یہ چراغ کہاں ہوتے۔

میرے پیارے بھائیو اور بزرگو! آج ہمارا دور ہے۔ہندوستان کے ماحول کو آپ جانتے ہیں۔دنیا اسلام کے خلاف کیا چالیں چل رہی ہے، اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔اپنے بچوں اور موجودہ نسل کو صحیح راہ دکھانا ہماری ذمہ داری ہے۔کمپیوٹر اور سائنس نے جو ترقی کی راہ دکھائی ہے، وہیں سوشل میڈیا اور موبائل ان کو آغوش غفلت میں ڈال رہی ہیں۔ہمارے بچوں کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے مگر وہ بہت سارے اوقات کو ان کے ذریعہ ضائع کررہے ہیں، ان کے ہاتھوں کو کون تھامے گا، ان کی صحیح رہنمائی کون کرے گا، کیا ہمارا اور آپ کا فرض نہیں بنتا کہ اپنی بقا اور ان کے روشن مستقبل کے لیے سر جوڑ کر بیٹھیں، ہم کیسے پیچھے ہوگئے، جب کہ ہمارے اسلاف نے دنیا میں سربراہی کی تھی۔تنزلی کے اسباب کا پتہ لگائیں اور اپنے بچوں کو بتائیں کہ مکہ کے رہنے والے وہ بدو اور غیر مہذب وان پڑھ قوم، رحمت للعالمین ﷺ کی تربیت میں کیسے مہذب بنی اور اقوام عالم پر کیسے فتح حاصل کی؟ انھوں نے ظلم وناانصافی، خانہ جنگی اور بربریت کو کیسے چھوڑا اوراس کا کیسے خاتمہ کیا اور دنیا کو امن وسلامتی اور سکون کا گہوارہ بنا دیا تھا۔

معزز حاضرین! یہ وہی راستہ وطریقہ تھا جو آج کے اجتماع کا موضوع ہے ’’صراط مستقیم‘‘۔ہم میں کتنے ہیں جو صراط مستقیم کے مفہوم کو نہیں سمجھتے۔ہر نماز میں پڑھتے ہیں [اهدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ] اے اللہ تو ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت فرما، ان لوگوں کے راستہ کی جن پر تو نے انعام کیا، ان لوگوں کا راستہ نہ دکھا جو تیرے غضب کے سزاوار ہوئے اور نہ ان لوگوں کا راستہ جو راہ راست سے بھٹکے ہوئے اور گمراہ ہیں۔

صراط مستقیم کیا ہے؟ سورہ انعام (۱۶۱) کو پڑھئے: [قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ] قرآن مجید میں اللہ نے ہمارے نبی سے کہلوایا کہ: اے محمد (ﷺ) آپ کہئے کہ میرے رب نے مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے۔

سورہ مومنون (۷۳) [وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ] یقینا آپ تو انہیں صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے کی طرف بلا رہے ہیں۔ یہ اللہ کی گواہی ہے۔

سورہ مائدہ (۱۵۔۱۶) [يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ، يَهْدِي بِهِ اللهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ] اے اہل کتاب! یقینا تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بکثرت ایسی باتیں ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگذر کر رہا ہے، تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے، جس کے ذریعہ سے اللہ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنے توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف بلاتا ہے اور صراط مستقیم یعنی سیدھی راہ کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

سورہ انعام: (۸۳۔۸۷) [وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ، وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ، وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ، وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ، وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ]

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ناموں کو گنانے کے بعد اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو اور ان کے آباء واجداد اور ان کی اولاد کو اور ان کے بھائیوں میں سے بہتوں کو ہم نے نوازا، اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کی۔

دنیا میں جب جب ظلم وناانصافی میں انسان ملوث ہوا، گمراہی اور ضلالت میں غلط راستہ پر گیا، اللہ نے رسول بھیجا، جو انسان کو صراط مستقیم، سیدھے راستہ کی دعوت دیتے اور سلامتی اور امن کا راستہ بتاتے۔ [وَاللهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ] (سورہ یونس: ۲۵) اللہ سلامتی کے گھر کی طرف تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دیتا ہے۔

ہمارے پیارے رسول محمد ﷺ کی بھی یہی تعلیم ہے، جنھوں نے ظلم وجہالت میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو سلامتی وعلم کا راستہ دکھایا، لڑائی وجھگڑوں میں الجھی ہوئی قوم کو آپس میں بھائی اور دوست بنایا۔ اور صحابہ کرام کی پاکیزہ جماعت کی ایسی

تربیت کی کہ جنھوں نے بہت کم مدت میں اسی صراط مستقیم کو اپنا کر دنیا میں اسلام کے پاکیزہ نظام کو قائم کیا۔ یہی نظام اسلام کے ابتدائی تین صدیوں تک قائم رہا۔ امت اس طرح فرقوں میں منقسم نہیں تھی کہ کوئی حنفی ہو یا کوئی مالکی ہو یا شافعی وحنبلی ہو۔

ہمارے پیارے رسول محمد ﷺ کو یہ فکر تھی کہ میری امت صراط مستقیم پر قائم رہے اور اس سے الگ فرقہ نہ بنے۔ آپ نے صحابہ کرام کو ایک نقشہ بنا کر سمجھایا جس طرح استاد سمجھاتا ہے کہ دیکھو صراط مستقیم یہ سیدھا راستہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے جو حدیث کی مختلف کتابوں میں موجود ہے کہ:

"خط رسول الله ﷺ خطا بيده ثم قال هذا سبيل الله مستقيما و خط عن يمينه و شماله ثم قال هذه السبل، ليس منها سبيل إلا عليه شيطان يدعو إليه ، ثم قرأ: [وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ] (سورہ انعام: ۱۵۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہم لوگوں کو صراط مستقیم سمجھانے کے لیے اپنے دست مبارک سے ایک لائن کھینچی اور فرمایا یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے پھر اس لائن کے دائیں بائیں اور لائنیں کھینچی اور فرمایا یہ بھی راستے ہیں جو ان سے نکلے ہیں ان میں کوئی راستہ ایسا نہیں ہے جس پر شیطان نہ ہو، جو اس کی طرف بلا رہا ہے۔ یہ خط کھینچ کر سمجھانے کے بعد آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: [وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ] بیشک یہ میری راہ ہے جو سیدھی ہے، تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ یہ راہیں تم کو اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ یہ ہے وہ ہدایت جس کا اللہ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار رہو۔

محترم بزرگو اور بھائیو! صراط مستقیم صرف ایک نظریہ یا کتاب میں پڑھنے کی چیز نہیں ہے، یہ ایک ضابطۂ حیات ہے۔ یہ لائحۂ عمل ہے۔ اپنی زندگی کو اس کے مطابق گزارنے کا By Laws اور طریقہ ہے۔ عبادات، معاملات، تجارت، حقوق ہر مسائل سے متعلق ہمیں رہنمائی کی گئی ہے۔ ہم کتنا اس پر عمل کرتے ہیں، ہم سب کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی راستہ پر چل کر مسلمانوں نے دنیا میں ترقی کی تھی اور اسی صراط مستقیم کو چھوڑ کر ہم ذلت اور پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا وہ مقولہ یاد آ رہا ہے جس کو انہوں نے مسلمانوں کو سمجھاتے ہوئے فرمایا تھا کہ: "إنا كنا أذل قوم فأعزنا الله بالإسلام فمهما نطلب العزة بغير ما أعزنا الله به أذلنا الله" ہم وہ قوم ہیں جو سب سے زیادہ ذلیل تھی، پس اللہ نے ہم کو اسلام کے ذریعہ عزت نصیب فرمائی۔ یاد رکھنا جس چیز کے ذریعہ اللہ نے ہم کو عزت دی ہے اس کو چھوڑ کر جب جب دوسرے طریقہ سے عزت و سربلندی چاہیں گے اللہ ہم کو ذلیل کر دے گا۔

آج ہم سب کو اپنے حالات پر گہرائی کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ غیروں کے طریقہ کو اپنا کر ہم سربلندی حاصل نہیں کر سکتے۔ ہمیں وہ راستہ اختیار کرنا ہوگا جو صحابہ کرام کا راستہ تھا۔ ہمیں وہ منہج اور طریقہ اپنانا ہوگا جو ائمہ دین کا طریقہ

تھا۔وہ لوگ مقلد نہیں تھے، بلکہ متحد تھے، کتاب اللہ اور سنت رسول کو سب پر مقدم رکھتے تھے۔یہی منہج سلف ہے جس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔اور یہی کامیابی وسربلندی کا راستہ ہے جس پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔صرف لفظی دعوی سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔[إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ]

محترم حاضرین! ابناء جامعہ کے اس عظیم اجتماع کے موقع پر جامعہ سے متعلق کچھ باتیں کرنا چاہوں گا۔یہ جامعہ کن حالات میں قائم ہوا، ہمارا نصب العین کیا تھا اور کہاں تک ہمیں کامیابی ملی، یہ سب باتیں آپ سے مخفی نہیں ہیں۔مارچ ۱۹۶۶ء میں چند کمرے بنا کر اور چند اساتذۂ کرام-مولانا احمد اللہ عبدالکریم رحمانی، مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی، مولانا عبدالوحید ابوالقاسم رحمانی، مولانا عابد حسن رحمانی اور مولانا عبدالمعید بنارسی رحمہم اللہ تعالی کی سربراہی میں تعلیم کا آغاز ہوا۔پھر تین سال بعد ۱۹۶۹ء میں تقسیم اسناد کی پہلی تقریب منعقد ہوئی اور پہلے فارغین جامعہ کو سند دی گئی۔

ہندوستان کی اہلحدیث جماعت میں کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک ایک جوش، ولولہ اور خوشی تھی اور ہر کوئی اپنے مرکز کی ترقی کا خواہاں اور اس کے لیے ہر طرح کا تعاون کرنے میں پیش پیش تھا۔حالات وظروف کے اعتبار سے جامعہ میں تعمیری کام چلتا رہا۔دارالحدیث ہال پھر ۱۹۷۵ء میں مسجد کا سنگ بنیاد اور ۱۹۸۰ء میں جامعہ کے پورب جانب تیسری منزل کی تعمیر کا منصوبہ بنا۔۱۹۹۰ء کے بعد دارالحدیث کے بالائی حصہ میں دونوں طرف دارالاقامہ کے لیے کمرے تعمیر کرائے گئے۔پورب جانب مطبخ کے اوپر تین منزل دارالاقامہ میں اضافہ ہوا۔امہات المؤمنین گرلس انٹر کالج کی تعمیر کے بعد ۱۹۹۶ء میں گورنر موتی لال اورا کے ذریعہ اس کا افتتاح ہوا، جو آج ایک ریکا گنائز گرلس انٹر کالج ہے۔

۲۰۰۰ء میں قاعۃ المحاضرات کا افتتاح سعودی سفیر شیخ عبدالرحمن العوہلی نے فرمایا۔اس کے بعد جامعہ کی لائبریری کو اس نئی بلڈنگ میں منتقل کر دیا گیا۔

اور ایک نئی بلڈنگ بنا کر اپریل ۲۰۰۴ء سے المنار بوائز اسکول میں تعلیم شروع کی گئی۔

۲۰۱۳ء میں جامعہ کے لیے مزید الگ بلڈنگ بنا کر مدرسہ زید بن ثابت لتحفیظ القرآن الکریم میں متوسطہ وشعبۂ حفظ منتقل کیا گیا۔۲۰۱۶ء سے ثانویہ کے کلاس بھی جامعہ سے ہٹا کر مدرسہ زید بن ثابت میں اور شعبہ حفظ کو مسجد حافظ ظہور سے ملحق بلڈنگ میں منتقل کر دیا گیا اور جامعہ سلفیہ میں تین کلیات کلیۃ الحدیث، کلیۃ الشریعہ اور کلیۃ الدعوہ واصول الدین کی شروعات ہوئی جس کا پہلا بیچ ان شاء اللہ اس سال فارغ ہو کر نکلے گا۔

جامعہ اپنے محدود وسائل میں حتی الامکان تعلیم کی بہتری کے لیے کام کرتا رہا۔جگہ کی تنگی کی وجہ سے یہاں زیادہ طلبہ داخلہ نہیں پاتے۔اس کے لیے دوسرے مدارس کو لے کر اس کام کو آگے بڑھایا گیا اور الحاق کے نظام کے ذریعہ جامعہ کو وسعت دی گئی۔اس سال ملحق مدارس کے ۵۴۳ طلبہ ثانویہ وعالمیت (درجہ دس وبارہ) کے امتحان میں شریک ہوئے۔جامعہ کے اندر درجہ عالمیت (انٹر) کے دوسالہ کورس میں طلبہ کی تعداد ۳۶۶، اور کلیات (یعنی گریجویشن) کے مرحلہ میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد

۲۷۳ ہے۔تعلیم کومزید بہتر بنانے کے لیے جامعہ کومزید تجربہ کاراور ماہر اساتذہ کرام کی اشد ضرورت ہے۔

جامعہ سے اب تک جو سرٹیفکیٹ اور سند ایشو کی گئیں ان فارغین جامعہ کی تعداد ۹۳۳۵ ہے۔

جامعہ کا ایک اہم ادارہ، ادارۃ البحوث الاسلامیہ والدعوۃ والافتاء ہے۔جامعہ سے حال میں جو اہم کتابیں شائع کی گئیں ان میں قرآن مجید کا ہندی ترجمہ، ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی کا قرآن کا انسائیکلوپیڈیا (ہندی میں)، مرعاۃ المفاتیح کی مکمل ۹؍جلدیں جو جامعہ میں پہلی بار ایک ساتھ طبع ہوئی ہیں۔علامہ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کی حیات وخدمات (عربی میں)،کنوز السیرۃ (عربی میں)، علماء اہلحدیث اور ان کی تصنیفی خدمات (دوجلد میں)۔ ان کے علاوہ نصاب میں داخل کتابوں کی طباعت کا سلسلہ برابر جاری ہے۔حال میں ۱۶ کتابوں کو دوبارہ شائع کرایا گیا ہے۔ان کے علاوہ بارہ (۱۲) کتابوں کو اسکین کر کے وفوٹو کر کے تیار کیا گیا ہے۔نصاب کی کتابوں کا ازسرنو جائزہ لینے اور ان کو فراہم کرنے کا کام بہت اہم ہے۔اس پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جامعہ سے دعوت وارشاد کا کام اساتذہ کرام کے ذریعہ خطبہ جمعہ اور دروس کے ذریعہ جاری ہے۔شعبہ افتاء سے بھی الحمد للہ کام ہورہا ہے اور ہر سال بڑی تعداد میں لوگ اس شعبہ سے رجوع کرتے ہیں۔

میں آپ حضرات کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری باتوں کو سنا اور مجھے امید ہے کہ اپنے اس مرکزی تعلیمی ادارہ کو ترقی دینے اور اس کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے دامے درمے سخنے ہر طرح سے تعاون پیش کریں گے۔ یہ ادارہ آپ کا ہے اور ہم سب کو مل کر اس کے استحکام کے لیے کام کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں میں خلوص اور کاموں میں برکت عطا فرمائے اور ہم سب کو خدمت خلق کی توفیق بخشے۔ ہمارے اس ملک میں امن ورواداری اور سکون کا ماحول پیدا کرے اور سب کو اپنے ملک وقوم کی خدمت کی توفیق دے اور جہاں بھی رہیں اللہ رب العزت ہماری حفاظت فرمائے، آمین۔

اخیر میں ایک بار پھر میں اپنی طرف سے، جامعہ کے صدر وجملہ ذمہ داران واراکین کی طرف سے، اساتذۂ کرام کی طرف سے آپ حضرات کا استقبال کرتا ہوں، آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العالمین ہم سب کو دونوں جہان کی عزت، سرخ روئی اور سعادت نصیب فرمائے اور ہمارا یہ اجتماع جامعہ ومنہج کے لیے مفید وکامیاب ہو۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين. والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين نبينا محمد رحمة للعالمين وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبداللہ سعود سلفی

ناظم اعلیٰ

جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس

خطاب مہمان خصوصی

فضیلۃ الدکتور وصی اللہ بن محمد عباس حفظہ اللہ تعالی

مفتی حرم شریف، پروفیسر ام القری یونیورسٹی، مکہ مکرمہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلله فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله.

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ] (آل عمران:۱۰۲)

[يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَنِسَاء وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا] (النساء:۱)

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا. يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا] (الاحزاب:۷۰-۷۱)

أما بعد: فإن خير الحديث كتاب الله، وخير الهدي محمد ﷺ، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار.

محترم بھائیو، معزز صدر مجلس، معزز ذمہ داران جامعہ سلفیہ اور سامعین حضرات!

اللہ تعالی آپ سب کو اس مجلس کی برکت سے نوازے، آمین

اللہ رب العزت کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا۔ یہ بھی بڑا شکر کا موقع ہے۔ [وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً] (الاسراء:۷۰)

اس کے بعد اللہ کا شکر یہ ہے کہ ہمیں نبی ﷺ کی امت میں بنایا۔ [كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ] (آل عمران:۱۱۰)

اس کے بعد خیر امت میں تفرقہ واختلاف کے بعد سب سے بڑی نعمت سے نوازا ہے کہ اس نے منہج سلف پر چلنے کی توفیق دی۔ یقینا ہمارے جامعہ سلفیہ کے ذمہ داران نے بڑی دانش مندی اور سوچ سمجھ کر یہ عنوان منتخب کیا ہے۔ بالخصوص ایسے وقت میں کہ دنیائے کفر کے ہمارے بھائی

منہج سلف کو گمراہی کہتے ہیں، حالانکہ منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے۔

صراط مستقیم کی تفسیر وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مجھ سے ہی طلب کرو۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: [إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ] (القصص: ۵۶) اللہ تعالی نے ہم کو صلاۃ میں حکم دیا کہ [اهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ] ہمیں سیدھے راستے کی توفیق دے۔ آیت کریمہ میں ''صراط مستقیم'' کا لفظ ہے۔ صراط مستقیم انہی لوگوں کا طریقہ ہے [الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا] (النساء: ۶۹) جو انبیاء ہیں، صدیقین ہیں، شہداء اور صالحین ہیں۔ انہی کا طریقہ سلف کا طریقہ ہے۔ ایسے لوگوں کا طریقہ نہ طلب کرو جو اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے اور ان پر اس کا غضب نازل ہوا اور ایسے لوگوں کا بھی طریقہ نہ اختیار کرو جنہوں نے بدعتوں کو ایجاد کر کے اپنے دین میں بہت سی نئی نئی چیزیں ڈال کر کے گمراہ ہوئے اور یہ جان لو کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہوگی۔ اس لیے گمراہ لوگوں کے طریقہ سے بھی اللہ سے پناہ مانگو۔

ہم پورے وثوق سے کہیں گے کہ اصل دین وہی ہے جو اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے کندھوں پر مکمل ہوا۔ نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالی نے حجۃ الوداع میں یہ آیت نازل فرمائی: [الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا] (المائدۃ: ۳) آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور تجھ پر اپنی پوری نعمت مکمل کر دی ہے اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کرلیا ہے۔

دین اسلام سے ہم راضی ہیں۔ جو کوئی دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرے گا اس سے ہرگز ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگر چہ وہ دین نصاری اور دین یہود ہو۔

لغت عرب میں سلف ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو آپ کے آباء واجداد میں یا فاضل لوگوں میں سے آپ سے پہلے گزر چکے ہوں۔ نبی ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں تمہارے لیے سلف ہوں۔ اصطلاح میں سلف صحابہ کرام کو کہتے ہیں۔

قرآن وحدیث میں صحابہ کرام کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ ایک بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے سب کو معاف کر دیا ہے۔ بدر کے موقع پر جن کی تعداد تین سو تیرہ تھی، اللہ تعالی نے سب کو معاف کر دیا۔ حدیث شریف میں ہے:

يا عمر، لا تدري لعل الله اطلع على أهل بدر، اعملوا ما شئتم .

اے عمر! تمہیں کیا معلوم نہیں کہ اللہ تعالی نے اہل بدر کو دیکھنے کے بعد فرمایا: جو چاہو کرو۔

جنگ احد کے موقع پر ان سے جو غلطی ہوئی اس کو بھی اللہ تعالی نے معاف کر دیا ہے۔

غزوہ حدیبیہ میں سب صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالی نے معافی اور توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا: [لَقَدْ

رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا] (الفتح:۱۸) یقیناً اللہ تعالیٰ ان مومنین سے راضی ہوگیا جب وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔پس وہ جان گیا اس اخلاص کو جو ان کے دلوں میں موجزن تھا اس لیے ان پر سکون واطمینان نازل فرمایا اور بطور جزا ایک قریبی فتح سے نوازا۔

پھر اس کے بعد آخری غزوہ تبوک میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام سے رضامندی کا مژدہ سنایا۔ان کی تعداد کافی تھی جن کو دفتر میں لکھا نہیں جا سکتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور صحابہ کرام کی توبہ قبول فرمائی۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کرام کو معاف کر دیا۔ پھر انہی کے طریقوں کو اپنانے کا حکم دیا۔[وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا] (النساء:۱۱۵) اور جو شخص راہ ہدایت واضح ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر کسی دوسری راہ کی اتباع کرے گا تو وہ جدھر جانا چاہے گا ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے۔

لہٰذا جو نبی ﷺ کے طریقوں سے اختلاف کرے گا، وہ مومنین کے طریقے سے بھی اختلاف کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کر دے گا۔

آیت میں مومنین سے مراد صحابہ کرام ہیں جن میں خلفائے راشدین اور اجلہ صحابہ کرام داخل ہیں۔دین اصل میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام وفرامین کا نام ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: [وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ] (البینۃ:۵) لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ **أخلص يخلص** کا معنی آتا ہے: خالص کرنا۔ جب شہد کو موم سے پاک صاف کر دیا جاتا ہے تو أخلص کہا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **صلوا كما رأيتموني أصلي** جس طرح تم لوگوں نے مجھے صلاۃ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھو۔

حج کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: **خذوا عني مناسككم، لعلي لا ألقاكم بعد عامي هذا** تم لوگ مجھ سے مناسک حج سیکھ لو۔شاید اس سال کے بعد میری تم سے ملاقات نہ ہو۔

اسی طرح تمام معاملات میں نبی ﷺ کو قدوہ اور اسوہ بنانا چاہیے۔

عام الوفد سن نو ہجری میں یہ آیت نازل ہوئی۔[إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ، وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا، فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا] (النصر:۱-۳) دیکھ لیں اب مکہ فتح ہوگیا اور جوق در جوق اہل عرب اسلام میں داخل ہونے لگے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی بڑی جامع تفسیر کی ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بعض صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ آپ صحابہ کرام کے ساتھ انہیں بھی شریک مجلس کرتے ہیں اور ہمارے بچے انہی کی طرح کم سن ہیں مگر ان کو مجلس میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی

جاتی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ وہ علم کے پڑیا ہیں ۔اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لیے دین میں فقاہت کی خصوصی دعا کی ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے ان کی فضیلت بیان کرنے کے لیے یہ بات کہی۔

پھر لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ [إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ] کا کیا معنی ہے؟ صحابہ کرام نے مختلف معانی بیان کیے مگر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو معنی بیان کیا وہ ان کی دینی فقاہت کا بین ثبوت ہے۔ بیان کیا کہ آیت کریمہ میں اس بات کا اشارہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کا وقت آچکا ہے۔

صحیح بخاری (۶۸۵) میں ہے کہ بیس افراد پر مشتمل کچھ صحابہ کرام کا ایک وفد آیا۔ وہ لوگ بیس دنوں تک بیٹھ کر نبی ﷺ سے دین حاصل کرتے رہے۔آپ نے ان کو سمجھایا۔دین کے بارے میں بتایا۔ان میں کچھ نوجوان تھے۔اپنی بیوی اور بچوں میں جانا چاہتے تھے تو پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

من ترکتم وراء کم اپنے پیچھے کس کو چھوڑ کر آئے ہو۔

ہم نے جواب دیا تو آپ نے فرمایا: اذهبوا إلى بيوتكم اپنے گھر واپس جاؤ و كونوا فيهم اور انہیں میں رہو وعلموهم اور ان کو دین سکھاؤ۔وإذا حضرت الصلاة اور جب نماز قائم ہو۔فليؤذن أحدكم وليؤمكم أكبركم تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے اور جو بڑی عمر کا ہے وہ امامت کرائے۔

الحمدللہ، یہی صحابہ کرام کا اصل منہج ہے اور صحابہ کرام یہی ہمارے سلف ہیں۔جس طرح نبی ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تمہارا سلف ہوں۔ راشد بن سعد رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: كان السلف يستحبون الفحولة؛ لأنها أجرى وأجسر. (بخاری، کتاب الجہاد)

راشد بن سعد کہتے ہیں کہ سلف زمین کے لیے نرم گھوڑے اور نرم اونٹ کو پسند کرتے تھے کیونکہ وہ دوڑنے میں تیز اور ہمت والا ہوتا ہے۔

> ## صراط مستقیم
>
> صراط مستقیم یہی قرآن وحدیث کا بتایا ہوا راستہ ہے۔اس راہ پر چل کر سلف صالحین نے دنیا میں کامیاب زندگی گزاری اور اسی راہ پر چل کر پوری انسانیت قیامت کے دن نجات پائے گا۔
>
> ڈاکٹر وصی اللہ عباس حفظہ اللہ
> مفتی مسجد حرام مکہ مکرمہ
> پروفیسر ام القریٰ یونیورسٹی، مکہ مکرمہ

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہاں سلف سے مراد صحابہ کرام ہیں۔

اسی طرح امام بخاری نے ایک باب باندھا ہے: باب ما كان السلف يدخرون في بيوتهم وأسفارهم من الطعام واللحم وغيره . (بخاری: کتاب الاطعمہ)

صحابہ کرام اپنے گھروں میں اور سفر میں اپنی روزی (گوشت اور کھانا) جمع کرتے تھے۔کچھ لوگ ایسے بھی نکلے

جوتقویٰ ، طہارت اورورع میں کہنے لگے کہ جوجس دن روزی کمائے، اسے اسی دن کھا لیا کرے اور جو باقی بچے اسے خرچ کردے۔اس کی تردید میں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے کہ سلف کرام روزی اپنے گھروں میں جمع کرتے تھے یا اپنے سفر میں جاتے تھے تو زادراہ لے لیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [وَتَزَوَّدُواْ] (البقرۃ:۱۹۷) سفرکے لیےکھانے پینے کی چیز لےلیا کرو۔

جوشخص روزی جمع کرتا ہے اللہ پر توکل نہیں کرتا ہے جیسا کہ مذاہب تزکیہ اور سلوک کہا کرتے ہیں۔یہ بات بالکل غلط ہے۔روزی جمع کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔

پیارے رسول ﷺ کی سنت دیکھیں۔فتح خیبر کے وقت آپ اپنی ازواج مطہرات کے خوردونوش کا نفقہ سال بھر کے لیے الگ کر دیا کرتے تھے۔پھر آپ ان کی طرف سے خرچ کردیتے تھے اور مہینوں گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔

امام بخاری کہتے ہیں:

قال الزهري في عظام الموتى ــ نحـو الفيل وغيره ــأدركت ناساً من سلف العلماء يمتشطون بها ويدهنون فيها ولا يرون به بأساً.

محدث وقت امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: گزرے ہوئے علماء سے میری ملاقات ہوئی ۔وہ مردہ جانور (ہاتھی،گائے بھینس وغیرہ) کی ہڈیوں سے کنگھا کرتے تھے اور تیل یا خوشبو رکھنے کا سامان استعمال کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں خیال کرتے تھے۔

اسی طرح دیگر ائمہ حدیث مثلاً امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہ نے سلف کی تعیین میں صحابہ کرام ہی کو مراد لیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

[فَإِنْ آمَنُواْ بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَواْ وَّإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ] (البقرۃ: ۱۳۷) اگر یہ تمہاری طرح ایمان لے آئے تو راہ راست پر آ گئے اور اگر انہوں نے حق سے منہ موڑ لیا تو وہ مخالفت اور عداوت پر اتر آئے اور آیت [غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ] میں یہی صحابہ کرام مراد ہیں۔

الغرض بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سلف سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ہمیں ان کے طریقے پر چلنا چاہیے۔ان کو اپنا قدوہ بنانا چاہیے۔ہمیں صحابہ کرام کے فہم کے مطابق دین اسلام کو سمجھنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حق کو حق دکھائے اور اس پر چلنے کی توفیق دے اور باطل کو باطل دکھائے اور اس سے بچنے کی توفیق دے۔آمین،اللھم تقبل.

●●●

بیرون ہندابنائے جامعہ سلفیہ کا نمائندہ خطاب

شیخ ظفرالحسن مدنی، شارجہ

الحمدلله كفى وسلام على عباده الذين اصطفى، أمابعد:

محترم صدر اجلاس، علمائے کرام، معزز سامعین اور حاضرین مجلس!

ہم جس موضوع پر بات کرنا چاہتے تھے اور سوچ رہے تھے، اس سے کہیں زیادہ ہمارے فاضل شیخ عبدالحکیم مدنی حفظہ اللہ نے بیان کردی ہیں جو کچھ شیخ نے بیان کیا، زبان ان کی تھی لیکن آواز پورے ابنائے جامعہ سلفیہ کی تھی، اس لئے ہماری طرف سے کفایت کر چکے ہیں۔اب کچھ مزید کہنا تکرار کے علاوہ کچھ نہیں ہے، جامعہ اپنے منتظمین واراکین، اپنے خریجین اور اپنی انتاجات وکارکردگی میں اس قدر شہرت واہمیت حاصل کرچکا ہے کہ اس کی ترجمانی کی چنداں ضرورت نہیں۔اس کی ایک بڑی جیتی جاگتی مثال یہ ہے کہ سعودی عرب کے ایک عالم وفاضل محمد علی ہزاع الغامدی نے جامعہ کی تاریخ، دینی خدمات میں ماسٹر (M.A.) کی ڈگری حاصل کرنے کی غرض سے تقریباً چارسوصفحات کا بڑا قیمتی مقالہ لکھا اور ممتاز درجہ حاصل کیا۔

اسی طرح جب میں مدینہ یونیورسٹی جامعہ اسلامیہ میں پڑھنے کے لئے گیا تو مجھے شیخ عبدالباری فتح اللہ صاحب مقابلہ شخصیہ کے لئے آفس میں لے کر داخل ہوئے۔مختلف ممالک کے پچاسوں طلبہ بیٹھے ہوئے تھے، میرا مقابلہ شخصیہ کرنے والے شخص نے مجھ سے پوچھا:

من أين أنت؟ کہاں سے آئے ہو؟

میں نے کہا: من الهند۔ ہندوستان سے آیا ہوں۔

پھر پوچھا: من أي جامعة؟ کس جامعہ سے آئے ہو؟

میں نے کہا: من الجامعة السلفية. جامعہ سلفیہ سے آیا ہوں۔پھر اس کے بعد کہا: ''خلاص''یعنی جاؤ، تمہارا مقابلہ شخصیہ ہوگیا، جامعہ سلفیہ کا طالب علم ہے تو اسے مقابلہ شخصیہ کی ضرورت نہیں ہے، لیکن میں صرف آپ لوگوں کے سامنے دو باتیں رکھوں گا:

پہلی بات یہ ہے کہ:

جب اہلحدیث اپنے بچوں کو عالم بنانا چاہتے تھے تو ان کے سامنے بڑی دشواریاں پیش آتی تھیں جس میں سب سے بڑی دشواری یہ ہوتی تھی کہ بچوں کو پڑھنے کیلئے کہاں بھیجا جائے کیونکہ اہلحدیث مدارس بہت کم اور جو ہیں سب چھوٹے چھوٹے تھے۔ ہر مدرسہ میں بڑی محدود تعداد میں پڑھنے کا انتظام ہوتا تھا۔کوئی بڑا اور مرکزی مدرسہ نہیں تھا جس میں بڑی تعداد میں بچوں کے قیام وطعام کے ساتھ تعلیم کا انتظام ہو اس لئے بچے غیر اہلحدیث کے مدارس میں تعلیم کیلئے مجبور تھے۔

واقعہ ہے کہ تقریباً ۱۸۲۱ء میں صوفی عبداللہ پنجابی (اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے) ان مجاہدین کے تعاون کے لئے کوشش کررہے تھے جو آزادئ وطن کے لئے انگریزوں سے لڑ رہے تھے۔ایک دن ان کے دل ودماغ میں یہ بات آئی کہ اگر ہم دارالعلوم دیوبند جاکر برصغیر کے سب سے بڑے حنفی عالم شیخ الحدیث مولانا انورشاہ کاشمیری سے تعاون کے لئے ملاقات کریں۔اگر وہ اس میدان میں اتر جائیں اور مجاہدین کی مدد کرنا چاہیں تو ہمارے لئے معاملہ بڑا آسان ہوجائے گا۔

چنانچہ حضرت صوفی صاحب نے فرمایا کہ میں مرکز مجاہدین کا پیغام لے کر مدرسہ قاسمیہ عرف دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور، یوپی میں پہنچا، پیغام دارالعلوم کے شیخ الحدیث علامہ انورشاہ کشمیری کی خدمت میں پہنچانا تھا۔ علامہ انورشاہ صاحب اس وقت ترمذی شریف پڑھا رہے تھے،صوفی صاحب نے فرمایا کہ علامہ صاحب موصوف ترمذی کی ایک ایک روایت کا رد فقہ کے دلائل سے بیان کررہے تھے، مجھ سے نہ رہا گیا، میں نے کہا حضرت آپ ترمذی پڑھا رہے ہیں یا اس کی تردید فرمارہے ہیں۔علامہ انورشاہ صاحب نے مجھ سے کہا کہ تم ترمذی پڑھے ہوئے ہو؟ میں نے کہا نہیں،انہوں نے کہا کہ جب تم پڑھے ہوئے نہیں ہوتو تمہیں کیا معلوم کہ پڑھا رہا ہوں یا اس کی تردید کررہا ہوں۔میں نے کہا جو آدمی دینی مسائل کا ادنی شعور بھی رکھتا ہے وہ ایک لمحے میں کتاب کی پڑھائی اور اس کی تردید کا فرق محسوس کرلیتا ہے۔اتنی سی بات تھی کہ علامہ صاحب کے حلقہ تلامذہ میں شامل پٹھان طالب علم مکے گھونسے اور چاقو لے کر میری طرف لپکے،لیکن میں نے کہا کہ میں جماعت مجاہدین کا پیغام علامہ صاحب کے نام لے کر آیا ہوں۔مجھے اگر تم سے کسی قسم کا گزند پہنچا تو اس کا خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار رہو،کیونکہ میں جماعت مجاہدین کا پیغام رساں ہوں،علامہ انورشاہ صاحب نے طلبہ کو سختی سے ڈانٹا اور ان کو مجھ سے دست درازی سے منع فرمایا اور طلبہ کو حکم دیا کہ وہ مجھے مہمان خانہ میں لے جائیں،نیز علامہ صاحب نے فرمایا کہ سبق سے فراغت کے بعد میں بھی وہاں آجاؤں گا وہ دونوں لڑکے جن کے سپرد مجھے کیا گیا تھا کہنے لگے حضرت تم بڑے خوش نصیب ہو،اس جسارت سے بال بال بچ گئے ہو ورنہ تم ان پٹھان طالب علموں کی خوں آشامی کی نذر ہوجاتے،انہوں نے کہا ہم اہل حدیث ہیں،ستّر اسّی اہل حدیث طالب علم اور بھی یہاں پڑھتے ہیں،ہم اپنا مسلک چھپ چھپا کر اور اپنے کو حنفی ظاہر کرکے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔صوفی صاحب نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم فراغت تک اہل حدیث ہی رہتے ہو،انہوں نے کہا کہ ہم میں غالب اکثریت تو حنفی ہوجاتی ہے،البتہ چند وہ طالب جن کا گھریلو ماحول خالص دینی علمی اور مسلکی ہوتا ہے وہ ثابت قدم رہتے ہیں۔

صوفی صاحب نے فرمایا اہل حدیث مدارس میں کیوں داخل نہیں ہوجاتے،انہوں نے جواباً کہا: پہلے تو اہل حدیث مدارس ہی کہاں ہیں جہاں ہم داخل ہوں، دوچار جو ہیں وہاں بھی چند طلبہ سے زائد داخل نہیں ہوسکتے۔اگر ہمارا بندوبست ہوجائے تو ہم تمام اہل حدیث طلبہ دارالعلوم دیوبند سے نکل سکتے ہیں۔

چنانچہ حضرت صوفی صاحب مرحوم،مولانا رحیم آبادی کی تائید سے حاجی عبدالرحمن مرحوم کے پاس دہلی پہنچے، حاجی عبدالرحمن مرحوم بھی جماعت مجاہدین کے ایک عظیم اور نہایت مخلص معاون تھے ، تمام رؤسائے دہلی سے حاجی عبدالرحمن کا مالی تعاون جماعت مجاہدین کے ساتھ سب سے زیادہ ہوتا تھا، حضرت صوفی صاحب کی حاجی عبدالرحمن صاحب سے اچھی خاصی جان پہچان تھی، گویا صوفی صاحب حاجی عبدالرحمن کے لئے کوئی نئے نہیں تھے، کافی عرصہ سے ان کے ساتھ تعارف چلا آرہا تھا، چنانچہ صوفی صاحب نے دارالعلوم دیوبند میں اپنی آپ بیتی اور دارالعلوم دیوبند میں اہلحدیث طلبہ کی بے بسی درد بھرے الفاظ میں بیان کی اور اپنی مزید توثیق کے لئے مولانا رحیم آبادی کا زبانی پیغام اور تحریری بیان ان کی خدمت میں پیش کیا، جناب حاجی عبدالرحمن مرحوم صوفی صاحب کی اس گفتگو،تحریک اور مولانا رحیم آبادی کی تائید سے بہت متاثر ہوئے اور وعدہ فرمالیا کہ بہت جلد آپ کی اس دینی خواہش کی تکمیل کے لئے ایک عظیم الشان دینی ادارہ قائم کرلیا جائے گا ، چنانچہ ۱۹۲۱ء میں حاجی عبدالرحمن مرحوم نے زرکثیر صرف کرکے ایک سال میں دارالحدیث رحمانیہ کی عظیم الشان بلڈنگ قائم کردی۔ (تاریخ وتعارف مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی،اسعد اعظمی:۵۵)

لیکن ۱۹۴۷ء کے تقسیم ہندوپاک اور اسی موقعہ پر فسادات کے نتیجہ میں اس وقت رحمانیہ ختم ہوگیا اور جماعت اہل حدیث اپنے اس مرکزی مدرسہ سے محروم ہوگئی جس سے ذمہ داران،عوام وخواص سب کو بڑا صدمہ پہنچا۔دارالحدیث رحمانیہ جو کتاب وسنت کی نشر واشاعت اہلحدیث طلبہ جس سے مستفید ہورہے تھے وہ تعلیم کا سلسلہ ختم ہوگیا۔اسی اثناء میں غیر اہلحدیث اداروں سے اہلحدیث طلبہ کے ساتھ بہت سے ناگفتہ بہ واقعات وحوادث پیش آئے اور اہلحدیث بچوں کو طرح طرح سے تنگ کیا جانے لگا اور سب سے بڑا حادثہ جو اہلحدیث طلبہ اور جماعت اہلحدیث کے ساتھ پیش ہوا وہ یہ کہ سن ۱۹۵۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے کچھ اہلحدیث طلبہ کو محض اس جرم میں خارج کردیا گیا تھا کہ وہ اہل حدیث تھے۔درمیان سال تھا،طلبہ حیران تھے کہ کہاں جائیں کیوں کر اپنا تعلیمی سال پورا کریں، ارباب دیوبند کی اس انتہائی نامعقول اور متعصّبانہ حرکت پر رئیس احمد جعفری وغیرہ نے بھی سخت احتجاج کیا تھا اور اس کے خلاف مضامین لکھے تھے۔

مولانا عبدالحکیم صاحب مجاز اعظمی اس نازیبا کارروائی سے متاثر ہوکر چند اشعار کہے تھے جو پندرروزہ ترجمان دہلی کے شمارہ اپریل سن ۱۹۵۴ء میں شائع ہوئے تھے:

کچھ طالبان علم مجھے کل نظر پڑے
معصومیت سے دیکھا کہ منہ ان کے بند ہیں
یہ مختلف چمن کے ہیں گلہائے رنگ رنگ
بنگال کے بہار کے یوپی کے چند ہیں
پھینکے گئے ہیں زہر ہلاہل سمجھ کے یہ
میں نے قریب سے انھیں دیکھا کہ قند ہیں
یہ چشمہائے خیرہ یہ گردن جھکی ہوئی
آواز دے رہی ہے کہ یہ حق پسند ہیں
کہتی چمک ہے ان کے سروں کے غبار کی

مضمار دین حق کے مجلی سمند ہیں
ہر ہر نفس میں نوحہ مظلومیت کا سوز
ہر جنبش نظر میں رموز گزند ہیں
لب پر ستم گروں کا بھی نام احترام سے
اس منتہائے غم میں بھی احسان مند ہیں
پوچھا جو میں نے کون ہو تم؟ آئی یہ صدا
ہم مجرمین مدرسہ دیوبند ہیں

ناظم جامعہ فیض عام مئو رحمۃ اللہ علیہ جو دارالعلوم دیوبند ہی کے ایک فرزندار جمند تھے اور اپنی اس مادر علمی اور دیوبندی اساتذہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔موصوف کو بھی ارباب دارالعلوم کی اس تنگ نظری اور کارروائی سے سخت صدمہ پہنچا اور یہ اعلان کیا کہ مدرسہ فیض عام کا دروازہ طالبان علوم کے لئے ہمیشہ کے لیے کھلا ہے، یہ طلبہ ہمارے یہاں آ جائیں، اگر چہ درمیان سال ہے اور دارالاقامہ میں جگہ محدود ہے لیکن ان مظلومین کے لئے بہر حال انتظام کیا جائے گا۔ چنانچہ ان میں سے اکثر طلبہ نے مدرسہ فیض عام ہی میں پناہ پائی اور اپنی تعلیم کی تکمیل کی۔(تذکرہ مولانا محمد احمد ناظم صاحب۔شیخ الحدیث مولانا محفوظ الرحمن فیضی:۸۴)

ہمارے اسلاف ایک مرکزی ادارہ بنام مرکزی دارالعلوم قائم کرنے کی کوشش ایک عرصہ دراز سے کررہے تھے لیکن بہت سے عوارض وحوادث کی وجہ سے اس میں تاخیر ہوتی گئی۔تقسیم ہندوپاک میں جماعت کا شیرازہ بکھر گیا اسی طرح بہت سے علماء اور ذمہ داران جماعت کے پاکستان منتقل ہوجانے کی وجہ سے مزید دشواریاں پیش آتی گئیں جس کی وجہ سے تاخیر میں اضافہ ہوتا گیا۔بعض اکابر اور اہل علم نے اس کی تلافی کی ایک شکل یہ سوچی کی ابھی فی الحال جو اہلحدیث مدارس چل رہے ہیں انہی میں سے کسی ایک کو مرکزی ادارہ بنادیا جائے اور پوری جماعت کی طرف سے ہر قسم کا تعاون کرکے اس کو خوب مضبوط بنائے۔چنانچہ صوبائی اہلحدیث کانفرنس یوپی کے سالانہ اجلاس عام منعقد مئو آئمہ ضلع الہ آباد ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں یہ تجویز پاس کی گئی کہ جماعت اہلحدیث کو ایک مرکزی مدرسہ کی سخت ضرورت ہے اور مدرسہ فیض عام مئو ناتھ بھنجن میں اس کی صلاحیت بدرجہ اتم ہے اس لئے اس مدرسہ کو جماعت اہلحدیث کا مرکزی مدرسہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

اس تجویز کا اراکین مدرسہ فیض عام نے خیر مقدم کیا اور مدرسہ میں مزید لائق مدرسین اور طلبہ کی تعداد میں اضافہ کے لئے کوششیں شروع کردیں اور حسب معمول ۷رشوال ۱۳۷۴ھ سے زیادہ طلبہ داخل کئے گئے۔(تذکرہ مولانا محمد احمد ناظم صاحب:۸۲۔۸۳)

اسی اثناء میں مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے ذمہ داران اور علماء جس مرکزی دارالعلوم کے قیام کا ایک عرصہ دراز سے متمنی اور کوشاں تھے بحمد اللہ نوگڑہ کانفرنس منعقد ۱۹۶۱ء میں اس کے قیام کا حتمی فیصلہ ہوگیا اور ۲۹رنومبر ۱۹۶۳ء کو بنیاد رکھی گئی اور ۱۹۶۶ء میں تعلیم کا آغاز ہوا۔

دوسری بات جو مجھے عرض کرنی ہے وہ یہ کہ:

ہمارا اپنا کوئی پریس نہ ہونے کے وجہ سے کتب ورسائل کی نشرواشاعت میں ہمارے لئے کافی رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ہمیشہ سے یہ مشکل جماعت کے سامنے رہی۔مولانا ولایت صادقپوری رحمہ اللہ متوفی ۱۲۶۹ھ

موافق ۱۸۵۲ء شاہ عبدالقادر کا ترجمۃ القرآن اور مولانا محمد اسماعیل شہید کی کتابیں اور رسائل شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ سے حاصل کر کے مطبع حسینی سے چھپوانا چاہا تو مالک مطبع نے مقلدین کی دھمکیوں سے خوفزدہ ہوکر اپنے پریس سے چھاپنے سے انکار کردیا تو مولانا ولایت علی رحمہ اللہ نے اپنے ایک عقیدت مند شاگرد مولانا بدیع الزماں بردوائی رحمہ اللہ سے ذکر کیا تو انہوں نے اپنے جیب خاص سے ایک ٹائپ پریس خرید کر پہلی مرتبہ ان کتابوں کو چھاپ کر عام کیا اور غالباً اہلحدیث جماعت کا پہلا پریس تھا۔(اہلحدیث اورسیاست،صفحہ:۲۰۲)

اس پریشانی کو دور کرنے کے لئے حاتم جماعت حافظ حمیداللہ دہلوی (متوفی ۱۹۵۰ء) مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ بہار میں حمیدیہ برقی پریس لگوایا تھا جو آج تک قائم ہے۔ابھی جماعت کو ایک بڑے پریس کی ضرورت تھی جو بڑے بڑے پیمانے پر کتابوں کی طباعت واشاعت کرسکے۔اس لیے ۲۶/فروری ۱۹۶۹ء مرکزی دارالعلوم کی مجلس منتظمہ میں زیر صدارت قائد جماعت علامہ عبدالوہاب صاحب آروی رحمہ اللہ سے میٹنگ ہوئی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مرکزی دارالعلوم میں ایک شعبہ تصنیف وتالیف اور مطبع قائم کیا جائے اس وقت سے لے کر آج تک الحمدللہ جامعہ کے اس مطبع سے علوم وفنون کی تقریباً ساڑھے چارسو کتب شائع ہوچکی ہیں اوردو ماہانہ مجلّے عربی و اردو ،صوت الأمۃ ومحدث برابر شائع ہورہے ہیں، اس طرح طباعت اورنشر واشاعت کی دشواریاں بھی دور ہوچکی ہیں، جامعہ کا یہ عروج وترقی ، یہ مقبولیت ، اورطلبۂ جامعہ اور اس کے خریجین کا یہ اعزاز واکرام ،جماعت اہل حدیث، ذمہ داران مرکزی جمعیت، اراکین جامعہ اور اہل بنارس کا اخلاص وقربانی تھی اوراس میں ان کی امانت ودیانت کا بڑا دخل تھا۔

جامعہ کے پہلے صدر علامہ شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی مبارک پوری رحمہ اللہ ہیں جو اپنے علم وتفقہ میں مہارت تامہ کے ساتھ زہد وورع اور قناعت صبر کے پیکر مجسم تھے۔اتباع سنت میں ہم سب کے لیے اسوہ تھے۔

۱۹۴۷ء تقسیم ہند کے موقع پر دارالحدیث رحمانیہ ختم ہوگیا تو شیخ الحدیث رحمہ اللہ دہلی سے مبارکپور واپس آ گئے اور مستقل ایک سال تک گھر رہے،کوئی علمی مشغلہ باقی نہ رہا تو مولانا عطاءاللہ صاحب حنیف بھوجیانی اور مولانا حافظ محمد زکریا علیہما الرحمہ کو معلوم ہوا تو تحشیہ مشکوۃ المصابیح کی پیش کش کی، جسے آپ نے بخوشی منظور فرمالیا، اور ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء سے تحشیہ کا کام شروع کردیا ،آپ کا ماہانہ وظیفہ مولانا عطاءاللہ صاحب حنیف بھوجیانوی اور حافظ محمد زکریا صاحب رحمہما اللہ نے ایک سو پچاس روپے مقرر کیا اور اس پوری رقم کی ادائیگی مولانا حافظ محمد زکریا صاحب مرحوم نے اپنے ذمہ لیا ،جب وظیفہ کی رقم حضرت شیخ مولانا عبیداللہ صاحب مبارک پوری کے پاس پہنچی تو آپ نے مذکورہ دونوں بزرگوں کو لکھا کہ میرا کام بآسانی ایک سو پچیس روپے میں چل جائے گا۔ لہذا میرے وظیفہ کی رقم سے پچیس روپے ماہانہ کم کردیئے جائیں۔ (محدث شیخ الحدیث نمبر صفحہ ۳۱۱،علمائے اہلحدیث ہند کی تصنیفی خدمات ۴۵۱/۱)

ہمارے علماء بنارس میں ایک بڑے عالم علامہ حیات محمد رحمہ اللہ (وفات ۱۹۴۲ء) گزرے ہوئے ہیں میاں

صاحب شیخ الکل کے بڑے شاگردوں میں سے تھے۔اس علاقہ میں مسلک اہلحدیث اور کتاب وسنت کی نشر واشاعت میں ان کی بے مثال قربانیاں ہیں جامع مسجد اہلحدیث مدن پورہ (طیب شاہ) کے خطیب تھے۔بنارس کے رئیس حافظ عبدالرحمن صاحب سے گہرے تعلقات رکھتے تھے۔پندرہ روپے تنخواہ ملتی تھی۔ایک روز ان سے کہا گیا کہ دو روپیہ بڑھا کر آپ کی تنخواہ سترہ روپے کردی گئی ہے تو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ جب ہمارا کام پندرہ روپیہ میں پورا ہوجاتا ہے تو سترہ روپئے لے کر ہم کیا کریں گے۔(تراجم علمائے اہل حدیث بنارس:۹۵)

مولانا عبدالمتین بن حافظ عبدالرحمن بنارسی رحمہ اللہ مرکزی دارالعلوم کے بانیوں میں سے ہیں وہ جامعہ سلفیہ مرکز دارالعلوم کے لیے کس قدر مخلص اور خیر خواہ اور اس کو درجہ کمال تک پہنچانے کے فکرمند تھے اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ان کے بیٹے مولانا محمد زبیر صاحب رحمہ اللہ (وفات ۱۴۰۱ھ) کہتے تھے کہ:

والد مرحوم کو مرکزی دارالعلوم سے اتنا شغف تھا کہ اس کا ذکر ایام علالت میں بار بار فرماتے اور چچا حاجی صدیق صاحب (وفات ۱۴۱۰ھ) اور جناب عبدالحی صاحب بن مولانا عبدالاحد رحمہا اللہ صاحب کو اور ہم سب لوگوں کو بار بار نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ پورے ملک کی جماعت اہل حدیث نے اہل بنارس پر اعتماد کرکے انہیں مرکزی دارالعلوم بنارس کی ذمہ داریاں سونپی ہیں تو ایسا نہ ہو کہ ان کے اعتماد کو ٹھیس لگے اس لئے مرکزی دارالعلوم کی طرف خاص توجہ دے کر اس کی تعمیر وخدمت کو اپنا نصب العین بنالینا اور اس خدمت میں کسی طرح کی سستی اور غفلت کو راہ نہ دینا۔(اخبار اہلحدیث دہلی مجریہ اپریل ۱۹۶۴ء تراجم علماء اہل حدیث بنارس)

ناظم اعلی مولانا عبد الوحید بن عبد الحق رحمہ اللہ (وفات ۱۹۸۹ء) جامعہ کے اندر اپنے اخلاص بھرے آخری خطاب میں کہا تھا کہ یہ درودیوار اور میری زندگی، یہ لازم وملزوم ہیں، ایک دوسرے سے اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ اس کو الگ نہیں کیا جا سکتا، ذمہ داریوں کو سنبھالنا، اسے پورا کرنا یہ ایک ایسا فریضہ ہے اور بحیثیت مسلمان ہونے کے ہر مسلمان کو جب کوئی ذمہ داری دی جاتی ہے تو اس کی ادائیگی امانت داری کے ساتھ کرنے کے لیے اپنے شب وروز کو بالکل قربان کردینا پڑتا ہے۔

سب برابر ہیں اور سب کو برابر بن کے رہنا ہے، عہدہ کی ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے ہر شخص کا فرض ہے کہ ہم نے اگر کسی کے ذمہ کوئی عہدہ دیا ہے، کوئی ذمہ داری دی ہے تو اس کی ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے بھی ہم کوشش کریں ورنہ وہ اکیلا ادا نہیں کرپائے گا، میری بھی یہی گزارش ہے۔ (تراجم علماء اہل حدیث بنارس:۲۶۷ منقول از ریکارڈ)

ناظم صاحب مولانا محمد مئوی حفظہ اللہ سابق شیخ الجامعہ جامعہ عالیہ کے پاس ایک خط لکھا جس میں امانت اور احساس ذمہ داری کی تلقین کی تھی، لکھا تھا کہ:

مرکزی دارالعلوم جماعت کی امانت ہے اور جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ اس میں دلچسپی لے، حقیقت میں آپ حضرات کی توجہ اور تعاون ہی سے یہ کام اتنا بڑھ سکا ہے، اللہ تعالی ہمارے دلوں میں خلوص اور عمل میں سچائی پیدا

کرے،آمین۔(تراجم علمائے اہل حدیث بنارس صفحہ:۲۶۸)

جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم کا ایک گراں قدراور نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ جب ہندوستان میں شاہ ولی اللہ اور ان کے بعدان کی اولادواحفادشاہ عبدالعزیز،عبدالقادر،رفیع الدین،عبدالغنی پھران کے اخلاف شاہ اسماعیل، سید شاہ مخصوص اللہ، شاہ اسحاق پھران سب کے وارثین شیخ الکل میاں نذیرحسین محدث دہلوی کی کوششوں سے ہندوستان میں کتب احادیث کی تعلیم وتدریس مدارس میں شروع ہوگئی اور کتب احادیث کی نشرواشاعت وطباعت اور تراجم کاسلسلہ شروع ہوا تو لوگوں میں عمل بالحدیث کا عجیب وغریب ذوق وشوق پیدا ہوا۔لوگوں نے دیکھا کہ بہت سے فقہی مسائل جن پرعمل کرتے رہے ہیں وہ سنت کے خلاف ہیں اس لئے عوام وخواص، علماء وعوام تقلید شخصی سے آزاد ہوکر مسلک سلف قبول کرنے لگے تو یہ اہل الرائے مقلدین جامدین کے لئے ناقابل برداشت تھا تو انہوں نے اپنے مذہب کی تائیدوتحفظ اورلوگوں کواہلحدیث بننے سے روکنے کے لیے احادیث میں تاویلات باطلہ اور لفظی ومعنوی تحریف سے کام لینا شروع کیا اور اس کے لئے کتب احادیث خصوصا کتب ستہ اورمشہور مسانید پر حاشیہ لکھنے کا سلسلہ شروع کیا جوحدیث ان کے مسلک کے خلاف پڑتی اس پرحاشیہ میں ایسانوٹ چڑھاتے جس سے طلبہ کواطمینان دلاتے کہ یہ حدیث قابل عمل نہیں ہے یااس کامعنی ومطلب لوگوں نے جوسمجھاہےوہ صحیح نہیں ہے۔

احادیث میں تحریف وتبدیل اورتوڑ مروڑ کر اپنے مذہب کےمطابق بنانااوراپنے مذہب کوصحیح ثابت کرنے کی یہ کوششیں تالیف وتصنیف اور اساتذہ مدارس کے تدریس میں بالکل عام تھیں۔

جس کی ابتداء حافظ بن قاسم فطلوبغا(وفات ۸۹ے۷ھ) کی کتاب **تخريج احاديث الاختيار من المصنف لابن أبي شيبة** سے ہوئی اس کے بعدشیخ محمد بن قاسم سندھی اورشیخ محمد ہاشم سندھی نے کی اس کی تفصیل: **تحريف الحديث تحت ستار خدمة الحديث مقالة الشيخ إرشاد الحق الأثري المنشور في جريدة الاعتصام** ۱۹۸۷ء لاہور اورزوابع فی وجہ السنۃ: ص:۲۵۱۔۲۵۴)میں موجود ہے۔

اسی طرح مسند حمیدی اور مسند ابی عوانہ میں رفع الیدین کی حدیثوں میں تحریف اہل علم سے مخفی نہیں۔ (دیکھئے زوابع فی وجہ السنۃ،نتائج فی التقلید وغیرہ)

اسی طرح ۱۹۱۲ء میں علامہ رشید رضا مصری جب ہندوستان آئےتو دارالعلوم بھی تشریف لے گئےانہوں نے حدیث پڑھاتے ہوئے دیکھااورحدیث کی تاویل وتحریف اورحنفی مذہب کےمخالف حدیث کےساتھ جومعاندانہ رویہ دیکھا تو حیرت واستعجاب سے پوچھا کہ **وهل ذلك في كل حديث**،کیا ہر حدیث کے ساتھ آپ لوگوں کا یہی طریقہ عمل ہے،تو جواب دیا گیا کہ نعم،جی ہاں،اس چیز کو دیکھ کرعلامہ رشیدرضا خاموش نہ رہ سکے برجستہ بولے کہ **هل الحديث حنفى** کیا حدیث بھی حنفی ہوتی ہے، **ما هذا الا عصبية لادليل عليه**،یہ محض عصبیت وتعصب ہےجس کی کوئی دلیل نہیں۔(**نفحة العبر**، پاک وہند علماء اہلحدیث کی خدمات حدیث صفحہ:۶۲)

۱۔ مستدرک حاکم میں مروی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت، رسول الله صلي الله عليه وسلم كان يوتر بركعة وكان يتكلم بين الركعتين والركعة.

یہ حدیث حنفی کے خلاف ہے مولانا انور شاہ کشمیری اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ والحديث قوي والحنيفة لم يتوجهوا إلى جوابه، وهو مشكل، وقد مكثت نحو أربع عشرة سنة أتفكر فيه، ثم سنح لي جواب يشفي ويكفي. (معارف السنن ص ۲۶۴، العرف الشذی، پاک وہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث)

۲۔ مستدرک حاکم جب حیدرآباد دکن سے چھپنے لگی تو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يقعد (لا يجلس) إلا في آخرهن میں لا يجلس إلا فی آخرهن کی جگہ لا يسلم إلا فی آخرهن بنادیا گیا تاکہ حنفی مذہب کے مطابق نماز وتر کا ثبوت مل جائے جس کے خلاف مولانا شمس الحق صاحب غایۃ المقصود وعون المعبود نے آواز اٹھائی مگر ان کی آواز صدا بصحرا رہی۔ (التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی، زوابع فی وجہ السنہ)

سنن ابی داود میں حدیث عشرين ليلة کی جگہ عشرين ركعة بنادیا تاکہ بیس رکعت تراویح کا ثبوت مل جائے۔ (اس کی تفصیل وتاریخ دیکھئے: نعم الشہود علی الضالین فی سنن أبی داود، زوابع فی وجہ السنہ)

۳۔ بخاری کے حاشیہ پر حدیث إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة کے آخر میں إلا ركعتي الفجر کا اضافہ کیا گیا تاکہ اقامت کے بعد بھی سنت فجر کے پڑھنے کا جواز میسر ہوجائے جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے۔

۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں حدیث وائل بن حجر: وضع يمينه علي شماله کے آخر میں تحت السرة بڑھا دیا گیا۔ (دیکھئے: المصنف لابن أبي شيبة مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

مولانا ظہیر احسن نیموی حنفی نے اپنے ایک رسالہ رد السکین قومی پریس لکھنؤ سے طبع کراکر ایک اشتہار اور اعلان کیا تھا جس کا مضمون یہ تھا، یہ تو ظاہر ہے کہ حدیث میں پہلے بلوغ المرام یا مشکوۃ المصابیح شریف پڑھائی جاتی ہے اور ان کے مؤلف شافعی المذہب تھے۔ ان کتابوں میں زیادہ وہی حدیثیں ہیں جو مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کی مؤید اور مذہب حنفی کے خلاف ہیں۔ اس پر طرہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر معلم درپردہ غیر مقلد ہوتے ہیں۔ بے چارے اکثر طلبہ یہ ابتدائی کتابیں پڑھ کر مذہب حنفی سے بدعقیدہ ہوجاتے ہیں۔ پھر جب صحاح ستہ کی نوبت آتی ہے تو ان کے خیالات اور بھی بدل جاتے۔ علماء حنفیہ نے کوئی ایسی کتاب قابل درس تالیف نہیں کی جس میں مختلف کتب احادیث کی وہ حدیثیں ہوں جن سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہو، پھر بیچارے طلباء ابتدا میں پڑھیں تو کیا؟ اور ان کے عقائد درست رہیں تو کیوں کر؟ آخر بیچارے غیر مقلد نہ ہوں تو کیا ہوں؟ فقیر نے انہیں خیالات سے حدیث شریف میں آثار السنن کے نام سے ایک کتاب کی بنا تالیف ڈالی ہے اور ارادہ ہے کہ کتب متداولہ کے علاوہ عرب عجم کی نایاب کتب احادیث سے حدیثیں انتخاب کرکے جمع کروں اور سند حاشیہ میں لکھ دوں۔ (پاک وہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات

حدیث صفحہ:۵۸)

حدیث کی نشر واشاعت اور کتب احادیث کے تراجم وطباعت پڑھنے پڑھانے سے لوگوں میں کس قدر ذوق وشوق پیدا ہوا تقلید اور شخصیت پرستی سے لوگ کس قدر بیزار ہوکر اتباع سنت کی راہ اپنانے لگے تھے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کی مولانا حافظ ابویحیٰی محمد شاہجہاں پوری (وفات ۱۹۲۰ء) شاگرد میاں صاحب جو کہ پہلے حنفی تھے مسلک اہلحدیث قبول کر لینے کے بعد لکھتے ہیں کہ: کیونکہ ہندوستان کے جس قدر علماء اہلحدیث ہوئے یا ہیں وہ سب پہلے حنفی ہی تھے یا حنفی گھرانہ کے علم حدیث کے درس وتدریس اور اس کے اثر نے ان کو ایسا بنادیا ہمارے شہر (شاہجہاں پور) کے افضل مشائخ صوفیہ (فیما أحتسب) حضرت شاہ مولوی عبدالواجد خاں صاحب مجددی نقشبندی (أدام الله فیوضه) جو ہمارے یہاں کے مسلمانوں میں اعلی طبقہ کے رئیس بھی ہیں کیا خوب فرماتے ہیں کہ جو حدیث پڑھے پڑھائے گا وہ کہاں تک وہابی نا ہوگا۔(الارشاد الی سبیل الرشاد فی امر التقلید والاجتہاد،ص:۲۵۸)

جب مقلدین نے اپنی تصانیف وتالیفات اور درس وتدریس کے ذریعہ احادیث کے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا اور اپنی غلط تاویلات اورتحریفات اور احادیث میں حذف واضافہ کے ذریعہ اپنا مذہب صحیح ثابت کرنے لگے اور احادیث صحیحہ وصریحہ کورد کرنے لگے تو اللہ تعالی نے اپنے نبی کے فرمان کے مطابق **یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتأویل الجاهلین**، شیخ الکل میاں نذیر حسین اور نواب صدیق حسن رحمہ اللہ کو پیدا کیا جنہوں نے اپنے درس وتدریس اور اپنی تصنیف وتالیف نیز کتب احادیث کی نشر واشاعت اور طباعت کے ذریعہ اس قسم کے فتنوں کا مقابلہ کیا اور حقائق کو ثابت کیا، پھر میاں صاحب کے شاگردوں نے خوب ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا۔محدث کبیر علامہ شمس الحق رحمہ اللہ نے غایۃ المقصود شرح سنن ابی داؤد،عون المعبود فی حل سنن ابی داود،التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی لکھا،محدث شہیر علامہ عبدالرحمن صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ نے تحفۃ الاحوذی شرح سنن ترمذی،مقدمہ تحفۃ الاحوذی،شرح علل الترمذی،تحقیق الکلام،المقالۃ الحسنی،کتاب الجنائز،أبکار المنن فی ردآثار السنن (نیموی) لکھ کر ان کی تاویلات وتحریفات کا پردہ چاک کیا،مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی کی تصانیف خاص کر دفاع بخاری اور امام بخاری میں،مولوی عبدالکریم حنفی پٹنوی اور دیگر مقلدین کے رد میں لکھی جانے والی کتب،شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹانوی،مولانا ابومحمد شاہجہاں پوری صاحب، الارشاد إلی سبیل الرشاد فی التقلید والاجتہاد،مولانا محمد صاحب جونا گڑھی،مولانا محمد سعید محدث بنارسی رحمہم اللہ نے اس فتنے کے مٹانے اور سنت کی حمایت ودفاع میں بے مثال خدمات انجام دئے ہیں۔اس دور کے ختم ہوجانے کے بعد جب مولانا انورشاہ کاشمیری اور ان کے معاصرین وہمنواؤں کا دور ختم ہوا اور ان کے شاگردوں کا دور شروع ہوا جس میں مولانا حبیب الرحمن اعظمی،مولانا یوسف صاحب بنوری،مولانا احمد سید رضا بجنوری صاحب انوارالباری ان کے علاوہ بہت سے علماء احناف جو کہ اپنے اساتذہ مولانا انورشاہ کاشمیری وغیرہ

کے علاوہ جن کو زاہد کوثری کی شاگردی حاصل تھی یا ان کی کتب سے متاثر تھے جب ان لوگوں نے فتنہ تحریف وتاویل حدیث، کتب احادیث اور مسلک اہل حدیث کے خلاف ہنگامہ آرائی شروع کیا تو اللہ تعالی نے اس وقت عقیدہ توحید، احادیث کی خدمات اور اس کی حفاظت کے لئے علماء اہل حدیث کی بڑی جماعت کھڑی کردی جس میں علامہ نذیر احمد املوي ہیں جنہوں نے ردعقائد بدعیہ ،رکعات تراویح اور اہلحدیث اورسیاست جیسی عظیم ترین کتابیں لکھی اورساری زندگی اپنی تدریسی خدمات سے حدیث کی خدمت کرتے رہے۔

شیخ الحدیث مولانا اسماعیل صاحب گجرانوالہ رحمہ اللہ اپنے تصانیف ومقالات اورخطاب اور تدریس کے ذریعہ، مولانا عطاءاللہ حنیف صاحب بھوجیانی صاحب التعلیقات السلفیۃ اوردیگر تصانیف اور کتب کونشرواشاعت کے ذریعہ، مولانا حافظ محمد گوندلوی، حافظ عبداللہ روپڑی، ہمارے استاذ محترم مولانا محمد رئیس ندوی صاحب اللمحات إلی مافی انوار الباري من الظلمات وتصانیف کثیرہ، مولانا داود راز دہلوی رحمہم اللہ جنہوں نے اپنے تبلیغی دوروں اپنے خطاب ومقالات اور تصانیف کے ذریعہ ساری زندگی خدمات انجام دیتے رہے۔آج بھی ان کی صحیح بخاری کی شرح اردو مقبول عام وخاص ہے۔

علامہ شیخ الحدیث بقیۃ السلف عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ جوکہ جامعہ سلفیہ کے صدر اول تھے جنہوں نے اپنی مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح لکھ کر ان فتنوں کا مقابلہ کیا اور حدیث رسول کا دفاع کیا ہے جو کہ حدیث کی عظیم ترین خدمت ہے اورنصرت حدیث اوردفاع عن السنہ کا بڑا سرمایہ ہے، غالباً ۱۹۷۲ء کا واقعہ ہے کہ:

اعظم گڑھ شبلی کالج سے فاضل کا امتحان دے کر ہم مئوناتھ بھنجن واپس ہورہے تھے تو ارادہ ہوا کہ شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے ملاقات اور ان کی زیارت کرتے ہوئے جائیں۔مبارکپور شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضر ہوئے مرعاۃ المفاتیح کے متعلق سوال کیا تو شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے جب شرح لکھنی شروع کی تو میرا ارادہ یہ تھا کہ قسم العبادات کی شرح بالکل مختصر کروں گا اور فقہ المعاملات (کتاب النکاح والطلاق اور کتاب البیوع وغیرہ) کی شرح تفصیل سے لکھوں گا کیونکہ ہمارے اسلاف (صاحب غایۃ المقصو دوعون المعبود، وصاحب تحفۃ الاحوذی وغیرہما) نے قسم العبادات کی خوب تفصیلی شرح لکھ دیئے ہیں ۔مخالفین کے سارے اعتراضات اور ان کے دلائل کے جواب دیے جاچکے ہیں۔ان کی تفصیل کی دوبارہ ضرورت نہیں ہے مگر قسم المعاملات کی کسی نے تفصیلی شرح نہیں کی ہے۔اسی ارادہ سے ہم مشکاۃ کی شرح لکھنی شروع کیے تھے مگر جب لکھنا شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ بعد کے مقلدین نے اپنی تصانیف، مختلف فیہ بہت سے رسائل لکھے ہیں جن میں انہوں نے اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے احادیث میں بڑی خیانت اور باطل تاویلات وتحریفات سے کام لیا ہے، احادیث سے ثابت شدہ مسائل پر اپنے طرح طرح کے اعتراضات اورشکوک وشبہات پیدا کئے ہیں جن کا جواب دینا ضروری ہے اس لئے قسم العبادات کی شرح میں بھی تفصیل کی ضرورت ہے اس لئے ابھی تک قسم المعاملات کی شرح شروع نہیں کرسکا، شیخ الحدیث سے اسی

طرح کی کئی مرتبہ ملاقات ہوئی اور ہر مرتبہ مرعاۃ کے تعلق سے گفتگو ہوتی تھی بلکہ ایک ملاقات میں میں نے بعض علماء احناف کے متعلق کہا کہ وہ ہمیشہ محدثین اور علماء اہلحدیث پر سب وشتم کرتے رہتے ہیں تو شیخ الحدیث نے فرمایا مولانا سید احمد رضا بجنوری مولانا کشمیری کے شاگرد اور داماد، مولانا یوسف بنوری وغیرہ یہ لوگ پہلے بہت سنجیدہ طبیعت وزبان کے تھے بلکہ جب یہ لوگ اپنے استاد کی تقریر بخاری فیض الباری کی طباعت کے سلسلہ میں زاہد کوثری کی دعوت پر مصر جارہے تھے۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ پرانی دہلی ریلوے اسٹیشن پر آئے ہوئے ہیں تو ان لوگوں کی ملاقات کی غرض سے میں بھی اسٹیشن گیا وہاں ملاقات ہوئی بڑے سنجیدہ علماء اہلحدیث اور محدثین کا اعزاز واحترام کرنے والے تھے مگر جب مصر سے واپس آئے تو زاہد کوثری کی صحبت وتربیت کی وجہ سے تبدیلی آئی اور علماء اہلحدیث اور محدثین کو لعن وطعن کرنا اور حدیث میں تحریف وتاویل کا انداز اختیار کیا ہے انہیں لوگوں کی تحریفات وتاویلات باطلہ کے جواب اور دفاع کے سبب مرعاۃ المفاتیح کافی مطول شرح ہوگی۔

یہاں قابل ذکر بات یہ کہ اس دور میں جو بھی کتب ورسائل اور مقالات ان فتنوں کے رد اور حدیث وعقائد کی حمایت ودفاع میں لکھے گئے ہیں تقریباً سب کی طباعت واشاعت جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم سے ہوئی ہے۔ املوی صاحب کی کتاب ردعقائد بدعیہ، اہلحدیث اور سیاست، علامہ ناصرالدین البانی صاحب، اور شیخ الحدیث مولانا اسماعیل صاحب گجرانوالہ کے حجیت حدیث کے متعلق سارے مقالات، استاذ محترم مولانا صفی الرحمن صاحب مبارکپوری کی تصنیفات، فتنہ قادیانیت اور مولانا امرتسری، قادیانیت اپنے آئینہ میں وغیرہ کے متعلق مولانا صفی الرحمن کی مؤلفات پر مکمل تعاون اور ان کتب کی طباعت کا سارا بارگراں جامعہ ہی نے برداشت کیا۔

اسی طرح ہمارے استاذ مکرم علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ کی اللمحات اور دیگر بہت سی کتب کی طباعت بھی جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم کے ذریعہ ہوئی ہیں جامعہ کے صدر اول شیخ الحدیث عبیداللہ رحمہ اللہ اور علامہ عطاء اللہ بھوجیانی کے درمیان مرعاۃ المفاتیح کی تصنیف وتالیف میں تعاون اور اس کی طباعت واشاعت بھی جامعہ کے نفقہ سے ہوئی ہے جو کئی ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے اس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اس لئے یہ بڑے فخر سے ہم کہہ سکتے کہ اسلام کے دفاع وسنت کی حمایت ونصرت میں دور حاضر میں سب سے بڑی خدمات جامعہ سلفیہ ہی کی ہیں۔

میں آخر میں مرکزی جمعیت کے ذمہ داروں اور اہل بنارس سے گزارش کروں گا کہ اپنے اسلاف کے اس لگائے ہوئے شجرہ طوبی جو کہ **أصلها ثابت و فرعها في السما** کا مصداق ہے اور اس کی مزید ترقی کے لئے وہی اخلاص اور جذبہ قربانی کا کردار ادا کریں خصوصا موجودہ ناظم اعلی بھائی مولانا عبداللہ سعود صاحب اور اپنے ساتھی صاحب علم وفضل مولانا احسن جمیل صاحب اور دکتور محمد ابراہیم اور اس خاندان کے دیگر علماء وفضلا اور رؤساء وامراء سے اپیل کرتا ہوں کہ **نعم السلف و نعم الخلف** اور **ذرية بعضها من بعض** کے مصداق بنیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اندرون ہند ابنائے جامعہ سلفیہ کا نمائندہ خطاب

مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الأمين، وعلى آله وأصحابه أجمعين، وعلى من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد:

قال الله تعالى في كلامه المجيد:

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم

[وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ] (التوبۃ:۱۲۲)

محترم صدر اجلاس، علمائے کرام، عمائدین جماعت، فارغین جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس، دور دراز سے، ہند اور بیرون ہند سے تشریف لانے والے ہمارے تمام معزز ومکرم ابناء، اخوان اور احباب!

میں سب سے پہلے اللہ رب العالمین کا شکر ادا کرنا چاہتا ہوں جس نے ہم تمام فیض یافتگان جامعہ اور ہم تمام اخوان اور احباب جامعہ کو آج یہاں ابنائے جامعہ کے دوسرے دوروزہ اجتماع میں حاضری کا عظیم الشان موقع عطا فرمایا ہے، **فالحمد لله على ذلك.**

اللہ رب العالمین کے شکر واحسان کے بعد میں اس عظیم الشان اجتماع کے انعقاد پر اپنی طرف سے اور آپ تمام ابنائے جامعہ کی طرف سے جامعہ کے روح رواں فضیلۃ الشیخ شاہد جنید صاحب سلفی ،حفظہ اللہ ، صدر جامعہ سلفیہ بنارس، فضیلۃ الشیخ عبداللہ سعود صاحب سلفی، حفظہ اللہ، ناظم جامعہ سلفیہ بنارس، جامعہ کی مجلس منتظمہ، مجلس شوری، مؤقر اساتذہ اور جامعہ کے عزیز طلبہ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے آج یہ پررونق اور عظیم الشان اجتماع منعقد کیا ہے اور ان فارغین کو جو ملک کے گوشے گوشے میں بکھرے ہوئے تھے، ملک کے مختلف صوبوں میں چھپے ہوئے تھے، مختلف اکائیوں میں اپنے اپنے حلقے، اپنے اپنے ضلع اور مقام کے اعتبار سے بٹے ہوئے تھے، آج آپ لوگوں کی کاوشوں اور محنتوں سے ہمیں یہاں اکٹھا ہونے کا موقع نصیب ہوا ہے۔ اللہ رب العالمین آپ تمام ذمہ داران کی، اساتذہ کی اور طلبہ کی ان کاوشوں اور کوششوں کو قبول فرمائے اور اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین۔

ابنائے جامعہ سلفیہ کے اس دو روزہ دوسرے عظیم الشان اجتماع کے موقع پر مجھے جامعہ کے وہ معزز قائدین، جماعت کے وہ معزز رہنما، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے وابستہ آزادی کے بعد ہندوستان میں جماعت کی نشاۃ ثانیہ کرنے والے وہ تمام علماء اور عمائدین یاد آ رہے ہیں،

جن کی کاوشوں سے اور جن کی محنتوں سے اور جن کے اخلاص وللّٰہیت کی بنیاد پر ہندوستان میں اور ہندوستان کے ایک تاریخی شہر ''شہر بنارس'' میں سلفیان ہند کے دلوں کی دھڑکن اور ہم سب کی آواز، جماعت کی آواز، ہمارا اور آپ کا جامعہ ''مرکزی دارالعلوم'' بنارس کے نام سے قائم کیا گیا۔ اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ ان بزرگوں کی خدمات کو قبول فرمائے اور جن عظیم مقاصد کو لے کر ان لوگوں نے اس ادارہ کو قائم کیا تھا اور جن محنتوں اور قربانیوں کو پیش کیا تھا اور جماعت کو یہ مثالی ادارہ اور مثالی دانش گاہ عطا کیا تھا اور پورے عالم اسلام میں ہندوستان میں اہل حدیثوں کی نمائندہ تنظیم مرکزی جمعیت اہل حدیث اور اس سے جڑے ہوئے تمام علماء کا، اعیان بنارس کا اور بنارس کے غیور افراد کا وہ جذبہ اور عزم وحوصلہ بیدار رہے اور ان کی قربانیاں اور خدمات ہمارے اور آپ کے درمیان جیتی جاگتی مثال کی شکل میں موجود رہیں، جن کی بنیادوں پر یہ ادارہ اور گلستان علمِ توحید ہمارے اور آپ کے درمیان پوری توانائی کے ساتھ موجود ہے۔

دینی بھائیو اور دوستو!

میں دو باتوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ہم تمام ابناء، اخوان اور احباب ان عظیم مقاصد کو جانتے ہیں جن کے لیے اس مرکزی ادارہ کو قائم کیا گیا تھا۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس مرکزی ادارہ کا مرکزی کردار کیا تھا جس کی بنا پر اسے صرف عالم اسلام میں ہی نہیں، بلکہ پوری دنیا میں شہرت اور رتبہ ملا اور یہاں سے تربیت پاکر اور سند عالمیت اور فضیلت حاصل کرکے پوری دنیا میں منتشر ہونے والے ابناء کو بلند مقام اور مرتبہ ملا۔

دینی ملی بھائیو!

مجھے ایک چھوٹا سا واقعہ یاد آرہا ہے۔ میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے گیا۔ مکہ مکرمہ گیا۔عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ دہلی اور بنارس کی تعلیم کی بنیاد پر امام حرم شیخ محمد بن عبداللہ السبیل رحمہ اللہ کا نام سنا کرتے تھے۔دل میں خواہش ہوئی کہ اگر مکہ جانے کا موقع ملا اور عمرہ وزیارت کی توفیق ملی تو امام حرم سے ملاقات کا شرف حاصل کریں گے۔ اتفاق سے امام حرم ایک نماز کی امامت کررہے تھے۔نماز ختم ہونے کے بعد اپنے پورے حفاظتی عملہ کے ساتھ نکل رہے تھے۔ہم لوگ راستے میں کھڑے دیکھتے رہے اور ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ ہمارے جذبات ملاقات کی انگڑائیاں لے رہے تھے، ان جذبات پر پانی پھر گیا اور ملاقات نہ ہوسکی۔ ہمارے جامعہ سے فارغ ایک بھائی نے بتایا کہ امام حرم سے ملاقات کی خواہش ہے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد جس راستہ سے امام صاحب پورے حفاظتی عملہ کے ساتھ گزرتے اور باہر نکلتے ہیں، آپ اس راستہ میں کھڑے ہوجایئے اور جب امام صاحب وہاں سے گزریں تو آپ زور سے کہئے کہ:

أنا من الجامعة السلفية بالهند

میرا تعلق ہندوستان کے مرکزی ادارہ جامعہ سلفیہ بنارس سے ہے۔ میں وہاں کا خوشہ چیں ہوں۔ میں وہاں کا فارغ التحصیل ہوں۔

ہوسکتا ہے کہ آپ کا یہ نسخہ کارگر ہوجائے۔ میں نے اس نسخہ کو آزمایا۔ میں امام حرم کے گزرنے والے اس راستہ

میں نماز ختم ہونے کے بعد کھڑا ہو گیا۔ جب حفاظتی عملہ کے ساتھ امام حرم شیخ سبیل صاحب وہاں سے گزر رہے تھے تو میں نے السلام علیکم کہہ کر زور سے صرف اتنا کہا کہ:

شيخ! أنا من الجامعة السلفية بالهند

میں جامعہ سلفیہ بنارس کا ہوں۔ میرا تعلق جامعہ سلفیہ بنارس سے ہے۔

اللہ کی قسم! اس آواز کو سن کر امام حرم شیخ السبیل رحمہ اللہ رک گئے۔ اللہ انہیں غریق رحمت فرمائے۔ انہوں نے سلام اور مصافحہ کیا۔ خوشی کا اظہار کیا۔ حالات پوچھے اور چلے گئے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ یہ سعادت اور شرف مجھے اپنی وجہ سے نہیں ملا۔ اپنے مقام ومرتبہ کی وجہ سے حاصل نہیں ہوا، بلکہ جامعہ سلفیہ کی وجہ سے ملا۔ جماعت کے اس مرکزی ادارہ کی وجہ سے ملا۔

یہ جامعہ ہمارے اور آپ کے لیے ایک آبرو ہے۔ ایک مثالی دانش گاہ ہے۔ ایک مرکزی جگہ ہے اس لیے میں ذمہ داران جامعہ کی خدمت میں بہ صد احترام اور خلوص عرض کرنا چاہوں گا کہ بزرگوں نے جو خواب دیکھا تھا اور شرمندہ تعبیر کرنا چاہا تھا ہمیں چاہیے کہ ان تمام ابناء کو لے کر اور تمام دردمندان قوم وملت کو لے کر بزرگوں کے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے بیٹھیں۔ ایک چھت کے نیچے جمع ہوں۔ جب اتنا بڑا مقام اللہ رب العالمین نے ہمیں اور آپ کو اس جامعہ کی وجہ سے پوری دنیا میں عطا کیا ہے تو وہ دن بھی آئے گا کہ جب ہم اور آپ اپنے مقصد کے اس آخری نکتہ تک پہنچیں گے جس نکتہ تک پہنچنے کے لیے مولانا عبدالمتین بنارسی رحمہ اللہ، مولانا عبدالوہاب آروی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ، مولانا نذیر احمد املوی رحمہ اللہ، مولانا عبد الرؤف رحمانی رحمہ اللہ، مولانا عبدالجلیل رحمانی رحمہ اللہ اور جماعت کے تمام ذمہ داروں نے اور جماعت کے تمام غیور افراد نے اپنے اخلاص اور للّٰہیت کی بنیاد پر اسے قائم کیا تھا۔

اس طریقہ سے میں اپنے تمام ابنائے جامعہ سے دردمندانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری صفوں میں صاحب علم بھی ہیں۔ ہماری صفوں میں صاحب زبان بھی ہیں۔ ہماری صفوں میں صاحب سیاست بھی ہیں۔ ہمارے درمیان صاحب ثروت بھی ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری صفوں میں وہ غیور دل رکھنے والے نوجوان بھی ہیں اور وہ تمام لوگ بھی ہیں جو کہیں نہ کہیں اپنا اثر ورسوخ رکھتے ہیں۔ میں عرض کرنا چاہوں گا ان ابناء سے جن کی تعداد کم وبیش (9335) ہے جو کشمیر سے کنیا کماری تک، بنگال کی کھاڑی سے دہلی کی دارالسلطنت تک اور ہندوستان کے باہر سات سمندر پار خلیج عرب اور افریقہ تک پھیلے ہوئے ہیں کہ جامعہ کو کسی دوسرے کی ضرورت نہیں۔ جامعہ کی تعمیر وترقی کے لیے مثبت انداز میں اگر ہم تمام ابناء کھڑے ہو جائیں اور عزم وحوصلہ کر لیں تو وہ تمام منصوبے اور ضروریات جس کے لیے ہمارا اور آپ کا دارالعلوم اپنی تنگ دامانی کے باوجود بلند مقام ومرتبہ اور آگے بڑھنے کے لیے بے تاب اور بے قرار ہے، وہ تمام خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتے ہیں۔

میں دوبارہ، سہ بارہ اپنی طرف سے اور تمام فارغین کی طرف سے ذمہ داران کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا

چاہوں گا کہ اللہ رب العالمین آپ تمام لوگوں کوعزم وحوصلہ عطا فرمائے ،جس سے یہ جامعہ ہمیشہ کے لیے ترقی کی راہوں پر گامزن رہے اور یہ گلستان توحید وسنت ہمیشہ سدا بہار رہے اور یہاں آنے والے وہ تمام طلبہ اور تمام حوصلہ مند تشنگان علوم سنت اپنی علمی تشنگی بجھا کر اپنے گھروں تک واپس جائیں۔

اخیر میں پوری دردمندی کے ساتھ اپنے اخوان اور فارغین جامعہ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جامعہ،جس کی آغوش تربیت میں ہم اور آپ نے اپنی عمر کے قیمتی اوقات کوگزارا ہے ،اس کے بارے میں ہم خود محسوس کریں، سوچیں کہ ہم کون سی جگہ میں اور جامعہ کے کون سے شعبہ میں اپنی خدمات پیش کر سکتے ہیں۔ہم اپنی زبان سے جامعہ کی خدمت پر آمادگی کا اظہار کریں۔ میں اپنے اثر ورسوخ کے ذریعہ،اپنے علم وفن کے ذریعہ سے اور اپنی علمی صلاحیتوں سے جامعہ کی کون سی خدمت کرسکتا ہوں اور جامعہ کی تعمیر وترقی میں کس قدر کردار ادا کرسکتا ہوں۔اگر میں سمجھ لے جاؤں اور ہم میں سے ہر ایک فارغ اس کو سمجھ لے جائے تو یہی ہماری اور آپ کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔یہی جامعہ کی سب سے بڑی کامرانی ہے۔

ان شاءاللہ،اس اجتماع میں پورے ملک سے ہم تمام ابناء یہاں حاضر ہوئے ہیں۔سب کے دلوں میں احساس اورخلوص زندہ ہے۔ہم سب عہد کرتے ہیں کہ جامعہ کے لیے اور جماعت کے مرکزی دانش گاہ کے لیے جب بھی ہماری اور آپ کی قربانیوں کی ضرورت پیش آئے گی ہم میں سے ہر ایک اپنی قربانیوں کو اپنے وسائل وامکانات کی حد تک پیش کرنے میں دریغ محسوس نہیں کرے گا۔

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ اس جامعہ کو پروان چڑھائے۔جامعہ کے ان خوابوں کوشرمندہ تعبیر اور پایہ تکمیل تک پہنچائے جن خوابوں کو ہمارے بزرگوں نے اس کے قیام کے وقت دیکھا تھا۔

خدا کرے فضایوں ہی یہ خواب جاگتے رہیں
یہ خوشبویں جواں رہیں،گلاب جاگتے رہیں

پوشاک

لباس ایسا پہنو جوتمہیں آراستہ کرے،عیب دار نہ کرے،تمہارے سلسلہ میں کسی نکتہ چینی، انگشت نمائی یا عیب جوئی کا سبب نہ ہو،اور جب تمہارا لباس اور طریقۂ لباس تمہارے علم شرعی کے ساتھ ہم آہنگ ہوگا تو وہ تمہاری تعظیم اور تمہارے علم سے استفادہ کا زیادہ باعث ہوگا،بلکہ تمہاری نیک نیتی کے سبب عبادت اور نیکی بن جائے گا؛کہ یہ مخلوق کوحق کی طرف رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نےفرمایا:

”مجھے قاری (عالم دین) کوسفید پوش دیکھنا زیادہ محبوب ہے۔“

یعنی تاکہ لوگوں کے دلوں میں اس کی شخصیت باعظمت ہو اور اس کے سبب اس کے پاس موجود حق کی بھی تعظیم کی جائے۔

کلمۃ الاساتذہ

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين محمد وآله وأصحابه أجمعين وبعد: فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحیم۔

قال اللہ تعالی: [كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ] (آل عمران:۱۱)

محترم صدر اجلاس، معزز علماء کرام، فارغین جامعہ سلفیہ، ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے مہمانان کرام، اصحاب خیر اور محسنین، بزرگو اور اسلامی بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کا ان گنت احسان، بے پایاں فضل وکرم ہے کہ ہم تمام حضرات ہندوستان کی عظیم مرکزی سلفی درسگاہ جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس میں ایک عظیم مقصد کے لیے اکٹھا ہوئے ہیں اور وہ ہے تنظیم ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ کا دوسرا اجتماع۔ اس سے قبل ۱۹۹۵ء میں ایک اجتماع تنظیم ابناء کے قیام کے لیے جامعہ سلفیہ میں ہی منعقد ہوا تھا، بفضل اللہ آج دوسرا اجتماع نئے عزم وارادے اور حوصلے کے ساتھ منعقد ہونے جا رہا ہے (فإذا عزمت فتوكل على الله) اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ اس کے ثمرات خوش گوار اور خوش آئند ہوں، آمین۔

جامعہ سلفیہ بنارس میں منعقد ہونے والے اس عظیم تاریخی اجتماع کے موقع پر ہم اپنے تمام گرامی قدر مہمانوں، معزز علما، فضلا اور اصحاب خیر ومحسنین کا پرجوش خیر مقدم اور استقبال کرتے ہیں، ہم ان کے صمیم قلب سے ممنون ومشکور ہیں کہ انہوں نے ہماری دعوت کو شرف قبولیت بخشا، سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے اپنے مادر علمی میں تشریف لائے نیز ہمیں مشاہیر علما سے ملنے اور ان کے قیمتی مواعظ اور نصائح سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھے، آمین۔

اس موقع پر اسلام کے اس مضبوط عقیدہ کی طرف اشارہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو انسانوں کے درمیان علاقائیت، عصبیت اور وطن وزبان کے امتیازات کو ختم کر کے پوری انسانیت کو ایک اٹوٹ بھائی چارے کے رشتہ میں جوڑ دیتا ہے۔ [يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ] (الحجرات:۱۳)

الحمد للہ ہمارے فارغین جامعہ، ہندو بیرون ہند کے کسی بھی گوشے میں رہتے ہوں، ان کا تعلق کسی بھی علاقہ یا صوبہ سے ہو وہ جب اکٹھا ہوتے ہیں تو آپس میں نہ کسی اجنبیت کا احساس ہوتا ہے نہ دوری کا "إنما المؤمنون

إخوۃ'' مسلمان سب بھائی بھائی ہیں۔

معزز حاضرین اور مہمانان گرامی! اس موقع پر میں جامعہ کا مختصر تعارف پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں، بنارس علم ودانش، گنگا جمنی تہذیب کا شہر ہے، جہاں بیک وقت پانچ یونیورسٹیاں بنارس ہندو یونیورسٹی، کاشی ودیا پیٹھ، تبتین یونیورسٹی، سمپورنا نند سنسکرت یونیورسٹی اور جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم بنارس علم وحکمت کے خزانے لٹا رہی ہیں۔ بنارس ہندو یونیورسٹی کی شہرت بین الاقوامی ہے۔ جماعت اہلحدیث بنارس کے لیے فخر کی بات ہے کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کا مرکزی ادارہ جامعہ سلفیہ بنارس میں ہے، اس ادارے کا پورے عالم اسلام میں عزت ووقار ہے، یہ جامعہ ہمارے اسلاف کے خوابوں کی تعبیر، کتاب وسنت کا مینار اور سلفیان ہند کے دلوں کی دھڑکن ہے۔

معزز مہمانان گرامی! جامعہ سلفیہ بنارس کا سنگ بنیاد مملکت سعودیہ عربیہ کے سفیر برائے ہند محترم عالی جناب یوسف عبداللہ الفوزان رحمہ اللہ کے دست سے ۱۲/رجب ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۹/نومبر ۱۹۶۳ء کو رکھا گیا۔ تاسیس (سنگ بنیاد) کے موقع پر اہالیان بنارس جماعت اہلحدیث کے بزرگ علماء کرام، اصحاب خیر اور محسنین بھی شریک تھے۔ ہندوبیرون ہند کے اہلحدیثوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ جماعت اہلحدیث کا دیرینہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔ **فللہ الحمد والمنۃ۔**

ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ مطابق مارچ ۱۹۶۶ء میں مرکزی دارالعلوم کا تعلیمی افتتاح بڑے شاندار اور اعلیٰ پیمانہ پر ہوا، اس افتتاحی تقریب میں شرکت کے لیے محترم شیخ علامہ عبداللہ بن عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ، وائس چانسلر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے نمائندہ خاص شیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد رحمہ اللہ، پروفیسر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور انہوں نے صحیح بخاری کی پہلی حدیث ''**إنما الأعمال بالنیات**'' کا درس دے کر تعلیم کا افتتاح فرمایا۔ اس افتتاحی تقریب میں ہندوبیرون ہند کے علماء وفضلاء شریک ہوئے تھے۔

الحمدللہ جامعہ کے قیام کو نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے، شروع سے اب تک تعلیم وتربیت، تصنیف وتالیف، خطابت وصحافت کے میدان میں رواں دواں ہے اور ان شاءاللہ آگے بھی رہے گا۔

۱۹۶۶ء سے ۲۰۱۸ء تک فارغین جامعہ کی کل تعداد (۹۳۳۵) تک پہنچ چکی ہے۔ **فالحمد للہ علی ذلک۔**

محترم سامعین کرام! مولانا عبدالمتین بنارسی رحمہ اللہ مرکزی دارالعلوم بنارس کے بانیوں میں تھے سنگ بنیاد کے موقع پر آپ نے ایک پرجوش اور ولولہ انگیز تقریر بھی کی تھی جس کا ایک ایک لفظ سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ آپ نے دوران تقریر فرمایا تھا کہ:

''ہم محسوس کرتے ہیں کہ کاش کوئی ایسا ادارہ بن جائے جہاں عربی کی اعلیٰ ترین تعلیم ہو، جہاں قرآن وحدیث کی تعلیم کا بہترین نظم ہو، جہاں کے طلبہ کی دینی تربیت ایسی ہو کہ وہ درسگاہ سے فارغ ہوکر نکلیں تو دنیا کے سامنے اسلام کا عملی نمونہ پیش کریں یعنی دنیا میں اسلام کی تعلیم کے ساتھ ساتھ امن وشانتی کا پیغام بھی عام کریں۔''

حاضرین اجلاس! ہمارا یہ جامعہ امن وشانتی کا گہوارہ ہے، ہمارے فارغین جامعہ پورے ہندوستان میں تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ امن وشانتی، الفت ومحبت، بھائی چارہ اور قومی یکجہتی کا پیغام عام کرتے ہیں تاکہ ہمارے ملک

کا نام روشن ہو اور وہ شاہراہ ترقی پر گامزن ہو۔ یہی ہر سچے اور اچھے ہندوستانی شہری کی ذمہ داری ہے۔

حاضرین کرام! یہ یاد رہے کہ اس جامعہ کا مؤسس و بانی مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند دہلی ہے۔ ملک و بیرون ملک میں جب بھی دہشت گردی کے واقعات رونما ہوتے ہیں تو سب سے پہلے اس دہشت گردی کی مذمت ہماری مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند دہلی کرتی ہے اور اس کے ماتحت کام کرنے والے جامعات و مدارس اور اس کی ذیلی تنظیمیں اس کی تائید کرتی ہیں۔ ایسا اس لیے کہ ہم ملک سے محبت رکھتے ہیں اور ہمارے نزدیک ملک کی حفاظت اور سالمیت مقدم ہے۔

محترم حاضرین اجلاس! فارغین جامعہ ہندو بیرون ہند میں ستاروں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں اور دعوتی، تبلیغی اور تدریسی خدمات کے ساتھ سماجی، رفاہی خدمات سے جڑے ہوئے ہیں۔ ملکی، غیر ملکی یونیورسٹیوں میں پروفیسر اور لکچرر ہیں اور حکومتی شعبوں سے بھی جڑے ہوئے ہیں، مگر باہم ربط و تعلق کی کمی کی وجہ سے فارغین کے کارہائے نمایاں منظر عام پر نہیں آتے۔ اگر تنظیم ابناء قدیم جامعہ (Old Boys) کا مستحکم اور مضبوط وجود ہو جائے تو تنظیم کے ذریعہ سے ابناء جامعہ کے کارنامے اور ان کی ہر طرح کی خدمات منصۂ شہود پر آسکتی ہیں۔ اتحاد اور نظم جماعت اور تنظیم کا حکم تو قرآن مجید میں بھی ہے، اس لیے قرآن مجید نے اتحاد و اتفاق کو با مقصد بنانے کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کی ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: [وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا] (آل عمران: ۱۰۳) تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ اسی بنا پر جماعت مسلمین یعنی امت محمدیہ کی غرض و غایت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

[كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ] (آل عمران: ۱۱۰) دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہی ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان عمل میں لایا گیا ہے۔ تم اچھے کام کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

یہ فریضہ جو مقصد زندگی کا حاصل ہے امت کا ہر فرد کما حقہ ادا نہیں کر سکتا اس کے لیے ضروری ہے کہ ایسی جماعت اور ایسی تنظیم ہو جو اس مقصد کے حصول کے لیے مسلسل کوشش کرے تاکہ اپنے مطلوب و مقصد میں کامیاب ہو۔

إلٰہ العالمین سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اعمال میں اخلاص پیدا کرے۔ ہم اپنے نیک مقصد میں کامیاب ہوں اور ہمارا یہ اجتماع خیر و برکت کا ذریعہ ہو اور مستقبل میں تنظیم کی سرگرمیاں برقرار رہیں اور ہمارے جامعہ کے استحکام اور دعوت دین کے فروغ میں اہم کردار ادا کریں۔

اخیر میں اپنی طرف سے ذمہ داران جامعہ اور اساتذہ کرام کی طرف سے اپنے معزز مہمانوں کو دوبارہ خوش آمدید کہتا ہوں اور نیک آرزوؤں اور شکریہ کے ساتھ رخصت ہوتا ہوں۔ اللهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه، وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه. وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد یونس عبدالمتین مدنی

شیخ الجامعہ، جامعہ سلفیہ بنارس

دوسرادوروزہ اجتماع ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس

رپورٹ

مولانا محمد ایوب سلفی، استاد جامعہ سلفیہ بنارس

افتتاحی پروگرام

۲۸/۱۱/۲۰۱۸ء بروز بدھ ساڑھے نو بجے صبح

صدارت: فضیلۃ الشیخ شاہد جنید سلفی حفظہ اللہ

صدر جامعہ سلفیہ بنارس

نظامت: فضیلۃ الشیخ اسعد اعظمی حفظہ اللہ

استاذ جامعہ سلفیہ بنارس

مہمان خصوصی: فضیلۃ الدکتور وصی اللہ عباس حفظہ اللہ

مفتی حرم مکی

یہ پروگرام ساڑھے نو بجے پورے آب وتاب کے ساتھ شروع ہوا۔ سب سے پہلے ناظم جلسہ نے جامعہ کے طالب علم عبدالجبار (عالمیت، سال اول) کو تلاوت قرآن کریم کے لیے دعوت دی، طالب مذکور نے نہایت ہی اچھے انداز میں چند آیات کی تلاوت کی۔ پھر عبدالعزیز کیفی اور ان کے چند رفقاء نے ترانہ جامعہ پیش فرمایا۔

پھر ناظم جلسہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کرنے کے لیے ناظم جامعہ محترم مولانا عبداللہ سعود سلفی حفظہ اللہ کو مائک پر آنے کی دعوت دی۔ ناظم جامعہ نے قرآن کی آیت [وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا] کی تلاوت کے ساتھ اپنی بات کا آغاز فرمایا۔ آپ نے جامعہ سلفیہ کے فیض یافتگان کی جامعہ میں تشریف لانے پر ان کا شکریہ ادا کیا، ان کے ساتھ لقاء پر خوشی کا اظہار فرمایا، جامعہ کی تعمیر وترقی کے لیے دعا فرمائی اور کہا کہ اگر تمام فارغین جامعہ کا تعاون جاری رہا تو جامعہ آئندہ بھی ترقی کی راہیں طے کرتا رہے گا۔ آپ نے جامعہ کے قیام کو عمائدین اہلحدیث کے دیرینہ خوابوں کی تعبیر قرار دیا۔ نیز صراط مستقیم کی وضاحت چند آیات کی روشنی میں کرتے ہوئے اسی راستے کو راہ اسلام اور راہ حق قرار دیا۔ آپ نے فرمایا کہ صراط مستقیم یہ ضابطہ حیات ہے۔ کسی فکر ونظریہ کا نام نہیں۔

آخر میں آپ نے نہایت والہانہ انداز میں کہا کہ ۱۹۶۶ء میں عمائدین اہلحدیث کی کوششوں سے چند کمرے بنائے گئے، چند اساتذہ کا تعاون حاصل کیا گیا اور جامعہ میں تعلیم کا آغاز ہوا۔ جامعہ کی بعض سرگرمیوں کا ذکر کرکے دعائیہ کلمات کے ساتھ آپ نے اپنی بات ختم کی۔

محترم ناظم جامعہ کے کلیدی خطاب اور خطبہ استقبالیہ کے بعد ندوۃ الطلبہ کے ناظم محمد ثاقب (کلیۃ الحدیث ثانی) کو ندوہ کا مختصر تعارف پیش کرنے کے لیے اسٹیج پر دعوت دی گئی۔ طالب مذکور نے ندوۃ الطلبہ کا تعارف کرایا، صحافت وخطابت کی اہمیت اور ان دونوں میدانوں میں جامعہ کے طلبہ کی سرگرمیوں کا مختصر وجامع خاکہ پیش کیا۔

پھر کلمۃ الاساتذہ پیش کرنے کے لیے شیخ الجامعہ

جناب شیخ محمد یونس مدنی حفظہ اللہ اسٹیج پر تشریف لائے۔ آپ نے بھی اپنے خطاب میں مہمانوں کا استقبال کیا۔ انہیں خوش آمدید کہا، جامعہ میں تشریف آوری پران کا شکریہ ادا کیا۔آپ نے اسلام کے مضبوط اصولوں کا ذکر کیا جو تمام مسلمانوں کو بلاتفریق ملک وعلاقہ سب کو جوڑتے ہیں۔ جامعہ سلفیہ کا مختصر تعارف پیش فرمایا۔آپ نے بنارس کی پانچ اہم یونیورسٹیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جامعہ سلفیہ بھی ان میں سے ایک اہم عربی واسلامی یونیورسٹی ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جامعہ کا بانی مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند ہے۔

آخر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہمارے نزدیک ملک کی سالمیت اورحفاظت مقدم ہے۔مہمانوں کے شکریہ واستقبال اور دعائیہ کلمات کے ساتھ آپ اسٹیج سے جدا ہوئے۔

داخل ہند سے کلمہ جامعہ پیش کرنے کے لیے جناب شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی حفظہ اللہ کو ناظم جلسہ نے دعوت دی۔ آپ نے تمام فارغین جامعہ کی طرف سے صدروناظم جامعہ، مجلس منتظمہ،مجلس شوریٰ اور اساتذہ وطلبہ کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں جماعت کے معزز عمائدین وقائدین کو یاد کیا، ان کے اخلاص وللٰہیت کا ذکر فرمایا، انہیں دعائیں دیں کہ انہوں نے ہندوستان کے ایک تاریخی شہر میں ایک مرکزی سلفی ادارہ قائم کیا، ان کی قربانیوں کا ذکر فرمایا۔ انہوں نے جامعہ کی خدمات کو سراہا، جامعہ کی شہرت ونا موری کا ذکر فرمایا۔ آپ نے کہا کہ جامعہ کے فارغین میں اہل قلم ،خطباء، سیاستداں، اہل ثروت واہل رسوخ سب لوگ ہیں۔جامعہ کے یہ فارغین اگر جامعہ کی تعمیر وترقی کا ارادہ کرلیں تو یہ کافی ہیں۔شکریہ ودعا کے ساتھ آپ نے اپنی بات ختم کی۔

خارج ہند سے کلمہ فارغین پیش کرنے کے لیے جناب مولانا ظفرالحسن مدنی (شارجہ) حفظہ اللہ کو دعوت دی گئی۔ حمد وصلاۃ کے بعد آپ نے جامعہ کے قیام کا پس منظر پیش فرمایا، اسلاف کی خدمات کو سراہا۔ نیز عرب مما لک میں جامعہ کی شہرت اوراہل علم وعرب علماء کے نزدیک جامعہ کے مقام ومرتبہ کا ذکر فرمایا۔آپ نے ایک مقابلہ شخصیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ شیخ نے سوال کیا کہ

"من أي جامعة" (کس جامعہ سے آئے ہو؟)

جواب دیا گیا "من الجامعة السلفية" (جامعہ سلفیہ سے)

شیخ نے خلاص کہہ دیا یعنی مقابلہ شخصیہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

کلمہ فارغین کے بعد تاثرات پیش کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔اس کے لیے سب سے پہلے جناب ڈاکٹر عبدالغنی القوفی کو مائک پر دعوت دی گئی۔حمد وصلاۃ کے بعد آپ نے فرمایا کہ جامعہ سلفیہ کا نام ہی اس کا عنوان ہے۔جامعہ کے فارغین نے اپنا جو مقام بنایا ہے یہی جامعہ کی پہچان ہے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ یہ دورغزوفکری کا دور ہے۔اس دور کے تقاضے کے مطابق جامعہ اپنا کردارادا کرے۔عصر حاضر کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے نصاب مرتب کئے جائیں۔ جامعہ میں ایسے شعبے قائم کئے جائیں کہ ان سے ہم دورحاضر کا مقابلہ کرسکیں۔معہد الدعاۃ والمعلمین قائم کیا جائے۔مالی تعاون کی ضرورت ہو ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں۔

مولانا مظہر علی سلفی شیخ الجامعہ جامعہ عالیہ عربیہ مئو نے

کہا کہ ہم مشکور ہیں کہ ہمیں اس پروگرام میں شرکت کا موقع ملا، جس ادارہ نے ہمیں قلم پکڑنا سکھایا اسی ادارے میں ہم بلائے جارہے ہیں، ہم اس ادارے کے خوشہ چیں ہیں ہمارا اس ادارہ سے تعلق ہمیشہ مضبوط رہنا چاہئے۔اس ادارہ کا ماضی روشن تھا، اس کے حال کو بھی روشن کرنے کی کوشش کریں اوراس کا مستقبل بھی روشن رہے۔

شیخ عبدالمنان سلفی ایڈیٹرالسراج، جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر نیپال نے اس پروگرام کے انعقاد پرمبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ منہج سلف ہی دراصل صراط مستقیم ہے، یہی دراصل جامعہ کے قیام کا مقصد ہے۔ ۵۲ سالہ تاریخ میں جامعہ نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، دعوت وتبلیغ، درس وتدریس، تصنیف وتالیف ہر میدان میں جامعہ کے افراد موجود ہیں۔ جامعہ کا تربیتی رول بہت اہم ہے۔آپ نے نہایت ہی پرزور انداز میں کہا کہ ہم تمام ذمہ داران کو یقین دہانی کرارہے ہیں کہ ہمارے لائق جوبھی خدمت ہوگی ہم میں سے کوئی اس سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔

ڈاکٹرعبدالرحمن لیثی حفظہ اللہ جوخیرالعلوم ڈومریا گنج سے تشریف لائے تھے، نے فرمایا کہ جامعہ سلفیہ فارغین جامعہ سلفیہ کا دھڑکتا ہوادل ہے، اس دل میں کسی طرح کی کوئی کمزوری نہ آئے اللہ کرے کہ جماعت میں اور مخلصین پیدا ہوں، جامعہ کی تاریخ مرتب ہونی چاہئے، جامعہ سلفیہ اپنا ایک وقار رکھتا ہے اس وقار کو باقی رکھا جائے بلکہ اس کو بڑھایا جائے۔

مولانا محمد ہاشم سلفی استاد مدرسہ منظرالعلوم بلرامپور نے منظوم تاثر پیش فرمایا۔آپ نے اپنے کلام میں جامعہ کے ذمہ داران کو دعائیں دیں، جامعہ کی خدمات کو سراہا۔

جناب رضاء اللہ عبدالکریم مدنی حفظہ اللہ نے فرمایا کہ جامعہ سلفیہ ہمارے اور آپ کے دلوں کا دھڑکن ہے۔ جماعت میں کچھ بھی ہو لوگوں کی نگاہیں جامعہ کی طرف اٹھتی ہیں، ضرورت ہے کہ ہم تیز گام ہوکر ضرورتوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دیں۔جامعہ کا آرگن اس لیے بند ہوجائے کہ اس کے خریدنے والے نہیں ہیں یہ افسوس کی بات ہے، ذمہ دار اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھیں اوراپنے آپ کو جوابدہ مانیں۔

جناب ڈاکٹر امان اللہ سلفی مدنی مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ نے فرمایا کہ جامعہ سلفیہ میں تعلیم مکمل کرنے کی وجہ سے میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہوں۔ ہمارے فضلاء سے جامعہ سلفیہ آگے بڑھے گا۔کلیۃ اللغۃ بھی قائم کرنے کی جامعہ کوشش کرے، پورے ہندوستان میں تنظیم ابنائے قدیم کی شاخیں بنائی جائیں اور ان کے ذریعہ مختلف مقامات پر پروگرام منعقد کئے جائیں اس سے دوسرے لوگوں کو استفادہ کا موقع ملے گا، ابناء جامعہ کی ضرورتوں کو اپنی ضرورت سمجھیں۔

جناب صفی اللہ صاحب جوممبئی سے تشریف لائے تھے، آپ ممبئی کے اہل ثروت میں سے ہیں، آپ کو بھی اسٹیج پر دعوت دی گئی۔آپ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا کہ اگر تمام فارغین تھوڑا دھیان دے دیں تو جامعہ کامیاب ہوجائے گا۔ آپ نے ایک بڑی بات کہی کہ جولوگ یہاں سے نکل کر اپنا اپنا اسکول قائم کئے ہوئے ہیں اگر وہ جامعہ کی طرف تھوڑی سی توجہ دے دیں تو جامعہ کی حالت کچھ اور ہوگی۔

جناب مولانا عبدالسلام سلفی امیر صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی نے کہا کہ ہم فرزندان جامعہ یہاں جمع ہوکر

بہت خوش ہیں ہم اپنے اہل خانہ میں بھی اتنا خوش نہیں ہوتے، ہمارا منہج ومشن ہماری تمام چیزوں سے زیادہ اہم ہے۔ ہم جامعہ سے اپنی نسبت پر شرف وفضل کا اظہار کرتے ہیں۔

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی مدنی بھی مائک پر تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کہ اس جامعہ کے مقاصد کو دنیا پہچانتی ہے۔ ہمارے اسلاف کے خوابوں کی حقیقی تعبیر یہ جامعہ سلفیہ ہے، ہمیں اپنی تعمیر کو اتنا لمبا نہیں کرنا چاہئے کہ تخریب کی طرف قدم بڑھ جائے۔ اس چمن نے ہمیں اس لیے تیار کیا ہے کہ ہم اس کے لیے ہر طرح کی قربانی پیش کریں۔ سلف کے راستے پر چل کر ہی ہم دنیا کو امن وشانتی کے راستے پر گامزن کر سکتے ہیں۔ جامعہ سلفیہ نے ہمیں میدان میں اتارا ہے، ہم وقت کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر میدان میں کام کریں۔

اس پروگرام کے مہمان خصوصی جناب ڈاکٹر وصی اللہ عباس مدنی حفظہ اللہ تھے، آپ کو بھی نہایت ادب واحترام کے ساتھ اسٹیج پر دعوت دی گئی۔ آپ نے جامعہ سے اپنی ہمدردی اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ام الجامعات (جامعہ سلفیہ) کی طرف سے یہ تقاضا ہے کہ ہم اس کی خدمت کریں، ہم لوگ جامعہ کی خدمت کم کر پا رہے ہیں، بزرگوں کا بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے جامعہ کے لیے محنت کی۔ آپ نے ذکر فرمایا کہ مولانا نذیر احمد املوی رحمہ اللہ نے طیب شاہ کی مسجد کے ممبر پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ ہمارا ایک مرکزی دارالعلوم ہونا چاہئے اسی لیے اس جامعہ کا نام مرکزی دارالعلوم پڑا۔ آپ نے اپنے اخوان سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے اخوان کو دیکھ کر ہمارا دل خوشی سے لبریز ہے۔ جامعہ سے آپ نے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار فرمایا اور کہا کہ جامعہ کی آواز پر ہم ہمیشہ تیار ہیں۔ آپ نے فارغین جامعہ کو چند نصیحتیں بھی کیں اور فرمایا کہ جامعہ کا کوئی بھی فارغ کہیں بھی رہے اپنا کام کرتا رہے، ہر شخص اپنی جگہ پر سلفی دعوت کی تبلیغ کرے۔ اس نعمت پر شکر یہی ہے کہ ہم اس نعمت سے دوسروں کو بھی فیض پہنچائیں۔

آخر میں صدارتی خطاب کے لیے صدر جامعہ جناب مولانا شاہد جنید سلفی حفظہ اللہ مائک پر تشریف لائے۔ آپ نے صرف یہ کہا کہ ہمیں جامعہ کے لیے مخلص ہونا چاہئے اور دعا فرمائی کہ اللہ ہمیں اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی توفیق دے۔

اس طرح سے یہ افتتاحی پروگرام تقریباً دو پہر دو بجے اختتام کو پہنچا۔ ناظم جلسہ کی طرف سے مجلس کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔

دوسری نشست بعد نماز مغرب:

یہ مجلس سیمینار کے لیے خاص تھی۔ اس مجلس کی صدارت مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر معروف عالم دین اور جامعہ سلفیہ بنارس کے سابق استاذ مولانا اصغر علی امام مہدی نے فرمائی۔ نظامت کا فریضہ جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر نیپال کے موقر استاذ ڈاکٹر عبدالغنی القوفی نے انجام دیا۔

جامعہ کے طالب علم عبدالرحمن کی تلاوت قرآن کریم سے مجلس کا آغاز ہوا۔ مقالہ نگار کی حیثیت سے سب سے پہلے ناظم جلسہ نے شیخ عبدالرزاق سلفی دبئی کو دعوت دی۔ آپ کا عنوان ’’سلفیت کا تعارف‘‘ تھا۔ آپ نے اپنے مقالہ کا خلاصہ پیش فرمایا، آپ نے فرمایا کہ ہر قسم کے مسائل کے لیے صرف ایک ہی ذات کی طرف رجوع کیا جائے جس کو

اللہ تعالیٰ نے ’’سراج منیر‘‘ کے لقب سے ملقب فرمایا ہے۔

پھر دوسرے مقالہ نگار دکتور عبدالحلیم استاذ جامعہ سلفیہ بنارس اسٹیج پر بلائے گئے۔آپ نے عربی زبان میں اپنے مقالہ کا خلاصہ پیش فرمایا اور منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے کی وضاحت فرمائی۔

آپ کے بعد ناظم جلسہ نے جامعہ کے دوسرے استاذ دکتور عبدالصبور کو دعوت دی۔آپ کے مقالہ کا عنوان ’’منہج سلف کے فروغ میں جامعہ سلفیہ کا کردار‘‘ تھا۔آپ نے اپنے مقالہ میں واضح فرمایا کہ جامعہ کا نصاب تعلیم منہج سلف کے عین مطابق ہے، یہاں کے اساتذہ منہج سلف کے مطابق طلبہ کی تعلیم وتربیت میں مشغول ہیں۔

آپ کے بعد فضل اللہ انصاری سلفی مقالہ نگار کی حیثیت سے مائک کے روبرو ہوئے،آپ کے مقالہ کا عنوان ’’صحابہ کرام اور منہج سلف‘‘ تھا۔آپ نے قرآن کی روشنی میں صحابہ کرام کے مقام ومرتبہ کو واضح فرمایا اور یہ کہا کہ ان کا منہج وہی تھا جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سکھایا۔

پھر دکتور عبدالرحمن لیثی حفظہ اللہ اسٹیج پر آئے،آپ نے مقالہ تیار نہ کرنے پر معذرت پیش کی اور کہا کہ میں ان شاءاللہ ’’منہج سلف اور بریلویت‘‘ پر مقالہ لکھوں گا۔

آپ کے بعد جناب مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود حفظہ اللہ کو دعوت دی گئی۔آپ کے مقالہ کا عنوان ’’فارغین جامعہ کی دعوتی واصلاحی خدمات‘‘ تھا۔آپ نے اپنے مقالہ کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے فارغین جامعہ کی دعوتی خدمات پر مختصر روشنی ڈالی۔

پھر اسی عنوان پر دوسرے مقالہ نگار محمد ایوب سلفی استاد جامعہ سلفیہ کو دعوت دی گئی۔آپ نے بھی فارغین جامعہ کی دعوتی واصلاحی خدمات کو نہایت ہی اختصار کے ساتھ واضح کیا۔

پھر شیخ احسن جمیل سلفی مدنی سابق استاد جامعہ سلفیہ کو دعوت دی گئی۔آپ اپنے مقالہ کے ساتھ اسٹیج پر حاضر ہوئے۔آپ کے مقالہ کا عنوان تھا ’’فارغین جامعہ کی تصنیفی خدمات‘‘۔آپ نے فارغین جامعہ کی تصنیفی خدمات کی طرف چند منٹوں میں اشارہ فرمایا اور چند فارغین جامعہ کی تصانیف کا ذکر کیا۔

پھر ڈاکٹر انیس الرحمن خرم حفظہ اللہ اپنے مقالہ کے ساتھ حاضر اسٹیج ہوئے۔آپ کے مقالہ کا عنوان ’’فارغین جامعہ کی خدمات سرکاری اداروں میں‘‘ تھا۔آپ نے یہ کہا کہ جامعہ کے پچاس سے زائد فارغین ملک کی مختلف یونیورسٹیوں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوکر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اگلے مقالہ نگار کی حیثیت سے جناب مولانا عبدالمنان سلفی ایڈیٹر السراج ، جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر نیپال تشریف لائے۔آپ کے مقالہ کا عنوان ’’جامعہ سلفیہ کے ضلع سدھارتھ نگر کے فارغین کی تصنیفی خدمات‘‘ تھا۔آپ نے ضلع سدھارتھ نگر کے فارغین جامعہ کی تصانیف کا ذکر نہایت بسط وتفصیل سے فرمایا۔

پھر شیخ اشفاق احمد سجاد سلفی استاذ جامعہ امام ابن تیمیہ کو دعوت دی گئی۔آپ کے مقالہ کا عنوان ’’ابنائے جامعہ جھارکھنڈ کی تدریسی خدمات‘‘ تھا۔آپ نے صوبہ جھارکھنڈ کے علماء کا جامعہ سے دیرینہ تعلقات کا ذکر کیا اور ان کی تدریسی خدمات کی طرف اشارہ فرمایا۔

ڈاکٹر رحمت اللہ سلفی حفظہ اللہ نے صوبہ بہار کے سلفی فارغین کی تدریسی خدمات کا ذکر کیا۔

جناب مولانا نورالعین سلفی حفظہ اللہ (استاد حدیث کلیہ فاطمۃ الزہراء مئوناتھ بھنجن) نے ''تعمیر انسانیت میں مدارس کا کردار'' کے عنوان سے اپنے مقالے کا خلاصہ پیش فرمایا۔

شیخ رفیق احمد رئیس سلفی حفظہ اللہ نے ''دینی مدارس کو درپیش چیلنجز'' کے عنوان پر اپنے مقالہ کا خلاصہ پیش فرمایا۔ آپ نے داخلی وخارجی چیلنجوں کا ذکر کیا۔

رضاء اللہ عبدالکریم مدنی حفظہ اللہ ''سلفیت سے متعلق شکوک وشبہات اوران کا ازالہ'' کے عنوان سے مقالہ لے کر حاضر ہوئے اور سلفیت کو درپیش مسائل کا ذکر کیا۔ چند شبہات کی طرف اشارہ فرمایا اوران کے ازالے کی بھی ترکیب بتائی۔

آخر میں صدارتی خطاب کے لیے جناب امیر محترم شیخ اصغر علی امام مہدی مائک پر تشریف لائے۔ آپ نے مقالہ نگاران کی ان کاوشوں کو سراہا اور مقالہ نگاری کی راہ میں بعض رکاوٹوں کا ذکر کیا اور دعائیہ کلمات کے ساتھ اسٹیج سے جدا ہوئے۔ پھر ناظم جلسہ نے اختتام سمینار کا اعلان کیا۔

اجلاس عام بعد نماز عشاء ۹ ربجے شب بروز بدھ

صدارت: فضیلۃ الدکتور وصی اللہ عباس مدنی حفظہ اللہ مفتی حرم مکی و پروفیسر جامعہ ام القری مکہ مکرمہ

نظامت: شیخ عبداللہ زبیر سلفی استاذ جامعہ سلفیہ بنارس

تلاوت قرآن مجید سے اس مجلس کا آغاز کرنے کے بعد ناظم جلسہ نے سب سے پہلے خطاب کے لیے جناب مولانا عبدالسلام سلفی امیر صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی کو دعوت دی۔ حمدوصلاۃ کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہمیں اشتعال انگیز حالات میں اشتعال انگیزی سے بچنے کی ضرورت ہے۔ عالمی پلاننگ کے تحت مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے لہٰذا مومن کے اندر بزدلی اور اشتعال نہیں آنا چاہئے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ غلبہ اللہ کی مدد سے ہوتا ہے اور اللہ کی مدد تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو تقویٰ کی بنیاد پر کامیابی عطا کرتا ہے۔

آپ کے بعد جامعہ کے ایک قدیم فارغ، میدان دعوت کے عظیم شہسوار جناب مولانا ظفر الحسن مدنی حفظہ اللہ مائک پر تشریف لائے اور ''منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے'' کے موضوع پر خطاب کیا، پورے شرح وبسط کے ساتھ آپ نے صراط مستقیم کی وضاحت فرمائی اور کہا کہ صلح کل کا نظریہ درست نہیں ہے، حق اور باطل کبھی اکٹھا نہیں ہو سکتے۔ منہج سلف کو اگر کوئی چھوڑتا ہے تو گویا وہ اسلام کو چھوڑتا ہے۔

آپ کے بعد ناظم جلسہ نے صدر محترم سے خطاب کرنے کی گزارش کی اور جناب دکتور وصی اللہ عباس مدنی حفظہ اللہ کو چند خطباء سے پہلے ہی دعوت اسٹیج دیا۔ آپ چونکہ دیر تک نہیں بیٹھ سکتے تھے اس لیے ایسا کیا گیا۔ حمدوصلاۃ کے بعد آپ نے پہلے اللہ کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ نے ہمیں منہج سلف پر چلنے کی توفیق دی۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحابہ کرام کے طریقہ پر چلنے کا حکم دیا ہے۔ قرآنی آیت [وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ....] سے استدلال کرتے ہوئے آپ نے اپنی بات کو واضح فرمایا اور کہا کہ صحابہ کرام ہی دراصل سلف ہیں، ہمیں انہی کا طریقہ اپنانا چاہئے۔ سلف کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ دلیل کو سامنے رکھ کر ہی فیصلہ کرتے تھے اور یہی منہج سلف ہے۔

صدارتی خطاب کے بعد جناب ڈاکٹر امان اللہ محمد اسماعیل مدنی مدرس حرم مدنی حفظہ اللہ کو دعوت دی گئی۔آپ کے خطاب کا عنوان تھا''اتحاد امت وقت کی ضرورت''۔ آپ نے پوری وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی کہ اتحاد اسی وقت ممکن ہے جب ہم قرآن وسنت کو لازم پکڑیں کیونکہ قرآن میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔تمام مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں اس لیے ایک مومن کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنا چاہئے۔

آپ کے بعد جناب مولانا عبدالمنان عبدالحنان سلفی حفظہ اللہ نے''دینی تعلیم کی اہمیت اوراس کے تقاضے'' کے موضوع پر خطاب کیا۔آپ نے وقت کی نزاکت اور تنگی کو دیکھتے ہوئے اپنے خطاب کو کافی مختصر کردیا۔آپ نے یہ دعا فرمائی کہ اللہ ان قلعوں کی حفاظت فرمائے کیونکہ یہ صرف قلعے نہیں بلکہ یہ دینی تعلیم گاہ ہیں اور منہج سلف کی اشاعت کا واحد راستہ بھی۔

آخر میں شیخ مشتاق کریمی سلفی حفظہ اللہ کو دعوت خطاب دی گئی۔آپ نے فرمایا کہ جماعت کی پیروی کرنے والا ہی حق پر ہوتا ہے۔ جماعت وہ ہے جو حق کی پیروی کرے اگرچہ تعداد میں کم ہی کیوں نہ ہو۔دین میں بگاڑ پیدا کرنے والے لوگ اللہ کے یہاں مسئول ہیں۔ یہ پروگرام رات کے تقریباً ایک بجے اختتام پذیر ہوا اور نہایت کامیاب پروگرام تھا۔اس میں شہر بنارس ومضافات کے افراد کے علاوہ جامعہ کے اساتذہ وطلبہ بھی شریک تھے۔

> دینی جلسوں اور کانفرنسوں کی اہمیت مسلم ہے۔ان پروگراموں میں عوام کافی دل چسپی لیتی ہے اور ہر طرح کے بدنی ومالی تعاون کرتی ہے جو بہر صورت دینی جذبے سے سرشار ہوکر انجام دیئے جاتے ہیں۔سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ پر کانفرنسوں اور دینی پروگراموں کے بارے میں مختلف خیالات سامنے آتے رہتے ہیں جن میں بعض تعمیری ہوتے ہیں تو بعض تنقید کے پہلو کو اجاگر کرتے ہیں،لیکن یہ پروگرام تنقید سے زیادہ اپنے اندر حسن اور تعمیری مقاصد کو سموئے ہوتے ہیں۔دینی مجلسوں سے ایمان کو جلاملتی ہے۔ ایمان وایقان میں زیادتی ہوتی ہے۔نیز کانفرنسوں کے عناوین ومضامین، جغرافیائی اور حالات کے تناظر میں سماج میں مؤثر کردارادا کرتے ہیں،اس لیے دینی مجالس اور کانفرنسوں کا انعقاد کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے اور انہیں ہر ممکن تعاون ملنا چاہئے خواہ شرکت کے ذریعہ ہو یا انتظام میں معاونت کے ذریعہ ہو یا مالی تعاون کے ذریعہ ہو۔اگر ہم اتنا نہیں کر سکتے تو کم ازکم بے جاتنقید کے ذریعہ دل شکنی نہ کریں۔حکمت ودانائی کا مظاہرہ کریں اور''الدین النصیحۃ'' کا عملی پیکر بنیں۔

چوتھی نشست: بتاریخ ۲۹/۱۱/۲۰۱۸ء بروز جمعرات، ۸ بجے دن

صدارت: شیخ عبداللہ سعود سلفی ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ بنارس

نظامت: شیخ عبدالسلام سلفی

موضوع: جامعہ کی تعمیروترقی کا مختصر تعارف اور مستقبل کے عزائم

یہ پروگرام ناظم پروگرام کے تمہیدی کلمات سے شروع ہوا۔ سب سے پہلے صدر جلسہ وناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ بنارس جناب مولانا عبداللہ سعود سلفی حفظہ اللہ نے جامعہ کی تعمیروترقی اور مستقبل کے عزائم پر جامع خطاب فرمایا۔ آپ نے جامعہ کے قیام کا پس منظر اور جامعہ کی تعمیروترقی کے مختلف مراحل پر تفصیلی گفتگو فرمائی، مختلف بلڈنگوں اور مختلف کلیات کا تعارف کرایا۔ المجلس الاعلی للافتاء کا بھی تعارف پیش فرمایا اور اس کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ جامعہ کے اندر اچھے اور ماہر اساتذہ کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ جامعہ کے کیمپس کی توسیع کے لیے ہم نے الحاق کا نظام بنایا، جامعہ کی موجودہ بلڈنگ کو دس منزلہ بنانے کی پلاننگ اور دیگر تعمیری وترقیاتی عزائم کی وضاحت فرمائی۔ آپ کا خطاب نہایت ہی جامع تھا۔ آپ کے خطاب سے بہت سارے سلفی اخوان کے دلوں میں پیدا شکوک وشبہات کا ازالہ ہوا اور جامعہ کی موجودہ انتظامیہ کمیٹی کے تئیں ان کے حسن ظن میں اضافہ ہوا۔

آپ کے اس جامع خطاب کے بعد ناظم جلسہ شیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ نے بھی جامعہ کے مقاصد کی وضاحت اپنے انداز میں فرمائی اور فضلاء جامعہ سے یہ گزارش کی کہ وہ جامعہ کے لیے کچھ کرگزرنے کا جذبہ رکھیں۔

اس کے بعد ابناء جامعہ کے آراء ومشورے آنے شروع ہوئے۔

یہ نشست ساڑھے نو بجے ختم ہوگئی اور ناشتہ کے لیے تمام ابناء ڈائننگ ہال کی طرف روانہ ہوگئے۔

پانچویں نشست ساڑھے دس بجے

صدارت: جناب مولانا شاہد جنید سلفی صدر جامعہ سلفیہ بنارس

نظامت: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

موضوع: ابناء جامعہ کی تنظیم اور رابطہ کی شکلیں

تلاوت قرآن مجید کے بعد مجلس کا آغاز ہوا۔ اس پروگرام میں بھی ابناء کی مختلف رائیں آئیں۔

ابتداء میں ناظم جلسہ نے تمہیدی کلمات کے ذریعہ اس مجلس کے مقصد کو واضح فرمایا اور ابناء سے مختصراً اپنی رائیں ظاہر کرنے کو کہا۔

کچھ ابناء نے جامعہ کے ساتھ اپنے خصوصی تعاون کا بھی اعلان کیا۔ آخر میں ناظم جلسہ شیخ رضاء اللہ عبدالکریم مدنی حفظہ اللہ نے اس پروگرام کی قراردادا اور توصیات پڑھ کر سنایا۔ پھر دعاؤں اور تمام ابناء کے شکریہ کے ساتھ پروگرام کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔

●●●

دوروزہ اجتماع ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ: میڈیا اور اخبارات

مرکزی دار العلوم جامعہ سلفیہ بنارس میں ''منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے'' کے موضوع پر منعقد ہونے والا دوسرا دو روزہ اجتماع ابنائے قدیم کے پروگرام کی خبروں کو اردو ہندی اور انگریزی زبان کے اخباروں نے بڑے اہتمام سے شائع کیا۔ ہر پروگرام میں صحافی حضرات خود شریک ہوئے اور پروگرام کی خبروں کو اچھے طریقے سے بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی۔ اردو کے جن اخبارات نے اس اجتماع کی خبروں کو زینت بنایا ہے ان میں روزنامہ انقلاب، آواز ملک، وارث اودھ سرفہرست ہیں۔ اسی طرح ہندی اخبارات میں ہندستان، دینک جاگرن، امر اجالا، آج اور انگریزی اخبارات میں صرف دی ٹائمس آف انڈیا ہے۔

روزنامہ انقلاب نے ۲۶/نومبر ۲۰۱۸ء کے شمارہ میں وارانسی کے پیج ۳ پر ''دوروزہ اجتماع ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ'' کی سرخی لگانے کے بعد پوری خبر کو شائع کرتے ہوئے اجتماع کے اغراض ومقاصد کو جگہ دی ہے اور لکھا ہے کہ: ''اس پروگرام کا مقصد فارغین جامعہ کے ذریعہ عوام پر یہ پیغام پہنچایا جائے کہ ہر ہندوستانی شہری کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے معاشرے میں قومی یک جہتی اور آپسی بھائی چارے کو فروغ دینے میں اپنا کردار ادا کرے تاکہ ہمارے ملک سے مذہبی منافرت کا خاتمہ ہوسکے اور ہمارا ملک دنیا میں قومی یک جہتی کا نمونہ بن کر ابھرے''، نیز دو روزہ پروگرام کا خاکہ پیش کرتے ہوئے ملک اور بیرون ملک کے خاص خاص مہمانوں کا نام ذکر کیا ہے۔

یہی خبر وارث اودھ نے 'اپنا شہر'' ص ۸ پر ۲۶/نومبر ۲۰۱۸ء کے شمارہ میں درمیانی جگہ میں ذکر کیا ہے۔ اسی خبر کو ٹائمس آف انڈیا نے ٹائم سٹی کے صفحہ ۲ پر دائیں طرف، اور دینک جاگرن نے صفحہ نمبر ۵ پر بائیں طرف اختصار کے ساتھ چھاپا ہے۔

بنارس کا مشہور روزنامہ آواز ملک نے اخیر صفحہ ''اپنا بنارس'' ص ۸ پر فوٹو کے ساتھ شائع کیا ہے۔

۲۷/نومبر ۲۰۱۸ء بروز منگل انقلاب کے شمارہ میں جامعہ سلفیہ کی طرف سے جاری ہونے والے اجلاس عام کے اشتہار کو صفحہ ۳ پر بائیں طرف رنگین کلر میں شائع کیا ہے جس میں نیچے جامعہ کا خوشنما فوٹو بھی ہے۔ اس اشتہار میں ہے: ''عالمی حالات کے تناظر میں صحیح اسلام کو سمجھنا اور آپسی اختلاف کو چھوڑ کر اتحاد کا راستہ ڈھونڈھنا وقت کا تقاضا ہے''۔

۲۹/نومبر ۲۰۱۸ء کو روزنامہ انقلاب نے ''سوشل میڈیا و موبائل نے ہماری نئی نسل کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے'' کی اس سرخی کے ساتھ اولین خبر بناتے ہوئے اسٹیج پر بیٹھے ہوئے علمائے کرام، اور سامعین کا فوٹو دیتے ہوئے اجتماع کی پوری کارروائی اور شیڈول کو ذکر کیا ہے اور خبر کے اخیر میں لکھا ہے کہ: صبح سے رات تک جامعہ سلفیہ میں چہل قدمی ہورہی تھی جو اس بات کی علامت تھی کہ یہاں جتنے بھی پروگرام ہوتے ہیں وہ سب کامیاب ہوتے ہیں۔

وارث اودھ نے اپنا شہر ص ۸ پر اور آواز ملک نے اپنا بنارس ص ۸ پر افتتاحی پروگرام کا بہت اچھے طریقہ سے ذکر کیا ہے۔آواز ملک کی ہیڈنگ کچھ اس طرح ہے: ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس کے دوروزہ جلسے کا شاندار افتتاح۔ خبر کے ساتھ اسٹیج پر بیٹھے ہوئے علماء کرام کا فوٹو بھی چھاپا ہے اوران کی تقریروں اور بیانوں کا اقتباس بھی۔

روزنامہ ''ہندوستان'' نے ص ۶ پر پروگرام کی پوری جھلکیوں کو پیش کیا ہے اور ڈاکٹر وصی اللہ عباس مفتی حرم و پروفیسر ام القری یونیورسٹی، مکہ مکرمہ کے اس خیال کو سرخی بنائی ہے: ''دھارمک انماد نہ پھیلائیں: دھرم گرو''۔خبر کا آغاز کچھ اس طرح ہے: خانہ کعبہ (سعودی عرب) کے امام مفتی ڈاکٹر وصی اللہ عباس نے کہا کہ ''مسلمان فیک نیوز (سوشل میڈیا) پر دھیان نہ دیں۔امام وعلماء کی ذمہ داری ہے کہ کسی طرح کے انماد کو نہ پھیلائیں''۔

دی ٹائمس آف انڈیا نے ص ۲ پر نیچے اخیر میں خبر کو جگہ دیتے ہوئے علماء کرام کا فوٹو شائع کیا۔امر اجالا نے ۲۹/نومبر ۲۰۱۸ء کی اشاعت میں درمیانی صفحہ میں بڑے فوٹو کے ساتھ خبر بنایا ہے اور بڑی عمدہ ہیڈنگ لگائی ہے: ''اسلام میں بھید بھاؤ کے لیے جگہ نہیں''۔

۳۰/نومبر ۲۰۱۸ء کو انقلاب نے شہر بنارس کی خبروں کے کالم وارانسی ص ۳ پر بائیں طرف خبر بناتے ہوئے مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ کے استاد ڈاکٹر امان اللہ اسماعیل سلفی مدنی کے بیان ''اسلام پوری انسانیت کے لیے بھلائی کا کام کرنے کا پیغام دیتا ہے'' کی جلی سرخی لگائی ہے اور اجلاس نیز دیگر پروگراموں کی پوری کورنگ کرتے ہوئے علماء کرام کے خطابات میں اہم چیز کو اقتباس بنا کر خبر کو دل چسپ بنا دیا ہے۔

وارث اودھ نے اپنا شہر ص ۸ پر اسٹیج کے فوٹو کے ساتھ خبر بنائی ہے۔

آواز ملک بنارس نے اپنا شہر ص ۸ پر فوٹو کے ساتھ خبر بناتے ہوئے یہ سرخی قائم کی ہے: ''صراط مستقیم پر گامزن رہ کر سلف صالحین نے کامیاب زندگی گزاری: مفتی حرم''۔

راشٹریہ سہارا ہندی نے ۳۰/نومبر ۲۰۱۸ء کی اشاعت میں وارانسی ص ۵ پر مفتی حرم کے خطاب کو بہترین انداز میں شائع کیا ہے اور سرخی لگائی ہے: اسلام کا ارتھ شانتی، یعنی اسلام کا مطلب امن اور شانتی ہے۔

اسی خبر کو امر اجالا نے ص ۷ پر ان الفاظ کے ساتھ شائع کیا ہے: ''اسلام کی سچی تعلیم سمجھیں، اسے عمل میں لائیں''۔

اس پروگرام میں ڈاکٹر وصی اللہ عباس حفظہ اللہ مفتی حرم مکہ میڈیا کے روبرو ہوئے اور صحافیوں کے مختلف سوالات کا جواب دیا۔لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ یہی قرآن وحدیث کا راستہ ہے۔اسی راہ پر چل کر پوری انسانیت قیامت کے دن نجات پائے گی۔واضح ہو کہ صحافیوں کی طرف سے آئے سوالات پر ڈاکٹر وصی اللہ عباس صاحب کے جواب کو کسی اخبار نے جگہ نہیں دی ہے بلکہ اسے ٹیلی ویژن پر کاسٹ کیا گیا۔

نیز عالم اسلام کے مشہور داعی حضرت مولانا ظفر الحسن صاحب مدنی بھی میڈیا کے روبرو ہوئے۔ان سے بھی میڈیا والوں نے مختلف سوال کیا۔مدنی صاحب نے نہایت معقول اور سلجھا ہوا جواب دیا۔اسے بھی ٹیلی ویژن کے ذریعہ دکھایا گیا۔

ڈاکٹر محمد اسلم مبارک پوری

اجتماع کے چند اہم شرکاء

ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس کے دوسرے دو روزہ اجتماع کے چند اہم شرکاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ اس فہرست میں جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم کے محترم اراکین اور شہر بنارس کے اعیان وعمائدین کے اسمائے گرامی درج نہیں کیے گئے ہیں کیوں کہ جامعہ کے ہر پروگرام میں انہیں شرف اولیت حاصل ہے۔

بیرون ہند:

ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس صاحب مدنی رمفتی حرم مکی
شیخ ظفر الحسن صاحب مدنی رشارجہ
شیخ عبدالرزاق صاحب سلفی رمتحدہ عرب امارات
شیخ عبدالعلیم صاحب سلفی رمتحدہ عرب امارات
شیخ ڈاکٹر امان اللہ صاحب سلفی، مدرس مسجد نبوی شریف

دہلی:

شیخ اصغر علی امام مہدی صاحب سلفی رامیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
مولانا محمد ابوالقاسم صاحب فاروقی سلفی
شیخ عبدالستار صاحب سلفی
شیخ رضاء اللہ عبدالکریم صاحب مدنی
شیخ احمد خان صاحب سلفی
شیخ عزیز الرحمن صاحب سلفی
ڈاکٹر عبدالنور بن عبدالسلام صاحب سلفی
شیخ محمد غفران سلفی
شیخ خبیب حسن سلفی

علی گڑھ:

شیخ رفیق احمد رئیس احمد سلفی صاحب

ممبئی:

شیخ عبدالسلام صاحب سلفی رامیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی
شیخ عبدالجلیل صاحب مکی
شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود صاحب مدنی
جناب صفی اللہ صاحب (کلوسیٹھ)
شیخ جمیل احمد صاحب سلفی
شیخ افروز عالم ذکراللہ صاحب سلفی
شیخ خلیل نسیم احمد صدیقی سلفی
شیخ عبیداللہ صاحب سلفی
شیخ ہلال احمد ہدایت اللہ صاحب سلفی
شیخ خلیل نسیم صدیقی سلفی
شیخ ابوالمیز ان

پونہ:

شیخ سعید احمد صاحب سلفی ر پونہ

مالیگاؤں:

ڈاکٹر اقبال احمد صاحب بسکوہری رجامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں۔

بہار:

ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب سلفی
شیخ عبید الرحمن صاحب سلفی
شیخ محمد مشتاق احمد صاحب سلفی
شیخ محمد رضوان صاحب سلفی
شیخ محمد ہاشم صاحب سلفی
شیخ جمال الدین سلفی
شیخ عبدالرحمٰن صاحب مدنی
شیخ ارشد صاحب پٹنہ

جھارکھنڈ:

شیخ عبداللہ صاحب مدنی
شیخ محمد معاذ صاحب سلفی
ڈاکٹر عبدالحمید صاحب سلفی
شیخ محمد طیب صاحب مدنی
مفتی محمد جرجیس صاحب سلفی

مئوناتھ بھنجن:

شیخ ابوالقاسم عبدالعظیم صاحب مدنی
مختار احمد صاحب مدنی
شیخ سہیل احمد صاحب سلفی
شیخ مظہر علی صاحب مدنی

سدھارتھ نگر:

شیخ شبیر احمد صاحب مدنی راٹوا بازار
شیخ عبدالمعین صاحب مدنی راٹوا بازار
شیخ عبدالوہاب صاحب حجازی رڈومریا گنج
شیخ محمد ابراہیم صاحب مدنی رڈومریا گنج

سنت کبیر نگر:

شیخ خورشید احمد صاحب سلفی

نیپال:

شیخ عبدالمنان صاحب سلفی رجھنڈا نگر
ڈاکٹر عبدالغنی القوفی صاحب مدنی
شیخ عبدالرحیم صاحب مدنی
شیخ عبدالحئی صاحب مدنی
شیخ محمد اطہر صاحب مدنی
شیخ عبدالکریم مدنی

مبارک پور:

ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب مدنی رمبارک پور
شیخ نورالعین صاحب سلفی رمبارک پور
شیخ عتیق الرحمن صاحب سلفی رمبارک پوری
حافظ محمد سالم سلفی حسین آبادی

حیدر آباد دکن:

مولانا صفی احمد مدنی صاحب
شیخ فہیم احمد شریف احمد صاحب سلفی
شیخ ڈاکٹر عبدالکریم علیگ صاحب

کولکاتہ:

شیخ محمد معروف سلفی

□□□

تجاویز وقرارداد

دوسرا دوروزہ اجتماع ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس

منعقدہ بروز بدھ وجمعرات، تاریخ ۲۸ - ۲۹/نومبر ۲۰۱۸ء

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين:

بفضلہ تعالی آج بروز جمعرات، بتاریخ ۲۹/نومبر ۲۰۱۸ء ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس کا دوسرا دوروزہ اجتماع بعنوان: ''منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے''، بحسن وخوبی اپنے اختتام کو پہنچا، اس اجتماع میں ابنائے جامعہ اور شرکائے اجلاس کی جانب سے جن تجاویز وقرارد کو ذکر کیا گیا ذیل میں ان کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا جارہا ہے:

۱۔ اللہ جل شانہ کے فرمان: [لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ] (ابراہیم: ۷) پر عمل کرتے ہوئے فارغین جامعہ اس اجتماع کے انعقاد پر اللہ رب العالمین کا بے پایاں شکر ادا کرتے ہیں اور اس اجتماع میں شرکت کے لئے دعوت، اور ان کا پرجوش استقبال کئے جانے اور عمدہ انتظام وانصرام کے لئے تمام متعلقین جامعہ خصوصًا صدر جامعہ سلفیہ جناب شاہد جنید محمد فاروق سلفی حفظہ اللہ، ناظم اعلی مولانا عبداللہ سعود سلفی حفظہ اللہ اور جملہ منتظمین واراکین اور معاونین نیز اساتذہ کرام اور تمام طلبہ کا دل کی اتھاہ گہرایوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں، اور جامعہ کی دن دونی رات چوگنی ترقی اور دنیا وآخرت میں جامعہ سے وابستگان کی کامیابی وکامرانی کے لئے دعا گو ہیں۔

۲۔ شرکائے اجتماع نے کتاب وسنت کی روشنی میں نہایت مدلل انداز میں اس بات کو ثابت کیا کہ منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے، اس لئے یہ اجتماع پوری امت اسلامیہ کو منہج سلف پر گامزن رہنے اور اس کی روشن تعلیمات سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی تاکید کرتا ہے۔

۳۔ اس اجلاس سے اس بات کی مزید تاکید ہوتی ہے کہ اسلام امن وشانتی کا مذہب ہے۔اسلام جبر وتشدد اور ظلم وزیادتی کا سخت مخالف ہے۔

۴۔ یہ اجتماع تمام لوگوں کو سلف صالحین کا منہج اپنانے، آپسی اختلاف وانتشار کو منہج سلف کے مطابق حل کرنے اور زندگی کے تمام شعبوں میں کتاب وسنت کی بالادستی کو قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

۵۔ اس اجتماع کے ذریعہ ابنائے جامعہ سلفیہ تمام برادران وطن سے آپس میں مل جل کر رہنے، اور اتحاد واتفاق وبھائی چارگی کا ماحول بنائے رکھنے نیز صبر وتحمل سے کام لیتے ہوئے کتاب وسنت اور منہج سلف کو مضبوطی سے تھام لینے کی اپیل کرتے ہیں۔

۶۔ یہ اجتماع یہ محسوس کرتا ہے کہ آج پوری دنیا میں سلفیت جن داخلی وخارجی چیلنجز سے دوچار ہے ان کے علاج

وتدارک اوراس سے متعلق شکوک وشبہات کے ازالہ کی سخت ضرورت ہے ان چیلنجز کا سامنا کرنے اور صاف ستھرا اسلام پیش کرنے میں جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم بنارس نے ہمیشہ اپنا مظبوط کردار ادا کیا ہے، اور مستقبل میں جامعہ اپنے تمام ممکنہ وسائل وسہولیات کے ساتھ اسے جاری وساری رکھنے کا عزم کرتا ہے۔

۷۔ ابنائے قدیم نے جامعہ سے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے اس عزم کو دہرایا کہ وہ جامعہ کے فروغ وترقی، استحکام واستقرار اور اس کی دیگر ضروریات کی تکمیل کے لئے دامے، دِرمے، قدمے، سخنے ہر طرح کا تعاون پیش کرنے کے لئے تیار ہیں اور وہ ہر وقت وہر گھڑی جامعہ کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔

۸۔ ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس کی مستقل تنظیم سے متعلق پانچویں نشست تک جو تجاویز آئیں ان میں بعض اہم درج ذیل ہیں:

أ۔ شرکائے اجتماع، جامعہ اور ابنائے قدیم کے درمیان اس طرح کے اجتماعات کا سلسلہ مستقبل میں جاری وساری رکھنے کی پرزور اپیل کرتے ہیں۔ اور ہر دو یا تین سال پر اس طرح کے ابنائے قدیم کے اجتماعات کے انعقاد کی سفارش کرتے ہیں۔

ب۔ ابنائے قدیم کا جامعہ سے جڑے رہنے اور اس سے برابر رابطہ قائم رکھنے کے لئے جامعہ کے ویب سائٹ میں ان کے لئے ایک خصوصی گوشہ کا انتظام کیا جائے جسے برابر اپڈیٹ کیا جاتا رہے اور جامعہ کی جملہ ومتنوع سرگرمیوں سے برابر انہیں مطلع کیا جائے۔

ت۔ ابنائے جامعہ سلفیہ کے درمیان باہمی ربط کو مزید بہتر بنانے کے لئے ہندوستان کے مختلف شہروں اور علاقوں میں فارغین جامعہ کی تنظیم بنائی جائے۔

ث۔ ابنائے قدیم کی تنظیم کو بامقصد بنانے اوراس کے کاز کو بحسن وخوبی آگے بڑھانے نیز ابناء کے درمیان باہمی ربط کو مزید مستحکم کرنے کے لئے ایک مستقل آزاد دفتر کا تمام وسائل وسہولیات کے ساتھ انتظام کیا جائے۔

ج۔ ابنائے جامعہ سلفیہ بنارس کی جانب سالانہ ایک محکم مجلہ شائع کیا جائے، جس کی ادارت وسرپرستی فارغینِ جامعہ کے ذمہ ہو۔

۹۔ جنوبی ہند میں جامعہ سلفیہ کا نہ تو خاطر خواہ تعارف ہے، اور نہ ہی وہاں کے لوگ جامعہ سے کما حقہ جڑے ہوئے ہیں، اس لئے اس پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے، اور اس عمل کو پورا کرنے کے لئے وہاں ابنائے جامعہ کی علاحدہ ایک متحرک، اور فعّال تنظیم بنائی جائے، یہ تنظیم مختلف موضوعات پر پروگرام کرائے جن میں جامعہ سلفیہ کے اساتذہ کو بھی شرکت کی دعوت دی جائے، اور ان لوگوں تک جامعہ کا سالانہ کلینڈر پہنچایا جائے۔

۱۰۔ تعارفی فارم کی مدد سے ابنائے جامعہ کا ایک جامع تعارفی دستاویز تیار کیا جائے۔ جس میں ابنائے جامعہ کا مختصر تعارف اور فارغین کا صوبہ، علاقہ، اور ضلع ہر اعتبار سے ایک احصائیہ (شمار) ہو، تاکہ اس کے ذریعہ اس بات کا بھی اندازہ لگانا آسان ہو جائے کہ جامعہ سے فارغ ہونے والے طلبہ کا صوبائی اور علاقائی اعتبار سے تناسب کیا ہے۔

۱۱۔ فارغین جامعہ اور شرکائے اجتماع نے جامعہ کے اندر

جدید کلیات کی تاسیس اور جامعہ کے دیگر خدمات کو سراہا، اور مذکور تینوں فیکلٹیوں کے ساتھ ساتھ جامعہ کے اندر کلیۃ القرآن الکریم اور کلیہ اللغۃ العربیہ کے قیام پر زور دیا۔

۱۲۔ ابنائے قدیم کی جانب سے اس مطالبہ کو ایک بار پھر دہرایا گیا کہ بنارس یا اس کے قرب وجوار میں جامعہ کے شایان شان ایک عظیم الشان کمپلکس کی تعمیر کی خاطر ایک وسیع وعریض زمین خرید کر جامعہ کو وہاں منتقل کیا جائے، تاکہ اس عظیم دانش کدہ سے زیادہ سے زیادہ طلبہ استفادہ کرسکیں۔

۱۳۔ علمی، فقہی اکیڈمی قائم کی جائے، اور اس کے کاز کو آگے بڑھانے اور نفع بخش بنانے کے لئے پوری جماعت سے تعاون لیا جائے۔

۱۴۔ جامعہ کے مجلّات کی خریداری پر فارغین جامعہ خصوصی توجہ دیں، اور ان مجلّات کے سامنے درپیش مسائل کے حل کے لئے ہر طرح کا مادی ومعنوی تعاون فراہم کریں، اور جامعہ سے صادر ہونے والے دونوں یا کم سے کم ایک مجلہ کا ہر فارغِ جامعہ خریدار بنے۔

۱۵۔ ملکی وعالمی تقاضوں کے پیش نظر جامعہ کے اندر مختلف زبانوں اور علوم وفنون میں دوسالہ ڈپلومہ کا انتظام کیا جائے تاکہ جامعہ کے فارغین ہر طرح کی وسائل سے آراستہ وپیراستہ ہوکر میدان عمل میں اتریں۔

۱۶۔ شرکائے اجتماع، جامعہ سے سفارش کرتے ہیں کہ آئے دن ملک وبیرون ملک میں پیش آنے والے جدید وحساس مسائل کے حل کے لئے جامعہ کے اندر ہر سال کسی اہم موضوع پر سیمنار کا انعقاد کیا جائے اور اس طرح کے پروگراموں میں ماہرین ابنائے جامعہ سلفیہ کو خصوصی دعوت دی جائے۔

۱۷۔ دعوتی مشن کو بحسن وخوبی انجام دینے کے لئے جامعہ سلفیہ کے اشراف میں معہد الائمۃ والدعاۃ کا قیام عمل میں لایا جائے۔

۱۸۔ معیار تعلیم میں آنے والی بعض گراوٹوں کا تدارک کرتے ہوئے جامعہ کے تعلیمی وتربیتی معیار کو مزید مستحکم کیا جائے، اور اس کے لئے جو تجاویز آئیں ان میں بعض درج ذیل ہیں:

أ۔ جامعہ کے علمی معیار کو مزید بلند کرنے کے لئے مختلف علوم وفنون میں ماہر ومتخصص اساتذہ کی مزید تقرری کی جائے۔

ب۔ معیار تعلیم کو بلند کرنے کے لئے مختلف میدانوں میں جامعہ کے ماہر فارغین اور ہند وبیرون ہند کے دیگر ماہرین کو وقتاً فوقتاً جامعہ آنے کی دعوت دی جائے، اور ان کے تجربات ومشاہدات سے طلبہ کو مستفید کرنے کے لئے خاص پروگرام منعقد کئے جائیں۔

ت۔ کلیات کے سال آخر کے طلبہ کے لئے خصوصی دعوتی وتربیتی ٹریننگ کا اہتمام کیا جائے۔

۱۹۔ وسیع وعریض ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی جامعہ کی شاخوں کے اہم اقدام کو ابنائے قدیم نے سراہا، شاخوں سے متعلق جو تجاویز پیش کی گئیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

۲۰۔ جامعہ کے ساتھ ساتھ، اس سے ملحق مدارس کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے تمام اسباب ووسائل کو بروئے کار لایا جائے اور میدان تدریس کے ماہرین پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو وقتاً فوقتاً ان ملحق

مدارس کا دورہ کرے اور وہاں پڑھائے جارہے نصاب تعلیم اور معیار تعلیم کا جائزہ لے کر ہر سال جامعہ کو اپنی رپورٹ پیش کرے۔

۲۱۔ پڑوسی ملک نیپال تک جامعہ سلفیہ کی شاخوں کا سلسلہ دراز کیا جائے، اور کم از کم نیپال کے پوربی، وسطی اور پچھمی علاقے میں ایک ایک مدرسہ کو جامعہ کی شاخ کا درجہ دیا جائے۔

۲۲۔ جامعہ کے لئے مستقل آمدنی کے ذرائع سے متعلق اب تک جو تجاویز پیش کی گئیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

أ۔ ہندوستان کے مختلف شہروں میں ابناء کے تعاون سے جامعہ کے لئے کمپلکس خرید کر اس کی آمدنی جامعہ کے لئے وقف کردی جائے۔

ب۔ جامعہ کی ضروریات کی تکمیل کے لئے دقیق خاکہ بنایا جائے، اور اس کے بجٹ کو محسنین ومتعاونین کے سامنے پیش کیا جائے اور اس کی تکمیل کے لئے ایک وقت متعین کیا جائے اور ابناء اور دیگر متعاونین کو یہ ذمہ داری نبھانے کا مکلف بنایا جائے۔

ت۔ ہر فارغ جامعہ سلفیہ بنارس اپنی استطاعت کے مطابق اپنی آمدنی کا کچھ حصہ مادر علمی کے لئے سالانہ تعاون کی شکل میں پیش کرے۔

۲۳۔ جامعہ کے اشراف میں اس کی مستند ومعتمد تاریخ مرتب کی جائے۔

۲۴۔ پروگرام کی دوسری نشست میں جو مقالات پیش کئے گئے ہیں انہیں جلد از جلد زیور طبع سے آراستہ کرکے منظر عام پر لایا جائے اور مختلف اداروں اور لائبریوں میں اسے بھیجا جائے۔

۲۵۔ حالات حاضرہ کے تقاضوں کے پیش نظر شعبہ بحث وتحقیق کو مزید منظم، مستحکم اور فعال بنایا جائے تاکہ اس کے ذریعہ کما حقہ کتاب وسنت کی نشر واشاعت ممکن ہو اور منہج سلف کو فروغ تام حاصل ہو۔

۲۶۔ جامعہ سلفیہ سے قریب اساتذہ جامعہ کے لئے فیملی کوارٹر کا انتظام کیا جائے اور اس کی تکمیل کے لئے ابنائے قدیم ممکنہ تعاون کی یقین دہانی کراتے ہیں۔

۲۷۔ فارغین کی جانب سے پیش کردہ تجاویز وقرار داد جامعہ پر سنجیدگی سے غور کرے اور حتی الامکان ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے، اور اس کی عملی تنفیذ کے لئے ایک مستقل کمیٹی تشکیل دے۔

۲۸۔ اجتماع کا اختتام ان دعائیہ کلمات پر ہوا: اللہ تعالی اس اجتماع کو خیر وبرکت کا ذریعہ بنائے، جامعہ کے مؤسسین، اراکین، منتظمہ، محسنین اور اساتذہ کرام کو اجر جزیل سے نوازے، جامعہ کی ترقی کے لئے فارغین جامعہ کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے، اور اس اجتماع میں شریک تمام حضرات کو غانم وسالم اپنے گھر اور وطن واپس پہنچائے، آمین۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

قرارداد کمیٹی

شیخ احسن جمیل مدنی

شیخ اسعد اعظمی

ڈاکٹر عبدالصبور ابوبکر مدنی

شیخ عبدالجلیل مکی

شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی

آراءاورمشورے

ڈاکٹروصی اللہ عباس

دفاع عن الاسلام کی ضرورت ہے۔اس پر توجہ دی جائے۔

شیخ اصغرعلی امام مہدی سلفی

ہم اپنے آپ کوسلفی ظاہر کریں۔جامعہ سلفیہ کے نام سے ملک کے مختلف گوشوں میں مختلف جامعات بنانے کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جامعہ سلفیہ ایک ہےاورایک ہی رہے گا۔

مولانا نورالعین سلفی

جامعہ سلفیہ بنارس جماعت کا مرکزی ادارہ ہے اس لیے ہراعتبار سے اسے مرکزیت کا مقام حاصل ہونا چاہئے اور یہ بغیر خصوصی تعاون کے ممکن نہیں ہے۔نیز اغیار کے یہاں اچھی صلاحیتیں تلاش کی جاتی ہیں۔ہمارے یہاں ساری صلاحیتیں ضائع ہوجاتی ہیں۔ان کوضیاع سے بچانے پھراستعمال کرنے کا جماعتی نظم ہونا چاہیے۔

مولانا عبدالمنان سلفی

مادرعلمی کی ایک آواز پر ملک وبیرون ملک کے منتخب چھ سات سوابناء جامعہ کا جوق در جوق اور پورے جوش وولولہ کے ساتھ جامعہ حاضر ہوکر اجتماع کے تمام پروگراموں میں شریک ہونا دراصل ان کی جامعہ سے جذباتی وابستگی کا ثبوت ہے، ان کی انفرادی اور اجتماعی گفتگو نیز آراء وتجاویز کی نشست میں ان کے بیانات سے بھی یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ جامعہ کا ہرفرزند جامعہ کی تعمیر وترقی کا خواہاں اوراس کے فروغ واستحکام کے لیے نہایت حساس اورفکرمند ہے نیز مادرعلمی کے لیے ہرقربانی دینے کوتیار ہے، فارغین جامعہ کے یہ جذبات قابل قدراورلائق ستائش ہیں،ہمیں بجاطور پر امید ہے کہ ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس کا یہ تاریخی اجتماع جامعہ کوترقی کی شاہراہ پر گامزن کرنے اوراسے عروج وترقی سے ہمکنار کرنے میں سنگ میل ثابت ہوگا۔

مولانا صلاح الدین مقبول احمد مدنی

سمجھوہمیں وہیں بھی دل ہے جہاں ہمارا

اس مبارک موقع پر ابنائے قدیم نے جامعہ سے جس طرح وابستگی کا اظہار کیا ہے وہ لائق ستائش اور قابل مبارک باد ہے۔

ڈاکٹرعبدالکریم سلفی علیگ

جامعہ آج بہت خوش تھا اور کیوں نہ خوش ہو جب کہ اس کے سپوت آج پھراس کے آغوش میں جمع ہیں، جہاں انہوں نے بولنا سیکھا تھا، جہاں انہوں نے قرآن وحدیث کے اسباق پڑھے تھے، جہاں پر احکام ومسائل کی باریکیاں سیکھی تھیں، جہاں پر ان کی عقل وشعور پروان چڑھے تھے، جہاں کی چہار دیواری میں ان کا اٹھنا اور بیٹھنا تھا، جہاں انہوں نے بچپن سے لے کر جوانی تک کے قیمتی ایام بتائے تھے، جہاں پرقدم رکھ کر ’’گلشن رسول کے طیورخوشنوا‘‘ کی فہرست میں داخل ہوئے تھے۔

آج جامعہ بھی فخر سے اپنا سر بلند کیے ہوئے تھا۔ ہرآنے جانے والی نظریں آج جامعہ کی خوشی کو دیکھ رہی تھیں۔جامعہ زبان حال سے گویا کہہ رہا تھا کہ:

خدا کرے فضاؤں ہی یہ خواب جاگتے رہیں

یہ خوشبوئیں جواں رہیں گلاب جاگتے رہیں

ساؤتھ انڈیا کا تعلق جامعہ سے بہت کمزور ہے،اسے مضبوط کیا جائے۔

مولانا مطیع اللہ محمد اسحاق سلفی

عرب امارات اورسعودی عرب میں جامعہ کے فارغین کی ایک بڑی تعداد موجود ہے وہ ابنائے قدیم کے نام سے ایک کمیٹی تشکیل دیں اور سال میں کم از کم دو مرتبہ میٹنگ کریں اور مالی تعاون حاصل کر کے جامعہ کو بھیجیں جس طرح مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور جامعہ ملیہ کے فیض یافتہ کرتے ہیں اور ہر سال ایک بڑی رقم اپنے مادر علمی کو بھیجتے ہیں۔اس طرح جامعہ ترقی کے منازل طے کرسکتا ہے۔

مولانا عبدالحکیم مدنی،ممبئی

مادر علمی کے تعلق سے ہم ابناء کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں،جنہیں آگے بڑھ کرخودہمیں محسوس کرنا چاہیے مگر یہ ہماری کوتاہی ہے کہ ہم مرورزمانہ کے ساتھ اس طرح کے علمی وتربیتی اداروں کو بھول جاتے ہیں اورصرف نسبتی لگاؤ باقی رہ جاتا ہے۔رب العالمین ہمیں اس کوتاہی سے نکلنے کی توفیق عطافرمائے۔

مولانا رفیق احمد سلفی،علی گڑھ

مجھے بعض دوستوں کی یہ تجویز بہت مناسب معلوم ہوئی کہ کبھی کبھی ناظم صاحب بعض منتہی جماعتوں کی کلاس لیا کریں۔اس سے اندرون جامعہ علمی ماحول کا بھی پتہ چلے گا، طلبہ کی علمی پیش رفت کا بھی اندازہ ہوگا اورسب سے بڑی بات یہ کہ نظامت علیا اورطلبہ کے درمیان جو فاصلہ ہے،وہ بھی کم ہوگا۔بسااوقات یہ فاصلہ کئی غلط فہمیوں کو ہوا دیتا ہے، جب آپ راست طور پر ان طلبہ سے وابستہ رہیں گے تو جامعہ کی واقعی تصویر طلبہ کے سامنے رہے گی اوروہ کسی بدگمانی یا غلط فہمی کا شکار نہیں ہوں گے۔

ڈاکٹر رحمت اللہ محمد موسی السلفی

''منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے'' کے عنوان پر ابناء جامعہ کے بیش قیمتی انتاجات ونگارشات اور اعلی افکار وتخیلات سے منہج سلف کی حقیقت واہمیت اورافادیت اجاگر ہوئی اور دور حاضر میں اس کی شدید ضرورت کا احساس ہوا، نیز فضلاء جامعہ نے اس منہج کو فروغ دینے میں جو رول ادا کیا اور دینی مدارس وعصری جامعات میں خدمات انجام دینے کے ساتھ ملک وملت کی مفاد میں جو توانائیاں صرف کررہے ہیں وہ بلاشبہ قابل تحسین ہیں۔

ڈاکٹر عبدالغنی القوفی

غزوفکری اور تہذیبوں کے تصادم میں جامعہ پہل کرے اوراس سلسلہ میں عمدہ رہنمائی کرے۔نصاب تعلیم پر گفتگو کر کے عصری تقاضوں کے مطابق بنائے اور ابلاغی وسائل میں اپنی موجودگی درج کرائے۔

شیخ مظہر اعظمی

ادارہ کا تقاضا یہ ہے ہمیں اس ادارہ سے اپنا تعلق مضبوط کرنا چاہئے اوراپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے۔ اس کی ترقی کے لیے دامے،درمے،سخنے لگے رہیں۔

مولانا عبدالسمیع محمد ہارون سلفی

ابنائے قدیم کا اجتماع نہ تو بہت جلد ہو اور نہ ہی کافی وقفہ سے ہو۔مبنی بر اعتدال وقفے سے ہو اور ضرور ہو۔مادر علمی کے مختلف پروگرام میں شامل ہونے کا موقع ملا،مگر اس بار شدت سے یہ احساس ہوا کہ مادر علمی کو ابناء کی ہر طرح کی مدد کی سخت ضرورت ہے۔اس احساس کے سبب ذمہ داران جامعہ سے گزارش ہے کہ مختلف سطح کی مدد کے لیے مختلف لوگوں کو ذمہ داری دیں تاکہ وہ ابناء سے محض رابطہ کر مادر علمی کے لیے تعاون حاصل کریں۔

مولانا اشفاق سجاد سلفی

مادر علمی کے اعلی ذمہ داران کی طرف سے اس پروگرام کے انعقاد کا فیصلہ قابل صد مبارکباد ہے۔کم از کم ہر پانچ سال پر اس قسم کے اجتماعات کے انعقاد کا اگر اہتمام کیا جائے تو یقیناً سلفی منہج کے فروغ کو بے تحاشا تقویت ملے گی اور مادر علی کی علمی اور روحانی فضا کو مزید قوت نصیب ہوگی۔عرب وعجم کے مختلف اداروں کے اعلی مناصب پر فائز سلفی بھائیوں کے قابل صد رشک تجربات اور عمدہ وپاکیزہ خیالات سے جہاں مجھ جیسے کم علم لوگوں کو بیش از بیش استفادہ کا موقع میسر ہوگا، وہیں عام ابنائے قدیم کے دلوں میں مادر علمی کے تئیں عقیدت واحترام کا جذبہ بھی پروان چڑھے گا۔

مولانا عبدالمجید فوزان الٰہی ظہیر

دینی کتابیں خاص طور سے مراجع ومصادر کی کتابیں اچھی جلد سازی کے ساتھ چھپوا کر کے ہر ادارے اور ہر صوبے میں نشر واشاعت کرنا بے حد ضروری ہے۔اور ہر فارغ جامعہ یا متخرج جامعہ کو مراجع ومصادر کی ضروری کتابیں ہدیہ کی جائیں جو اس کے لیے معاون بن سکیں۔

ابنائے قدیم کے روابط کو مضبوط رکھنے کے لیے ہر پانچ سالوں پر مشورے وتعاون کے لیے مجلس کا انعقاد کیا جائے۔

شیخ صفی احمد

فارغین کی اخلاقی وذہنی تربیت ہونی چاہئے۔

شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود

جامعہ کے شایان شان جامعہ کی تعمیر کی پلاننگ کی جائے اور مالی کمی پورا کرنے کے لیے وسائل اختیار کئے جائیں۔

شیخ سعید احمد سلفی

نصاب میں تبدیلی کی اشد ضرورت ہے۔جامعہ کے فارغین اپنی آمدنی کا پانچ پرسنٹ اور زکاۃ کا بیس پرسنٹ جامعہ کو دیں۔

ڈاکٹر علاء الدین سلفی

مالی تعاون کے لیے ہم کوشاں رہیں۔محدث اور صوت الامہ کا ہر شخص خریدار بنے۔

ڈاکٹر انیس الرحمن سلفی

میڈیکل سائنس سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے بھی مدد لی جائے۔

حافظ مشتاق احمد انیس نیپالی

نیپال کے اندر وسطی پوربی اور پچھمی زون میں جامعہ کی کچھ شاخیں بنائی جائیں۔

شیخ شہاب الدین حیدرآباد

ہم اپنے مال میں سے کچھ حصہ جامعہ کے لیے وقف

کریں۔

ظہیراحمد خورشید احمد سلفی

نصاب تعلیم مرتب کرنے کے لیے ایک لجنۃ بنایا جائے اور لجنہ کے ارکان کومکافاۃ دیا جائے۔

مجیب اللہ سلفی

فارغین جامعہ کو جامعہ سے جوڑ کر رکھا جائے۔ممبئ میں کوئی سینٹر بنادیا جائے جوجامعہ کے لیے وقف ہو۔

رضاءاللہ عبدالکریم سلفی

ناظم اعلیٰ اداروں کا دورہ کریں اور اپنے آپ کو جامعہ کے لیے فارغ کریں، جامعہ کا رابطہ ابناء سے بڑھائیں۔ ابناء کا ایک سالانہ میگزین ہو جو ابناء کے مضامین کا مجموعہ ہو۔ جامعہ کے میگزین میں ابناء کی خبریں چھپیں۔

فہیم احمد سلفی حیدرآباد

جامعہ سلفیہ کے اساتذہ یونیورسٹیوں سے ربط رکھیں۔

معروف سلفی کولکاتہ

ہر علاقہ سے جامعہ اپنا نمائندہ چنے اور ہمیشہ اس نمائندہ کے ذریعہ اپنے ابناء سے رابطہ بنائے رکھے۔

جمال الدین سلفی کٹیہار

ہم لوگ اپنے کٹیہار میں ایک مہینہ کے اندر آفس قائم کریں گے۔

افسر علی سلفی مالدہ

جامعہ مالی بحران کا شکار ہے۔مختلف علاقوں میں خط کے ذریعہ اس کی اطلاع دی جائے۔

محفوظ الرحمن سلفی مدنی لکھنؤ

جامعہ کا مستقل ویب سائٹ ہو جس کے ذریعہ ابناء ہمیشہ جامعہ سے جڑے رہیں۔

مشتاق احمد انیس سلفی

جامعہ سے دکتورہ وماجستیر کی ڈگری دی جائے۔

●●●

استاد کا ادب واحترام

اپنے استاد کو صرف اس کے نام یا لقب سے مت پکارو۔مثلاً ''اے شیخ فلاں'' نہ کہو،بلکہ کہو''اے میرے شیخ'' یا ''اے ہمارے شیخ'' لہٰذا اس کا نام نہ لو کیونکہ یہ بڑے ادب واحترام کی بات ہے۔نہ ہی اسے تائے خطاب (یعنی تو،تم وغیرہ) سے مخاطب کرو، نہ ہی بلا کسی مجبوری کو اسے دور سے چلا کر آواز دو۔غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان میں انسانیت کے معلم خیر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس ادب واحترام کی رہنمائی فرمائی ہے۔ارشاد ہے:

[لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا] (النور:۶۳)

اپنے درمیان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسے نہ پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلایا کرتے ہو۔

مادر علمی: کچھ یادیں، کچھ باتیں

عبدالسلام شکیل، فاضل جامعہ سلفیہ، بنارس

گزشتہ دنوں اجتماع ابنائے جامعہ قدیم کی مناسبت سے سوشل نیٹ ورک پر مادر علمی کی کچھ خوبصورت جھلکیاں دیکھیں تو جہاں ایک طرف خوشی ومسرت کی انتہا نہ رہی، وہیں دوسری طرف دل مضطرب وبے چین ہوگیا، اور پھر مسرت واضطراب کی ایسی ملی جلی کیفیت طاری ہوئی کہ میں وفور شوق سے لبریز اور جذبہ الفت سے سرشار عالم تصورات میں کھو گیا۔

پھر کیا تھا! ماضی کی بند کھڑکیاں کھلتی چلی گئیں اور زمانہ طالب علمی کے یادگار لمحات اور حسین مناظر ذہن کے پردے پر ایک ایک کرکے چمکنے لگے۔ اور گزری ہوئی بے شمار یادیں اور باتیں بالکل تر وتازہ ہوگئیں۔

یوں برستی ہیں تصور میں پرانی یادیں
جیسے برسات کی رِم جھم میں سماں ہوتا ہے

دراصل مادر علمی سے محبت وعقیدت ایک فطری امر ہے، کیونکہ انسان جس جگہ پیدا ہوتا ہے، جہاں پر اس کی پرورش وپرداخت ہوتی ہے، جہاں تعلیم وتربیت کے حصول کے لیے زندگی کے قیمتی لمحات گزارتا ہے، ان جگہوں سے اسے فطری طور پر بے پناہ الفت اور محبت ہو ہی جاتی ہے۔ بلکہ سچ پوچھیں تو ان جگہوں کے در و دیوار اور گلی کوچے سے بھی ایک خاص قسم کا انس اور لگاؤ ہوجاتا ہے اسی لئے ایک طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آج بھی مادر علمی کی یاد ستاتی رہتی ہے۔

دل مضطر کو سمجھایا بہت ہے
مگر اس دل نے تڑپایا بہت ہے

28، 29 نومبر 2018ء کو مادر علمی جامعہ سلفیہ بنارس میں ابنائے قدیم کا دوسرا عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں ملک وبیرون ملک سے فارغین جامعہ کی اچھی خاصی تعداد نے شرکت کی۔ اس مناسبت سے تمام فضلاء جامعہ (حاضرین وغیر حاضرین) نے اپنے مادر علمی سے عہد وفا کی تجدید کی، اور اپنے اپنے خوبصورت احساسات اور ماضی کی سنہری یادوں کو تازہ اور شیئر کیا۔ اس نوعیت کا پہلا اجتماع غالبا آج سے بیس بائیس سال قبل ہمارے دور طالب علمی میں منعقد ہوا تھا۔

وطن سے دوری اور گوناگوں مشغولیات کی وجہ سے حالیہ ابنائے قدیم کے تاریخی اجتماع میں حاضری تو ممکن نہ ہو پائی، مگر کیا کبھی دوریوں سے شوق محبت کم ہوسکتا ہے۔

دوریوں سے کبھی یادیں تو مر نہیں سکتیں
میں اپنی خاک وطن سے جو پیار کرتا ہوں

لہذا ہزاروں میل دور رہنے کے باوجود بھی اس اجتماع کی آمد اور اس کی متنوع سرگرمیاں دلچسپی خاص کا مرکز بنی

رہیں، اور آج تک اس کے حسین مناظر دل ودماغ پر اس طرح چھائے ہوئے ہیں کہ اس کی ترجمانی سے میرے الفاظ قاصر ہیں۔

دل مضطر کی حالت ہم سنائیں کس طرح یارو
کبھی آنسو بہاتے ہیں کبھی نغمے سناتے ہیں

مجھ جیسے کوتاہ علم ونظر شخص کے لئے اس سے بڑی شرف وفخر کی بات کیا ہوسکتی ہے کہ مادرعلمی جامعہ سلفیہ بنارس جیسی عظیم المرتبت دینی وعلمی درسگاہ سے فیض یابی کا شرف حاصل ہوا۔ بلکہ عمر کا ایک بیش بہا حصہ اسی کے آغوش میں گزرا۔ متوسطہ اولی سے لیکر فضیلت آخر تک مکمل تعلیم وتربیت یہیں ہوئی۔ شاید دس سال کی عمر بھی مکمل نہیں ہونے پائی تھی کہ گھر والوں نے چچا محترم مولانا عبدالحکیم مدنی کے ساتھ مادرعلمی بنارس بھیج دیا۔ حقیقی ماں کے بعد اسی روحانی ماں نے ہمیں سنبھالا اور سہارا دیا۔ اسی کی گود میں ہم پلے بڑھے اور جوان ہوئے، اٹھنے بیٹھنے اور بولنے کا سلیقہ سیکھا، زندگی گزارنے کے طور طریقے سے آگاہ ہوئے۔ اسی کے چشمے سے اپنے جسم وجاں کی آبیاری کی، اسی کی چھاؤں میں چین وسکون کی ٹھنڈی سانس لی۔ اسی کے دامن میں علم وہنر کے جواہر چنے اور علمی وادبی تشنگی بجھائی اور یہیں سے مدینہ اور مدینہ کے بعد تک کی ساری راہیں ہموار ہوئیں۔ مادرعلمی کے احسانات اور اس میں بتائے ہوئے لمحات کو بھول پانا آسان نہیں۔

> مادرعلمی ہی کی وجہ سے پورے شہر بنارس کے ساتھ ایک خاص قسم کی عقیدت اور لگاؤ ہے۔ یہاں کی گلیاں، گالیاں، اماں یار کی بولیاں، چھینے کی بنی ہوئی لذیذ مٹھائیاں، صبح کی جلوہ آرائیاں۔ اسی طرح گنگا کی دلکش لہریں، ساحل کے حسین نظارے اور وہاں قائم صدیوں پرانی دیوہیکل عمارتیں، گھاٹوں کا طویل وعریض سلسلہ، نوع بنوع سیاحوں سے بھری یہاں کی سڑکیں، گدولیہ اور دیگر چوراہوں کی رونقیں، دال منڈی کی لسی اور کپڑے کی دکانیں، بنیاباغ کے ادبی مشاعرے، سارناتھ کی سیر وتفریح اور وہاں کے خوشنما مناظر، مدن پورہ کے تنگ راستے، اسلامی گلی کی چائے، تہڑی اور چنا کا مزیدار ناشتہ، لوڑھو دا کی پوڑی اور پکوڑی، کمچھا چوراہے کا لونگ لتا اور اس کا منفرد ذائقہ، فضاؤں میں بکھرتی بنارسی پان کی خوشبوئیں، مندروں میں بجتی گھنٹیاں اور چاروں اُور بنکروں کی کھٹ پٹ کھٹ پٹ سے مچا شور وہنگامہ۔ یہ ساری وہ حسین یادیں ہیں جو آج بھی پردہ ذہن پر جھلملاتی ہیں، اور قلب ونظر کو مسحور کرتی ہیں۔

رحمانیہ میں داخلے کے بعد جن مشفق اساتذہ کرام سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا، ان میں فی الوقت جن کے نام یاد آرہے ہیں، وہ کچھ اس طرح ہیں:

(1) شیخ الجامعہ مولانا عبدالوحید رحمانی (2) مولانا عزیز احمد ندوی (3) مولانا امر اللہ رحمانی (4) مولانا ابوالقاسم فاروقی (5) مولانا محمد یحییٰ فیضی (6) مولانا محمد

یونس مدنی (7) مولانا احسان اللہ سلفی (8) مولانا سعید میسور مدنی (9) مولانا شیخ محمد عبدالقیوم مدنی (10) ماسٹر احمد حسین وغیرہم۔ (رحم الله من مات منهم وحفظ من بقي منهم وبارك فيهم)

شیخ الجامعہ مولانا عبدالوحید رحمانی رحمہ اللہ کی شخصیت بے مثال اور جامع الکمالات تھی۔ آپ بڑے ہی خلیق، نفیس اور خود دار قسم کے انسان تھے۔ بلند پائے کے معلم و مربی تھے۔ عربی زبان وادب کا خاص ذوق رکھتے تھے۔ آپ کی خوش نویسی بڑی جاذب ہوتی۔ دستخط کرتے وقت جب اپنا نام لکھتے تو ایسا لگتا کہ چھاپ دیا ہو۔ صاف شفاف اور سفید پوشاک زیب تن فرماتے۔ ہماری خوش نصیبی کہ ہم نے آپ کا سنہرا دور پایا، اور آپ سے چند مہینے ہی سہی مگر دیوان الحماسۃ اور معلم الانشاء جیسی اہم درسی کتابیں پڑھنے کا شرف ملا۔ آپ کی زبان بہت ہی سلیس اور صاف ستھری تھی۔ سبق اتنے دلچسپ اور خوبصورت لب ولہجے میں پڑھاتے کہ ایک ایک لفظ کا معنی ومفہوم ذہن میں بیٹھ جاتا۔

ثانویہ کا مرحلہ مکمل کرنے کے بعد ایک دفعہ آپ کے دفتر میں تزکیہ لینے کی غرض سے حاضر ہوا، تو کہنے لگے کہ ابھی تزکیہ کیا کروگے؟ عرض کیا کہ مدینہ جانا ہے۔ پھر تعارف ہوا تو میرے ایک دادا محترم مولانا محب اللہ صاحب رحمانی رحمہ اللہ آپ کے ہم سبق ٹھہرے۔ آخر میں کہا کہ بیٹا جاؤ کل آ کر لے لینا۔

اسی طرح ایک دفعہ جامعہ کے آخری مرحلے میں مدن پورہ میں واقع آپ کی پرشکوہ رہائش گاہ پر بھی آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اللہ استاذ محترم کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

مولانا عزیز احمد ندوی رحمہ اللہ سے جن درسی کتابوں کو پڑھنے کا شرف ملا، ان میں فن نحو کی مشہور کتاب شرح شذور الذھب قابل ذکر ہے۔ آپ جامعہ رحمانیہ کے صدر مدرس تھے۔ ایک باصلاحیت استاذ ہونے کے ساتھ رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا طریقہ کار تھا کہ جب کلاس میں تشریف لاتے تو اس طالب علم کو بالکل اپنے سامنے ڈسک پر بٹھاتے جس کی عبارت پڑھنے کی باری ہوتی، اور پھر شرح شذور الذھب کا سبق آغاز کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں گویا ہوتے: چل بیٹا چل پڑھ! (ثم قلت) ق پر زیر، ل پر تشدید، ت پر سکون کے ساتھ۔ اب اگر کوئی طالب علم خواب غفلت میں یا اپنے استاذ کی عقیدت ونیاز میں آپ کی کاپی کر دیتا تو اس دن اس کی خیر نہیں ہوتی۔ آپ کی تدریس کی یہ خوبی تھی کہ اس کتاب کے کئی اشعار اور ان اشعار سے استدلال کے اسباب ووجوہ آج بھی ذہن کے پردے پر اچھی طرح منقوش ہیں۔ بطور مثال کچھ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

ألمت فحيت ثم قامت فودعت
فلما تولت كادت النفس تزهق
إذا قلت هاتي نوليني تمايلت
على هضيم الكشح ريا المخلخل
أشارت بطرف العين خيفة أهلها
إشارة محزون ولم تتكلم
فأيقنت أن الطرف قد قال مرحبا
وأهلا وسهلا بالحبيب المتيم

الخيل والليل والبيداء تعرفني
والسيف والرمح والقرطاس والقلم

مولانا امراللہ صاحب رحمانی سے ہدایۃ النحواور تسہیل الاصول، مولانا محمد یونس صاحب مدنی سے تقویۃ الایمان اور تفسیر الجلالین، مولانا محمد یحییٰ صاحب سے امین النحو، معرفۃ التجوید اور شذا العرف وغیرہ، مولانا سعید میسور صاحب سے بلوغ المرام اور ترجمہ وتفسیر القرآن، مولانا شیخ محمد عبدالقیوم صاحب سے مشکاۃ المصابیح جلد اول اور مصطلح الحدیث اور مولانا احسان اللہ صاحب سے امین الصرف، قصص النبیین اورترجمہ وتفسیر القرآن جیسی اہم درسی کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ سارے اساتذہ کرام ہمیں بڑی محنت، لگن اور شفقت سے پڑھاتے۔ مولانا ابوالقاسم صاحب کا انداز بڑا نرالا ہوتا، جب آپ کلاس میں تشریف لاتے تو حجرہ درس ازھار العرب اور بنارسی پان کی خوشبوؤں سے مہک اٹھتا۔ فراغت کے بعد جب پہلی بار مادرعلمی کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے اپنے گھر عشائیہ پر مدعوکرکے بڑی تکریم فرمائی۔ ماسٹر احمد حسین صاحب توسراپا شفقت والفت تھے، ہمیں انگریزی اور تاریخ پڑھاتے اور ہم طلبہ کے ساتھ بڑے پیار ومحبت سے پیش آتے۔

ہمارے رفقاء درس میں بعض ساتھی ایسے تھے جو درسی کتابوں کو اس طرح منہ زبانی یادکر لیتے کہ کتاب بند کرکے شروع سے آخر تک سورہ فاتحہ کی طرح سنادیتے۔

رحمانیہ کا مرحلہ طے کرنے کے بعد جب ہم جامعہ سلفیہ پہونچے تو کمرہ نمبر (32) ہمارا مسکن قرار پایا۔ اور فراغت تک اسی کمرے میں سکونت پذیر رہے۔ تعلیم کے اس اعلی مرحلے میں بڑے بڑے ماہر اور تجربہ کار اساتذہ کرام کی شاگردی نصیب ہوئی۔ ان میں سے فی الوقت جن اساتذہ کے نام ذہن میں ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(1) مفتی الجامعہ مولانا رئیس احمد ندوی (2) شیخ الحدیث مولانا عبد السلام مدنی (3) وکیل الجامعہ ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری (4) شیخ الفرائض مولانا محمد حنیف مدنی (5) مولانا عزیز الرحمن سلفی (6) مولانا محمد مستقیم سلفی (7) مولانا عبدالوہاب حجازی (8) مولانا نعیم الدین مدنی (9) مولانا احمد مجتبیٰ مدنی (10) مولانا علی حسین سلفی (11) مولانا احسن جمیل مدنی (12) ڈاکٹر رضاء اللہ مبارکپوری (13) ڈاکٹر محمد ابراہیم بنارسی (14) مولانا اصغرعلی امام مہدی (15) قاری حبیب الرحمن (16) ماسٹر عمادالدین وغیرہم۔ (رحم اللہ من مات منہم وحفظ من بقي منهم وبارك فيهم)

یہ اللہ کا فضل وکرم ہی تھا کہ مجھ جیسے خطا کار اور ہیچ مند شخص کو اتنی عظیم وعبقری شخصیات اور اساطین علم وفن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا شرف ملا۔ ورنہ میں گنہ گار سیہ کار اس لائق کہاں تھا۔ اس پر جس قدر شکر گذاری کی جائے کم ہے، سب سے پہلے اللہ وحدہ لاشریک کی اور اس کے بعد مادرعلمی اور وہاں کے اساتذہ وذمہ داران کی۔

مولانا عابد حسن صاحب رحمانی رحمہ اللہ کا خوبصورت دور بھی ہمیں ملا، لیکن ان سے بالمشافہ درسی کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ البتہ ان کے مواعظ حسنہ، دینی تقاریر اور خطبات جمعہ سے استفادہ کا موقع ضرور ملا۔ آپ بڑے ہی متقی وپرہیز گار قسم کے انسان تھے، اعلی پائے کے

معلم ومربی تھے۔طلبہ کے کمروں میں جاجا کرانہیں نماز فجر کے لئے جگایا کرتے۔آپ کا تکیہ کلام تھا: جون ہے کہ تون۔آپ اپنے تلامذہ کو بطور مزاح یہ شعر پڑھ کر سنایا کرتے:

دیکھنا ہے دیکھ لو اک بار ببئی
مرجاؤگے پچھتاؤگےارے ہائے ببئی

استاذ محترم ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری رحمہ اللہ کی شخصیت سے ہمیں بھر پور استفادہ کا موقع ملا۔آپ علم وادب اور فکر وفن کے بحر بے کنار تھے۔آپ متواضع، بردبار اور پرہیز گار ہونے کے ساتھ بہت ہی باوقار اور رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔وقت کی قدر کرنا کوئی آپ سے سیکھے۔ہمیشہ آپ کو اپنے دفتر میں لکھتے اور پڑھتے ہوئے ہی دیکھا۔آپ کا دور جامعہ کا سب سے سنہرا اور مثالی دور تھا۔جامعہ کی تعمیر وترقی کے لئے آپ کی کوششیں تاریخ جامعہ کے صفحات میں آب زر سے لکھی جانے کے قابل ہیں۔آپ سے ہم نے مختارات، تاریخ الادب العربی اور انشاء جیسی اہم درسی اور عربی ادب کی کتابیں پڑھیں۔آپ کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی کہ طلبہ کے اندر عربی زبان کا شوق اور ترجمہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو، اسی لئے طلبہ کو اکثر اردو اخبارات کے کالم کا عربی میں ترجمہ کرنے کا مشورہ دیتے۔ بلکہ جن طلبہ کو عربی ترجمہ کا شغف ہوتا ان کے لئے اپنا خاص وقت نکال کر اور انہیں اپنے دفتر میں بلا کر ان کے ترجمہ کی تصحیح فرماتے۔ذہین اور محنتی طلبہ پر آپ کی خاص توجہ رہتی، بلکہ ایسے طلبہ کی بعض خامیاں بھی نظر انداز کر دیتے۔کلاس میں شاذ ونادر ہی طلبہ کی حاضری لیتے، اکثر مجھ ناچیز کو ہی اپنے ہم سبق طلبہ کی حاضری کے لئے رجسٹر دے کر مکلف فرماتے۔ہمارے دور طالب علمی میں آپ کو عربی زبان وادب کی ناقابل فراموش خدمات کے لئے صدر جمہوریہ ایوارڈ سے نوازا گیا، جس پر آپ نے بخوشی ومسرت تمام طلبہ جامعہ کی خصوصی اور پر تکلف دعوت کی۔

میری خوش نصیبی تھی کہ اللہ تعالی نے مجھے پہلے آپ کی شاگردی نصیب فرمائی، اور پھر آپ کی رہنمائی ونگرانی میں عالمیت سال آخر کا مقالہ ترتیب دینے کا شرف بخشا۔شروع میں جب آپ مقالہ عالمیت کے مشرف بنے تو آپ کی پر وقار شخصیت سے مرعوبیت کی بنا پر خوف کی سی کیفیت طاری ہوئی۔لیکن جب آپ کو قریب سے دیکھنے اور جاننے کا موقع ملا، تو دھیرے دھیرے یہ خوف عزم وحوصلہ میں تبدیل ہوگیا۔

ایک دن آپ نے ہمارے ان ساتھیوں کو اپنے دفتر میں بلایا جن کے مقالات آپ کی زیر نگرانی طے پائے تھے، اور پھر ہمیں مقالہ کی اہمیت وافادیت کے بارے میں مختصر مگر جامع نصیحت کی۔اسی دوران ایک طالب علم نے آپ سے یہ پوچھ لیا کہ استاذ محترم تخریج احادیث کے موضوع پر مقالہ لکھنا کیسا رہے گا؟ اس پر آپ نے خفگی کا اظہار کیا اور پھر اپنے مخصوص انداز میں گویا ہوئے کہ جس کو تخریج احادیث پر مقالہ لکھنا ہے وہ کسی دوسرے استاذ کے پاس چلا جائے، میرے یہاں یہ سب نہیں چلے گا۔اور پھر آپ نے مقالے کے حوالے سے متعدد موضوعات کی جانب ہماری رہنمائی فرمائی۔اور میرے لئے جس موضوع کا انتخاب فرمایا وہ تھا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کی

معروف ومشہور کتاب خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت کا تعارف وتبصرہ۔اور پھر آپ نے مقالہ کی تکمیل پر خوب دل کھول کے نمبرات سے نوازا۔ **فجزاه الله خيرا وأسكنه الفردوس الاعلى**۔

استاذ محترم سے قربت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میرے ایک چچا مولانا منیر احمد صاحب رحمہ اللہ آپ کے خاص دوستوں میں سے تھے، بلکہ ایک دفعہ چچا رحمہ اللہ کی دعوت پر آپ مع اہل وعیال ہمارے گاؤں بھی تشریف لائے اور تقریبا ایک ہفتے تک وہاں قیام فرمایا۔افسوس کہ میں نے اپنے چچا رحمہ اللہ کا زمانہ نہیں پایا، اور میرے ہوش سنبھالنے سے قبل ہی وہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔البتہ اپنے دادا محترم کو اس واقعہ کی تفصیلات بیان کرتے کئی بار سنا۔اور جب آخری درجات میں استاذ محترم سے اچھی طرح تعارف ہوا، تو ہر چھٹی کے موقع پر آپ چچا مرحوم کے اہل خانہ کے بارے میں ضرور دریافت کرتے، اور بسا اوقات تعاون بھی فرماتے۔

دادا محترم کی بات آئی تو عرض کردوں کہ اللہ تعالی نے انہیں ان کی دینی، جماعتی اور سماجی وابستگی کی وجہ سے علاقے میں بڑی عزت ومرتبت سے نوازا تھا، آپ نے اپنے زمانے کے اساطین علم وفن جیسے مولانا عبد الغفور بسکوہری، مولانا محمد زماں رحمانی، مولانا محمد اسحق رحمانی، مولانا محمد حسن رحمانی، مولانا عبد الرحمن بجواوی وغیرہم (رحمہم اللہ) کے زیر سایہ رہ کران کے نقوش زندگی سے فیضیابی حاصل کی۔آپ اس قدر علم دوست، علماء نواز اور جماعت وقوم کے بہی خواہ تھے کہ شاید ہی قرب وجوار اور اس دور کے مشہور علماء کرام میں سے کوئی بچا ہو جس نے اپنی زیارت سے آپ کے غریب خانے کو شرف نہ بخشا ہو۔لہذا استراسی کی دہائی میں مولانا محمد رئیس ندوی، مولانا ابو العرفان محمد عمر سلفی، مولانا عبد المبین منظر، مولانا عبد الحمید رحمانی، مولانا عبد الرؤف جھنڈانگری، مولانا عبد القیوم رحمانی، مولانا عارف سراجی، مولانا ابو البرکات (رحمہم اللہ اجمعین) جیسے اکابرین جماعت کے علاوہ جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر کے بیشتر اساتذہ کی آمد سے ہمیشہ ہمارے گھر میں رونق ہی رونق رہا کرتی۔ **رحمه الله رحمة واسعة وأسكنه الفردوس الأعلى** (بحوالہ والد مرحوم کی یاد میں، تحریر: مولانا عبد الحکیم عبد المعبود مدنی، باختصار)

جامعہ کی زندگی میں مفتی الجامعہ مولانا محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ سے بھی ہمیں کسب فیض کا موقع ملا۔آپ کی پہچان آپ کی وہ گراں قدر تالیفات ہیں جن کی وجہ سے ایوان تقلید میں زلزلہ برپا ہوگیا۔آپ سے ہم نے صحیح بخاری جلد دوم، مقدمہ ابن خلدون، حجۃ اللہ البالغہ اور ادیان جیسی اہم کتابیں پڑھیں۔آپ کلاس میں زیادہ کلام نہیں فرماتے، لیکن بسا اوقات اگر کلام فرماتے تو پوری گھنٹی ختم ہو جاتی۔امتحان میں شرح وبسط کے ساتھ جوابات لکھنے پر اچھے نمبرات سے نوازتے، اور اختصار کی صورت میں نمبرات میں بھی اختصار سے کام لیتے۔آخری درجات میں جب آپ بیمار رہنے لگے تو آپ ہم طلبہ کو دار الضیافہ میں واقع اپنی رہائش گاہ پر بلا کر سبق پڑھایا کرتے۔ہم بعض ساتھیوں کو آپ کی تحریروں کے نقل وتبییض کا بھی شرف حاصل ہوا۔

شیخ الحدیث مولانا عبد السلام مدنی رحمہ اللہ سے ہم نے خوب استفادہ کیا۔ آپ ایک ماہر وتجربہ کار استاذ تھے، احکام اور نصوص پر آپ کو مکمل دسترس حاصل تھا۔ آپ کا طرز تدریس منفرد و بے مثال تھا۔ وقت کی پابندی اور اصول پسندی آپ کی خاصیت تھی۔ آپ سے ہم نے شرح الوقایۃ اور صحیح بخاری جلد اول جیسی اہم درسی کتابیں پڑھیں۔ آپ کا درس بہت ہی جامع وشامل ہوتا۔ درس کے آخر میں سوال وجواب کا خوبصورت سلسلہ چلتا جس سے طلبہ خوب مستفید ہوتے۔ نصوص کے عموم سے آپ کا طرز استدلال بہت قوی ہوتا۔ چاہے وہ "أیما إھاب دبغ فقد طھر" کا مسئلہ ہو یا ارضاع الکبیر، اجتماعی دعا اور دیگر مسائل ہوں۔

آپ اپنے تلامذہ کو محترم کہہ کر خطاب فرماتے۔ امتحان میں آپ کے سوالنامہ کو بہت سوچ سمجھ کر اور ناپ تول کر حل کرنا پڑتا، ورنہ کا، کی، کاما اور فل اسٹاپ کے فرق پر بھی نمبرات کٹ جاتے۔ اسی طرح جمعہ کے بعد سنیچر والے درس میں چہرہ بنانے والے اور جمعہ کو سورہ کہف نہ پڑھنے والے طلبہ کی اچھی خبر لیتے۔ آپ کی تقریر بڑی مدلل اور رقت آمیز ہوتی۔ کئی بار آپ کا خطبہ جمعہ سن کر سامعین کو روتے دیکھا۔

ایک دفعہ شہر بنارس میں ارض مقدس فلسطین سے ایک تبلیغی وفد آیا ہوا تھا، جب اس وفد کے امیر کو استاذ محترم کی بابت پتہ چلا کہ آپ بیس سال سے مسند حدیث پر فائز ہیں تو اس نے اپنے لئے باعث شرف سمجھتے ہوئے جامعہ میں آکر آپ سے ملاقات کی۔

شیخ الفرائض مولانا محمد حنیف مدنی رحمہ اللہ سے ہم نے السراجی فی المیراث پڑھی۔ آپ علم الفرائض میں بہت ہی متمکن تھے، طلبہ کے ساتھ بڑی شفقت والفت سے پیش آتے۔ آج بھی آپ کی قیمتی باتیں زندگی میں سورج کی طرح روشنی بکھیرتی ہیں۔

استاذ محترم مولانا عزیز الرحمن سلفی حفظہ اللہ سے بھی بھرپور استفادہ کا موقع ملا، آپ کا طرز تدریس سب سے اعلی اور نرالا تھا، آپ سے ہم نے صحیح مسلم جلد دوم، البلاغۃ الواضحۃ اور امین الکافی جیسی اہم کتابیں پڑھیں۔ آپ مکمل تیاری کے ساتھ اور اتنے عام فہم انداز میں سبق پڑھاتے اور کتاب کی شرح کرتے کہ دوران کلاس ہی سب کچھ یاد ہوجاتا۔ بلاغہ کے اسباق اور عروض کی بنیادی باتیں اور بحریں آج بھی ذہن کے پردے پر منقوش ہیں۔ اشعار کی تقطیع کا منفرد انداز ہم نے آپ سے ہی سیکھا۔ آج بھی جب کسی شعر کی تقطیع کی بات آتی ہے تو فوراً آپ کے بعض اشعار یاد آجاتے ہیں۔ جیسے:

آ ذرا مجھ کو چھپا لے گیسوؤں کے چھاؤں میں
ڈال دے آنچل کا سایہ دھوپ ہے اس گاؤں میں

آ ذرا مجھ فاعلاتن کو چھپا لے فاعلاتن گیسوؤں کے فاعلاتن چھاؤں میں فاعلن

ڈال دے آں فاعلاتن چل کا سایہ فاعلاتن دھوپ ہے اس فاعلاتن گاؤں میں فاعلن

مسکرا کر مار ڈالا جان سے
اے میری جاں پھر اسی انداز سے

مسکرا کر فاعلاتن مار ڈالا فاعلاتن جان سے فاعلن
اے مری جاں فاعلاتن پھر اسی ان فاعلاتن داز سے

فاعلن۔

استاذ محترم مولانا محمد مستقیم سلفی حفظہ اللہ سے بھی شرف تلمذ حاصل ہوا، اور آپ سے بہت کچھ پڑھنے اور سیکھنے کا موقع ملا۔ آپ سے ہم نے مشکاۃ المصابیح جلد دوم، ہدایۃ الحکمۃ اور منطق جیسی اہم کتابیں پڑھیں۔ آپ بہت ہی محنتی، متواضع اور ملنسار تھے۔ آپ کی گوناگوں خصوصیات میں سے اہم خصوصیت طلبہ کی خیر خواہی اور ان سے قربت ومحبت تھی۔ آپ انہیں فجر کی نماز کے لئے جگاتے، ہمیشہ انہیں اچھی باتیں بتاتے اور مفید مشوروں سے نوازتے۔ آپ سے منطق اور فلسفہ پڑھنے کا مزہ ہی کچھ اور تھا۔ درس میں آپ کے لفظی ترجمہ کا انداز آج بھی جب یاد آتا ہے تو دل جھوم اٹھتا ہے۔ فراغت کے بعد جب پہلی بار مادر علمی کی زیارت نصیب ہوئی تو جامعہ میں آپ نے ہی ہمارا حسن استقبال کیا، اور ابنائے قدیم کا فارم پر کرایا، اور پھر جامعہ کے مختلف شعبہ جات کی زیارت کروائی اور وہاں کے موجودہ حالات سے روشناس کرایا۔

استاذ محترم ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس مبارکپوری رحمہ اللہ کی شخصیت سے بھی خوب خوب استفادہ کا موقع ملا، آپ ہمارے دور طالب علمی میں جامعہ میں بحیثیت مدرس تشریف لائے۔ آپ علم وادب کے بلند مقام پر فائز ہونے کے ساتھ انتہائی رحمدل، متواضع اور شفیق انسان تھے۔ آپ سے ہم نے صحیح مسلم جلد اول اور تفسیر بیضاوی پڑھی۔ فضیلت سال اول میں جب آپ تفسیر بیضاوی پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو ہم بعض ساتھیوں نے آپ سے التجا کی کہ آپ ہمیں یہ کتاب عربی زبان میں پڑھائیں۔ جسے آپ نے بلا چوں وچرا قبول فرمالیا، بلکہ خوش ہوئے اور پھر سال بھر عربی زبان میں بیضاوی کا درس دیا۔ آپ کی عربی زبان بہت میٹھی اور سلیس تھی۔ آپ محنتی طلبہ کا خاص خیال رکھتے اور ہمیشہ ان کے ساتھ ہر طرح کا تعاون فرماتے۔

درس کے علاوہ اوقات میں بھی ہمیں آپ سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا، خاص کر عربی زبان میں لکھنے کی تھوڑی بہت رغبت آپ کی ہمت افزائی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ آپ کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنی رہائش گاہ پر ہمیں بلا کر ہمارے ٹوٹے پھوٹے عربی جملوں کی تصحیح کرتے اور خوب حوصلہ افزائی فرماتے۔ اسی طرح جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ کے لئے آپ نے کئی بار تزکیات، مفید مشوروں اور بے پناہ الفتوں سے نوازا۔ رحمه الله رحمة واسعة وأسكنه الفردوس الأعلى.

استاذ محترم مولانا نعیم الدین مدنی حفظہ اللہ سے ہم نے امتاع العقول اور کلیلۃ ودمنۃ جیسی اہم کتابیں پڑھیں۔ آپ مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ کلاس میں طلبہ کو پڑھاتے اور خوب ہنساتے۔

استاذ محترم مولانا علی حسین سلفی حفظہ اللہ نے ہمیں سنن ابو داود اور بدایۃ المجتہد جلد ثانی پڑھائی۔ آپ کی محنت وصلاحیت کی مثال دی جاتی تھی۔ آپ بہت ہی لگن اور دلچسپی کے ساتھ طلبہ کو پڑھاتے اور مقررہ منہج کی تکمیل فرماتے۔ طلبہ کے درمیان آپ کو بنگالی مولانا کے نام سے جانا جاتا تھا۔

استاذ محترم مولانا احمد مجتبیٰ حفظہ اللہ سے بھی ہمیں تلمذ کا شرف حاصل ہوا۔ آپ سے ہم نے سنن نسائی، نزہۃ النظر

اور مقدمۃ التقریب جیسی اہم درسی کتابیں پڑھیں۔آپ بہت ہی سنجیدہ اور باصلاحیت استاذ تھے۔

استاذ محترم مولانا عبدالوہاب حجازی حفظہ اللہ سے ہم نے سنن ترمذی، فتح المنان اور اسلامی تاریخ پڑھی۔آپ انتہائی باصلاحیت اور قابل استاذ تھے، تواضع، بردباری اور سنجیدگی آپ کی طبیعت میں رچی بسی تھی۔آپ ہمارے دور میں ماہنامہ محدث کے ایڈیٹر تھے۔دوران تدریس آپ کے سوچ سوچ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھانے کا انداز بڑا پیارا اور نرالا تھا۔آپ کی تحریریں اور تقریریں دونوں بہت ہی فکر انگیز اور نایاب ہوتیں۔

استاذ محترم ڈاکٹر محمد ابراہیم بنارسی حفظہ اللہ سے ہم نے تفسیر ابن کثیر اور عقیدہ طحاویہ پڑھی۔طلبہ آپ سے بہت ڈرتے، آپ کی گھنٹی سے پہلے یا بعد میں مجال ہے کہ کوئی طالب علم کلاس کے باہر نظر آئے۔ایک دن ہمارے ایک ساتھی کی شامت آ گئی، اس نے آپ کے درسگاہ میں آنے سے قبل بلیک بورڈ پر غزل کا یہ شعر لکھ مارا:

مسکرا کر مار ڈالا جان سے
اے مری جاں پھر اسی انداز سے

جب آپ کلاس میں تشریف لائے تو اس ساتھی کی سخت گوشمالی کی۔مجھے فضیلت سال آخر کا مقالہ آپ کے ہی زیر نگرانی لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ڈرتا کہ کہیں نمبرات کم نہ ملیں، لیکن آپ نے بڑی فیاضی سے نوازا۔فراغت کے بعد بھی آپ کی ہمارے اوپر بڑی کرم فرمائیاں رہیں۔

فجزاه الله أحسن الجزاء

استاذ محترم مولانا احسن جمیل مدنی حفظہ اللہ سے عقیدہ واسطیہ، موطا امام مالک اور اسلامی تاریخ پڑھنے کا موقع ملا۔آپ نے ہی ہمیں تاریخی واقعات کے پرکھنے کا انوکھا معیار اور طریقہ کار سکھایا۔اور آپ ہی کے اسباق سے ہمیں پہلی بار یہ معلوم ہوا کہ طارق بن زیاد کے کشتیاں جلانے کا مشہور تاریخی واقعہ صحیح اور ثابت نہیں ہے۔

مولانا اصغر علی امام مہدی حفظہ اللہ سے بھی تلمذ کا شرف حاصل ہوا، آپ نے ہمیں فقہ مقارن کی مشہور کتاب بدایۃ المجتہد، جلد اول پڑھائی۔آپ طلبہ کے ساتھ بہت پیار وشفقت سے پیش آتے، بلکہ ہم بعض ساتھیوں کو اپنے بیٹے کی طرح مانتے۔نمبرات دینے میں آپ کو بہت فیاض پایا۔جامعہ میں جب عرب مشائخ تشریف لاتے تو اکثر وبیشتر آپ یا پھر استاذ محترم مولانا عبدالسلام مدنی رحمہ اللہ ان کے کلمات وخطبات کی ترجمانی کرتے۔کثیر الاسفار ہونے کی وجہ سے بسا اوقات درسی مناہج کی تکمیل نہیں ہو پاتی۔استاذ محترم ڈاکٹر رضاء اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ کے ساتھ آپ کے بڑے گہرے تعلقات تھے، دونوں اکثر ایک ساتھ اٹھتے بیٹھتے اور دعوتی پروگراموں میں شرکت فرماتے۔آپ کو تہڑی اور چنا کا ناشتہ بہت پسند تھا، اور آپ کی یہ ذرہ نوازی تھی کہ اکثر اپنا ناشتہ جو اساتذہ کے لئے خاص ہوتا ہمیں دے دیتے اور خود ہمارا تہڑی کا ناشتہ تناول فرماتے۔

اسی طرح حافظ عبدالحکیم فیضی رحمہ اللہ سے گرچہ ہم نے درسی کتابیں نہیں پڑھیں، لیکن جامعہ کی زندگی میں وہ ہمارے لئے ایک سرپرست کا مقام رکھتے تھے۔ہمیشہ والد کی طرح سے پیش آتے۔اکثر وبیشتر چھٹیوں میں جامعہ

سے گھر اور گھر سے جامعہ آنا جانا آپ کے ساتھ ہی ہوتا۔ جامعہ میں رہتے ہوئے جب بھی خرچ کی کمی محسوس ہوتی، بلا جھجک آپ کے پاس پہنچ جاتے، آپ کبھی ہمیں منع نہیں کرتے۔ آپ کے رہن سہن اور کھان پان کا انداز بے حد نفیس اور نرالا تھا۔ آپ بہت مہمان نواز، نفاست پسند، رحمدل اور شفیق انسان تھے۔

امسال بقرعید سے قبل آپ کی عیادت کے لئے جھنڈا نگر میں واقع آپ کے گھر گیا تو آپ کی حالت زار دیکھ کر بے حد تکلیف ہوئی۔ بیماری کی وجہ سے کافی کمزور ہو چکے تھے، چلنے پھرنے بولنے اور سانس لینے میں بڑی دقت پیش آتی۔ ان سب کے باوجود آپ نے برادرم عبدالقوی کے ذریعہ ہماری ضیافت کا اہتمام فرمایا اور جب ہم رخصت ہونے لگے تو رونے لگے، پہلی بار آپ کو اس طرح کی کیفیت میں دیکھا تو میرے آنکھ اور دل دونوں بھر آئے۔ آخر یہ کسے معلوم تھا کہ حافظ صاحب کے ساتھ ہماری یہ آخری ملاقات ہوگی! لیکن موت سے کس کو رستگاری ہے۔ اللہ تعالی استاذ محترم کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ آمین

جامعہ کے اس طویل تعلیمی سفر میں جہاں مذکورہ بالا اساتذہ کرام سے درسی کتابیں پڑھنے اور سمجھنے کا بھرپور موقع ملا، وہیں ان اساتذہ کی قیمتی نصائح، فکری خطابات، مفید مشوروں اور جامعہ میں ہونے والی نوع بنوع علمی وادبی اور ثقافتی سرگرمیوں سے بھی خوب استفادہ کا موقع ملا۔ چاہے وہ ہفتہ واری اور سالانہ انجمن ہوں، یا المنار، حائطیہ، صوت الامۃ اور محدث کے شمارے، یا پھر نوع بنوع قیمتی کتابوں سے بھری سنٹرل لائبریری کی وسیع وعریض عمارت، اور اسی طرح جامعہ کی زیر نگرانی منعقد ہونے والے دینی جلسے، عالمی کانفرنسز اور علمی وادبی سیمینار۔ انہیں موقعوں سے ہم نے جماعت کے اکابرین جیسے شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانیؒ، مولانا مختار احمد ندویؒ، مولانا عبدالحمید رحمانیؒ، مولانا عبدالوہاب خلجیؒ وغیرہم کے ساتھ ساتھ مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ، مولانا عبدالنور ندویؒ، ڈاکٹر عبدالحلیم عویس، ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی، دلائی لامہ، موتی لال وورا اور محمد صالح انصاری بنارسی جیسی کئی اہم علمی وادبی اور سیاسی وسماجی شخصیات کو دیکھا اور ان کے بیانات وخطابات سے استفادہ کیا۔ اس لئے یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ جامعہ کا جو دور ہمیں ملا وہ بلا شبہ ایک سنہرا اور قابل رشک دور تھا۔ **فللہ الفضل والمنۃ**

اساتذہ کرام کے علاوہ جامعہ کے ہر چھوٹے بڑے اسٹاف کے ساتھ ہماری یادیں وابستہ ہیں، چاہے وہ سنٹرل لائبریری کے ذمہ داران مولانا اجمل اور مولانا محفوظ الرحمن صاحبان ہوں یا دیگر شعبہ جات کا عملہ، یا پھر موذن صاحب کا نورانی چہرہ اور رواچ مین مختار کی سخت سست باتیں۔ بلکہ سچ پوچھیں تو مادر علمی کا کوئی کونا کنارہ ہماری حسین یادوں سے خالی نہیں۔

اور مادر علمی ہی کی وجہ سے پورے شہر بنارس کے ساتھ ایک خاص قسم کی عقیدت اور لگاؤ ہے۔ یہاں کی گلیاں، گالیاں، اماں یار کی بولیاں، چھینے کی بنی ہوئی لذیذ مٹھائیاں، صبح کی جلوہ آرائیاں۔ اسی طرح گنگا کی دلکش لہریں، ساحل کے حسین نظارے اور وہاں قائم صدیوں

پرانی دیوہیکل عمارتیں، گھاٹوں کا طویل وعریض سلسلہ، نوع بنوع سیاحوں سے بھری یہاں کی سڑکیں، گدولیہ اور دیگر چوراہوں کی رونقیں، دال منڈی کی لسی اور کپڑے کی دکانیں، بنیا باغ کے ادبی مشاعرے، سارناتھ کی سیر وتفریح اور وہاں کے خوشنما مناظر، مدن پورہ کے تنگ راستے، اسلامی گلی کی چائے، تہڑی اور چنا کا مزیدار ناشتہ، لوڑھودا کی پوڑی اور پکوڑی، کچھا چوراہے کا لونگ لتا اور اس کا منفرد ذائقہ، فضاؤں میں بکھرتی بنارسی پان کی خوشبوئیں، مندروں میں بجتی گھنٹیاں اور چاروں اُور بنکروں کی کھٹ پٹ کھٹ پٹ سے مچا شوروہنگامہ۔ یہ ساری وہ حسین یادیں ہیں جو آج بھی پردہ ذہن پر جھلملاتی ہیں، اور قلب ونظر کو مسحور کرتی ہیں۔

تعلیم وتعلم کے ساتھ ہم نے یہاں ایک یادگار اور پر لطف زندگی بھی گزاری ہے۔ ہمارے ہم عصر ساتھیوں کی کرکٹ کی ایک مضبوط ٹیم ہوا کرتی تھی۔ جس میں ایک سے بڑھ کر ایک بالر اور بیٹس مین تھے، اور کسی بھی داخلی اور خارجی ٹیم کو ٹکر دینے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے۔ ہم لوگ اکثر جامعہ کے میدان میں کرکٹ کھیلتے۔ البتہ چھٹی کے ایام میں میچ کھیلنے کے لئے باہری میدانوں کا رخ کرتے۔ اسی طرح جامعہ کے ابتدائی دور میں فٹ بال اور والی بال کی بھی انتہائی مضبوط ٹیمیں تھیں۔ جو بنارس کے اسکول اور کالجز کی ٹیموں سے ٹکر لینے کے لئے بے قرار رہتیں۔ ہم نے اس طرح کے بے شمار میچوں کو دیکھا اور لطف اٹھایا ہے۔ اور یہاں آٹھ نو سال کا طویل عرصہ خوب مزیدار طریقے سے گذارا ہے۔

آخر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مادر علمی اور اساتذہ کرام کے حوالے سے مجھ جیسے ایک ادنی اور کوتاہ نظر فارغ نے یہ جو یادیں ٹوٹے پھوٹے الفاظ اور لب ولہجے میں بلانظم وترتیب کے جمع کرنے کی کوشش کی ہے، اس کا مقصد صرف اور صرف مادر علمی اور اساتذہ کرام سے اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار ہے۔ ورنہ یہ عظیم الشان ادارہ اور یہ مایہ ناز ہستیاں نہ ہی ہمارے کسی تعارف وتبصرے کی محتاج ہیں، اور نہ ہی انہیں ہماری مدح سرائی کی کوئی ضرورت ہے۔ بلکہ ان میں کا ہر ایک شخص اپنی ذات میں کسی انجمن سے کم نہیں۔ ان میں سے جو وفات پا چکے ہیں اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے، اور ان میں سے جو باحیات ہیں اللہ تعالی ان کی عمر اور صحت میں برکت ادا فرمائے۔ آمین!

یادیں تو بہت ہیں، کیا لکھوں اور کیا چھوڑوں
یادوں کے پھول سوکھ نہ جائیں اسی لئے
آنکھوں کو اشک بار کیا ہے کبھی کبھی

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مادر علمی کو ترقی کی معراج عطا فرمائے۔ وہاں کے ذمہ داران، اساتذہ، طلبہ اور فارغین کو اپنے حفظ وامان میں رکھے، اور دنیا وآخرت کی تمام کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ اور جنت میں جملہ اساتذہ کرام اور ساتھیوں کا دیدار نصیب فرمائے۔ آمین!

مادرعلمی میں گزرے چند یادگار لمحے

بموقع ۲۸۔۲۹؍نومبر ۲۰۱۸ء دوروزہ دوسرا اجتماع ابنائے قدیم

ہلال احمد ہدایت اللہ سلفی
ایڈیٹر ماہنامہ الاتحاد ممبئی

لمحہ کوئی بھی ہو یادگار ہی ہوتا ہے بس انسان ہی کچھ خاص مواقع کو یادگار لمحہ کے طور پر مانتا ہے۔ پہلے ہر شخص اپنی زندگی کے کچھ خاص لمحے؛ پیدائش، شادی، وفات، کسی خاص شخصیت سے ملاقات یا سفرنامے کو ڈائری اور کتابوں کے حاشیہ میں بطور یادگار قلمبند کردیا کرتا تھا۔ اب وقت ہے ان لمحات کو کیمرے کی نظر میں قید کرنے کا، لوگ ہر چیز کو اپنے موبائل فون میں مقید کرنا چاہتے ہیں اور کررہے ہیں، بچے کی پیدائش کو فیس بک پر شیئر کرکے ہر برس سالگرہ مناتے ہیں اور اسفار و ملاقات کو بھی سوشل میڈیا کی زینت بناتے ہیں۔ کیمرے کی نظر اتنی تیز ہوتی ہے کہ سیاق وسباق سمیت تمام چیزوں کو ایسے اتار لیتی ہے کہ جوں ہی نظر پڑے وہ لمحہ اور وہ پل فوراً جوں کا توں آشکارا ہوجاتا ہے۔ ویسے تو موبائل میں بہت سے یادگاری لمحے محفوظ ہیں اور کچھ تو گوگل انکل کے کھاتہ میں جمع ہیں کہ جب جی چاہے بغیر کسی مشکل کے اوپن کرو اور آنکھ سینکو۔ فیس بک کی دنیا بھی ہر لمحہ کو ایسے ہی محفوظ رکھتا ہے جیسے گردوغبار سے اٹی ڈائری، بس جب ایک سال مکمل ہوتا ہے بطور میموری سامنے پیش کردیتا ہے جسے اس کا کمال ہی کہا جائے گا کہ ہمارے گزرے ہوئے لمحوں کو یاد دلاتا رہتا ہے۔ ڈائری یا فوٹو البم تو اسی وقت یاد تازہ کرتے ہیں جب غبار کو جھاڑ پھونک کر صاف کیا جائے اور پھر اوراق کو پلٹا جائے۔ کبھی کبھی مجھے اس بات کا صدمہ کھائے جاتا ہے کہ البم میں رکھی ہوئی ہمارے بچپن کی تصاویر پر داغ دھبوں نے قبضہ جمالیا اور کچھ وقت کی نذر ہوگئیں۔ ہاں! اب یہ وقت ہے کہ تصاویر کو پی سی، لیپ ٹاپ اور موبائل میں محفوظ رکھا جائے۔ اس پر جدید ٹیکنالوجی کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔

گزشتہ ۲۸۔۲۹؍نومبر ۲۰۱۸ء کو ابنائے جامعہ سلفیہ بنارس کا دوروزہ پروگرام منعقد ہوا جس میں ملک و بیرون ملک سے فارغین جامعہ نے شرکت کی۔ یہ لمحہ بھی کافی یادگار اور حسین تھا جس میں سبھی ابناء بلاتکلف ایک ساتھ اٹھتے بیٹھتے اور باہم تعارف کراتے رہے، اِدھر جبہ قبہ، اُدھر اونچی کلاہ، کوئی کسی مدرسے کا ناظم ومہتمم، کوئی پروفیسر، محدث، مصنف، کوئی مفتی، مفکر، کوئی صحافی، کوئی تاجر؛ لیکن مادرعلمی کی گود میں سب ایک ساتھ فرحت وانبساط سے بیٹھے ہیں۔ ناظم اعلی مولانا عبداللہ سعود سلفی حفظہ اللہ نے یہ پروگرام منعقد کرکے جامعہ کی تعلیم وترقی اور اس کے تعاون پر ابناء کو غوروفکر کی دعوت دی۔ جامعہ کا انتظام وانصرام الحمدللہ اپنے آپ میں مثالی اور تاریخی رہا ہے جس کی جھلک صاف دیکھنے کو مل رہی تھی۔ مختلف اوقات میں مختلف ڈش اور لذیذ پکوان کا ایسا شاندار نمونہ کہ کوئی بھی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا،

ناشتہ میں الگ، ظہرانے میں الگ، عشائیہ میں الگ پکوان سے مہمانوں کا استقبال کیا جاتا رہا۔ زیر تعلیم ابناء فنجان وطہور لیے ریحان کی طرح یہ جا وہ جا پھدک رہے تھے، سفید ملبوسات اور گلے میں نیلا پیلا قلادہ کافی جاذب نظر لگ رہا تھا، حسن انتظام کا قابل تقلید نمونہ دیکھنے کو ملا جو جامعہ کی اپنی روایت رہی ہے۔

ابناء کے پروگرام میں شرکت غیر متوقع تھی لیکن راشد بھائی اور مولانا خلیل نسیم صدیقی سلفی صاحب کے اصرار پر گھر کا ٹکٹ واپس کرکے جامعہ جانے کا پروگرام طے ہوا۔ سفر میں مولانا خلیل نسیم صاحب تھے علاوہ ازیں اسی ٹرین میں کئی اور بزرگ واجلہ ابناء بھی تھے، مولانا بہت ہی ملنسار اور جماعت کے بہی خواہ ہیں، اپنائیت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ سفر بآسانی تمام ہوا اور غلس میں ہلکے سرد موسم میں بنارس ریلوے اسٹیشن پر پہنچے۔ صدیق سلفی بھائی، عبدالرحمن بھائی (جامعۃ الرشاد) اور شفاء اللہ بھائی باہر نکل کر ہمارا انتظار کررہے تھے، ریسیو کرنے کے لیے اسٹیشن پر جامعہ کی طرف سے دو گاڑیاں پہلے ہی کھڑی تھیں۔ جامعہ کے دیدار کی امنگیں دل میں موجزن تھیں جو گاہے بگاہے لب تک آجاتی، خوابیدہ شہر میں ہم تیز رفتاری سے کینٹ، سگرا، رتھ یاترا، گرودوارہ، شاہراہ سلفیہ سے گزر کر جامعہ کے صدر دروازے پر قدم رنجہ ہوئے۔ چار سال قبل بنارس کو جس حال میں چھوڑا تھا بالکل ویسا ہی رہا نہ تو کیوٹو میں تبدیلی اور نہ ہی کچھ آثار دکھائی دیے۔ جہاں تہاں سانڈھوں کا جھنڈ، خستہ حال سڑکیں ہاں ایک کام ہوا کہ سڑک کے درمیان میں جدید طرز کی لائٹ اور قمقمے سجادیے گئے ہیں۔ جامعہ میں پہنچتے ہی استقبالیہ میں رسمی امور کی انجام دہی کے بعد مسجد کے تہہ خانے میں جگہ دی گئی جو کہ اپنے اعتبار سے کافی سیف اور عمدہ جگہ ہے، مقابل میں حوائج ضروریہ کے مقامات ہیں۔ موقع کو غنیمت جان کر قبل از فجر غسل کرلیا لیکن سردی کھانسی زکام اور بے وقت چھینک نے نیم بیمار کردیا۔ اکبر بھائی نے تو قسم کھالی کہ آج نہالیا اب ممبئی پہنچ کر ہی غسل کروں گا۔

نمازِ فجر کے بعد مسجد میں ابناء کا ہجوم اپنے اساتذہ سے معانقہ ومصافحہ کررہا ہے، پرانے دوستوں اور ساتھیوں سے چمٹ کر برسوں کی یاد تازہ کررہا ہے، کسی کی آنکھ میں خوشی کے آنسو ہیں تو کوئی خوشی کے مارے پھولے نہیں سمارہا ہے۔ اساتذہ بھی اپنے بچوں کو دیکھ کر ایسے ہی خوش ہیں جیسے پردیس سے گھر واپسی پر والدین خوش ہوتے ہیں، محترم شیخ محمد مستقیم سلفی صاحب اپنی دہری چادر میں لپٹے بڑھ بڑھ کر سلام کررہے ہیں مانو ان میں نئی تازگی آگئی ہو۔ اساتذہ کا حال دیدنی ہے، شیخ اسعد اعظمی صاحب سے ملاقات ہوتی ہے، شیخ محمد اسلم مبارکپوری صاحب بھی دھاری دار کالی سفید صدری اور ٹوپی میں کافی ہشاش بشاش دکھ رہے ہیں۔ اپنے سینئر وجونیئر ساتھیوں سے ملا، عبدالکریم بھائی نیپالی ثم مدنی نے پیچھے سے آکر بھینچ لیا اور پھر گلے لگالیا، جذبات سے آنکھیں ڈبڈبارہی ہیں اور چہرے پر رعنائیاں ہیں۔ ڈاکٹر عبدالغنی القوفی صاحب قدرے دراز قد، سر پر خاص انداز کی گول ٹوپی اساتذہ کے درمیان گفتگو کرتے دور نظر آرہے ہیں، علیک سلیک کرتے صفوں کو چیرتے آگے بڑھا، دیکھتے ہی لبوں پر تبسم کی ہلکی سی لکیر پھیل جاتی ہے، گلے مل کر حال واحوال دریافت کررہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سے

یہ میری پہلی ملاقات تھی، فیس بک پر کئی مہینوں اور سال سے ان کے افکار وخیالات کو پڑھتا رہا ہوں، جو اپنے آپ میں علم کا دریا ہیں، منکسر المزاج اور خوش طبع ہیں، ٹوٹی پھوٹی زبان میں کچھ کہنا ان کی شان میں گستاخی کے مترادف ہے۔

صبح بنارس اور سورج کی کرنیں جامعہ کے مناروں کو بوسہ دے رہی تھیں، صحن میں مہمانوں کے لیے کرسیاں سجائی ہوئی تھیں، جامعہ کے در ودیوار کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے، گلیاروں میں جہاں برسوں چپل چٹکارے ہیں گزرتے ہوئے سیڑھیوں پر طفلانہ و طالبانہ احساس کے ساتھ اچھل اچھل کر چڑھ رہا تھا، وہی دور وہی سماں ذہن میں تھا احساس نہیں ہو رہا تھا کہ اب اس چمن سے دور بہت دور نکل چکے ہیں آزاد مگر آزار تھپیڑوں میں جکڑ چکے ہیں۔ ثاقب کے روم میں گیا جہاں راشد اور فیضان سو رہے تھے، ثاقب نے زور دار میزبانی کی، یہ کھجور وہ حلوہ ملائی، پورا ناشتہ ہو گیا۔ اس کے بعد ممتاز شاہد کے روم میں جانا ہوا، موصوف حوران بہشتان کے خواب میں مست سو رہے تھے، ان کو ہلکے کچوکے سے ڈسٹرب کرتے ہوئے جگایا، کچھ دیر گفتگو کے بعد رخصت ہوا۔ جامعہ کا طواف کیا اور دارالحدیث کے پاس دوستوں کے ساتھ کچھ یادگاری تصویریں لیں۔

ناشتہ سے پہلے خبیب حسن بھائی اپنے لٹل اسٹار اور نصیر بمعروف ابوالمیز ان بھائی سے ملاقات ہوئی۔ خبیب کے گفتگو کا وہی نادر انداز، لب و لہجے میں لطافت وشیرینی، چال میں میانہ روی، بڑوں سے قدرے نرم آواز میں گفتگو اس کا خاصہ ہیں۔ ہاں مگر فیس بک پر کافی چنچل ہے، فیس بک کی دنیا نے ہی اسے لٹل اسٹار جیسے مقدس لقب سے نوازا ہے۔ خبیب نے ابوالمیز ان بھائی کے ساتھ مل کر کئی مقامات کی سیر وتفریح کا پروگرام بنایا تھا لیکن افسوس کہ میں ساتھ جانے سے محروم رہ گیا۔ ناشتہ کے بعد جامعہ کے وسیع وعریض صحن میں پروگرام شروع ہوا، پورا صحن سفید شامیانے سے مزین تھا، جگہ جگہ ٹی وی اسکرین اور اسٹیج کے بغل میں بڑے پردہ پر پورے منظر کو دکھایا جا رہا تھا۔ جامعہ کی بنیاد اور اس کے بعد کی تصاویر گاہے بگاہے چل رہی تھیں۔ ڈرون کیمرہ سے ہماری نگرانی کی جا رہی تھی، صحن سرخ کرسیوں سے لالہ زار اور سفید پوشوں سے اٹا ہوا تھا، وہ منظر بھی دیدنی تھا جسے ہمارے کیمرے نے محفوظ کیا ہے۔ اسٹیج پر مفتی حرم مکی ڈاکٹر وصی اللہ عباس صاحب ستاروں کی جھرمٹ میں چاند کے مثل چمک رہے تھے۔ علماء کرام کے بیانات ہوئے، تاثرات کا بھی دور چلا، پروگرام ظہر تک بڑے تزک و احتشام سے چلتا رہا۔ قابل صد تعریف یہ کہ سبھی اپنی کرسیوں سے چپکے رہے۔ جن مؤقر شخصیات سے ملاقات ہوئی ان میں شیخ عبدالجلیل مکی صاحب، شیخ عبدالمنان عبدالحنان سلفی صاحب، استاد محترم شیخ خورشید احمد سلفی صاحب (سانتھا سنت کبیر نگر)، استاد محترم سابق شیخ الجامعہ شیخ نعیم الدین مدنی صاحب، عبدالکریم علیگ، افروز عالم گلری، محمد سالم علیگ، میرے ہم سبق دوست سالم مبارکپوری اور بنارسی دوست واحباب بطور خاص شامل ہیں۔

صدر دروازے پر میرے محسن اور مؤقر رہنما شیخ محمد ابوالقاسم فاروقی صاحب سے ملاقات ہوئی، بڑے تپاک سے ملے اور گلے لگا لیا، شیخ کے چہرے پر برسوں سی

مسکراہٹ بکھر گئی اور ہنستے ہوئے بولے ہلال بہت موٹے ہوگئے! خیر خیریت دریافت کی۔ عصر بعد خبیب بھائی مجھے اور ابوالمیز ان کو گنگا گھاٹ پر شاہی مسجد دکھانے لے جانا چاہ رہے تھے لیکن شام ہوجانے کی وجہ سے ارادہ بدل کر وہ اور ابوالمیز ان بھائی بی ایچ یو (بنارس ہندو یونیورسٹی) چلے گئے اور میں اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ دال منڈی سیر کو چلا گیا جہاں خالد اینڈ سنس کے یہاں کچھ شاپنگ واپنگ ہوئی اور دیر شام جامعہ لوٹے تب تک مغرب کے بعد کا سیشن شروع ہوچکا تھا۔ مغرب بعد کا پروگرام بھی کافی دلچسپ رہا، عشاء کے بعد دسترخوان پر کئی احباب ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے جس میں خبیب، ابوالمیز ان بھائی، عبدالغفار بھائی (معروف داعی وخطیب) کے نام میموری میں محفوظ ہیں۔

رات دس بجے کے آس پاس سنٹرل لائبریری کی زیارت کے لیے ہر دلعزیز لائبریرین محفوظ الرحمن بھائی کے ساتھ ابوالمیز ان بھائی، صدیق بھائی، خبیب اور میں (ہلال ہدایت) گئے۔ محفوظ بھائی دبلے پتلے، منہ میں پان کی پیک، انگلی میں کترن چونا، سر پر مئوی ٹوپی، ہشاش بشاس، زندہ طبیعت کے مالک ہیں، ذہانت کی داد تو مشاہیر نے دی ہے، کس فن کی کتاب کس جگہ ہے انھیں بخوبی معلوم ہے، لائبریری کے کمپیوٹر ہیں اور ہمیشہ اپڈیٹ رہتے ہیں۔ دوران تعلیم ہمارے تعلقات کافی بہتر تھے، جب کسی مجلہ میں میرا مضمون شائع ہوتا اور وہ جامعہ میں پہنچ جاتا تو میرے لیے الگ کر لیتے، لائبریری جاتا تو فوراً بلا کر کہتے ہلال تمھارا مضمون چھپا ہے یہ دیکھو۔ ایک دلچسپ واقعہ ہے کسی موقع پر میں نے ایک مراسلہ لکھا جو روزنامہ انقلاب اور سہارا میں شائع ہوا، کسی صاحب تحریر کو اس میں کچھ زیادہ ہی نقص دکھائی دیا تو انھوں نے اپنے رسالہ کا پورا اداریہ ہی اس پر لکھ مارا اور لائبریری کے نام سے خصوصی پوسٹ کیا حالانکہ وہ رسالہ جامعہ میں نہیں آتا تھا۔ خیر جب محفوظ بھائی کی نظر سے وہ اداریہ گزرا تو انھوں نے مجھے بلا کر کہا ہلال تمھارے فلاں مراسلے کے جواب میں موصوف کا یہ اداریہ ہے، جبکہ میرا مراسلہ کئی مہینہ پہلے اخبار میں شائع ہوا تھا۔ اعتراف کرنا پڑا کہ محفوظ بھائی کی یادداشت کمال کی ہے کیونکہ صاحب قلم نے صرف عنوان ہی لکھ کر بحث کی تھی۔ ہاں تو ابوالمیز ان بھائی کو خصوصی طور سے لائبریری کی زیارت کرائی اور کتابوں کی فہرست سے لے کر قدیم وجدید اور کس فن کی کتاب کہاں ہے سرسری طور سے دکھائی، بطور یادگار وہاں بھی تصویر کشی کی گئی۔

عشاء کے بعد دیر رات خبیب کی معیت میں شیخ محمد ابوالقاسم صاحب کے پرانے دفتر یعنی گھنٹی والے بابا کے کمرے میں مجلس جمی، بہت سی یادیں تازہ ہوئیں، یادوں کی پرانی فائلوں کو ریفریش کیا گیا، اس محفل کے مرکزی موضوع ابوالمیز ان بھائی تھے، میرے خیال سے شیخ کی ابوالمیز ان بھائی سے پہلی ملاقات تھی۔ کافی دیر تک بہت ساری باتیں ہوتی رہیں، سفری صعوبت کی وجہ سے آنکھ بوجھل ہو رہی تھی اس لیے ساڑھے گیارہ بجے کے بعد باجازت صدر عارضی رہائش گاہ چلا گیا، بستر پر پیر پسارتے ہی گھوڑا بیچ کر ایسا سویا کہ پھر تو مولانا خلیل نسیم صاحب نے ہی فجر کی نماز کے لیے بیدار کیا۔

دوسرے دن بعد نماز فجر گھاٹوں کی سیر کا منصوبہ تھا لیکن میں خبیب بھائی کے ساتھ نہیں جاسکا۔ ناشتہ وغیرہ سے

فراغت کے بعد قاعۃ المحاضرات (کانفرنس ہال) میں اگلی نشست پانے کے لیے پہلے پہنچ گیا، آگے موجود وی آئی پی چیئر پر کچھ دیر بعد شیخ رفیق احمد رئیس سلفی صاحب آکر بیٹھے، پیچھے کی جانب سے چپکے سے میں نے سلام کرتے ہوئے اپنے منہ اپنا تعارف پیش کیا۔ شیخ سے قلمی پہچان تو تھی لیکن اس سے پہلے شاید کبھی ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا، شیخ نے اپنے بغل کی کرسی پر آجانے کا اشارہ کیا لیکن جب تک میں وہاں پہنچتا کوئی اور صاحب آکر براجمان ہو گئے۔ پروگرام شروع ہونے سے قبل شیخ نے الاتحاد کا شمارہ طلب کیا جس کے لیے میں دوبارہ کمرہ چلا گیا، واپس آیا تب تک کوئی صاحب میری فائل ہاتھ میں لے کر میری کرسی پر بیٹھ چکے تھے، اب ہاتھ لگی کرسی بھی چھن گئی جس سے محترم سے ملاقات کا دورانیہ بس اتنا ہی رہا۔ حسب سابق یہ سیشن بھی کافی عمدہ تھا پورا قاعۃ المحاضرات ابنائے جامعہ سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا کہیں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ ناظم صاحب نے ابتدا تا حال جامعہ کا مختصر تعارف کرایا اور مستقبل کے عزائم کو حاضرین کے سامنے پیش کیا، اس سیشن کی نظامت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی صاحب فرما رہے تھے، بطور ابتدائیہ امیر محترم نے بہترین باتیں رکھیں، اخیر میں سوال وجواب اور آراء وتجاویز کا سیشن رکھا گیا تھا جس میں ابناء نے کھل کر اپنی بات انتظامیہ تک پہنچائیں، عمدہ تجاویز پیش کیے، بہترین مشورے دیے، اب منتظمین جامعہ پر منحصر ہے کہ وہ اس سلسلے میں کتنے پابند ہیں۔ پھر جامعہ کے تعاون کا عمل شروع ہوا جس میں فارغین نے اپنے علاقوں اور شہروں سے جمع کی ہوئی رقوم کو انتظامیہ کے سپرد کیا۔ ابنائے جامعہ سلفیہ ممبئی ومہاراشٹرا کی نمائندگی کرتے ہوئے شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی نے ایک دکتور کے مشاہرے کی ذمہ داری قبول کی، یہ پروگرام ظہر تک بحسن وخوبی چلا اور دعائیہ کلمات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

گھر جانے کی جلدی تھی اس لیے بنارس سے بستی کے لیے پہلے ہی تتکال ٹکٹ بک کرلیا گیا تھا تاکہ سفر میں پریشانی نہ ہو، گھر جاتے وقت ساتھ میں محمد راشد، فیضان، احسان الہدی، مولانا اسرار احمد صاحب اور بھی کئی احباب تھے۔ قریب ایک بجے رات کو بستی ریلوے اسٹیشن پر اترے، جہاں ہمارے استقبال کے لیے بندروں کی فوج پہلے سے کھڑی تھی، فیضان فوج کو دیکھ کر دبک گیا جیسے چھوٹے بچے پولیس کو دیکھ کر اپنی ماں کی گود میں منہ چھپا لیتے ہیں۔ اندھیری رات اور ٹھنڈک کا قہر اس پر مستزاد، باہر نکل کر آٹو رکشا بک کیے اور اللہ اللہ کرکے اسی وقت گھر کو چل دیے اور فجر سے پہلے گھر پہنچے تو والدہ کو تہجد پڑھتے دیکھ کر انتظار میں کھڑا ہو گیا، فارغ ہوتے ہی خیر خیریت دریافت کی اور دعائیں دیتے ہوئے کہا: جاؤ ابھی بہت وقت ہے سو جاؤ اور میں سونے چلا گیا۔

☆☆☆

چمن چمن بشارتیں

ڈاکٹر عبدالکریم علیگ

ناظم اعلی جامعہ سلفیہ بنارس محترم جناب شیخ عبداللہ سعود سلفی حفظہ اللہ کی طرف سے جیسے ہی اعلان ہوا کہ ابناء قدیم کو جامعہ مدعو کیا جا رہا ہے، تمام ابناء میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ جامعہ کے نئے پرانے نونہالان اپنے اپنے عہد کے لوگوں سے رابطہ کرنا شروع کر دیا، جوں ہی جامعہ کے صحن میں قدم رنجہ ہوئے جامعہ کے صدر محترم جناب شاہد جنید سلفی حفظہ اللہ اور ناظم اعلی جناب عبداللہ سعود سلفی حفظہ اللہ استقبال کے لئے بنفس نفیس موجود ملے۔ کیا خوش کن منظر تھا بیان نہیں کیا جا سکتا، محترم شاہد جنید حفظہ اللہ نے پوچھا کہ بیٹا کیا مشغولیت ہے؟ کیا کرتے ہو کہاں سے تشریف لائے ہو؟ میں نے شیخ کو مختصر تعارف دیا اور پھر صدر صاحب کی دعا لیکر استقبالیہ روم کی طرف چلا گیا۔

جامعہ کے اساتذہ کی پوری ٹیم بڑی تندہی سے نظم وضبط کو سنبھالے ہوئے تھی، ابناء قدیم کا والہانہ استقبال ہوا، ابناء کو استقبالیہ روم میں لے جایا جانے لگا، استاذ مکرم شیخ عبدالکبیر مدنی حفظہ اللہ کانفرنس کی فائل ورجسٹریشن وغیرہ کی ذمہ داری چند طلباء کی ٹیم کے ساتھ سنبھالے ہوئے تھے، بہت منظم اور سلیقے سے ٹھہرنے کی جگہ، کھانے پینے کے نظم وضبط کی پوری فہرست اور ساتھ ہی ساتھ کانفرس کی مکمل تفصیل ایک خوبصورت اور جاذب نظر فائل میں رکھ کر تمام ابناء کو دئے جا رہے تھے، خوشیاں ہی خوشیاں تھیں، تمام ابناء نئے پرانے سب مسکراتے ہوئے ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے تھے۔ بہت چہل پہل تھی الغرض ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آج تمام تر خوشیاں جامعہ کی چہار دیواری میں سمٹ آئی ہوں، رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔

اسی کے خوشہ چیں ہیں ہم ہمارا جامعہ ہے یہ
بلاغت و معانی و بیاں کا گل کدہ ہے یہ
عرب کے طرز فکر سے عجم کا رابطہ ہے یہ
اسی کے لمس جاوداں سے روح ارتقاء ہیں ہم
کہ گلشن رسول کے طیور خوشنوا ہیں ہم

ابناء میں ملک و بیرون ملک کی بڑی بڑی شخصیات موجود تھیں، یہ وہ ستارے تھے جو ملک و بیرون ملک میں علم کی روشنی بکھیر رہے ہیں، منہج سلف کا بول بالا ان کے خطبات ودروس سے اوران کے شاگردوں کے ذریعہ ہوتا رہا ہے آج وہ تمام ستارے جامعہ کی چہار دیواری میں پورے چمک دمک کے ساتھ موجود تھے۔

جامعہ آج بہت خوش تھا اور کیوں نہ خوش ہوتا جب کہ اس کے نئے پرانے سپوت آج پھر اس کے آغوش میں تھے جہاں انہوں نے بولنا سیکھا، جہاں انہوں نے تہذیب کا سبق پڑھا تھا، جہاں وہ قرآن و حدیث کے اسباق

دہراتے رہے، جہاں پر دینی وعصری علوم کو حاصل کیا، جہاں پر احکام ومسائل کی باریکیاں سیکھا کرتے تھے، جہاں پر ان کے عقل وشعور پروان چڑھے، جہاں کی چہار دیواری میں ان کا اٹھنا اور بیٹھنا تھا، جہاں انہوں نے بچپن سے لیکر جوانی تک کے قیمتی ایام بتائے، جہاں پر قدم رکھ کر گلشن رسول کے طیور خوشنوا بن گئے تھے۔

ابناء قدیم جس بینر تلے جمع ہوئے تھے وہ تھا:
منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے

پروگرام کا آغاز تقریبا صبح دس بجے ہوا، نظامت کی ذمہ داری استاد محترم شیخ اسعد اعظمی مدنی حفظہ اللہ کی تھی، شیخ محترم نے جس سلیقہ مندی اور لطافت سے بھرپور نظامت کی اس سے ہم ابناء خوب محظوظ ہوئے، پروگرام ظہر کی اذان تک چلا۔ اس کے بعد نماز اور پھر کھانا، کھانے کے متعلق قابل فخر وقابل بیان بات یہ تھی کہ تمام ابناء ایک ساتھ کھانا کھا رہے تھے کوئی نہ عام تھا اور نہ خاص بلکہ سب ہی خاص الخاص تھے۔ سب ایک ساتھ لائن لگا کر کھڑے تھے، لائن میں ہی شیخ عبدالرزاق سلفی حفظہ اللہ سے ملاقات ہوئی گلوبلائیزیشن اور عالم اسلام کے مصنف، شیخ سے فون پر رابطہ تھا لیکن بالمشافہ ملاقات پہلی دفعہ ہوئی۔ شیخ نے میرا نام پکارا لیکن میں پہچان نہ سکا اس لئے تھوڑی ہچکچاہٹ کے ساتھ ملا تب پتا چلا کہ دبئی سے تشریف لائے ہوئے جامعہ کے ایک باوقار طالب علم رہ چکے ہیں شیخ عبدالرزاق سلفی حفظہ اللہ۔

شام میں اجلاس عام بھی کافی عمدہ رہا۔ موقر ومعزز ابناء نے اپنے اپنے خطاب سے عوام کی دینی پیاس کو بجھانے میں کامیاب رہے۔ ساتھ ہی ساتھ قدیم وجدید ابناء کو ایک فکر "منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے" پر زبردست رہنمائی فرمائی جو ان شاء اللہ ہم طلبہ کے لئے دعوتی میدان میں مشعل راہ کا کام کرے گی۔

دوسرے دن صبح ابناء کی میٹنگ قاعۃ المحاضرات میں شروع ہوئی، پہلی نشست کی نظامت شیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کے ذمہ رہی، اسٹیج پر موجود ناظم اعلی جناب عبداللہ سعود ومہمان خصوصی شیخ وصی اللہ عباس حفظہم اللہ وغیرہم موجود تھے جو براہ راست ابناء کی رائے اور ان کے مشوروں کو سن کر اسے نوٹ کر رہے تھے، ناظم اعلی کی طرف سے یہ بہت عمدہ اور قابل مبارکباد قدم تھا کہ ابناء سے براہ راست گفتگو جاری تھی۔ ان کے شکوک وشبہات اور ان کی رایوں کو کافی اہمیت دی جارہی تھی۔

میں نے اس موقع پر چند گذراشات پیش کرنے کی کوشش کی مثلا: طلبۂ جامعہ سے رابطہ مضبوط کیا جائے، خصوصا جامعہ کے ذمہ داران کا فارغین طلباء سے ڈائرکٹ رابطہ قائم ہو، اسی طرح ناظم صاحب کی خدمت میں ایک گذارش پیش کی کہ آپ کی طرف سے کم ازکم ہفتے میں ایک گھنٹی فضیلت اور عالمیت سال آخر کے بچوں کے لئے ہوتو اس سے ایک تو استاد وشاگرد کا جو مقدس رشتہ ہے وہ مضبوط ہوگا اور دوسرے طلباء مادر علمی کو مزید آپ کے ذریعہ سے قریب سے جان سکیں گے، اس طرح ہم آسانی کے ساتھ طلبہ سے مضبوط ربط بنا سکتے ہیں۔

ایک گذارش ہم نے مزید کی کہ طلبہ کا اخراج نہ کیا جائے، بلکہ جتنا ممکن ہو سکے ان کی اصلاح اور تربیت کی

کوشش کی جائے کیونکہ جب بچہ جامعہ سے نکال دیا جاتا ہے تو پھر گھر والے اس سے مایوس ہوجاتے ہیں۔ بہت کم بچے مزید دینی تعلیم کو جاری رکھنے میں کامیاب ہوتے ہیں ورنہ پھر ان کی زندگی تاریکیوں سے گھرتی چلی جاتی ہے، ایسے بچے جن کے اخراج کی نوبت آئے ان کے ساتھ ناظم اعلی اور صدر صاحب اپنے آفس میں بیٹھا کر اچھی طرح کاؤنسلنگ کریں اور ان کو سماج وسوسائٹی کے حالات سے آگاہ کریں ان کے والدین کی ان کے تئیں قربانیوں کی اہمیت سمجھائیں ان شاء اللہ وہ بچہ ایک بہترین طالب علم تیار ہوگا اور ایک انقلابی تبدیلی اس کے اندر رونما ہوسکتی ہے۔

ناظم صاحب نے ان تمام باتوں کو اہمیت دیا اور باتوں کو بغور سنا نیز اسے محفوظ بھی کیا۔

ہم نے یہ اپیل کی کہ وہ تمام ممکنہ وسائل اپنائے جائیں جن سے بچوں سے رابطے مضبوط ہوسکیں کیونکہ جامعہ انہیں طلبہ سے ہے اور اگر طلبہ کے اعتماد کو نہیں بحال کیا گیا تو پھر ان کو قریب لانا بہت مشکل ہوگا۔

الحمدللہ جامعہ میں اس طرح کی بیداری اور فکر قابل دید اور قابل داد تھی، ناظم صاحب کافی زیادہ طلباء کے تئیں فکر مند نظر آئے اور جامعہ کو مزید بلندیوں پر کس طرح لے جایا جائے اس کے لئے کافی محنت اور جدوجہد کررہے ہیں۔ اللہ تعالی ناظم صاحب کو کامیابی عطا فرمائے اور ہم سب کو مل کر ناظم صاحب کے ساتھ تعاون کی توفیق دے.. آمین

الحمدللہ ابناء نے یقین بھی دلایا کہ ہر ممکن تعاون اور قربانی جامعہ کو دینے کے لئے تیار ہیں۔

ملک کے گوشے گوشے سے آئے ابناء اپنی اپنی رائے ناظم صاحب اور آپ کی ٹیم کے سامنے رکھ رہے تھے۔

اس کے بعد ناشتے کا وقفہ ہوا پھر ابناء کی میٹنگ کی دوسری نشست شروع ہوئی، اس میں نظامت کے فرائض شیخ رضاء اللہ عبدالکریم مدنی حفظہ اللہ نے ادا کی، ابناء اور جامعہ ایک دوسرے کے لیے کیسے مفید ثابت ہوسکتے ہیں؟ اس پر ابناء نے کھل کر بات رکھی، اچھی اور بہترین تجاویز ناظم صاحب کے سامنے پیش کئے گئے، جن کو عملی جامہ پہنانے کا ناظم صاحب نے وعدہ کیا۔

جامعہ کی پلاننگ اور مستقبل کے عزائم پر ناظم صاحب نے روشنی ڈالی اور ابناء کو ساتھ دینے پر ابھارا جس پر تمام ابناء نے اتفاق ظاہر کیا۔ ظہر کی اذان تک یہ محفل چلی اور پروگرام کے اختتام کا اعلان ہوا۔

ابناء کی پرنم آنکھوں نے دوبارہ پھر آنے کا یقین دلا کر جامعہ سے رخصت لی۔

پھر جمع ہوں گے ہم ایک ساتھ ان شاء اللہ،

ہم تمام ابناء جامعہ کی ترقی اور استحکام کے لئے اپنے اپنے علاقے میں سرگرم رہیں گے اس وعدے کے ساتھ سب اپنی اپنی منزل کی طرف رواں ہوگئے۔

خدا کرے فضایوں ہی یہ خواب جاگتے رہیں
یہ خوشبوئیں جواں رہیں گلاب جاگتے رہیں
ہنروران سنت و کتاب جاگتے رہیں
چمن چمن بشارت نسیم جاں فزاں ہیں ہم
کہ گلشن رسول کے طیور خوشنوا ہیں ہم

□□□

اللہ کرے یہ دین کا چمن آباد رہے

محمد غفران سلفی

ایک طویل عرصے کے بعد الحمدللہ مادر علمی جامعہ سلفیہ بنارس میں ابنائے قدیم کا دوسرا دوروزہ اجتماع بتاریخ ۱۸-۱۹ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۸-۲۹ نومبر ۲۰۱۸ء بروز بدھ وجمعرات کو ''منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے'' کے عنوان سے منعقد ہوا، جس میں ناچیز کو بھی شرکت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ الحمدللہ یہ اجتماع مجموعی طور پر اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ افراتفری کے اس دور میں منتظمین جامعہ کی جانب سے مادر علمی کو ترقی کے راستے پر گامزن کرنے کے لیے اس قسم کے پروگرام کا انعقاد کرنا قابل تحسین ہے۔ اس کے لیے میں ناظم اعلیٰ صاحب مع ارباب جامعہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ اس قسم کے پروگرام کے انعقاد میں ایک طویل زمانہ حائل نہیں ہوگا۔

جامعہ سلفیہ بنارس، جسے مرکزی دارالعلوم ہونے کا شرف حاصل ہے، اس بات کا ہمیشہ تقاضا کرتا ہے کہ اس کے ابناء کی اس پر خاص عنایت اور توجہ ہو، لیکن افسوس فراغت کے بعد بہت کم ہی فارغین جامعہ کے لیل ونہار سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حقیقت میں ابناء کے دوروزہ پروگرام کا اصل مقصد جامعہ کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا نیز اس کی خوبیوں سے زیادہ اس میں پیدا ہونے والی خامیوں اور کمیوں پر نظر رکھنا ہے تاکہ اسے دور کر کے ادارے کو مزید مضبوط ومستحکم بنانے کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن کیا جاسکے اور وہ زمانہ اور وقت کے تقاضوں کے مطابق اپنی خدمات بخوبی انجام دے سکے۔

شاید اسی مقصد کے تحت جامعہ میں بھی ایک طویل عرصے کے بعد ابناء قدیم کا پروگرام منعقد کیا گیا تھا، لیکن افسوس کہ اس کی جانب خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ حالانکہ منتظمین جامعہ کی جانب سے اسی خاص مقصد کے تحت اجتماع کے دوسرے دن ایک خصوصی نشست بعنوان ''فارغین جامعہ کے آراء ومشورے'' منعقد کی گئی، لیکن اس میں ابناء کی اکثریت تعریف وتوصیف کے پل باندھنے اور خوبیاں بیان کرنے نیز اپنی پوزیشن بتلانے ہی میں لگی رہی، حالانکہ جامعہ میں پیدا ہونے والی کمیوں اور کمزوریوں کی جانب توجہ دلاتے ہوئے اسے دور کرنے نیز مادر علمی کو مستقبل میں مزید ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے مفید آراء وتجاویز کے ذریعہ اس نشست کو کامیاب بنانے کی اشد ضرورت تھی، کیونکہ جامعہ ایک خوبصورت انسان کی طرح ہے۔ اب اگر اس کے کسی عضو میں کوئی خرابی یا بیماری پیدا ہو گئی ہو تو بجائے اس کی خوبصورتی دیکھنے اور اس کی ثناخوانی کرنے کے اس کی بیماری کی تشخیص کر کے علاج کی فکر کرنی

چاہیے، تاکہ وہ پہلے جیسا صحت مند ہو جائے۔ اس کی خوبصورتی برقرار رہے اور وہ اپنے فرائض کو بحسن وخوبی انجام دے سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ ابنائے قدیم کا پروگرام تھا اور جامعہ کی تعمیر وترقی میں ہر دور کے ابناء کا ایک اہم کردار رہا ہے اور ابنائے قدیم کے اس دوروزہ اجتماع میں جامعہ کے قدیم سے قدیم ترین فارغین کا ایک بڑا مجمع تھا۔ لہٰذا اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے خصوصی طور پر جامعہ کے ایک اہم شعبہ ''ندوۃ الطلبہ'' کی تعمیر وترقی کے لیے ایک نشست منعقد کرانی چاہیے تھی، کیونکہ جامعہ کی کامیابی میں ندوۃ الطلبہ کا ایک اہم کردار رہا ہے، لیکن اس جانب بھی کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ الہ العالمین جامعہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرما اور جامعہ کے تئیں ہمیں مخلص بنا اور اس کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے جامعہ کے تمام ابناء کو اپنے تئیں حتی الامکان کوشش کرنے کی توفیق دے، آمین۔

●●●

گھر کی حفاظت کیجئے

ہمارے گھروں میں فتنہ وفساد کے بڑے آلات داخل ہو گئے ہیں۔ بچوں کے بگڑنے کا بڑا خطرہ لاحق ہے۔ بچیوں کے ارتداد اور غیر مسلم نوجوانوں سے شادی کی خبریں پیہم آرہی ہیں جسے سن کر کلیجہ منھ کو آتا ہے اور حساس دل کانپ اٹھتا ہے۔ آپ بچیوں کو گھر کے فاسد ماحول سے نکالیں اور تھوڑی دیر مسجد کے روحانی وایمانی فضا میں رہنے کا موقع دیں۔ ان بچیوں کی تربیت کا اہتمام کریں۔ انہیں اسلام کی عظمت، شرک کی مذمت، شادی بیاہ کے اسلامی قوانین سے آگاہ کریں۔ ''بزم خواتین'' کے نام سے اصلاحی پروگرام مرتب کیے جائیں جو مسجدوں میں یا محفوظ جگہوں میں پردہ کے ساتھ منعقد کیے جائیں ورنہ دشمنان اسلام اپنے منصوبہ بند پروگرام میں کامیاب ہوں گے اور ہم ماتم ومرثیہ پڑھتے رہ جائیں گے۔ ہماری عزت وبزرگی پیوند خاک ہوجائے گی۔

ہدیۂ تبریک

ادارہ محدث بنارس ڈاکٹر فوزان احمد ایسوسی ایٹ پروفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کو صدر جمہوریہ ایوارڈ (۲۰۱۹ء) ملنے پر بہت بہت مبارک باد پیش کرتا ہے اور اللہ رب العالمین سے دعا گو ہے کہ انہیں مزید ترقی عطا فرمائے۔

واضح ہو کہ ڈاکٹر موصوف نے جامعہ سلفیہ سے ۱۹۹۳ء میں عالمیت پاس کیا ہے اور ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری رحمہ اللہ کی علمی وراثت کے امین ہیں۔

نظم

ہدیہ تبریک

بموقع دوروزہ اجتماع ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس

بتاریخ:۲۸-۲۹/نومبر ۲۰۱۸ء

ظل الرحمن فائق بندوی/سنٹرل لائبریری، جامعہ سلفیہ، بنارس

مرحبا! اے دین حق کے پاسبانو! مرحبا   مرحبا قرآن وسنت کے جیالو! مرحبا
مرحبا! اے میرے ابناء، قدر دانو! مرحبا   مرحبا اہل ادب سلفی جوانو! مرحبا

دھوم سلفیت کی دیکھو! دیکھ ابناء کا ہجوم
درسگاہ مصطفی ہے، مرکزی دار العلوم

ہے دلوں میں آج ہم سب کے یہی خواہش نہاں   پھر بہار آئے چمن میں، دور ہو دورِ خزاں
مشعلِ توحید ہے، اپنا نشانِ جاوداں   یہ قلعہ اسلام کا ہے، ہم ہیں اس کے پاسباں

شاہ فیصل کی تھی، ’’چشمِ ناز‘‘ وہ دار العلوم
جامعہ سلفیہ اپنا مرکزی دار العلوم

آئے ہیں دکتور وصی اللہ، مفتی حرم   شیخ اصغر بھی جمعیت کے امیر محترم
اور دیگر بھی ہیں، ابنائے کبارِ محتشم   کس قدر شاداں وفرحاں دیکھتے ہیں آج ہم

جانثاروں میں ترے، یہ سب ہیں اصحاب الفہوم
مادر علمی ہے، سب کا مرکزی دار العلوم

رب عالم کی ہے فضل ومہربانی دیکھئے   جامعہ میں آج ذوقِ میزبانی دیکھئے
حضرت شاہد کا حسن نگہبانی دیکھئے   نظم عبد اللہ کا طرز قدردانی دیکھئے

عالم اسلام میں فائق ہیں، جو مثل نجوم
مرحبا اے میرے ابناء مرکزی دار العلوم

نظم

برائے اجلاس عام ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس

۲۸، ۲۹ر نومبر ۲۰۱۸ء

مولانا محمد ہاشم سلفی
ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث مغربی چمپارن بہار

مرحبا صد مرحبا وہ ہو مسافر یا مقیم — ہے شریک محفل اجلاس ابناء قدیم
ہے خدا کا جامعہ یہ دیکھیے لطف عمیم — حاضر اجلاس ہیں یہ بیش ابناء قدیم
سنت وتوحید کی خوشبو جو یاں پہ عام ہے — جھوم جاتی ہے گزرتے وقت یاں بادنسیم
آگئے سب دیکھئے پرجوش ابناء قدیم — ہوگئے دکتور کتنے واطباء وحکیم
عبد رحمن، مجتبیٰ ، اصغر ، صلاح الدین شمس — یہ حجازی وسعود ومظہر وارشد فہیم
تربیت کا وہ حسیں مرکز ہے یہ دار العلوم — قلب مضطر ہوگیا آکر یہاں قلب سلیم
ہوگئے کتنے مفسر ومحدث وفقیہ — پاگئے کتنے شفاء آکر یہاں قلب سقیم
باغبان جامعہ عبد الوحید وازہری — اور جتنے بھی یہاں اپنے تھے استاد قدیم
فارغین نو دعا گو اور ابناء قدیم — بانیان جامعہ کو بخش دے رب کریم

علم واعمال میں ہاشم کو استحکام دے
اھدنا یا ربنا یا رب صراط مستقیم

□□□

مقالات وبحوث

مقالات وبحوث

سلفیت کا تعارف	ڈاکٹر بدرالزماں نیپالی	۱۰۶
سلفیت کا تعارف	شیخ عبدالرزاق سلفی، دبئی	۱۱۳
فتنوں کے دور میں سلف صالحین کا منہج	ڈاکٹر عبدالحلیم مدنی	۱۲۵
منہج سلف کے فروغ میں جامعہ سلفیہ بنارس کا کردار	ڈاکٹر عبدالصبور مدنی	۱۳۰
آزادیٔ ہند میں علمائے اہل حدیث کا کردار	مولانا مظہر اعظمی	۱۴۶
ابنائے جامعہ سلفیہ کی تصنیفی خدمات	مولانا احسن جمیل مدنی	۱۵۵
فارغین جامعہ سلفیہ صوبہ بہار کی تدریسی خدمات	ڈاکٹر رحمت اللہ سلفی	۱۶۴
ابنائے جامعہ سلفیہ جھارکھنڈ کی تدریسی خدمات	مولانا اشفاق سجاد سلفی	۱۸۷
فارغین ضلع سدھارتھ نگر کی تصنیفی خدمات	مولانا عبدالمنان سلفی	۱۹۹
صحابہ کرام اور منہج سلف	مولانا فضل اللہ انصاری	۲۳۷
صحابہ کرام اور منہج سلف	مولانا عبدالمتین مدنی	۲۴۳
تعمیر انسانیت میں مدارس اسلامیہ کا کردار	مولانا نورالعین سلفی	۲۴۸
تعمیر انسانیت میں مدارس اسلامیہ کا کردار	مولانا عبدالسمیع سلفی	۲۵۷
دینی مدارس کو درپیش چیلنجز	مولانا رفیق احمد رئیس سلفی	۲۶۲
فارغین جامعہ کی خدمات، سرکاری اداروں میں	ڈاکٹر انیس الرحمن خرم	۲۶۹

●●●

سلفیت کا تعارف

د/ابدرالزماں محمد شفیع نیپالی
مدیر جمعیۃ التوحید الخیریۃ بجوا، کپل وستو، نیپال

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد:

سلفیت سلف کی طرف نست ہے۔ گزرے ہوئے آثار (اقوال، اعمال واخلاق) اور آباء وہم مشربوں پر سلف کا اطلاق ہوتا ہے خواہ اچھے ہوں یا برے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون اوراس کے متبعین کے بارے میں فرمایا ہے: [فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ، فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِلْآخِرِينَ] (الزخرف: ۵۵-۵۶) یہاں گزرے کافروں کو موجود کافروں کا سلف بتایا گیا ہے۔

مذہبی اصطلاح میں سلف کا اطلاق صحابۂ کرام اور تابعین پر ہوتا ہے جن کے زمانہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت میں **خير أمتي**۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت میں **خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم**۔ (بخاری مع الفتح: ۷/ ۳، رقم: ۳۶۵۰-۳۶۵۱) فرمایا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سمیت تین زمانے خیر کے ہوئے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ اور تابعین کا زمانہ خیر القرون ہے۔ (چوتھی قرن یعنی تبع تابعین کے قرن کے خیر ہونے سے متعلق روایات میں کوئی بھی صحیح نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے الضعیفۃ: ۸/ ۵۱-۶۲، رقم: ۳۵۶۹)

اس سے ظاہر ہوا کہ ''سلفی'' کے اندر سلف کی طرف جو نسبت پائی جاتی ہے اس کا سبب ومقصد ان بزرگوں کے طریق ومنہج کی پیروی کرنا ہے اور جن اسباب واہداف کے پیش نظر سلف کی طرف نسبت کی گئی ہے اس کا التزام ہی سلفیت ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے صراط مستقیم کی وضاحت ایک سیدھی لکیر کھینچ کر فرمائی جس کے دائیں بائیں دوسری لکیریں ڈالیں اور تلاوت فرمایا: [وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ] (الانعام: ۱۵۳) اور بتایا کہ یہ سیدھی لکیر صراط مستقیم ہے اور دائیں بائیں والے راستے شیطان کے راستے ہیں۔ (دیکھئے: تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۲۳۱)

اسی طرح عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایسا موثر خطبہ دیا کہ دل دہل گئے اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں، اسی میں آپ نے وصیت فرمائی: **''قد تركتكم على البيضاء، ليلها كنهارها لا يزيغ**

عنها بعدي إلا هالك، من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا، فعليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، عضوا عليها بالنواجذ"(صحیح ابن ماجہ:۱/ ۱۴(۴۳)

ان سے اوران جیسے دیگر نصوص سے معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جس طریق پر چھوڑا تھا وہی صراط مستقیم ہے اوراسی کو اللہ نے سبیل المومنین کہاہے۔اللہ فرماتا ہے: [وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا] (النساء:۱۱۵)

لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے جو دین سیکھا اورجس پر ہر شعبہ حیات پر عمل کیا وہی دین داری اختیار کرنی سبیل المومنین کی اتباع ہے اور یہی راہ نجات ہے۔سلفیت اسی کا نام ہے۔

خیر القرون کی تینوں مدتوں میں ہمارے اسلاف صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کا طریقہ عقیدہ وعمل کے ہر باب میں نصوص کتاب وسنت کے ظاہر پر تعامل کا تھا لیکن یونانی فلسفہ کے مسلمانوں میں رواج پانے اور اہل کلام نیز یہودی تحریف کاروں کی طرف سے امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کی منظم سازش اوراس کی تنفیذ نے باطل تاویل کے دروازے کھول دیے۔

لہٰذا جس کلمہ کی گواہی دینے کی وجہ سے آدمی اسلام میں داخل ہوتا ہے اس کے دونوں اجزاء(لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ) کا تدین جب تک کتاب اللہ اورسنت صحیحہ کی تمام تفصیلات کے حقیقی اور ظاہری مدلول کے بموجب اختیار نہیں کرلیتا اسے حقیقی اور کامل مسلمان تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ نتیجتاً وہ کامل اور حقیقی سلفی بھی نہیں ہوسکتا۔

لا الہ الا اللہ کی شہادت میں اللہ کے وجود، اس کے منفرد ہونے، استحقاق عبادت میں یکتا ہونے، ننیانوے اسماء سے موسوم ہونے اورکتاب اللہ اورسنت صحیحہ میں بہت سے اوصاف کے ذریعہ متصف ہونے کا عقیدہ رکھنا نیز ان اسماء وصفات کے اثبات ونفی میں سلف کا طریقہ اپنانا جو اللہ تعالیٰ کے منہج واسلوب سے مستفاد ہے وہ ہے نفی مجمل اور اثبات مفصل جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے [لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ] (الشوریٰ:۱۱) میں اپنایا ہے۔

اسی طرح درجنوں آیتوں میں اللہ نے اپنی ذات کو بعض اوصاف سے متصف بتایا ہے اوراللہ کے رسول ﷺ (جو مخلوقات میں اللہ سے متعلق سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں) نے اللہ کو بعض اوصاف سے متصف بتایا ہے۔عصر نبوی میں اللہ کے لیے ان تمام صفات کو عربی زبان کے متبادر ومتداول مفہوم ومدلول پر محمول کرنا سلف صالحین (صحابہ) کا طریقہ تھا جو ہر طرح کی تاویل، تحریف، تعطیل، تکییف اورتشبیہ سے منزہ تھا۔اس کو ایک مثال کے ذریعہ واضح کرنا مناسب ہے۔

آخری آدمی جو جنت میں داخل ہوگا اس کے بارے میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جنت تک پہنچنے کے متعلق اللہ تعالیٰ سے دوبارہ نہ مانگنے کا عہد کرکے بارہا مطالبہ کرے گا۔ آخر میں اللہ اس سے کہے گا: کیا یہ چیز تیرے مطالبہ کو ختم

کرسکتی ہے کہ میں تجھے دنیا اور دنیا کے مثل اور دے دوں؟اس پر وہ کہے گا: ”أتستهزئ بي وأنت رب العالمين“ یعنی اے میرے رب! آپ رب العالمین ہوکر مجھ سے مزاق کرتے ہیں؟ یہ بیان کرکے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنسے اور کہا: تم لوگ پوچھتے کیوں نہیں کہ میں کیوں ہنسا؟ شاگردوں نے کہا: آپ کس بات پر ہنستے ہیں؟ انہوں نے کہا: اسی طرح رسول اللہ ﷺ ہنسے تھے اور فرمایا تھا کہ تم لوگ پوچھتے کیوں نہیں کہ میں کیوں ہنسا؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنستے ہیں؟ آپ نے فرمایا: رب العالمین کی ہنسی کی وجہ سے، جس وقت اس نے کہا: ”أتستهزئ بي وأنت رب العالمين“ (مسند احمد: ۱/۴۱۱، مسلم: ۳/۴۳(۱۸۷)

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ صفات کا اثبات اسی معنی کی معرفت کے ساتھ جو اس وقت معاشرۂ صحابہ میں اس لفظ کے معنی ومدلول کے بطور جانا جاتا تھا۔ البتہ نہ ان کی کیفیت بیان کی جائے گی، نہ ان کو مخلوقات میں سے کسی کی صفت کے مشابہ قرار دیا جائے گا، نہ اسے کسی بنیاد پر معطل کر دیا جائے گا۔لہٰذا حیاۃ، علم، سمع، بصر، نفس، ید، اصبع، قدم، حب، رضا، غضب، سخط، قدرۃ، ارادۃ، مشیئۃ وغیرہ وارد اسماء وصفات کو اللہ کے لیے ثابت کیا جائے گا جن میں تشبیہ وتکییف سے احتراز کیا جائے گا۔

اسی طرح اللہ کے لیے عبادت کو خالص کیا جائے گا اور اس کی مخلوقات میں سے ہر ایک سے استحقاق عبودیت پر قدغن لگائی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے صراحت کر دی ہے [وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاء] (البینۃ:۵)

نیز تشریع کا حق بھی صرف اللہ کا مانا جائے گا، کسی کو حق تشریع اور حق تحلیل وتحریم حاصل نہیں ہوگا۔ [اتَّخَذُواْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللّهِ] (التوبۃ:۳۱) پر عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے اشکال کہ (احبار ورھبان کو لوگوں نے رب نہیں بنایا تھا) کا ازالہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سوال کرکے فرمایا کہ کیا یہ لوگ جسے حلال کر دیتے اسے حلال اور جسے حرام کر دیتے اسے حرام نہیں مان لیتے تھے؟ عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ضرور، آپ نے فرمایا: یہی تو ان کو رب بنانا ہوا۔

عبادت کو اللہ کے لیے خالص کر دینے کا مطلب ہوگا قبر والوں سے اولاد، دولت، ملازمت، عہدہ، بیوی، شوہر، دنیوی یا اخروی سعادت مانگنا، ان سے یا ان کے مجسموں سے کوئی امید رکھنا، خوف کھانا، محبت رکھنا، ان کے لیے یا ان کے نام پر ذبح کرنا اور نذر ماننا وغیرہ حرام اور شرک اکبر مان لیا جائے اور ان سب کو عبادت مان کر صرف اللہ کے لیے کیا جائے۔

سلف کے منہج میں ایمان طاعات سے بڑھتا اور معاصی سے گھٹتا ہے، لیکن دل سے توحید کی تصدیق اور زبان سے اس کے اقرار کرنے والے کے یہاں بھلے سے عمل بالجوارح میں کوتاہیاں ہوں جبکہ وہ عمل کا منکر نہ ہو تو وہ اللہ کی مشیت میں ہوگا۔ اللہ چاہے گا تو اسے اس کی کوتاہی کے بقدر عذاب دے گا۔ پھر شافعین کی شفاعت سے یا اپنے تئیں اسے جہنم سے نکالے گا۔ اس کو جہنم میں ہمیشہ نہیں رہنا ہوگا اور اگر چاہے گا تو کوتاہ عمل کو بلا عذاب دیے اپنے رحم

وکرم سے جنت میں داخل فرمادے گا۔ مذکورہ کوتاہیوں میں ترک طاعت اور ارتکاب معصیت دونوں داخل ہیں۔

عقیدۂ سلف میں سے ہے: اللہ پر ایمان لانا، اللہ کے فرشتوں، اللہ کی اتاری ہوئی کتابوں، اللہ کے بھیجے ہوئے رسولوں، قیامت کے دن اور اس میں حساب وکتاب، اعمال کا وزن، جزا وسزا، جنت وجہنم، تقدیر میں میٹھے اور کڑوے مقدر پر ایمان، لوح محفوظ، قلم، عرش وکرسی، استواء علی العرش، نزول وغیرہ پر ایمان، نیز محمد ﷺ کے خاتم الرسل اور شریعت محمدیہ کے خاتمۃ الشرائع اور دین اسلام کے ذریعہ ہی سعادت دنیوی واخروی کا حصول ممکن ہونا۔ ان سب کا عقیدہ اس طرح رکھنا کہ اس میں کسی شک کی گنجائش نہ ہو ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ رکھنا کہ ایمانیات میں سے کسی کا انکار ہو یا اس کے عقیدۂ اسلامی کا جزء ہونے میں شک ہو تو یہ انکار اور یہ شک اسلام وایمان کی عمارت ڈھادے گا۔ اس طرح وہ منکر وشکی ملت اسلامیہ سے خارج ہوجائے گا۔ ظاہر ہے کہ وہ سلفیت سے بھی خارج ہوگا گو باقی تمام عقائد واعمال اور شعائر اسلام کا قابل رشک انداز پر پابند ہو۔

دل کو جس طرح تمام مذکورہ بالا عقائد وایمانیات سے مزین کرنا ضروری ہے اسی طرح امراض القلوب سے قلب مومن کو پاک وصاف کرنا ضروری ہے۔ کفر، شرک، نفاق، شک، فسق، فجور، استہزاء ومذاق، الحاد واباحیت پسندی، بغض، حسد، کبر اور عجب وغیرہ امراض خبیثہ سے دل صاف کرنا لازم ہے۔

اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو انسانوں کے پاس بھیج کر بڑا احسان کیا کیونکہ آپ کے ذریعہ لوگوں کی تعلیم اور تزکیہ کا کام ہوا۔ اللہ فرماتا ہے: [لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ] (آل عمران: ۱۶۴) لہٰذا جس شخص نے ایمان وعمل ومعاملات واخلاق سے متعلق کتاب وسنت کی تعلیم محمد ﷺ سے حاصل کی اور اپنے نفس کو اس تعلیم سے حاصل فضائل کے ذریعہ مزین کیا اور اسی تعلیم کی روشنی میں رذائل سے اجتناب کرکے نفس کو آلودہ ہونے سے بچالیا وہ [قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا] کی بشارت کا مستحق ہوگیا اور جو کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کی تعلیم سے دور رہا، ان میں وارد فضائل سے مستغنی رہا اور جن عقائد واعمال اور معاملات واخلاق کو رذائل میں شمار کیا گیا ہے ان سے دور رہنے کی فکر نہیں کی بلکہ گندگیوں کو صفائی اور خوبیوں کو خامیاں مانتا رہا اس کے لیے نامرادی کی بشارت [وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا] میں سنائی گئی ہے۔

چونکہ جسمانی اور روحانی آلودگیوں سے مکلفین کو پاک کرنے کا ذریعہ محمد ﷺ تھے اس لیے ان کی رسالت کی شہادت دینے کا مطلب صرف اس حد تک نہیں ہے کہ ان تمام اقوال وافعال واخلاق وتقاریر پر جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں مکلف کے لیے اسوہ حسنہ ہیں، ان کی تنفیذ اپنی زندگی میں لازمی ہے بلکہ دل کی گہرائی سے آپ کی ایسی محبت ہونی ضروری ہے جو بیوی، بچوں، والدین واقارب اور مال وجاہ سے آگے اپنے نفس کی محبت سے بھی بڑھ کر ہو۔ زبان سے محبت کا دعویٰ کرنا اور آپ کے اسوہ کی عملاً مخالفت کرنی دراصل نفاق عمل ہے۔

انھیں مامورات شریعت محمدیہ کی بجا آوری اور اس میں واردمنہیات سے کنارہ کشی یعنی خالص اور آلودگی سے پاک شرع محمدی کی اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں تنفیذ وتطبیق جو صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کا طریقہ تھا سلفیت ہے۔

دنیا میں کامل الایمان اور آخرت میں فائز المرام ہونے کے لیے سورۃ العصر میں جن چار اساسیات کا ذکر ہوا ہے، وہی سلفیت کی بنیادی چیزیں ہیں۔

(۱) ایمان لانے میں کتاب اللہ اور سنت صحیحہ میں جن بنیادی عقائد کا ذکر ہوا ہے وہ تو داخل ہیں ہی، ان کے تمام مقتضیات بھی اس کے ضمن میں داخل ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی ان کے اضداد سے کلی اجتناب بھی ان کے اقتضاء میں داخل ہیں۔ لہٰذا شرک، کفر، نفاق، بدعت، بعض کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا، متبادر اور ظاہری معانی کی تاویل کر کے اصل معنی سے لفظ کو عاری اور معطل کر دینا وغیرہ چیزیں محذورات میں سے ہوں گی جن کا مرتکب صراط مستقیم سے منحرف سمجھا جائے گا۔

(۲) پھر اعمال کی ادائیگی میں قرآن اور صحیح احادیث میں وارد تمام فرائض وواجبات کا التزام کرنے کے ساتھ سنن ومستحبات پر پوری توجہ اور ان کی بجا آوری میں دلچسپی نیز ان مامورات کے مقابل منہیات ومنکرات اور محرمات ومکروہات سے مکلف کا دور رہنا اور ہمہ وقت ہوشیار رہنا کہ کہیں نافرمانی کی سیاہی کا اثر اپنے دامن پر نہ لگ جائے۔ ایسا ہونا چونکہ ممکن سے بڑھ کر واقع کے دائرہ میں آتا ہے اس لیے توبہ واستغفار کے ذریعہ دامن کے داغ دھبے چھڑاتے رہنا لازم ہوا۔ [وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ] (النور:۳۱)

نیز فرمایا:

[تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَى رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ] (التحریم:۸)

(۳) تیسرے مرحلے میں تواصی بالحق ہے یعنی جس ایمان وعمل کی دولت سے داعی خود بہرہ مند ہو چکا ہے، ان کی خوبیوں پر شرح صدر حاصل کر چکا اور اس کی وجہ سے معبود حقیقی کی نوازشات کا دروازہ کھل جانے پر یقین کر چکا ہے دوسرے ابنائے جنس کو اسی ایمان وعمل کی دعوت دینی تاکہ وہ بھی اس کی طرح نازونعمت کی دائمی زندگی حاصل کر سکیں ورنہ دائمی عذاب اور ہمیشگی کے خسارہ میں مبتلا ہونا یقینی ہے۔

اس دعوت کا بنیادی ضابطہ بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ] (النحل:۱۲۵)

یعنی دعوت کا پہلا ضابطہ یہ ہے کہ دعوت قرآنی دلائل وبراہین پر مشتمل ہو اور انہیں کو پیش کر کے مدعو کو قائل کرنے کی کوشش کی جائے۔

دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ مدعو کے سامنے قرآنی مواعظ وعبر رکھے جائیں۔ گویا پہلے مرحلے میں حجت پیش کی جائے اور نہ ماننے، سرکشی کرنے بلکہ الٹی کارروائی کرنے کی صورت میں کفر وشرک اور تکذیب وعناد کا برا نتیجہ یعنی قوموں کی ہلاکتوں کے واقعات سے عبرت وموعظت کا پہلو اجاگر کیا جائے کیونکہ خوش بخت وہ ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل

کرے۔

اس پر بھی وہ قائل نہ ہوں تو دعوتی ضوابط میں سے تیسرے ضابطہ اور سورۃ العصر کے چوتھے اساس کے طور پر خوش اسلوبی سے جدال کرتے ہوئے ان کے دلائل کی قلعی کھولنا، ان کی اذیتوں (خواہ وہ جسمانی ہوں یا روحانی) کو انگیز کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے داعی کی زبانی فرمایا ہے:

[وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا] (ابراہیم: ۱۲) اور نرم گفتاری، ملنساری وخوش معاملگی کے ذریعہ ان کے دل جیتنے کو کشش کرنی ہے، اللہ نے فرمایا ہے:

[ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ] (فصلت: ۳۴)

دعوتی مشن پر ایذارسانی اگر بشری برداشت سے باہر ہوجائے، عداوت وبغض عرصۂ حیات تنگ کردے اور دعوتی سرگرمی پر پابندی عائد کردے اور امیر الدعوۃ کی پوزیشن جوابی کارروائی کر پانے کی ہو تو جہاد کرنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اس صورت میں تمام مسلمان ایک جسم وجان ہو کر قوت کا مظاہرہ کریں گے خواہ وہ عسکری قوت ہو یا سیاسی یا سماجی ہو یا معاشی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا ہے:

[أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ] (الحج: ۳۹)

اس دعوتی مہم کو برپا کرنا اور اس میں صبر وبرداشت کو یقینی بنانا اپنے پیچھے کئی اہداف مقاصد رکھتا ہے۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(الف) ایسا معاشرہ تشکیل دینا جس کے افراد ایمان اور اس کے مقتضیات پورے کرنے کے ساتھ ایک جسم وجان بن چکے ہوں کہ ''**إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر جسده بالسهر والحمى**'' (صحیح مسلم: ۲۵۸۶) کا عملی نمونہ ہوں اور معاشرہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے مامورات پر عمل آوری اور منہیات سے دوری بنا کر عطار کی دکان کی طرح خوشبو سے بسا ہوا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مدنی معاشرہ کی تصویر کشی کی ہے:

[وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ] (الحشر: ۹)

جس میں معاشرہ کی چار خوبیاں پیش کی گئی ہیں۔

اول: یہ کہ مدینہ والے اپنی بستی اور معاشرہ کو ایمان کی خوشبو سے بسائے ہوئے ہیں۔

دوم: یہ کہ اپنے یہاں آنے والے مہاجرین کا دل کھول کر استقبال کرتے اور ان سے اپنائیت اور یگانگت کا اظہار کرتے ہیں۔

سوم: یہ کہ اپنے پاس پہنچنے والوں کو اللہ نے جن خوبیوں، سرفرازیوں اور دولتوں سے نوازا ہے اس کے بارے میں ان کا دل تنگ نہیں ہوتا، نہ اس کے بارے میں حسد کا شکار ہوتے ہیں۔

چہارم: یہ کہ اپنی حاجت پر ان کی حاجت کو ترجیح دیتے ہیں گو انہیں بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ حاجت خواہ مال ودولت سے متعلق ہو یا جاہ وحشمت سے، عہدہ اور مقام ومرتبہ سے متعلق ہو یا اپنے لیے مختص بیوی سے۔

جب دعوتی مہم کی کامیابی کے نتیجہ میں ایسا معاشرہ وجود میں آجاتا ہے تو اللہ کا انعام انہیں بصورت حکومت عطا ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ] (الحج:۴۱)

یہ مومنین ایمان لاکر عمل صالح کرکے اور معاشرہ کے بھولے بسرے لوگوں کو راہ راست پر لگا کر اس لائق ہو چکے ہیں کہ اگر اللہ ان کے ہاتھ میں زمین پر حکومت کی باگ ڈور دے دیتا ہے تو وہ صلاۃ قائم کرتے، زکاۃ دیتے، بھلائی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ تمام چیزوں کا انجام اللہ کی ملکیت ہے۔

(ب) جو افراد ومعاشرہ اسلام کے متوازی افکار وعقائد اور اعمال واخلاق کے حامل ہوں اور انہیں اپنے بارے میں اور اپنے معاشرے کے بارے میں خوش فہمی ہو کہ وہی حق پر ہیں جیسا کہ اللہ نے ان کے اس خیال کی حکایت کرتے ہوئے کہا ہے: [وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا] (الکہف:۱۰۴) ایسے افراد، معاشروں اور مذاہب پر اللہ کی حجت قائم کرنی، اسلام کی حقانیت کا آئینہ انہیں دکھانا اور ان عقائد واعمال واخلاق کے نقائص اور مثالی معاشرہ وجود میں لانے کے لیے ان کی بے بضاعتی کو ان کے سامنے رکھ دینا [لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ] (الانفال:۴۲)

(ج) اللہ کے سامنے اپنی حجت اور اپنا عذر پیش کرنا کہ "خیر امت" کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی جو ذمہ داری سونپی تھی وہ اس نے بے کم وکاشت پوری کر دی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ] (آل عمران:۱۱۰)

بنواسرائیلی دعاۃ کو جب ان بڑے سرکشوں کی دعوت پر جن کی ہلاکت کے بارے میں یقین کا گمان ہوتا جا رہا تھا اس کڑی تنقید کا نشانہ بنایا گیا [لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا] (الاعراف: ۱۶۴) تو دعاۃ نے اپنا دعوتی مشن جاری رکھتے ہوئے اپنی پوزیشن یہی دفعہ پیش کرکے واضح کی۔ کہا [مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ] (الاعراف: ۱۶۴) یعنی اللہ کے یہاں ہم دعوت کی ذمہ داری پوری نہ کرنے کے مجرم نہ ٹھہرائے جائیں بلکہ انہیں ہر حال میں دعوت دے کر اللہ کے یہاں عذر پیش کرسکیں کہ ہم نے اپنا کام کیا۔ ہدایت دینی تیری ذمہ داری تھی۔

خلاصہ یہ ہے عقیدہ، عمل، معاملہ اور اخلاق میں سے ہر ایک میں کتاب اللہ اور سنت صحیحہ میں وارد نصوص کو صحابہ وتابعین کے فہم اور تعامل کے تابع رکھنا اور اسی کو اپنی عملی اور دعوتی زندگی میں نافذ کرنا سلفیت ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وعلى اله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

سلفیت کا تعارف

عبدالرزاق عبدالغفار سلفی
دبئی، متحدہ عرب امارات

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على نبيه الأمين وصحبه أجمعين، أما بعد:

آج اس علمی اور فکری مجلس میں میرے مقالے کا عنوان ہے 'سلفیت کا تعارف' یہ عنوان اس قدر وسیع، ہمہ گیر اور تفصیل طلب ہے کہ اس کو چند الفاظ، چند سطور اور چند صفحات میں سمیٹ لینا ممکن نہیں ہے۔ میں نے اپنی وسعت اور مقدور بھر کوشش کی ہے کہ اس کا ایک واضح اور شفاف تصور اور خاکہ آپ کے سامنے رکھ دوں۔ مجھے اپنی کوشش میں کتنی کامیابی ملی اس کا فیصلہ آپ حضرات کریں گے۔

سلف کس کو کہتے ہیں، سلف کا لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہے؟ سلف کی اتباع کیوں اور کیسے ہو؟ سلفی نسبت جائز ہے یا ناجائز؟ سلفیت کی ابتداء کب ہوئی؟ اور اس کی قدامت پر علماء امت کیا کہتے ہیں؟ ان تمام پہلوؤں پر میرے نہایت مشفق دوست ڈاکٹر رضاء اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ (سابق شیخ الجامعہ السلفیہ بنارس) نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ اپنی کتاب ''سلفیت کا تعارف'' میں بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ اور وہ کتاب ہر جگہ دستیاب بھی ہے۔ علم کے شائقین حضرات کہیں سے بھی حاصل کر کے اپنے علم ومطالعہ میں اضافہ کر سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی چند اور کتابوں کا مطالعہ مفید ہوگا، مثلاً: خطیب بغدادی کی ''شرف اہل الحدیث''، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ''حجۃ اللہ البالغۃ''، علامہ عبدالجلیل سامرودی کی ''الباعث الحثیث فی فضل اہل الحدیث''، علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی کی ''ایضاح الطریق'' اور خطبہ صدارت ''سواء الطریق''، علامہ ابراہیم سیالکوٹی کی ''تاریخ اہل حدیث''، مولانا ارشاد الحق اثری کی ''پاک وہند میں علماء اہل حدیث کی خدمات حدیث''، مولانا قاضی اسلم سیف فیروز پوری کی ''تاریخ اہل حدیث'' مولانا محمد اسحاق بھٹی کی ''برصغیر میں اہل حدیث کی آمد''، ڈاکٹر بہاء الدین کی ''تاریخ اہل حدیث جلد اول'' وغیرہ وغیرہ۔

میں سلفیت کی قدامت اور اصابت پر قدرے مختلف انداز میں روشنی ڈالنے کی ایک ادنیٰ کوشش کر رہا ہوں، پیرویٔ قیس وفرہاد سے ذرا ہٹ کر اپنا ایک طرز جنوں، آہ وفغاں اور نالہ وفریاد ہے: [رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي، وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي، يَفْقَهُوا قَوْلِي] (طہ:۲۵۔۲۸)

سلفیت، اہل حدیثیت، محمدیت، اثریت، موحدیت یہ سب ایک ہی فکر وعمل اور نقطۂ نظر کی مختلف تعبیریں ہیں اور آج دنیا کے مختلف ممالک میں ان کے ماننے والے اور اپنے آپ کو ان الفاظ کے ساتھ نسبت رکھنے والے کثیر تعداد میں

پائے جاتے ہیں۔

اسلام کی صحیح ترین اور سچی تعبیر سلفیت اور اہل حدیث سے ہی ہوسکتی ہے، جس طرح تمام مذاہب میں، مذہب اسلام نمایاں اور خصوصیت کا حامل ہے، اسی طرح سلفیت یا اہل حدیثیت اپنی ایک خاص پہچان رکھتی ہے اور تمام مسالک اور مکتبۂ فکر میں طرۂ امتیاز کی حامل ہے اور یہی وجہ ہے کہ جس طرح تمام مذاہب کے ماننے والے اسلام پر ہر چہار جانب سے حملہ آور ہیں اور اسلام کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں، ٹھیک اسی طرح تمام مسالک اور نقطۂ نظر و مکتبۂ فکر کے افراد اور ان کے حاملین سلفیت کو زمین میں دفن کر دینا چاہتے ہیں۔

لیکن جس طرح اللہ رب العزت نے اسلام کی حفاظت اور اس کی صیانت اپنے ذمہ لے لیا ہے [إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ] (الحجر: ۹) جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اسلام کا بول بالا رہے گا اور اس کا چراغ قیامت تک جلتا رہے گا [يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ، هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُون] (الصف:۸-۹)

اور اسلام کی روشنی ہر گھر میں پہنچ کر رہے گی، جیسا کہ ہمارے نبی امی فداہ ابی و امی ﷺ نے اس کی خبر دی ہے: لَيَبْلُغَنَّ هٰذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، وَلَا يَتْرُكُ اللّٰهُ بَيْتَ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ هٰذَا الدِّيْنَ۔ (مسند احمد: ۱۶۹۵۷،۱۷۸۲، ۲۴۴۱۵) اس کی سند صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر ہے۔

اسی طرح سلفیت اور اہل حدیثیت کے ماننے والے اور اس پر عمل کرنے والے قیامت تک باقی رہیں گے۔ ان شاء اللہ، اور اس کی بھی خبر نبی آخر الزماں ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ دیا ہے۔

”لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ“ (بخاری: ۷۳۱۱، مسلم: ۱۵۶) میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ سلفیت اسلام کی صحیح ترین اور سچی تعبیر ہے، اس کی نسبت کسی علاقہ، گاؤں، شہر اور شخص کی طرف نہیں ہے اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے کہ جب کوئی شخص اپنے کو حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کہتا ہے تو گویا وہ اپنے آپ کو ان چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی چہار دیواری میں محصور کر لیتا ہے، اب اس کے فکر و عمل کا زاویہ اور اس کے عمل کا مبلغ ومنتہا اس سے آگے نہیں جا سکتا ہے، لیکن کوئی اپنے آپ کو سلفی کہتا ہے تو وہ ان چاروں اماموں کو بیک وقت تسلیم بھی کرتا ہے اور ان کا پورا پورا احترام رکھتا ہے اور ان کے علم سے استفادہ بھی کرتا ہے۔ ان کی جو باتیں کتاب وسنت کے مطابق ہوتی ہیں۔ ان کو گلے لگاتا ہے اور جو باتیں کتاب وسنت سے ٹکراتی ہیں اور مطابقت نہیں رکھتی ہیں تو ان کو ان کے ہی قول کے مطابق چھوڑ دیتا ہے۔ ”اترکوا قولی بقول الرسول“ اور ”إذا صح الحدیث فهو مذهبی“ سلفیت اسلام کی ایک ایسی چنگاری ہے جو ڈھیر ساری راکھ میں دبی ہوئی تو ہوسکتی ہے مگر بجھ نہیں سکتی ہے، اور جس دن سے فاران کی چوٹی سے توحید خالص کا

اعلان ہوا، اسی وقت سے اس کے ماننے والے پائے جاتے رہے ہیں اور مختلف زمان ومکان میں ان کو مختلف الفاظ اور مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا رہا ہے۔منصور اور ہارون رشید کے زمانے میں جب مختلف افکار ونظریات سامنے آنے لگے تو ان کو ’’اہل السنۃ والجماعۃ‘‘ سے یاد کیا جانے لگا، پھر جب متکلمین اور فلاسفہ کی موشگافیاں اپنے بال وپر نکالنے لگیں تو اس کے ماننے والوں کو پھر پناہ گاہ اور جائے پناہ تلاش کرنا پڑی اور اسی کا نام ہے محمدی، اہل الحدیث، اہل الاثر، موحد اور سلفی وغیرہ وغیرہ۔

یہ عجیب بات ہے کہ اہل حدیث (سلفی) کا تصور دینی جس درجہ سادہ، سمجھ میں آنے والا اور قلب وروح کو حرارت وتپش عطا کرنے والا ہے یارلوگوں نے اتنا ہی الجھا دیا ہے اور اس کے بارے میں ایسی ایسی غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں کہ الامان والحفیظ۔سوال کم پڑھے لکھے یا جہال کا نہیں، اچھے خاصے علماء کا ہے، ان حلقوں میں اگر کسی جانی پہچانی شخصیت کے بارے میں بھی بھولے سے کسی نے یہ کہہ دیا یا لکھ دیا کہ صاحب وہ تو وہابی، غیر مقلد یا اہل حدیث ہے تو نہ پوچھیے صرف اتنا کہہ دینے سے اس سے متعلق طبیعت کس تیزی سے بدل جاتی ہے اس کے خلاف نفرت وتعصب کے کتنے طوفان اٹھ کھڑے ہوتے ہیں نفرت وتحقیر کا یہ بادۂ تلخ انگریز کے استعماری مصالحہ کے علاوہ اور کن کن مقدس ہاتھوں سے کشید ہوا ہے؟ اور تہمت طرازی کی اس سازش میں کس کس نے حصہ لیا ہے؟ کن کن عناصر نے اہل حدیث کے خلاف اس نفسیاتی مہم کو چلانے میں کامیاب کردار ادا کیا ہے؟ یہ ایک مستقل اور علاحدہ موضوع ہے، جو مخصوص تحقیق والتفات چاہتا ہے، کیوں کہ ’’اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں، تاہم اتنی بات کہہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ نفرت کی یہ مہم پورے زور وشور اور تنظیم کے ساتھ آج بھی جاری ہے، حالانکہ جماعت اہل حدیث کے عقائد وسرگرمیاں اور کارنامے کوئی چیز بھی تو ڈھکی چھپی نہیں اور کوئی چیز بھی تو ایسی نہیں جس میں اسلامی نظریہ وتصور سے کسی درجے میں بھی انحراف پایا جائے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ فقہ ہو، یا کلام، تفسیر ہو یا حدیث، دین کے معاملے میں ہم ادنیٰ انحراف کو بھی برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ہمارا سیدھا سادھا عقیدہ یہ ہے کہ حق وصداقت کو صرف کتاب اللہ اور سنت رسول ہی میں محصور ومنحصر مانو اور سعی وعمل یا فکر وعقیدے کا جب بھی کوئی نقشہ ترتیب دو تو تابش وضو کے لیے اسی آفتاب ہدایت کی طرف رجوع کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات انسانی کے لیے سراج منیر ٹھہرایا ہے۔

[يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً، وَدَاعِياً إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجاً مُّنِيراً] (الاحزاب:۴۵-۴۶)

یہاں اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ہم کسی طرح بھی تاریخی ارتقا کے منکر نہیں اور زمانے کے ناگزیر تقاضوں کے تحت فقہ وکلام کے سلسلے میں ہمارے یہاں جلیل القدر علماء اور ائمہ نے جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں ان سے ذرہ برابر صرف کو ہم جائز تصور نہیں کرتے، ہمارے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فکری کاوشیں، امام شافعی کے اصول فقہ وحدیث کے معرکے، امام مالک کا اصحاب مدینہ سے تعامل کو دست برد زمانہ سے ہمیشہ ہمیشہ

کے لیے محفوظ کر لینا، اور امام احمد بن حنبل کی جمع حدیث کی وسیع تر کوششیں، ہماری تہذیبی انفرادیت کا زندہ ثبوت ہیں اور یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن پر ہم جس قدر بھی فخر وناز کریں کم ہے۔ ہم حق کو ان سب مدارس فکر میں، جن کی ان بزرگوں نے بنیاد رکھی دائر وسائر تو مانتے ہیں لیکن محصور ومنحصر کسی میں بھی نہیں جانتے، کیوں کہ ہمارے نقطۂ نگاہ سے صحت وصواب کی استواریاں غیر مشروط طور پر کتاب اللہ اور سنت رسول کے ساتھ خاص ہیں۔

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً] (النساء:۵۹)

ہمارے عقیدے کی رو سے استدلال وتاویل کی یہی دو چیزیں نقطۂ آغاز ہیں اور یہی نقطۂ آخر، دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ سورہ نساء کی اس آیت کو ہم قانونی اساس سمجھتے ہیں، اس آیت کے ہی لب ولہجہ میں علماء سے کہتے ہیں کہ ہر ہر متنازع فیہ مسئلے میں اول وآخر کتاب وسنت ہی کی طرف رجوع کیجیے، تقلید وعدم تقلید کی اصطلاح میں پڑے بغیر کہ اس میں قدرے الجھاؤ اور جھول ہے، ہم محبت ووفا کی زبان میں دعویٰ داران عشق رسول سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اللہ را آپ ہی بتایئے اگر کسی گروہ نے یہ فیصلہ ہی کر لیا ہو کہ طلب وآرزو کے دامن کو وہ صرف انہی گل بوٹوں سے سجائے گا جو قرآن وسنت کے سدا بہار دبستان میں نظر افروز ہیں اور اگر کچھ لوگوں نے از راہ شوق یہی مناسب جانا ہو کہ ان کی نظر اگر کسب ضو کرے گی تو انہی انوار وتجلیات سے جو چہرۂ نبوت کی زیب وزینت ہیں، یا زمان ومکان کے فاصلوں کو ہٹا کر اگر کوئی بے تاب اور متجسس نگاہ اسی جمال جہاں آرا کا براہ راست مشاہدہ کرنا چاہتی ہے جس کی جلوہ آرائیوں نے عشاق کے دلوں میں پہلے پہل ایمان وعمل کی شمعیں فروزاں کیں، تو آیا کوئی جرم، گناہ یا معصیت ہے؟ اور اگر یہ جرم اور معصیت ہے تو ہمیں اقرار ہے کہ ہم وابستگان دامن رسالت اور اسیران حلقہ نبوت مجرم اور گناہ گار ہیں۔

”تقلید وعدم تقلید کا مسئلہ دراصل فنی وعلمی سے زیادہ نفسیاتی ہے سوال یہ ہے کہ ٹھیٹھ اسلام کی رو سے ہماری اولین ارادت کا مرکز کون ہے؟ ہماری پہلی اور بنیادی وابستگی کس سے ہونا چاہیے اور پیش آمدہ مسائل میں مشکلات کے حل وکشود کے سلسلے میں ہمیں اول اول کس کی طرف دیکھنا چاہیے؟ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی چشم کشا اور ابدی تعلیمات کی طرف یا فقہی مدارس فکر کی وقتی اور محدود تعبیرات کی طرف؟ اس سے قطع نظر کہ تقلید سے فکر ونظر کی تازہ کاریاں مجروح ہوتی ہیں اور اس سے بھی قطع نظر کہ اس سے خود فقہ واستدلال کے قافلوں کی تیز رفتاری میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور تہذیب وفن کی وسعتیں، زندگی، حرکت وارتقا سے محروم ہو جانے کے باعث حد درجہ سمٹاؤ اختیار کر لیتی ہے۔ اصل نقص اس میں یہ ہے کہ اس سے عقیدت ومحبت کا مرکز یکسر بدل جاتا ہے، یعنی بجائے اس کے کہ ہماری ارادت وعقیدت کا محور وقبلہ اول وآخر کتاب اللہ اور سنت رسول ہے ہماری عصبیتیں مخصوص فقہی مدارس سے وابستہ

ہوکر رہ جاتی ہیں اور غیر شعوری طور پر قلب وذہن اس بات کے عادی ہو جاتے ہیں کہ بحث وتمحیص کے مرحلے میں کتاب وسنت سے کسی نہ کسی طرح مسائل کی وہی نوعیت ثابت ہو جائے جو ہمارے حلقے اور دائرے کے تقاضوں کے عین مطابق ہو، حالانکہ اللہ اور رسول ﷺ سے ربط وتعلق کی کیفیتیں معروضیت چاہتی ہیں اور اس بات کی مقتضی ہیں کہ ہر مسئلے اور ہر امر میں نقطۂ نظر کسی خاص مدرسہ فکر کی تائید وحمایت کرنا نہ ہو، بلکہ اس شے کی تصدیق مقصود ہو کہ اخذ وقبول کے لحاظ سے کون سی صورت کتاب اللہ اور سنت رسول سے زیادہ قریب تر ہے۔'' (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد: ص: ۲۹۴-۲۹۷)

یہ ہے سلفیت کا تعارف اور اسی کو محمدیت، اہل حدیثیت اور موحدیت کہتے ہیں، کہ ذرا بھی کتاب اللہ اور سنت رسول سے انحراف جائز نہیں ہے۔ دینی معاملات ہوں یا دنیاوی حاجات وضروریات، تعلیم وتعلم کی خوشنما اور چشم کشا جلوہ آرائیاں ہوں یا منبر ومحراب کی پر رونق محفلیں، قال اللہ اور قال الرسول کی گونجتی ہوئی آوازیں ہوں، یا فوج داری اور سپاہ گری کی ولولہ خیزیاں، سیاسیات کا میدان ہو یا معاشیات واقتصادیات کی وادی پرخار، سیر وسیاحت کی پرکیف منزلیں ہو یا صنعت وحرفت کی بھرتی ہوئی اڑانیں، آپ کو زندگی کے ہر شعبہ میں اول وآخر ''حی لا یموت'' کے ارشادات اور ''سراج منیر'' کے انوار وتجلیات پر نظر مرکوز رکھنی ہوگی۔

ایک ضروری وضاحت:

بسا اوقات اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ سلفی ''اہل حدیث'' اور غیر مقلد دونوں ایک سکہ کے دو رخ ہیں مگر ایسا نہیں ہے۔ یہاں لوگوں کی حقیقت سمجھنے میں سخت ٹھوکر لگی ہے۔ سلفی ''اہل حدیث'' اور ''غیر مقلد'' دو چیزیں ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر رضاء اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہوئے اس کے تعلق سے اپنی کتاب ''سلفیت کا تعارف'' میں یوں لکھتے ہیں:

''اہل حدیث'' اور ''غیر مقلد'' دراصل دو الگ متضاد معنی ومفہوم کی مستقل بالذات اصطلاحیں ہیں۔ چنانچہ لفظ ''اہل حدیث'' ائمہ سلف کی اختیار کردہ قدیم اصطلاح ہے جو نہایت پاکیزہ اور معنی خیز اہمیت کی حامل ہے، اس سے مراد وہ جماعت ہے جو کتاب وسنت کی اتباع دنیوی واخروی نجات کا سبب اور ذریعہ تصور کرتی ہے اور اس کی عملی تنفیذ کو اپنی زندگی کا اولین فریضہ گردانتی ہے، جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمہم اللہ سمیت تمام ائمہ سلف کو کسی ایک شخصیت میں اپنے آپ کو محصور کیے بغیر اپنی دینی پیشوا اور مقتدا سمجھتی ہے، جو ہر طرح کی عزت وتوقیر اور ادب واحترام کے مستحق ہیں اور جن کی تعبیرات وتشریحات کتاب وسنت کو سمجھنے کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں، اسی حقیقت کی ترجمانی کے لیے جماعت کے مابین اس مقولہ کو بار بار دہرایا جاتا ہے ''فهمنا مقيد بفهم السلف'' یعنی کتاب وسنت کے تعلق سے ہمارا فہم سلف کے فہم سے مقید ومربوط ہے کیوں کہ مختلف اعتبارات کے پیش نظر سلف کو کتاب وسنت کا جو فہم حاصل تھا، وہ بعد کے لوگوں کو حاصل ہونا مشکل ہے، اسی حقیقت کی عکاسی کے لیے اہل حدیثوں نے زمانہ قدیم سے اپنے لیے سلفی نسبت کو بھی اختیار

واستعمال کیا ہے اور عملی طور پر جماعت اہل حدیث نے زمانہ ماضی وزمانہ حاضر میں اصول وفروع کے اندر اسی نہج وطریقہ کو مکمل طور پر اپنانے کی کوشش کی ہے جس پر ائمہ سلف گامزن تھے۔''

''اس کے برخلاف ''غیر مقلد'' کی اصطلاح جس معنی ومفہوم میں مستعمل ہے اس کے اعتبار سے غیر مقلد اس شخص کو کہتے ہیں جو ذہنی آوارگی کا شکار ہو، ہر طرح کی قیود سے آزاد ہو کر محض ہوی پرستی کی بنیاد پر کتاب وسنت کی تعبیر وتشریح کا عادی ہو، وہ اپنے آپ کو ائمہ سلف کی روشنی، ان کے ارشادات اور ان کی تصریحات کا پابند نہ سمجھتا ہو۔'' (سلفیت کا تعارف، ص:۱۵۷-۱۰۶، ایضاً: تحریک آزادیٔ فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی، ص:۱۹۱-۱۸۷)

یہ ایک بہت بڑا اور جوہری فرق ''اہل حدیث رسلفی'' اور ''غیر مقلد'' کے مابین ہے، اس لیے سلفیوں کے لیے ''وہابی''، ''غیر مقلد''، ''حشوی'' اور ائمہ دین کے مخالف وغیرہ جیسے الفاظ والقاب کا استعمال غیر اخلاقی، تکلیف دہ اور حد درجہ غلط تعبیر ہے اور حقیقت واقعہ کے خلاف بھی ہے۔

گویا کہ اب ہم پوری شرح صدر کے ساتھ یوں کہہ سکتے ہیں کہ:

۱۔ ''سلفی یا اہل حدیث وہ جماعت ہے جو اپنے افکار میں شخصی پابندیوں سے آزاد ہے۔

۲۔ سلفی یا اہل حدیث یہ ایک متعین مکتب فکر ہے، جس کا تعلق حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرام سے ہے۔

۳۔ یہ لوگ قیاس جلی اور نظائر کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں اور اجتہاد واستنباط کے قائل ہیں۔

۴۔ یہ اہل ظاہر سے الگ ہیں۔

۵۔ یہ کتاب وسنت کو بنیادی اہمیت دیتے ہیں اور صحابہ وسلف کے ارشادات سے استدلال کرتے ہیں اور اسے اپنے فہم واستدلال کی بنیاد قرار دیتے۔'' (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص:۶۰۲)

اب ان اقوال کی روشنی میں آپ حضرات پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہوگی کہ سلفی، اہل حدیث اور غیر مقلد میں کیا فرق ہے۔ ایک کتاب وسنت اور تعامل صحابہ وسلف کا پابند ہے جب کہ دوسرا ذہنی آوارگی اور بے راہ روی کا شکار ہے۔

سلف کا اطلاق کس گروہ پر ہوگا ہے؟

جماعت اہل حدیث کے ایک عظیم اور مایہ ناز مورخ مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے تفصیل سے لکھا ہے جس کا میں اختصار پیش کر رہا ہوں:

''سلف کا اطلاق سب سے پہلے یقیناً اسی گروہ پر ہوگا جن کے دل پر آفتاب رسالت کی اولین کرنیں پڑیں اور جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی ہم نشینی اور رفاقت کا شرف حاصل کیا اور یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہیں صحابہ رسول کے پر افتخار لقب سے پکارا جاتا ہے، ان کے بعد اس سعادت کے مستحق تابعین ہوگے جو عقیدہ وعمل میں انہی راہوں پر چلے جن کی تعلیم انہوں نے اپنے اساتذہ (صحابہ کرام) سے حاصل کی تھی یہ وہ عالی مرتبت لوگ تھے۔

جنہوں نے کتاب وسنت کی آغوش میں تربیت پائی تھی اور اسی کے سائے میں تزکیۂ نفس کی روح پرور منزلیں طے کی تھیں، تابعین کے بعد ان کے شاگردوں یعنی تبع

تابعین کا زمانہ آیا۔

اس قافلہ کو خود نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے اسوۂ حسنہ نے تربیت دیا تھا اس لیے اہل حدیث کے تصور سلفیت کی عمر بہت طویل ہے اور اتنی ہی طویل ہے جتنی کہ خود اسلام کی عمر ہے۔

سلف کی اس پاکیزہ خصال جماعت کی تصنیفی و تعلیمی سرگرمیوں کا دائرہ بے انتہا وسیع ہے۔ انہیں زہد وورع کی فراوانیاں بھی خوب میسر آئی ہیں اور ان کے ایثار و عمل کی حدود بھی دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ انہوں نے ہر دور میں خلفاء وملوک کی چیرہ دستیوں کا بہ درجہ غایت ہمت وجرأت کے ساتھ مقابلہ کیا انہوں نے اللہ کی توحید کو پھیلایا، نبی ﷺ کی سنت مطہرہ کی ترویج کو اپنا منصب اصلی قرار دیا اور اس سلسلے میں بے حد تکلیفیں جھیلیں، ان کی بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ تمام امور بلا کسی صلہ وانعام کے سرانجام دیے اور خلعت و دربار سے ہمیشہ دور رہے۔

نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے ضوافشاں دور سے لے کر اب تک حالات میں بے شمار تغیرات رونما ہوئے، عالم اسلام میں انقلاب، تحول کی لاتعداد لہریں اٹھیں اور لوگ بہت سے عجیب وغریب واقعات سے دوچار ہوئے لیکن یہ کارواں خیر وصلاح ہر دور اور ہر حالت میں راہ حق پر گامزن رہا۔ انہوں نے نہ کبھی کسی سے صلہ وانعام کی توقع رکھی نہ سرکاری دربار سے ربط وتعلق پیدا کیا اور نہ کبھی خلعت واکرام کے لیے کسی آستانہ فرمانروائی کا رخ کیا، جو کچھ کیا خالصۃً لوجہ اللہ کیا اور ان کا مقصد محض حصول رضائے الٰہی رہا۔

یہ ہے اہل حدیث کے نزدیک سلفیت کا مفہوم اور یہی ہیں وہ نفوس قدسیہ جن پر سلف کے پر عظمت لقب کا اطلاق ہوتا ہے، یہ وہ عالی قدر حضرات ہیں جن کی متعین خدمات ہیں اور انہی خدمات کا نتیجہ ہے کہ آج اسلام اپنی اصلی روح اور صحیح خدوخال کے ساتھ دنیا میں موجود ہے۔ تمام مذاہب تحریف کی زد میں آگئے ہیں اور ہر دین کی بنیادی تعلیمات منقلب ہوگئیں، لیکن سلف کی اس مقدس جماعت کی ہمہ گیر مساعی اور بوقلموں خدمات کی بنا پر اسلامی احکام میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی اور نہ ہوگی، [لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ]

(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد ص:۲۰۲-۱۹۸)

فکر وعمل کے تین پہلو:

ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ سلفی یا اہل حدیث جماعت اور اس کے علماء نے اسلام کی سچی خدمت کی ہے، تصوف کی پر پیچ راہوں، بدعات کی گنجلک اور پرخار وادیوں، شادی بیاہ، ختنے اور تجہیز وتکفین کی فضول رسموں، پیر پرستی جیسے شرک آلودہ میدانوں کی صاف کرنے اور عوام کو ان کی ہلاکت خیزیوں سے باخبر رکھنے کے لیے اپنی جتنی انرجی اور قوت خرچ کی ہے، کوئی دوسری جماعت اس کی مثال نہیں پیش کرسکتی ہے۔ اسی طرح ملک کی آزادی اور انگریزوں کے ظلم وستم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے جو کارہائے نمایاں انجام دیا ہے وہ بھی تاریخ کا ایک روشن باب ہے، اسی طرح مظلوموں کی دادرسی اور ظلم وستم کو رفع کرنے کے میدان میں خوب خوب دادشجاعت دی ہے جس پر صرف اپنے ہی نہیں غیر بھی اپنی کتابوں میں اس کی گواہی دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

چنانچہ ''اہل حدیث'' کے سامنے فکر وعمل کے تین پہلو ہیں اور یہی ان کے اصلاحی کارنامے ہیں جن کی طرف انہوں نے ہمیشہ توجہ مبذول کیے رکھی، ایک الٰہیات کا پہلو ہے جن میں انہوں نے بدعات کلامیہ کو ہدف بحث ٹھہرایا اوراعتزال وغیرہ کی گمراہیوں کی نہ صرف نشان دہی کی بلکہ اس کی سختی کے ساتھ تردید کی۔ سلف کے عقائد کو وضاحت سے بیان کیا اوراسلام کی سادہ اور پرکشش تعلیم سے لوگوں کو روشناس کرایا اوراس پر کاربند رہنے پر زور دیا۔

دوسرے پہلو کا تعلق فقہیات سے ہے، اس میں مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ تقلید وتقیید سے کنارہ کش ہوکر کتاب وسنت کو اپنا مطمح نظر قرار دیں اور اطاعت واتباع کا اصل سرچشمہ فقط فرامین الٰہی اور ارشادات پیغمبر کو ٹھہرائیں۔

تیسرا پہلو بدعات اور رسوم سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے اور غیر اسلامی امور سے دامن بچا کر زندگی بسر کرنے کا ہے۔

یہ نہایت صاف اور سیدھی باتیں ہیں جن کی اہل حدیث تبلیغ کرتے ہیں اور جن پر عمل کی دیواریں استوار کرنے کی عام مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں۔ اگر ان باتوں کو مدارِ عمل ٹھہرا لیا جائے، تو اسلامی سلسلے سے تعلق رکھنے والے تمام معاملات درست رخ اختیار کر لیتے ہیں اور فکر وعقیدے کی صحت واصلاح کا اہم مسئلہ بالکل آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔ قرآن نے مسلمانوں پر زور دیا ہے کہ تم میں ایک جماعت بہر حال ان اوصاف کی حامل ہونی چاہیے جو مسلمانوں کی تصحیح فکر کے لیے ہر وقت کوشاں رہے اور واقعہ یہ ہے کہ اہل حدیث کی یہی حیثیت ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے:

[وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ] (آل عمران: ۱۰۴)

مختلف ادوار میں اس جماعت کو مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے، کبھی ان کو محدثین کے نام سے پکارا گیا کہ انہوں نے حدیث کی جمع وتدوین کو اپنا فرض منصبی قرار دے لیا تھا۔

معتزلہ، جہمیہ اور شیعہ وغیرہ کے مقابلے میں انہیں اہل حدیث کا جامع لقب عطا کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ان مذاہب اور ان کے افکار وتصورات سے انہیں امتیاز حاصل ہو جائے۔

اہل حدیث کو سلف کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، اس سے مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ عقیدہ وعمل میں یہ صرف صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین اور محدثین کے نقطہ نظر کو صحیح قرار دیتے ہیں، انہیں ''اثری'' بھی کہا گیا ہے کہ یہ انہیں آثار وفرامین پر عمل کناں ہیں جو حدیث وسنت سے ثابت اور سلف سے منقول ہیں۔

سلف کے نقطۂ نظر کو ترجیح دینے کا بہت بڑا سبب یہ ہے کہ اس سے علم وعمل کی تاریخ میں ایک طرح کا تسلسل قائم رہتا ہے اور اس حقیقت کی نشاندہی ہو جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے لے کر صحابہ کرام وتابعین عظام اور ائمہ ہدیٰ تک اہل حدیث کے افکار وتصورات کی صورتحال کیا رہی ہے، ان کے عقائد کس قالب میں ڈھلے ہیں، صفات میں کیا کیفیت رہی ہے، امت کن کن فکری اور عملی منزلوں سے گزری ہے اور اس راہ میں اگر کوئی مشکل مرحلہ پیش آیا ہے تو اس سے کس انداز میں نمٹا گیا ہے، یہ تمام چیزیں تاریخی

تسلسل سے تعلق رکھتی ہیں اور ماضی میں حالات نے جو کروٹیں بدلیں وہ کس نوعیت کی تھیں اور ہمارے اسلاف کا ان کے متعلق کیا زاویہ فکر رہا اور اس سے کیا نتائج اخذ کئے۔" (برصغیر میں اہل حدیث کی آمد: ۱۹۷-۱۹۴)

یہ ہے اہل حدیث اور سلف کے تعلق سے مختصر گفتگو، اگر ان باتوں کو پھیلا دیا جائے تو ایک دفتر تیار ہوجائے، میں ان تمام تفصیلات کو صرف دو جملوں میں بھی بیان کرسکتا ہوں اور اس بات کی طرف میری رہنمائی علامہ البربہاری کی ایک عبارت کرتی ہے، جس کو انہوں نے اپنی کتاب "شرح اصول السنۃ" میں لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں: "**اعلم أن الإسلام هو السنة، والسنة هي الإسلام ولا يقوم أحدهما إلا بالآخر**"۔

یعنی اس بات کو اچھی طرح جان لو اور سمجھ لو کہ اسلام سنت کا نام ہے اور سنت ہی اسلام ہے، نہ تو اسلام تنہا قائم ہو سکتا ہے، نہ ہی سنت تنہا چل سکتی ہے، دونوں توام ہیں۔ اسلام سنت کے ساتھ اور سنت اسلام کے ساتھ ہے۔ (علوم الحدیث مطالعہ وتعارف، ص: ۶۳-۶۴)

سلفی مسلک اور فکر کی قدامت:

مذکورہ بالا بیان اور گفتگو سے سلفی مسلک اور فکر کی قدامت دو اور دو چار کی طرح عیاں ہے، مگر اس کو ایک دوسرے انداز میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے اور اس بات سے اہل علم اچھی طرح واقف ہیں کہ دوسری صدی تک ائمہ حدیث اور عاملین حدیث کا اثر غالب تھا، عوام اور خواص دونوں ہی احادیث اور تعامل صحابہ کی تلاش میں رہتے تھے، ان پر عمل پیرا ہوتے تھے، تیسری اور چوتھی صدی میں شفافیت کے ساتھ ساتھ امت میں تقلید کے معمولی جراثیم پھیل رہے تھے مگر ان کی نوعیت اور انداز دوسرا تھا اور تقلید میں جمود نہ تھا، عناد نہ تھا، تعصب نہ تھا، البتہ چوتھی صدی کے اختتام پر تقلید کی رسم بدعام ہوگئی، جمود، عناد اور تعصب جڑ پکڑنے لگا، جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے اور یہ تقلید ٹھیک اسی ڈگر پر چل پڑی جس پر کہ نصرانیت پہلے سے عمل پیرا تھی، یعنی نسطوریہ (پروٹسٹنٹ) ملکیہ یا سلطانیہ (رومی کیتھولک) یعقوبیہ (آرتھوڈکس) انجلیکن (برطانوی کلیسا) اگرچہ زیادہ تر مورخین تین کو بیان اور شمار کرتے ہیں، اس لیے کہ وہی مشہور اور زبان زد ہیں۔ اور پھر ان کے بعد چار صدیوں تک تقلید جامد کی طوفانی آندھی چلتی رہی اور وہ زمانہ ایسا طوفانی گزرا ہے کہ شاید اب امت پر پھر کبھی نہ آئے کہ تقلید جامد کی بنیاد پر سلطنت بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی تھی۔ احناف اور شوافع نے اپنی اپنی تاریخ خون سے لکھا، مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ان تمام حوادث اور نہایت برے حالات کے باوجود حق کی آواز گاہے بگاہے بلند ہوتی رہی اور اپنا اثر دکھاتی رہی۔

"آٹھوی صدی کے پس وپیش کچھ تیز اور تند آوازیں اس جمود کے خلاف اٹھیں۔ بعض مجددین نے ارباب جمود کے ساتھ وقت کی حکومت کو بھی جھنجھوڑ کر رکھ دیا، جو اپنی سیاسی مصالح کی بنا پر ان غلط نوازحضرات کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن القیم، علامہ ابن دقیق العید ان بزرگوں نے اس جامد فضا میں ارتعاش

پیدا کر دیا اور اصلاح کے ہمہ گیر پروگرام کی طرف متوجہ کر دیا، ان حضرات نے پھر سے مسلک اہل حدیث سے پردہ اٹھایا، ائمہ حدیث اور فقہاء محدثین کی روش سے آگاہ کیا۔ان کی کتابوں میں مسلک اہل حدیث کا تذکرہ بار با آیا ہے۔'' (تحریک آزادی فکر،ص:۳۳۸)

اگر کسی شخص کو تفصیل مطلوب ہو تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ (ج۲) اور نقض المنطق دیکھ سکتا ہے۔

سلفی مسلک اور فکر کا طرۂ امتیاز:

اس عنوان پر میں مزید کوئی گفتگو کروں مناسب سمجھتا ہوں کہ شیخ الحدیث علامہ محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ رحمہ اللہ کی کتاب ''مقالات حدیث'' سے چند اقتباسات نقل کر دینا کافی ہوگا۔ ان شاء اللہ، مولانا اپنے مخصوص انداز میں رقمطراز ہیں:

''مسلک اہل حدیث ان تمام مسلم اور سنی المسلک جماعتوں میں سب سے زیادہ وسیع ہے جس میں مصالح دینیہ کی سب سے زیادہ مراعات رکھی گئی ہیں۔کتاب وسنت کی موجودگی میں کسی خاص آدمی کے طریق فکر کا لزوم اس میں یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ہر عالم کو مجتہد ہو یا غیر مجتہد حق پہنچتا ہے کہ کتاب وسنت کو پڑھے اور سمجھے، ائمہ سنت وصنادید سلف کی روشنی پر چلتے ہوئے کتاب وسنت پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔

جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے تاریخ اہل حدیث محض فروعی مسائل اور فقہی مسائل تک ہی محدود نہیں رہی، بلکہ صفات باری تعالیٰ، جبر وقدر، خروج وتشیع ایسے تنازعات میں اس نے اپنے نظریات کو پورے اعتدال سے پیش کیا، جنہیں آج قبول کرنے کے لیے دنیا تیار ہی نہیں بے قرار ہے، مگر معشر اہل حدیث!

تمہیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

حزبی پابندیوں سے دنیا تنگ آچکی ہے، اسلامی وسعتیں آپ کی منتظر ہیں، جمود وتقلید کی ظلمتیں آپ سے روشنی کی آرزومند ہیں، نئی اور پرانی تحریکات میں اصول کے تقاضوں کے مطابق تعاون کیجیے مگر اللہ کے لیے گداگری چھوڑ دیجیے، احساس کمتری اس ماحول میں پھٹکنے نہ پائے، پہلے اپنے مسلک کو سمجھئے، اپنے ماضی اور اسلاف کے مساعی اور کارناموں پر غور کیجیے، تحریک اہل حدیث کے داعیوں نے صرف فقہی گروہ بندیوں ہی میں اعتدال نہیں پیدا کیا اور نہ صرف اعتزال وتجہم اور جبر وقدر کی پر پیچ زلفوں کو درست کیا، بلکہ اپنے وقت کی سیاسیات پر کڑی نگرانی کی، اہل سیاست سے اگر لڑنے کا موقع آیا تو پوری جرأت اور بے جگری سے لڑے اور جب وہ سیدھے ہو گئے تو پوری دیانت داری سے ان کے ساتھ تعاون کیا، **فجزاهم الله عنا وعن المسلمين أحسن الجزاء**۔اور اس ساری کشمکش میں کوئی ذاتی مقصد پیش نظر نہیں رہا۔

آج ''نیم مذہبی اور سیاسی تحریکات نے دینی ذوق کو اس قدر کمزور کر دیا ہے کہ اچھے اچھے اہل علم بھی توحید وسنت پر گفتگو کو فرقہ پرستی سے تعبیر کرتے ہیں، (آج) ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو نڈر ہوکر کتاب وسنت کی اشاعت کریں۔اصول اور فروع پر خود عمل کریں اور عامۃ المسلمین کو ان مسائل کی طرف متوجہ کریں اور اس کے لیے بہتر اسلوب اختیار کریں، مناظرانہ طعن وتشنیع سے بچ کر

جدال احسن اور تبلیغ کے لیے اچھی زبان اختیار کریں، اس ملک میں کئی تحریکات ہیں جن کا منشور یہ ہے کہ وہ پورے اسلام کی طرف رہنمائی کررہی ہیں اور زندگی کے ہر گوشے اور ہر موڑ کے لیے ان کے پاس شمع ہدایت ہے لیکن عملاً وہ ایک آدھ مسئلہ میں اس طرح الجھے کہ برسوں تک دوسرے مسائل کی طرف توجہ ہی نہیں ہوسکی۔ لٹریچر شائع کیا تو مخصوص طبقہ کے لیے اور کبھی عوام کو خطاب کیا تو اس زبان اور لہجہ میں کہ اسے ملک کی اکثریت نہ سمجھ سکے۔

میری رائے یہ ہے کہ زندگی کا پورا پروگرام صرف انبیاء ہی دے سکتے ہیں، سارے دین پر صرف اللہ ہی کی نظر ہوسکتی ہے یا پھر مکمل پروگرام وہ لوگ دے سکتے ہیں جنہوں نے آسمانی علم کی حفاظت کی ذمہ داری لی، آں حضرت ﷺ کے ارشادات کو سنا، یاد کیا، لکھا اور پہنچایا، علوم سنت کی نشر واشاعت کے لیے زندگیاں وقف فرمائیں۔

ان کے علاوہ کوئی سیاسی، معاشی، دینی یا نیم سیاسی تحریک بعض مخصوص حصوں کی اصلاح کرسکتی ہے، خاص قسم کے پروگرام دے سکتی ہے مگر مکمل پروگرام کتاب وسنت اور اس کے خدام ہی دے سکتے ہیں، اس کی زندہ دلیل اس دور واپسیں کی غالباً آخری تحریک ہے، جسے سید احمد شہید اور سید اسماعیل شہید کی قیادت کا فخر حاصل ہے، اسی تحریک نے میدان جنگ سے لے کر اندرون خانہ تک اپنے ماننے والوں کی رہنمائی فرمائی، افسوس ہے کہ حالات کی رفتار پر انضباط نہ ہوسکا ورنہ آج دنیا کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ مقصد یہ ہے کہ پوری زندگی کی اصلاح علوم سنت سے ہوسکتی ہے اور مکمل رہنمائی صرف وہی لوگ دے سکتے ہیں جن کے دامن راہ گزر کی آلائشوں سے پاک ہیں اور اس راہ میں بڑی سے بڑی چٹان بھی ان کا راستہ نہیں روک سکی، اس مسلک کے اولین رہنما آں حضرت ﷺ فداہ ابی وامی ہیں۔ یہی ایک مسلک ہے جب دنیا نے اسے اپنایا، اپنی مشکلات کا زیادہ سے زیادہ حل اس میں پایا۔‘‘ (مقالات حدیث، ص:۷۹۔۸۰)

اس لیے میں اکثر کہتا ہوں کہ ربیع عربی (عرب بہاریہ) فکری لغزش کے نتیجہ میں رونما ہوئی، فائدہ کچھ بھی نہ ہوا اور نقصانات بے شمار وبے انتہا۔

اس کی واضح مثال اور حقیقی صورتیں مصر، شام، لیبیا، سوڈان، تیونس، الجزائر، مراکش، صومالیہ، یمن، قطر اور عراق میں مل جائیں گی۔ یہ اور بات ہے کہ ہمارے بعض اخوان اس کو غلط رنگ دینے کی کوشش میں ہیں اور آخرکار ناکام ہی ہوتے ہیں، مگر اپنی حرکت سے باز نہیں آتے ہیں، میں واضح طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے ’’الاخوان المسلمون‘‘ اور ’’جماعت اسلامی‘‘ کے احباب اپنی سوچ وفکر، زاویہ نظر اور امت کے ساتھ تعامل میں اعتدال پیدا کریں، انقلاب کے نعروں سے باز آجائیں اور پوری امت کے لیے وہی سوچ اور فکر رکھیں جو کتاب وسنت سے مستفاد ہے، جو امن وراحت کا پیغام ہے، اسی میں پوری انسانیت کے لیے بھلائی ہے۔ اسلام امن وآشتی کا داعی ہے اور آپ بدامنی، انارکی اور فتنہ وفساد کے، سوچیے تو صحیح! کہ آپ کہاں کھڑے ہیں؟ انسانیت کا ناحق خون بہانا اللہ کو کتنا مبغوض ہے؟ قرآن کی یہ آیت بتاتی ہے:

[مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِيْ

الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاً] (المائدہ:۳۲)

ہندوستان میں تین چار جماعتیں پائی جاتی ہیں ہر ایک کی تاریخ اور ہر ایک کے کارنامے ہم سب کے سامنے ہیں۔ایک تقلیدی خول سے باہر نہ آسکی، نہ جھانک سکیں، ایک نے مزاروں کو چادریں عطا کیں،مگر غریب شہر کا بدن نہ ڈھانپ سکیں،ایک نے ملت کو سیاسی مزاج دیا اور دین کے جزو کو کل قرار دیا،جس کا بھیانک نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے۔اب ایک جماعت اور ہے۔ ہزار خامیوں کے باوجود جس نے ملت کو دو صافی نہریں دی ہیں تا کہ ملت کے افراد ان سے آب حیات حاصل کر سکیں۔ دنیاوی زندگی سنوار سکیں اور اخروی زندگی بنا سکیں۔اب انصاف سے فیصلہ کیا جائے کہ کون سی جماعت ہے،جس نے ملت کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچایا ہے اور کس نے سب سے زیادہ نقصان؟ یہ مقام تفصیل میں جانے کا نہیں ہے:

رودادِ سفر نہ چھیڑ ناصرؔ
پھر اشک نہ تھم سکیں گے میرے
(ناصر کاظمی)

یاد رکھیے تحریکات نے ہمیشہ نقصان ہی پہنچایا ہے، جب ان کے ماننے والوں نے کتاب وسنت سے ہٹ کر اپنی دعوت کا آغاز کیا اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا، آسمانی علوم یعنی کتاب وسنت ہی انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہیں اور یہ انبیاء کی ہی ذات ہے جو تمام دکھوں کا مداوا کرسکتی ہے، آیئے ان کی سیرتوں کو پڑھ کر اپنی زندگیاں سنواریں [لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْراً] (الاحزاب:۲۱)

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

●●●

بے مثال تقویٰ

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ ایک دفعہ سیب تقسیم کر رہے تھے کہ ان کا ایک ننھا بچہ آیا اور ایک سیب اٹھا کر کھانے لگا، انہوں نے سیب اس کے ہاتھ سے سختی سے چھین لیا۔بچہ روتا ہوا ماں کے پاس آیا تو ماں نے بازار سے سیب منگا کر اس کو دیا۔جب عمر بن عبد العزیز گھر تشریف لائے اور سیب کی خوشبو محسوس کی تو فرمایا:''کہیں بیت المال کا سیب تو گھر میں نہیں آگیا۔'' ان کی بیوی نے کہا: بچہ رو رہا تھا تو بازار سے سیب منگا کر دی ہوں۔فرمایا: میں نے سیب اپنے لخت جگر سے چھینا تھا لیکن مجھے یہ پسند نہ آیا کہ اللہ کے سامنے مسلمانوں کے سیب کے لیے اپنے کو برباد کروں۔

سیرت عمر بن عبد العزیز (ص:۵۵)
بحوالہ: عبرت آموز تاریخی واقعات (ص:۹۶)

فتنوں کے دور میں سلف صالحین کا منہج

ڈاکٹر عبدالحلیم بسم اللہ مدنی
استاذ جامعہ سلفیہ بنارس

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، أمابعد:

فتنہ خطرناک ترین امور میں سے ایک ہے جو ایک مسلمان کے دین کو، اس کی عقل کو، اس کے جسم کو بلکہ اس کی پوری زندگی کو جلا کر خاک کر دیتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالی نے مسلمانوں کو اس سے دور رہنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: [وَاتَّقُواْ فِتْنَةً لاَّ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنكُمْ خَآصَّةً] (الأنفال: ۲۵) تم ایسے فتنوں سے بچو جو خاص کر انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ بھی فتنوں سے بہت زیادہ پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو اس سے ڈراتے تھے اور انھیں اس سے دور رہنے اور اس سے پناہ مانگنے کی تلقین کرتے تھے۔

فتنوں کے زمانے میں قیل وقال بہت زیادہ ہوتا ہے جس سے بہت ساری شرعی مخالفتیں اور بڑے بڑے جرائم پیدا ہوتے ہیں اور کبھی کبھار ایک جملے یا ایک بات سے بہت ساری معصوم جانوں کا خون ہوجاتا ہے، عزتیں پامال ہوجاتی ہیں، امن وامان کا جنازہ اٹھ جاتا ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام جو ہمارے سلف صالح ہیں فتنوں کے زمانے میں ان کا بڑا روشن کردار رہا ہے، اسی لیے میں نے مناسب سمجھا کہ ان کے مواقف کو جمع کروں تاکہ طلبہ، علماء اور عوام الناس اس پرفتن دور میں اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روشن مواقف میں سے اہم اہم مواقف مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) خبروں کی تحقیق کرنا اور بلا تحقیق اس کی تشہیر نہ کرنا:

اللہ تعالی کا فرمان ہے: [يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ] (الحجرات: ۶) اے مومنو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذاء پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔

چنانچہ صحابہ کرام سب سے پہلے خبروں کی تحقیق کرتے تھے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: "يا رسول الله أطلقتهن؟ قال: لا" کہ اے رسول ﷺ! کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دیا ہے؟ آپ نے جواب دیا نہیں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں مسجد میں داخل ہوا تو پایا کہ مسلمان غمگین ہیں اور سب مارے رنج وغم کے

کنکریاں الٹ پلٹ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے رسول نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے، تو کیا میں آپ کے یہاں سے لوٹوں اور جا کر ان لوگوں کو خبر کروں کہ آپ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں اگر تم چاہو، پھر میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا اور بلند آواز سے پکارا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی ہے اور یہ آیت نازل ہوئی: [وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ] (النساء: ۸۳) جب انہیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی تو انھوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول ﷺ کے اور اہل علم کے حوالے کر دیتے تو اس کی حقیقت کو وہ لوگ معلوم کر لیتے۔ صحیح بخاری (۶۸۳۰)، صحیح مسلم (۱۴۹۷)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہر سنی ہوئی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے اور بلا تحقیق اس کی تشہیر نہیں کرنی چاہیے، بلکہ سب سے پہلے اس کی تصدیق کریں کیونکہ حقیقت میں معاملہ کچھ ہوتا ہے اور عوام الناس اسے بالکل دوسرا ہی معاملہ بنا دیتے ہیں جیسا کہ اس واقعہ میں ہوا۔

(۲) کتاب وسنت کو لازم پکڑنا:

اللہ تعالی کا فرمان ہے: [فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ] (الزخرف: ۴۳) پس جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے مضبوطی سے تھامے رہیں، بیشک آپ راہ راست پر ہیں۔

کتاب وسنت کو لازم پکڑنے سے ایک مسلمان فتنوں اور گمراہیوں سے محفوظ رہتا ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے اپنی امت کو تعلیم دی کہ وہ جب بھی افتراق وانتشار کو دیکھیں تو کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں، آپ نے فرمایا: ”میں تمہیں تقوی اختیار کرنے اور اپنے امیر وحاکم کی اطاعت کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے اگر کوئی زندہ رہے گا تو بہت سارے اختلافات دیکھے گا اور تم بدعتوں سے بچو کیونکہ یہ سب گمراہی ہیں پس اگر تم اس وقت کو پاؤ تو تم میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لو اور اس سے چمٹ جاؤ۔ سنن ابوداود (۴۶۰۷)، سنن ترمذی (۲۶۷۶)، سنن ابن ماجہ (۴۲)، امام ترمذی اور شیخ البانی رحمہما اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

ابو العالیۃ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ صفین ہوئی۔ اس وقت میں نوجوان تھا۔ جنگ میں شرکت کے لیے میں تیار ہوا اور اپنا اسلحہ اٹھایا۔ پھر میں ان لوگوں کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مسلمان دو حصوں میں منقسم ہیں اور اتنی کثرت میں ہیں کہ آخری حصہ نظر نہیں آرہا ہے۔ پھر میں نے قرآن کی اس آیت کو پڑھا: [وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا] (النساء: ۹۳) اور جو کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالی کا غضب ہے، اسے اللہ تعالی نے لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

انھوں نے کہا کہ پھر میں لوٹ آیا اور لوگوں کو چھوڑ دیا۔حلیۃ الاولیاء(۲/ ۲۱۹)،تاریخ دمشق (۱۸/ ۱۸۲)

یہ واقعہ دلالت کرتا ہے کہ ایک کلمہ گو اگر کتاب وسنت کو لازم پکڑے رہے تو وہ فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ نے فتنوں سے نجات پالی، جب انھوں نے قرآن کی طرف رجوع کیا۔ ابوالعالیہ کا نام رفیع بن مہران الریاحی البصری ہے جنھوں نے زمانہ جاہلیت کو پایا اور نبی ﷺ کی وفات کے دو سال بعد ایمان لائے۔ اور وہ کہتے تھے کہ مجھے نہیں معلوم کہ دونعمتوں میں کون سی نعمت میرے لیے افضل ہے کہ اللہ تعالی نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی یا مجھے خارجی اور حروری بننے سے محفوظ رکھا۔ حلیۃ الاولیاء(۲/ ۲۱۸)

(۳) فتنوں اور فتنہ پروروں سے دور رہنا:

بے شمار شرعی نصوص میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ فتنہ اور فتنہ پروروں سے دور رہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ فتنے رونما ہوں گے، سنو پھر فتنے جنم لیں گے، اس میں بیٹھنے والا چلنے والے سے افضل ہوگا اور چلنے والا اس میں دوڑنے والے سے افضل ہوگا، سنو جب یہ فتنے واقع ہوں تو جس کے پاس اونٹ ہو وہ اپنے اونٹ میں مشغول ہوجائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں مشغول ہوجائے اور جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین میں مشغول ہوجائے۔ تو ایک شخص نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول اگر کسی کے پاس نہ اونٹ ہو اور نہ بکری اور نہ ہی زمین تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اپنی تلوار کی دھار کو کسی پتھر پر توڑ دے۔ فتنہ سے نجات حاصل کرے اگر وہ نجات حاصل کرنا چاہے۔(صحیح مسلم(۲۸۸۷)

امام خطابی نے کہا کہ صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فتنوں سے بہت زیادہ ڈرنے والے اور دوسروں کو ڈرانے والے تھے۔ انھوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے فتنے کے زمانے کو پایا لیکن نہ تو وہ عبداللہ بن زبیر کے ساتھ قتال میں شریک ہوئے اور نہ ہی ان کے دفاع میں کھڑے ہوئے، مگر نماز میں ان کے ساتھ حاضر ہوتے اگر کبھی نماز چھوٹ جاتی تو حجاج بن یوسف کے ساتھ نماز پڑھتے اور فرماتے کہ جب انھوں نے ہم کو اللہ کی طرف بلایا تو ہم نے لبیک کہا اور جب شیطان کی طرف بلایا تو ہم نے انھیں چھوڑ دیا۔ العزلۃ للخطابی (ص ۲۰۔۲۱)

لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر وبیشتر صحابہ ان فتنوں سے دور رہے جو ان کے زمانے میں رونما ہوئے۔

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں۔ فتنے میں چھ بدری صحابہ کے علاوہ کوئی شامل نہ تھا، ان کا کوئی ساتواں نہیں تھا۔ تاریخ طبری (۳/ ۶)

ابن سیرین کہتے ہیں کہ جب فتنہ رونما ہوا تو صحابہ کی تعداد دس ہزار تھی۔ اس میں چالیس صحابی بھی حاضر نہ ہوئے۔ الجامع لمعمر (۱۱/ ۳۵۷) اس کی سند صحیح ہے۔

(۴) مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امیر کو لازم پکڑنا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ نبی ﷺ سے بھلائی کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں

برائی کے بارے میں سوال کرتا تھا اس ڈر سے کہ مجھے لاحق نہ ہوجائے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت اور برائی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ پھر اللہ تعالی نے ہمیں یہ بھلائی عطا فرمائی۔ کیا اس بھلائی کے بعد برائی ہوگی؟ تو آپ نے کہا: ہاں، میں نے کہا کہ کیا اس برائی کے بعد پھر بھلائی ہوگی؟ تو آپ نے کہا: ہاں، اس میں ''دخن'' ہوگا، میں نے کہا ''دخن'' سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو میری سنت کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اپنائیں گے اور میرے بتائے ہوئے راستے کے علاوہ راستے پر چلیں گے، تم ان کی کچھ چیزوں کو جانو گے اور کچھ چیزیں تمہارے لیے بالکل نئی نئی ہوں گی۔ پھر میں نے پوچھا: کیا اس خیر کے بعد پھر برائی آئے گی؟ کہا: ہاں، کچھ لوگ جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے جو ان کی دعوت پر لبیک کہے گا وہ انھیں جہنم میں پہنچا دیں گے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ان لوگوں کے اوصاف بیان فرما دیجئے تو آپ نے فرمایا: ہاں، وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس زمانے کو پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑو۔ میں نے کہا اگر ان کی جماعت اور امام نہ ہو تو کیا کروں؟ تو آپ نے فرمایا: ان تمام فرقوں سے دور ہو جاؤ اگر چہ تم کسی درخت کی جڑ سے چمٹ جاؤ، حتی کہ تمہیں موت آجائے لیکن تم اسی پر باقی رہنا۔ صحیح بخاری (۷۰۸۴) صحیح مسلم (۱۸۴۷)

نبی ﷺ کا یہ قول: ''تلزم جماعة المسلمين وإياهم'' کہ فتنوں کے زمانے میں مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑے رہنا۔ یہ بہت ہی اہم رہنمائی اور نصیحت ہے اور اسی میں ہر مسلمان کے دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

(۵) فتنوں سے پناہ مانگنا اور اللہ تعالی سے التجاء کرنا:

فتنوں کے زمانے میں عقل ماؤف ہوجاتی ہے اور دل پریشان ہوجاتا ہے۔ ایسے وقت میں سب سے کارآمد اسلحہ اللہ تعالی سے دعا کرنا اور اس سے التجاء کرنا ہے جس سے اکثر و بیشتر لوگ غافل ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں صرف وہی شخص نجات پائے گا، جو اللہ تعالی سے ایسے دعا کرے جیسا کہ سمندر میں ڈوبنے والا دعا کرتا ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ (۳۸۳۰۰) اس کی سند صحیح ہے۔

نبی کریم ﷺ ہمیشہ فتنوں سے پناہ مانگا کرتے تھے، چنانچہ آپ اپنی نمازوں میں دعا کرتے کہ اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔

آپ ﷺ اپنے صحابہ کو بھی فتنوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیتے تھے۔ آپ کا فرمان ہے: ''تعوذوا بالله من الفتن ما ظهر منها وما بطن'' تم پناہ مانگو ہر قسم کے ظاہری و باطنی فتنوں سے۔ تو صحابہ نے کہا: ہم تمام قسم کے ظاہری و باطنی فتنوں سے اللہ تعالی سے پناہ مانگتے ہیں۔ صحیح بخاری (۸۳۲) صحیح مسلم (۵۸۹)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فتنوں سے بہت زیادہ پناہ مانگا کرتے تھے۔صحیح بخاری (۷۰۴۴)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ان نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ فتنوں سے پناہ مانگنا مستحب عمل ہے اور ہر آدمی کو چاہیے (گرچہ وہ حق پر قائم ہو) کہ فتنوں سے برابر پناہ مانگتا رہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ اس فتنہ میں واقع ہوجائے حالانکہ وہ اس میں واقع ہونے کے بارے میں سوچتا بھی نہیں تھا۔فتح الباری (۷۰۴۴) کے تحت دیکھیں۔

(۶) عبادت میں مشغول رہنا:

فتنوں کے زمانے میں عبادت کی فضیلت میں بہت سارے نصوص وارد ہوئے ہیں۔ان میں ایک حضرت معقل بن یسار کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "**العبادة فی الهرج كهجرة إليّ**" (صحیح مسلم (۲۹۴۸) فتنوں میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کے مانند ہے۔

ابن العربی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہجرت سے تمثیل کی توجیہ یہ ہے کہ پہلے زمانے میں لوگ دار الکفر سے دار الایمان کی طرف بھاگتے تھے۔پس اگر فتنہ واقع ہوتو ایک مومن اپنے دین کے ساتھ فتنے سے عبادت کی طرف بھاگے اور ان لوگوں کو چھوڑ کر الگ ہوجائے اور یہ صورت بھی ایک قسم کی ہجرت ہی ہے۔

اخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں منہج سلف پر چلنے کی توفیق دے اور ہر ظاہری وباطنی فتنے سے ہماری حفاظت فرمائے،آمین۔

□□□

حق گو بادشاہ

شاہ فیصل رحمہ اللہ ایک موحد حق گو، دوراندیش، خداترس، عادل اور منہج سلف صالحین کی ترویج واشاعت اور جملہ امور میں شریعت مطہرہ کی بالادستی کے نفاذ ساتھ ساتھ آپ ملت اسلامیہ کے ہم درد اور خیرخواہ تھے۔آپ کے اندر دینی حمیت وغیرت بہت زیادہ تھی۔ملت اسلامیہ کے مسائل ومشکلات حل کرنے کے لیے ہمیشہ آگے رہتے۔

۲۹/اکتوبر ۱۹۶۲ء کو آپ کو مملکت سعودیہ عربیہ کا بادشات نامزد کیا گیا۔اقتدار سنبھالنے کے بعد موصوف نے حکومت کو عوامی رنگ دیا۔شاہی اخراجات مقرر کیے اور زیادہ رقم تعلیم اور رفاہی کاموں پر خرچ کی جانے لگی۔شاہ فیصل کے گیارہ سالہ دور حکومت میں ملک نے تمام شعبوں میں حیرت انگیز ترقی کی جس کی وجہ سے سعودیہ عربیہ دنیا کے خوش حال اور ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہوگیا۔

شاہ فیصل رحمہ اللہ ایک مدبر سیاست داں حکمراں تھے۔اقوام متحدہ نے ایک مرتبہ تمام ممالک سے اپنا اپنا آئین طلب کیا تو شاہ فیصل رحمہ اللہ نے قرآن مجید کو اپنا دستور العمل پیش کیا۔

منہج سلف کے فروغ میں جامعہ سلفیہ کا کردار

ڈاکٹر عبدالصبور ابوبکر
استاد جامعہ سلفیہ، بنارس

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله، وصحبه أجمعين، من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد: فقال الله تعالى: [وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ]

جامعہ سلفیہ کا مختصر تعارف:

مشرقی اتر پردیش کے شہر بنارس میں (92000) اسکوائرفٹ پرواقع جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) ہندوستان کا ایک مایہ ناز ادارہ، علم وادب کا گہوارہ اور کتاب وسنت کا عظیم منارہ ہے، جسے ہمارے آباء واجداد نے نہایت ہی اخلاص کے ساتھ قائم کیا تھا۔ اسی اخلاص کی برکت ہے کہ الحمدللہ آج جامعہ سلفیہ ایک تناور درخت بن چکا ہے جس کے سایہ تلے امت مسلمہ کے نونہالان اپنی علمی تشنگی بجھا رہے ہیں اور اس کے میٹھے پھل سے ساری امت لطف اندوز ہو رہی ہے۔ اس جامعہ کی شاخیں ہندوستان کے مختلف حصوں تک بکھری ہوئی ہیں، جن کی حالیہ تعداد (23) ہے۔

آل انڈیا اہل حدیث نوگڑھ کانفرنس 1961ء کی قرارداد کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اشراف بروز جمعہ 11 رجب 1383ھ مطابق 29 نومبر 1963ء کو جامعہ سلفیہ کی تاسیس اکابرین واعیان جماعت اہل حدیث کے ہاتھوں نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ ہوئی۔ اس پرمسرت موقع پر قائد جماعت مولانا عبدالوہاب آروی رحمہ اللہ، اور سلفیت کے دیگر سرکردہ افراد نیز شاہ سعود بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حکم پر ہندوستان میں مملکت سعودی عرب کے سفیر عالی جناب یوسف بن عبداللہ فوزان رحمہ اللہ بھی تشریف فرما تھے، انہوں نے ہی جامعہ سلفیہ کا سنگ بنیاد رکھا اور 27 ذوقعدہ 1385ھ مطابق 21 مارچ 1966ء سے باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوا، اور تعلیمی افتتاح کے موقع پر شاہ فیصل بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حکم سے دور حاضر میں سلفیت کے رمز سمجھے جانے والے علامہ ابن باز رحمہ اللہ نے اپنے نمائندہ خاص فضیلۃ الشیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد پروفیسر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ رحمہ اللہ کو اپنی نیابت میں اپنا پیغام اور نیک خواہشات دے کر بھیجا۔ موصوف نے صحیح بخاری کی پہلی حدیث: إنما الأعمال بالنيات کا ایک وقیع درس دے کر تعلیمی افتتاح فرمایا اور اس مبارک گھڑی میں جماعت اہل حدیث اکابرین علماء کے ساتھ ساتھ مملکت سعودی عرب کے سفیر عالی برائے ہند جناب محمد الحمد الشبیلی نے بھی شرکت فرمائی۔ (دلیل الجامعۃ السلفیۃ، فروری 1992ء ص 10-9، ودسمبر 1997ء ص 5-3)

تاسیسی اجتماع میں علامہ عبدالمجید الحریری رحمہ اللہ نے اپنے خطاب میں فرمایا تھا: میں سب سے زیادہ زور

معاملہ کے جس پہلو پر دوں گا وہ یہ ہے کہ آپ صورت کی تزیین وآرائش سے کہیں زیادہ روح ومعنی کی زندگی اور بقا کو دیں۔

تاسیس سے لیکر اب تک اس جامعہ کو ترقی دینے اور اس کے کاز کو بحسن وخوبی آگے بڑھانے کے لئے قوم وملت کے متعدد سرکردہ شخصیتوں نے یہاں کی صدرات ونظامت علیا جیسے باوقار منصب کو سنبھالا اور اپنے بساط بھر ہر شخص نے اس چمن میں رنگ بھرنے اور اسے بلندیوں تک لے جانے اور منہج سلف کو فروغ دینے میں اپنا نمایاں کردار نبھایا جن میں سرفہرست: جامعہ کے پہلے ناظم شیخ عبدالوحید بن عبدالحق سلفی رحمہ اللہ اور ان کے فرزند ارجمند موجودہ ناظم مولانا عبداللہ سعود سلفی حفظہ اللہ ہیں۔ **متعه الله بالصحة والعافية ووفقه لما فيه خير للإسلام والمسلمين.**

جامعہ سلفیہ نے مختلف ادوار میں طالبان علوم نبوت کے لئے متعدد شعبوں اور کورسوں کا انتظام کیا، اور اب تک جامعہ نے جو جو ڈگریاں تفویض کی ہیں وہ یہ ہیں: ۱۔ سندِ ڈاکٹریٹ، ۲۔ سندِ فضیلت، ۳۔ سندِ عالمیت، ۴۔ سندِ ثانویہ، ۵۔ سندِ حفظ قرآن کریم، ۶۔ سندِ تجوید وقراءات، ۷۔ سندِ تخصص حدیث اور ۸۔ سندِ دعوت ٹریننگ کورس، وغیرہ۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کے اہم ترین خصائص میں سے میانہ روی، اور اعتدال پسندی ہے، کیونکہ یہی صراط مستقیم اور راہ نجات ہے۔ الحمد للہ جامعہ سلفیہ کا روزِ اول سے یہی نصب العین ہے، اسی پر اس کی بنیاد قائم ہے۔ چنانچہ اس جامعہ کا اہم ترین مشن لوگوں کو وسطیت اور راہ اعتدال اختیار کرنے، نیز افراط وتفریط، جدت طرازیوں اور بدعات وخرافات سے احتراز کرنے کی دعوت دینا ہے، اور ہر قسم کے غلو وجفا، ظلم وزیادتی، بے جا تشدد اور مداہنت سے پاک وصاف اسلامی ماحول تشکیل دینا ہے۔

اسی طرح قیامِ جامعہ کے اولین مقاصد اور اہم ترین اہداف میں سے منہج سلف کے مطابق کتاب وسنت کی درس وتدریس کا فریضہ انجام دینا، نیز لوگوں کو کتاب وسنت سے جوڑنا اور اسی میں اپنے تنازعات واختلافات کا حل تلاش کرنا، نیز زندگی کے ہر شعبہ میں منہج سلف اور کتاب وسنت کی بالادستی کو بلا چوں چرا قبول کرلینا ہے۔ چنانچہ جامعہ کے اغراض ومقاصد میں مرقوم ہے کہ: کتاب وسنت اور اسلامی علوم وفنون نیز عربی زبان وادب کی طریقۂ سلف کے مطابق ٹھوس اور اعلی تعلیم۔ علماء ومصنفین کی ایسی جماعت تیار کرنا جو اسلام دشمن تحریروں کا جواب دے سکے، باطل افکار ونظریات، گمراہ کن عقائد اور بدعات وخرافات کی بیخ کنی کر سکے۔ (جامعہ سلفیہ کا ایک مختصر تعارف سنہ 1987ء، ص5)

یہی وجہ ہے کہ آغاز سے ہی جامعہ نے کتاب وسنت وآثار سلف کو اپنایا اور اس کے فروغ کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور تاہنوز کر رہا ہے، اور اس غرض کی تکمیل کی خاطر جامعہ نے ہر سطح پر کام کیا، ہر میدان، ہر اسٹیج سے اس منہج کو عام کیا، اس سے متعلق شکوک وشبہات کا ازالہ کیا اور بدعات وخرافات سے پاک صاف ستھرا اسلام لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

بفضلہ تعالی آج جامعہ سلفیہ من جملہ ان جامعات میں سرفہرست ہے، جنہوں نے ہندوستان جیسی تصوف وتقلید زدہ سرزمین میں منہج سلف اور اہل حدیثیت کو فروغ دیا اور اس

جامعہ کے کارہائے نمایاں میں سے ہے کہ اس نے لوگوں کو منہج سلف سے متعارف کرایا۔سلفیت کے خلاف منصوبہ بند سازشوں کو ناکام بنایا، کامل اتباع اور توحید خالص کی دعوت دی۔لوگوں کو براہ راست قرآن وسنت سے استفادہ سے مانوس کرایا، اور تقلید، رائے وقیاس، مشرکانہ رسوم ورواج اور مروجہ تصوف سے پاک صاف اسلام قبول کرنے پر ابھارا۔

اس مختصر واہم بیان کے بعد مندرجہ ذیل سطور میں ہم منہج سلف کے فروغ میں جامعہ سلفیہ بنارس کے بعض اہم کارناموں کو بطور مثال پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ وباللہ العون والتوفیق.

منہج سلف کے فروغ میں جامعہ سلفیہ کی جہود وخدمات:

جامعہ سلفیہ نے منہج سلف کے فروغ میں ہر چہار جانب کاوشیں کی ہیں، ان میں سے بعض اہم جوانب یہ ہیں:

ا۔نصاب تعلیم:

جیسا کہ گزر چکا ہے کہ جامعہ سلفیہ کی تاسیس کا بنیادی مقصد ہی منہج سلف کو فروغ دینا تھا، اسی لئے ابتدائی ایام ہی سے بغرض تدریس انہیں تعلیمی مواد اور مقررات دراسیہ کو اختیار کیا گیا جو کتاب وسنت اور منہج سلف کے موافق ہوں، اور شروع ہی سے اس بات پر خاص دھیان دیا گیا کہ اس کے نصاب تعلیم میں کوئی ایسی کتاب بلکہ کوئی ایسا جملہ نہ آنے پائے جو سلف کے منہج کے خلاف ہو، یا اس سے سلف کی تنقیص وتضحیک لازم آتی ہو، یا اس میں ان کے حق میں غلو ومبالغہ کیا گیا ہو، اور اللہ کے فضل سے آج تک جامعہ اپنے اس امتیاز کو برقرار رکھے ہوئے ہے، لہذا آج بھی یہاں سلف کے عقیدے ہی کی تعلیم ہوتی ہے۔اختلافی مسائل میں انہیں کے فہم کے مطابق ترجیح دی جاتی ہے۔ذیل میں جامعہ سلفیہ میں حالیہ پڑھائی جانے والی ان کتابوں کی فہرست کا ذکر ہے جن سے منہج سلف کی ترویج واشاعت ہوتی ہے:

۱ عقائد أهل السنةوالجماعة لابن عثيمين (متوسطہ سال اول)

۲ كتاب التوحيد لصالح الفوزان(اردو) (متوسطہ سال دوم)

۳ تقوية الإيمان للشاه محمد اسماعيل الدهلوي (متوسطہ سال سوم)

۴ کتاب مادة العقيدة (ثانویہ سال اول)

۵ كتاب التوحيد للشيخ محمد بن عبدالوهاب (ثانویہ سال دوم)

۶ شرح العقيدة الواسطية لشيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله، خليل هراس (عالمیت سال اول)

۷ تيسير العزيز الحميد للشيخ سليمان بن عبدالله بن محمد بن عبدالوهاب (کلیہ الحدیث، والشریعہ، والدعوۃ سال اول)

۸ زوابع في وجه السنة لصلاح الدين مقبول (كلية الحديث سال اول)

۹ العقيدة الحموية لشيخ الاسلام ابن تيمية (كلية الدعوة سال دوم)

۱۰ شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز الحنفي (کلیہ الحدیث، کلیہ الشریعہ، كلية الدعوة

سال سوم)

۱۱ فقه مقارن (بداية المجتهد لابن رشد، الوجيز في فقه السنة والكتاب العزيز لعبدالعزيز بن بدوي، فقه السنة للسيد سابق، نيل الأوطار للشوكاني)

۱۲ كتب حديثية (بلوغ المرام للحافظ ابن حجر، مشكاة المصابيح للخطيب التبريزي، صحيح البخاري، صحيح مسلم، سنن أبيداود، سنن الترمذي، سنن النسائي، موطأ الإمام مالك)

۱۳ حجة الله البالغة للشاه ولي الله الدهلوي

۱۴ دفاع عن السنة النبوية

۱۵ السنة ومكانتها في التشريع الإسلامي لمصطفى السباعي (کلیۃ الحدیث سال سوم)

ان درسی کتابوں سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تقریر عقیدۂ توحید اور منہج سلف کے فروغ کے لئے جامعہ سلفیہ کا نصاب تعلیم کس قدر ٹھوس اور مستحکم ہے۔ولله الحمد۔

۲۔اساتذہ جامعہ:

جامعہ کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے کہ اس نے تا ہنوز تدریس وتعلیم کے لئے انہیں لائق وفائق اور ممتاز اساتذہ کی تقرری کا اہتمام کیا ہے جو منہج سلف کے حامی، حامل اور اس کے داعی ہوں، تاکہ ان کے زیر تربیت وتدریس طلبہ کسی بھی منحرف فکر، اور منفی سوچ سے متاثر ہونے سے محفوظ رہیں، اور سلف کی عظمت ومنزلت ان کے دلوں میں جاگزیں رہے اور انہیں جلا ملتی ہے۔

جامعہ سلفیہ میں مختلف ادوار میں متعدد مراحل کی تعلیم ہوئی ہے۔ جامعہ کے سال اول میں ہندوستان کے مختلف اماکن سے (49) طلبہ نے داخل لیا تھا، اور اساتذہ کی ٹیم جن افراد پر مشتمل تھی، ان میں سرفہرست ا۔مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی (ت: 1978)، ۲۔مولانا عبدالوحید رحمانی (ت: 1997)، ۳۔مولانا احمد اللہ رحمانی (ت: 2008)، ۴۔مولانا عابد حسن رحمانی (ت:2009)، اور ۵۔مولانا امان اللہ فیضی (ت: 2015) رحمہم اللہ جیسی عظیم شخصیات ہیں، اور جامعہ کا پہلا بیچ نومبر سنہ 1967ء میں فارغ ہوا تھا، جس کی تعداد (19) تھی۔(موجز عن نشاط ومشاریع الجامعۃ السلفیۃ ص4)، پھر یہ تعداد برابر بڑھتی رہی، فی الحال جامعہ کے اندر مختلف شعبوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی مجموعی تعداد (848)، اور اساتذہ کی تعداد (34) ہے۔ اور شاخوں کے طلبہ کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ جبکہ جامعہ کے مختلف شعبوں سے فارغ التحصیل افراد کی تعداد (9335) ہے۔

جامعہ کے ابتدائی عزائم میں سے تھا کہ مختلف علوم وفنون کی فیکلٹیاں قائم کی جائیں جیسے کلیۃ القرآن وکلیۃ الحدیث الشریف، کلیۃ الدعوۃ، کلیۃ الادب العربی، اور آج جامعہ نے اپنے اس دیرینہ خواب کی تکمیل کرتے ہوئے اللہ کے فضل سے جن تین نئی فیکلٹیوں کے قیام کو عملی جامہ پہنا دیا ہے وہ ہیں: (1) کلیۃ الحدیث، (2) کلیۃ الشریعہ، (3) کلیۃ الدعوۃ واصول الدین۔ والحمد لله على فضله وإحسانه.

مذکورہ بالا شخصیات کے علاوہ جن بزرگان دین اور عظیم ہستوں نے اس جامعہ کے مسند تدریس کو شرف بخشا

ہےان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔شیخ تقی الدین الہلالی (ت: 1987ء)، ۲۔شیخ صالح بن حسین العراقی (ت: 1404ھ)، ۳۔مقبل بن ہادی الوادعی (ت: 1422ھ)، ۴۔شیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد، ۵۔ڈاکٹر ہادی بن احمد المدخلی، ۶۔شیخ عبداللہ بن محمد الغنیمان، ۷۔شیخ علی بن مشرف العمری الیمانی، ۸۔ڈاکٹر ربیع بن ہادی المدخلی صاحب کتاب بین الامامین مسلم والدارقطنی۔ یہ جملہ حضرات عرب سے تعلق رکھتے ہیں۔

اورہمارے ملک ہندوستان سے ۱۔شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی (ت: 1994ء) صاحب مرعاۃ المفاتیح، ۲۔ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس (ت: 2003) صاحب کتاب سلفیت کا تعارف، ۳۔مولانا صفی الرحمن مبارکپوری(ت: 2006) صاحب الرحیق المختوم، ۴۔مولانا محمد رئیس ندوی (ت: 2009) صاحب اللمحات وتنویر الآفاق، ۵۔وڈاکٹر مقتدی حسن ازہری (ت: 2009)صاحب التصانیف المفیدۃ، ۶۔مولانا عبدالحمید بن عبدالجبار رحمانی (ت:2013)مؤسس جامعۃ سنابل، ۷۔مولانا عبدالسلام مدنی(ت: 2018)،۸۔مولانا ابوالقاسم فاروقی صاحب مطالعہ وہابیت، ۹۔مولانا عزیز الرحمن سلفی، ۱۰۔مولانا محمد مستقیم سلفی صاحب جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات، ۱۱۔مولانا عبدالوہاب حجازی، ۱۲۔مولانا علی حسین سلفی محقق فتح المغیث للسخاوی، ۱۳۔مولانا اصغرعلی امام مہدی صدر جمعیت اہل حدیث ہند، ۱۴۔ڈاکٹر محمد ابراہیم محقق کتاب الحجۃ علی تارک المحجۃ، ۱۵۔ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالجبار فریوائی صاحب کتاب جہو مخلصۃ فی خدمۃ السنۃ المطہرۃ، وغیرہم۔

یہ وہ عظیم ہستیاں ہیں جو اپنے اپنے فن میں یکتائے روزگار تھیں، جنہوں نے جامعہ کی ترقی اور منہج سلف کو فروغ دینے میں نہایت ہی نمایاں کردار ادا کیا، اور اپنے علم وہنر سے ہزاروں طالبان علوم نبوت کو فیض یاب کیا۔ کتب اللہ أجرهم وتقبل جهودهم۔

أولئك آبائي فجئني بمثلهم
إذا جمعتنا يا جرير المجامع

۳۔دارالافتاءوالارشاد:

فتوی مشکل ترین عمل ہونے کے باوجود ہمیشہ سے وقت کی ایک اہم ضرورت رہا ہے، مختلف اسلامی قضایا کو حل کرنے، آپسی تنازعات کو دور کرنے، لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں فتاوے کا بڑا ہی کردار رہا ہے، خصوصًا ایسے ملک میں جہاں اسلامی قوانین نافذ نہ ہوں اور حکومت کی جانب سے شریعت اسلامیہ کے مطابق ان کے حل کے لئے کوئی معقول انتظام نہ ہو، اس لئے ہندوستان کے متعدد اسلامی اداروں نے اپنے یہاں دارالافتاء قائم کر رکھا ہے، اور جامعہ نے اس کارخیر میں کسی سے پیچھے نہ رہتے ہوئے اس غرض کی تکمیل کے لئے آغاز ہی سے ایک مستقل ادارہ دارالافتاءوالارشاد کے نام سے قائم کیا تھا، بروقت اس شعبہ کا نام ادارۃ البحوث الاسلامیہ والافتاءوالدعوۃ والارشاد ہے، جس میں ملک وبیرون ملک سے لوگوں کے آنے والے سوالوں کے بروقت تحریری جواب یا فتاوے مدلل انداز میں کتاب وسنت کی روشنی میں منہج سلف کے مطابق دے جاتے ہیں۔ آج جامعہ میں شریعت سے متعلق مختلف مسائل

پردئے گئے ہزاروں فتاوے محفوظ ہیں، ذیل میں منہج سلف کی ترویج واشاعت کے لئے دئے گئے چند فتاوے کا بطور مثال حوالہ دیا جارہا ہے:

(ج 1/ص19 فتوی نمبر 18/19)، (ج1/16 فتوی نمبر 24)، (ج/6ص31 فتوی نمبر1260)، (ج/7ص16 فتوی نمبر1368)، (ج/11ص105 فتوی نمبر94)، (ج11/1ص116 فتوی نمبر102)، (ج/11ص208 فتوی نمبر185)، (ج/12ص3 فتوی نمبر4)، (ج/12ص68 فتوی نمبر73)، (ج/15ص23 فتوی نمبر27/28)۔

۴۔خطابت:

جامعہ کے اہم ترین ممیزات وخصائص میں سے ہے کہ جامعہ نے ہمیشہ ہی سے اپنے طلبہ کے لئے اردو اور عربی میں اسبوعی (ہفتہ واری) خطابت کا خاص اہتمام کیا ہے، جن میں طلبہ کو عوام الناس کے درمیان بولنے کی مشق کرائی جاتی ہے، اوران کے اندر ہمت وجرأت پیدا کی جاتی ہے، وہیں اس بات پر بھی انہیں ابھارا جاتا ہے اور بار بار تلقین وتنبیہ کی جاتی ہے کہ وہ اپنے کلام کو دلائل سے آراستہ کریں اور بلادلیل کوئی بات نہ کہیں۔ نیز سلف صالحین کے طرز دعوت اور طریقہ فہم کو اختیار کریں۔

۵۔سنٹرل لائبریری:

کتابیں علم کی موتی ہیں، اور کسی بھی قوم وملت کی علمی عظمت، فکری بصیرت اور حقیقی عروج وترقی میں لائبریری کا بڑا کردار ہوتا ہے۔ کسی بھی ادارے کے لئے لائبریری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، کتابوں اور لائبریری کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر جامعہ نے ابتدائی ایام ہی سے ایک مرکزی لائبریری کی بنیاد رکھی، اورآج اس لائبریری کا شمار ہندوستان کی ان چند بڑی لائبریریوں میں ہوتا ہے جو گوناگوں علم وفن کی کتابوں سے بھرپور، نہایت منظم، مرتب اور ہمہ وقت آباد رہتی ہیں، اس وقت یہ لائبریری ساٹھ ہزار (60,000) سے زائد کتابوں پر مشتمل ہے، ہندوستان کے چپہ چپہ سے لوگ اس سے استفادہ کے لئے تشریف لاتے ہیں، اس لائبری میں سلف یا یاان کے علم ومنہج پر تحریر کردہ کتابوں کی فراہمی کا خصوصی اہتمام ہے جن سے طلبہ جامعہ اور دیگر مراجعین وباحثین سلف کے منہج پر کتاب وسنت کو سمجھنے میں مدد لیتے ہیں، اس طرح منہج سلف کی اشاعت وحفاظت میں اس لائبریری کا بھی ایک ناقابل فراموش کردار ہے۔ **جعلها الله ذخرًا للقائمين عليها والمساهمين فيها۔**

٦۔دعوتی میدان:

دعوت الی اللہ انبیاء کرام کا طریقہ اور علماء کا سب سے اہم فریضہ ہے، کسی فکر یا رائے کو دوسروں تک پہنچانے، یا اخلاقی، اعتقادی اور عملی خامیوں کی اصلاح میں دعوت کا جو عظیم کردار ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔ دعوت کی اسی اہمیت اور اس کے دوررس نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے جامعہ سلفیہ نے صرف تدریس پر اکتفاء نہ کرتے ہوئے اس میدان پر بھی خصوصی توجہ مبذول رکھی، اور سلف کے منہج کو فروغ دینے اور لوگوں کو دین حق سے روشناس کرانے کے لئے ایک خاص شعبہ مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ کے نام سے قائم کیا، جس کی تاسیس سنہ 1971ء میں ہوئی۔ اس شعبہ سے منسلک علماء انفرادی یا اجتماعی طور پر شہر بنارس اور آس پاس کے دیہات

میں رہنے والے مسلمانوں کے پاس جا کر یا جمعہ کے خطبوں یا مختلف دروس، جلسوں اور پروگراموں میں شریک ہوکر انہیں راہ حق سے روشناس کراتے اور منہج سلف پر چلنے کی دعوت دیتے ہیں، اور شرک و بدعات اور غیر اسلامی اعمال ورسوم سے انہیں باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہند و بیرون ہند میں منعقد متعدد کانفرسوں، علمی سیمنار اور جلسوں میں جامعہ حسب دعوت اپنے اساتذہ کرام کو بطور نمائندہ روانہ کرتا ہے، جو کتاب وسنت اور آثار سلف کی روشنی میں نہایت مدلل گفتگو کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کے سلفی مقالات اور تقاریر عوام وخواص میں نہایت پسند کئے جاتے ہیں۔

حالات حاضرہ کے تقاضوں کے پیش نظر اس شعبہ کو مزید منظم، مستحکم اور فعال بنانے کی ضرورت ہے تاکہ اس کے ذریعہ کماحقہ کتاب وسنت کی نشر واشاعت ممکن ہو اور منہج سلف کو فروغ تام اور تائید وحمایت حاصل ہو، اور اہل باطل کی تحریفات وتلبسات کی نقاب کشائی ہو، اور ہمارے آباء واجداد کا وہ خواب بھی شرمندۂ تعبیر ہو کہ جامعہ سلفیہ کو عربی اور اردو زبان میں اعلی ترین دینی تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف اور دعوت وتبلیغ میں بھی مرکزیت حاصل ہو، اور جماعت کے ہر دینی وملی مسائل کے حل لئے یہی جامعہ نقطۂ اجتماع ہو۔ وليس ذلك على الله بعزيز.

۷۔جامعہ کے مجلّے :

جامعہ سلفیہ سے ماہانہ دو پرچے صوت الامۃ (عربی) اور محدّث (اردو) کے نام سے، اور ایک سالانہ میگزین المنار کے نام سے شائع ہوتا ہے۔

مجلہ یعنی وہ پرچہ جو سال کے مختلف اوقات میں مسلسل شائع ہوتا ہے، اور متنوع موضوعات اور چنندہ مقالات پر مشتمل ہوتا ہے۔ مجلّے دعوت کے اہم ترین وسائل میں سے ایک ہیں، اس کے فوائد اور دور رس نتائج سے کسی کو انکار نہیں۔ جامعہ نے فہم سلف کو عام کرنے اور لوگوں کے دلوں میں منہج سلف کو جاگزین کرنے کے لئے تقریباً ابتداء ہی سے دو مجلوں کے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے، ایک اردو زبان میں محدث کے نام سے جو شروع میں صوت الجامعہ کے نام سے شائع ہوا تھا، اور دوسرا عربی زبان میں جو شروع میں صوت الجامعہ کے نام سے، پھر 1976ء میں صوت الجامعہ السّلفیہ کے نام سے، پھر 1986ء میں نشرۃ الجامعہ السّلفیہ کے نام سے شائع ہوا، اور 1988ء سے اب تک صوت الأمہ کے نام سے شائع ہورہا ہے۔

یہ دونوں مجلّے بعض اوقات کو چھوڑ کر مسلسل صادر ہوتے رہے ہیں، ان مجلوں کی علمی ودعوتی قدر وقیمت، ان کے وقیع تحقیقی ومعیاری مقالات سے عرب وعجم کا اہل علم طبقہ بخوبی واقف ہے، ویسے ان مجلوں میں شائع ہونے والے تمام مضامین اور مقالات عموماً منہج سلف کے ترجمان، اور کتاب وسنت کے داعی ہوتے ہیں، لیکن اس کے باوجود ان میں بے شمار ایسے خصوصی مضامین بھی شائع ہوتے رہے ہیں جو سلف صالحین کی سوانح اور حالات زندگی پر مشتمل ہیں، تاکہ لوگوں کو ان کی عظمت کا پتہ چلے اور وہ ان منہج کو اختیار کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کریں، اور متعدد ایسے مضامین بھی شائع ہوئے ہیں جو سلفیت یا منہج سلف کی افادیت واہمیت اور اس کی نشر

واشاعت پر مشتمل رہے ہیں، ذیل میں ان دونوں مجلوں میں شائع شدہ بعض اہم مضامین کا تذکرہ کیا جارہا ہے:

أ-سلف صالحین کی سوانح اوران کی دفاع پر مشتمل اہم مضامین:

۱ امام احمد بن حنبل کی عظمت، ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری (محدث، جنوری1997ء)۔

۲ امام بخاری پر ایک تہمت اور اس کا ازالہ، ابوالاشبال شاغف (محدث، ستمبر2001ء)۔

۳ امام ابن حبان پر دو الزامات، محمد حنیف مدنی (محدث، جنوری2006ء)۔

۴ امام حاکم صاحب مستدرک، محمد حنیف مدنی (محدث، فروری2006ء)۔

۵ مسند اعظم احمد بن حنبل، عطاء اللہ بھوجیانی (محدث، اگست2006ء)۔

۶ حیات واعمال عمر بن الخطاب، عبدالوہاب حجازی (محدث، مارچ2009ء)۔

۷ ابوعوانہ صاحب المسند الکبیر، محمد حنیف مدنی (محدث، اگست2007ء)۔

۸ خلیفہ رسول ابو بکر صدیق، ابو القاسم فاروقی (محدث، مئی2010ء)۔

۹ اہل بیت کے فضائل ومناقب، مولانا محمد ابو القاسم فاروقی (محدث، مئی2011ء)۔

۱۰ اہل بیت صحابہ سے متعلق غلو وتنقیص کرنے والوں کے لئے آیات عبرت، عبدالوہاب حجازی (محدث، جولائی2011ء)۔

۱۱ ام المؤمنین عائشۃ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا ایک مختصر تحقیقی جائزہ، عبدالولی عبدالقوی (محدث، جولائی2016ء)۔

۱۲ امام سعید بن السکن (محدث، جنوری تا اگست 2017ء)۔

۱۳ السيدة عائشة رضي الله عنها من المبشرات بالجنة، فهدبن عبدالرحمن الشويب (صوت الامۃ، جولائی2010ء)۔

۱۴ الصحابة رضي الله عنهم، عبد الفتاح عبدالودود، (صوت الامۃ، دسمبر2011ء)۔

۱۵ نبذة مختصرة عن الإمام مالك، الشيخ محمد أسلم المدني المباركفوري (صوت الامۃ، نومبر2014ء)۔

ب-دفاع سلفیت اور منہج سلف کی اشاعت وترویج سے متعلق اہم مضامین:

۱۶ سلفیت کا تعارف اور اس کے متعلق بعض شبہات کا ازالہ: یہ مضمون مولوی ابوبکر غازی پوری اور اس کے ٹولہ کے ہفوات اور منہج سلف اور سلفیت پر عائد کردہ بے جا اعتراضات اور جھوٹے الزامات وبہتان تراشیوں کے جواب میں ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس صاحب رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا تھا، جو محدث کے اندر متعدد قسطوں میں شائع ہوا۔ بعد میں اسے کتابی شکل دیکر مکتبہ فہیم مئوناتھ بھنجن نے شائع کیا، جسے اہل علم کے درمیان بے حد پذیرائی حاصل ہوئی۔

۱۷ خیر الامم کا اپنا مخصوص طریقہ اصلاح وتبلیغ، صوفی نذیر

احمد کاشمیری (محدث، اپریل 1988ء)۔

۱۸ کامیابی اتباع سلف ہی میں ہے، فضل اللہ انصاری (محدث دستمبر 2009ء)

۱۹ سلفیت: تعبیر وتفہیم، ابو یاسر محمد اسلم مبارک پوری (محدث، دسمبر 2012ء)۔

۲۰ عقیدہ صحیحہ کے اثبات اور بدعت وانحراف کی تردید وتنقید کا سلفی طریقہ کار، راشد حسن فضل حق (محدث، نومبر 2013ء)۔

۲۱ وسطیت کی طرف دعوت اور منہج اعتدال، راشد حسن فضل حق (محدث، جولائی 2014ء)۔

۲۲ منہج سلف کی اہمیت اور اس کے بعض خصوصیات، خطبہ ڈاکٹر عبدالرحمن السدیس، ترجمہ: عبدالغفار سلفی (محدث، نومبر 2014ء)۔

۲۳ آثار السلفية في علم التفسير بالهند، عبدالرحمن سلفی، (صوت الامۃ، اگست 1974ء)۔

۲۴ الحركة السلفية في الهند، ڈاکٹر عبدالرحمن عبدالجبار الفریوائی (صوت الامۃ، جنوری 1983ء)۔

۲۵ مصدر التلقي لدى المنهج السلفي، الشیخ صلاح الدین مقبول (صوت الامۃ، جنوری 2011ء)۔

۲۶ الوسطية في الإسلام، ڈاکٹر اقبال بسکوہری (صوت الامۃ، دسمبر 2013ء)۔

۲۷ الإسلام: الدين الوسط، ڈاکٹر عبدالعزیز بن محمد بن إبراہیم العوید (صوت الامۃ، ستمبر 2013ء)۔

۲۸ لا غلو ولا جفاء في الاسلام، عبدالصبور ابوبکر (صوت الامۃ، جون 2014ء)۔

۲۹ الإسلام: دين الوسط، الشیخ لطف الحق مرشد آبادی (صوت الامۃ، دسمبر 2015ء)۔

۳۰ معوقات في وجه الدعوة السلفية، عبدالمعید عبدالوہاب (صوت الامۃ، جولائی، 2016ء)۔

۳۱ برصغیر میں سلفی تحریک: آغاز وارتقاء، نظام الدین (المنار، 1989ء)۔

۸۔ مطبوعات جامعہ:

مسائل کی توضیح وتشریح، اخلاق عالیہ اور صحیح عقیدہ ومنہج کی نشر واشاعت میں کتابوں اور پمفلیٹس کی اہمیت وافادیت ایک مسلمہ حقیقت ہے اور جامعہ سلفیہ کے خدمات جلیلہ میں سے ایک اہم خدمت یہ ہے کہ اس نے سنت اور منہج سلف کو عام کرنے کے لئے اپنے سلفیہ پریس جو 1973ء میں قائم ہوا تھا (أضواء على نشاط الجامعة السلفية، دسمبر 1981ء ص 8) سے عربی، اردو، ہندی اور انگریزی میں ایسی کتابوں کو شائع کیا جن سے ملک اور ملک بیرون ملک ہر جگہ منہج سلف کو فروغ حاصل ہوا، ہندوستان میں سلفی فکر کی تاریخ کا لوگوں کو علم ہوا، اور سلفیت سے متعلق لوگوں کے دلوں میں موجود شکوک وشبہات کا ازالہ ہوا، ذیل میں سلفیت سے متعلق جامعہ کے پریس سے چھپنے والی چند وقیع ومفید کتابوں کا ذکر کیا جارہا ہے:

۱ تقویۃ الایمان (اردو، عربی، ہندی، انگریزی)۔

۲ کتاب التوحید (عربی، اردو)۔

۳ اساس دین (ترجمہ اردو: عبدالمعید سلفی)۔

۴ اسلامی عقیدہ کتاب وسنت کی روشنی میں (اردو ترجمہ:

لیث محمد بستوی)۔

۵ ضمیر کا بحران، تالیف: محمد رئیس ندوی۔

۶ مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح للشیخ عبید اللہ الرحمانی۔

۷ تعریف بکتاب السلفیۃ مرحلۃ زمنیۃ مبارکۃ للاستاذ محمد فریز منفخي (عربی)۔

۸ العقائد السلفیۃ للشیخ أحمد بن حجر آل بوطامی (اردو ترجمہ: عبدالمعید سلفی)۔

۹ شرح العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ للشیخ محمد خلیل ہراس (عربی، اردو، انگریزی)۔

۱۰ الاصول العلمیۃ للدعوۃ السلفیۃ للشیخ عبدالرحمن الخالق (اردو ترجمہ: عبدالوہاب حجازی)۔

۱۱ ردعقائد بدعیۃ، تالیف نذیر احمد رحمانی دہلوی۔

۱۲ تردید حاضر و ناظر، تالیف شیخ عبدالرؤف رحمانی۔

۱۳ اللمحات الی ما فی کتاب انوار الباری من الظلمات از محمد رئیس ندوی۔

۱۴ اتباع السنۃ والتقلید للالبانی (اردو ترجمہ: عبدالوہاب حجازی)۔

۱۵ بین الامامین: مسلم والدارقطنی: تالیف ڈاکٹر ربیع بن ہادی مدخلی۔

۱۶ التعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی، تالیف: علامہ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی۔

۱۷ الصحابی الجلیل معاویہ بن سفیان، تالیف: محمد منیر غضبان۔

۱۸ السیرۃ العلمیۃ لشیخ الاسلام بن تیمیہ، تالیف: ڈاکٹر عبدالرحمن فریوائی۔

۱۹ سیرت خدیجہ کبری، تالیف: محمد رئیس ندوی۔

۲۰ سیرۃ الامام بخاری، تالیف عبدالسلام مبارکفوری (انگریزی ترجمہ: محمد رفیق خان) (قائمۃ مطبوعات إدارۃ البحوث الاسلامیہ، جنوری 2005ء، ص5 وما بعدہا)

۹۔ سیمینار، کانفرنسیں، جلسے اور متنوع پروگرامز:

علمی، ادبی اور مختلف فیہ مسائل میں کسی متفقہ رائے تک پہنچنے میں کانفرسوں اور سیمیناروں کا بڑا کردار رہا ہے، اسی طرح بیک وقت ایک جم غفیر تک اپنی آواز پہنچانے میں جلسوں کی افادیت ہمیشہ مسلّم رہی ہے۔ جامعہ سلفیہ کے قابل ذکر اعمال اور علمی ودعوتی نشاطات میں سے تقریبا ہر سال ملکی یا عالمی پیمانہ پر کسی نہ کسی اجتماع، یا کانفرنس، یا علمی سیمینار، یا جلسے وغیرہ کا انعقاد کرنا ہے، جن میں کتاب وسنت اور منہج سلف کے مطابق لوگوں تک اپنی بات پہنچائی جاتی ہے۔ ان میں سے بعض پروگرام ایسے ہیں جو سیرت نبی ﷺ، یا عقیدہ سلف صالحین اور ان کے منہج زندگی سے متعلق رہے ہیں، جیسے:

- سہ روزہ عالمی سیمینار بعنوان: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ: حیات وخدمات، انعقاد بتاریخ 24-22 نومبر 1987ء۔
- دو روزہ عالمی کانفرنس بعنوان: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، انعقاد بتاریخ 28-27 اکتوبر 1991ء۔
- دو روزہ عالمی سیمینار بعنوان: علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ: حیات وخدمات، انعقاد بتاریخ 30-29 اپریل 2006ء۔

- علمی سیمینار شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ پر، انعقاد بتاریخ 2010ء۔
- دو روزہ عالمی کانفرنس بعنوان: سنت نبوی اور امن عالم، انعقاد بتاریخ 17-16 مارچ 2013ء۔
- دو روزہ اجتماع بعنوان: مدارس اہل حدیث ہند میں اسلامی عقیدہ کے نصاب کا جائزہ، انعقاد بتاریخ 31-30 مارچ 2016ء۔
- اور اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی موجودہ علمی سیمینار بعنوان: منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے، انعقاد بتاریخ 28 نومبر 2018ء، الحمد للہ، یہ سیمینار بھی کامیابی سے ہم کنار رہوا۔

۱۰۔شاخیں اور ملحق مدارس:

جامعہ میں منہج سلف کی اشاعت کے مشن کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس نے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اپنے شاخوں کا جال بچھاتے ہوئے متعدد مدارس اسلامیہ کو جامعہ سے الحاق کرر کھا ہے، اور جامعہ سے الحاق کا مجاز صرف انہیں مدارس کو قرار دیا جاتا ہے، جو منہج سلف کے مطابق درس وتدریس کا اہتمام کرتے، اور کامل اتباع، وتوحید خالص کی دعوت میں سرگرم عمل ہیں، اور انہیں کتابوں کو اپنے نصاب تعلیم میں جگہ دیتے ہیں، جو کتاب وسنت وسلف صالحین کے منہج سے ہم آہنگ ہیں، اس وقت ان ملحق مدارس کی تعداد (23) ہے، جن کا تعلق یوپی، راجستھان، بہار، بنگال اور گجرات سے ہے۔

۱۱۔فارغین جامعہ کی مساعی جمیلہ:

یہ ایک مسلّم شدہ امر ہے کہ کسی بھی جامعہ کا اصل سرمایہ اس کے فارغین ہوتے ہیں، انہیں سے اس جامعہ کی قدر وقیمت اور اہمیت ومنزلت کا پتہ لگایا جاتا ہے، اس باب میں جامعہ کو انفرادی حیثیت حاصل ہے، جس کا ہر کس وناکس معترف ہے، اور اپنے اور غیر سبھی جامعہ کے مدح وثناء میں رطب اللسان ہیں، اور ان فارغین کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

فارغین جامعہ کے عظیم کارناموں میں سے ہے کہ انہوں نے ہر میدان سے منہج سلف کو فروغ دینے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور تاہنوز کر رہے ہیں، چاہے وہ امامت وخطابت کا میدان ہو، یا درس وتدریس کا، وعظ ونصیحت اور امر بالمعروف والنہی عن المنکر کا میدان ہو، یا تصنیف وتالیف، بحث وتحقیق اور مدارس وجمعیات کی تاسیس وقیام کا، اسی طرح چاہے غیر مسلمین میں دعوت الی اللہ کا کام ہو، یا منحرف وگمراہ کن افکار کی بیخ کنی اور اسلام پر اٹھائے گئے الزامات واعتراضات کے ازالہ اور دفاع اسلام کا۔

اس طرح -الحمد للہ- جامعہ سلفیہ نے اپنے تاسیسی مقاصد کو حاصل کرتے ہوئے اپنے فارغین کا ایک ایسا گروہ تیار کر دیا ہے جنہوں نے برصغیر کے طول وعرض میں سلفیت کی شناخت قائم کر دی ہے، اس کے فارغین دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہیں جہاں وہ اپنے علم وہنر کے پارے بکھیر رہے ہیں، اور ملک وبیرون ملک کی یونیورسٹیوں میں منہج سلف کے مطابق تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ برصغیر پاک وہند میں عقائد ونظریات کی اصلاح، شرکیہ رسوم اور بدعات ومنکرات کی بیخ کنی، کتاب وسنت کی ترویج واشاعت، اتباع سنت کے احیاء اور تقلید وجمود کے

قلعوں میں دراڑ ڈالنے اور مروجہ تصوف کی بنیادوں کو متزلزل کرنے میں فارغین جامعہ کا نمایاں کردار رہا ہے۔

ذیل میں منہج سلف کے فروغ میں ابنائے جامعہ سلفیہ کی تصنیفی خدمات میں سے بعض اہم گوشے کا ذکر کیا جا رہا ہے، جس سے آپ اس میدان میں ان کے کارہائے نمایاں کا اندازہ لگا سکتے ہیں:

فارغین جامعہ کا منہج سلف کی تقریر واثبات، اور باطل عقائد ونظریات کے رد میں تصنیفی خدمات:

۱ تاریخ تحفظ سنت اور خدمات محدثین، ڈاکٹر اقبال احمد بسکوہری۔

۲ سلفی دعوت اور ائمہ اربعہ، ترجمہ: عبدالوہاب حجازی۔

۳ اہل سنت اور اہل بدعت کا منہج اخذ واستدلال، ترجمہ: شمیم احمد خلیل سلفی۔

۴ ابوبکر صدیق شخصیت اور کارنامے، ترجمہ: شمیم احمد خلیل سلفی۔

۵ ثعلبہ بن حاطب: ایک مظلوم صحابی، ترجمہ: عقیل احمد حبیب اللہ۔

۶ معاویہ بن ابی سفیان ایک مجاہد صحابی، ترجمہ: اساتذہ جامعہ۔

۷ عظمت صحابہ کے چند نقوش، عبدالمعید مدنی۔

۸ علی بن ابی طالب: شخصیت اور کارنامے، ترجمہ: شمیم احمد خلیل سلفی۔

۹ عثمان بن عفان: شخصیت اور کارنامے، ترجمہ: شمیم احمد خلیل سلفی۔

۱۰ عمر بن خطاب: شخصیت اور کارنامے، ترجمہ: شمیم احمد خلیل سلفی۔

۱۱ سلفی عقائد، ترجمہ: عبدالمعید سلفی۔

۱۲ صحیح عقیدہ اور نواقض اسلام، ترجمہ: فضل اللہ انصاری۔

۱۳ عقیدہ توحید کے بارے میں شکوک وشبہات کا ازالہ، ترجمہ: ابوالمکرم سلفی۔

۱۴ عقیدۃ المؤمن، تلخیص: عبدالمعید سلفی۔

۱۵ العقیدۃ الواسطیۃ، ترجمہ: صفی احمد مدنی۔

۱۶ لمعۃ الاعتقاد، ترجمہ: ابوالمکرم سلفی۔

۱۷ مسلمان کا عقیدہ، ترجمہ: صفی احمد مدنی۔

۱۸ العقیدۃ، ترجمہ: صفی احمد مدنی۔

۱۹ سنت کی روشنی اور بدعت کی تاریکیاں، ترجمہ: سہیل احمد فضل الرحمن مدنی۔

۲۰ عقیدہ علم غیب: حقائق کے آئینے میں، ڈاکٹر محمد یونس ارشد بلرامپوری۔

۲۱ سلفیت کا تعارف اور اس سے متعلق شبہات، ڈاکٹر رضاء اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ۔

۲۲ سلفی دعوت کے علمی اصول، ترجمہ: عبدالوہاب حجازی۔

۲۳ سلفی منہج کے رہنما اصول، ترجمہ: عزیر احمد کتاب اللہ سلفی۔

۲۴ زوابع فی وجہ السنۃ قدیما وحدیثا، تالیف: شیخ صلاح الدین مقبول۔

۲۵ جھود مخلصۃ فی خدمۃ السنۃ المطھرۃ، تالیف: ڈاکٹر عبدالرحمن فریوائی۔

۲۶ رد الاشراک، لمحمد إسماعیل الدہلوی، تحقیق: محمد عزیر شمس۔

۲۷ الرد علی من قال بخلق القرآن لابن النجاد، تحقیق: ڈاکٹر رضاء اللہ المبارکفوری۔

۲۸ المہدی المنتظر فی ضوء الأحادیث والآثار الصحیحۃ، ڈاکٹر عبد العلیم عبد العظیم البستوی۔

۲۹ خوارج اور ان کے اوصاف، از: ڈاکٹر محمد غیث الغیث، ترجمہ: عقیل احمد حبیب اللہ۔

۳۰ رد بدعت تاریخ کے آئینہ میں، عبد الحکیم عبد المعبود مدنی۔

سلفیت کے فروغ ودفاع میں سلفیوں کی یہ چند عالمانہ وسلفیانہ کاوشیں ہیں، جن کو یہاں بطور مثال ذکر کیا گیا ہے۔اس مقالے میں ان کی جہود وخدمات کا احاطہ مقصود نہیں ہے۔ **تقبل الله مساعيهم وجعل ذلك في ميزان حسناتهم۔**

۱۲۔ منہج سلف کے فروغ میں جامعہ سلفیہ کے نمایاں کردار پر اکابرین امت کی شہادت:

منہج سلف کے فروغ میں جامعہ کی مجہودات، اور عظیم کاوشوں کا عرب وعجم کے اکابرین اور ممتاز شخصیات نے اعتراف کرتے ہوئے ان پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا ہے، اور تحریری شہادات وتصدیقات کے ذریعہ اس کے کارناموں کا خوب خوب سراہا ہے۔ ذیل میں بطور مثال بعض علماء واکابرین کی شہادات کو ثبت کیا جارہا ہے:

۱۔ سماحۃ الشیخ علامہ عبد العزیز ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "**إن الجامعة السلفية في منطقة بنارس بالهند من خيرة الجامعات الإسلامية السلفية التي تهتم بشؤون الطلبة، وتعتني بهم، والمتخرجون فيها من خير الطلبة في العقيدة والسيرة والأخلاق، وهي تقوم بجهود مشكورة في تعليم أبناء المسلمين وبناتهم العقيدة الصحيحة، والعلوم الإسلامية.. والقائمون عليها من خواص إخواننا المعروفين بالدين والأمانة والعقيدة الصحيحة والنشاط في الدعوة إلى الحق**" (أضواء على نشاط الجامعة السلفية، دسمبر 1981ء ص17)

ہندوستان میں جامعہ سلفیہ بنارس ان سلفی اسلامی جامعات میں سے ہے جو طلبہ کے امور کا اہتمام اور ان پر خاص عنایت کرتے ہیں، اس جامعہ کے فارغین عقیدہ، حسن سیرت اور اخلاق میں بہترین طلبہ میں سے ہیں۔ یہ جامعہ مسلمانوں کے بچوں اور بچیوں کو صحیح عقیدہ اور اسلامی علوم کی تعلیم میں اپنے گرانقدر اور قابل تشکر خدمات پیش کررہا ہے۔اس جامعہ کے منتظمین ہمارے خاص لوگوں میں سے ہیں، جو دینداری، امانت، صحیح عقیدہ اور حق کی دعوت میں معروف ہیں۔

۲۔ محدث مدینہ فضیلۃ الشیخ عبد المحسن بن حمد العباد حفظہ اللہ جامعہ کے کارناموں سے خوش ہوکر اسے دعا دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "**نسأل الله تعالى أن يوفق هذه الجامعة للاستمرار في مسيرتها الطيبة في تعليم الكتاب والسنة والدعوة إلى مذهب السلف الصالح**" (أضواء علی نشاط الجامعۃ السلفیۃ، دسمبر 1981ء ص18)

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس جامعہ کو

کتاب وسنت کی تعلیم اور منہج سلف صالحین کی دعوت میں اپنے عمدہ طرز پر برقرار رہنے کی توفیق بخشے۔

۳۔امام وخطیب حرم مکی فضیلۃ الشیخ محمد عبداللہ السبیل رحمہ اللہ لکھتے ہیں: " أما ما انتهجه هذه الجامعة من منهج سليم فإنه مبني على التمسك بكتاب الله وسنة رسوله عليه أفضل الصلاة والتسليم، فهذا هو أساسها القائمة عليه، وهذا هو الذي جعلها تبلغ ما بلغت من نجاح وسمعة طيبة، ونبوغ طلابها من بين سائر طلاب العلم في هذه البلاد، ولقد كان لهذه الجامعة سمعة ومكانة مرموقة في البلاد العربية لما عرف عنها ولما شوهد من طلابها المتخرجين منها، والذين قدموا للبلاد العربية لاستكمال دراستهم فإنهم مثال في التمسك بالسنة والحرص على علوم الحديث واقتفاء نهج السلف" (دلیل الجامعۃ السلفیۃ، اپریل 1987ء ص10)

اس جامعہ نے جس صاف ستھرے منہج کو اختیار کر رکھا ہے، اس کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے تھامنے پر ہے۔یہی وہ اساس ہے جس پر یہ جامعہ قائم ہے، اور اس جامعہ کو جو کامیابی اور نیک نامی ملی ہے اور اس کے طلبہ کو اس ملک کے دیگر طالب علموں کے درمیان جو امتیازی حیثیت حاصل ہے اس کی وجہ بھی اس کا منہج ہی ہے، اور عمدہ کارکردگی اور اپنے فارغین کی وجہ سے عرب ممالک میں بھی اس جامعہ کو شہرت اور اعلی مقام حاصل ہے۔اس کے فارغین جو عرب ممالک میں اپنی تعلیم کی تکمیل کی غرض سے آئے، وہ سنت کو مضبوطی سے پکڑنے، علم حدیث میں دلچسپی رکھنے اور منہج سلف کو اختیار کرنے میں ایک مثال ہیں۔

ایک دوسرے موقع پر آپ فرماتے ہیں:"هم سائرون - والحمد لله - على نهج سليم وطريق قويم وصراط مستقيم في نشر دعوة السلف الصالح والدعوة إلى التمسك بالسنة المطهرة واتباع هدى السلف الصالح فجزاهم الله كل خير، ووفقهم للسير على هذا النهج القويم" (دلیل الجامعۃ السلفیۃ، اپریل 1987ء ص11)

الحمد للہ جامعہ سلفیہ کے اساتذہ وذمہ داران دعوتِ سلف صالح کی نشر واشاعت، اعتصام بالکتاب والسنۃ اور سلف صالح کے طریقوں کی اتباع میں درست منہج، سیدھے راستے اور صراط مستقیم پر گامزن ہیں، اللہ انہیں بہترین بدلہ دے، اور اس سیدھے راستے پر چلتے رہنے کی توفیق بخشے۔آمین۔

۴۔شیخ عبدالوہاب عبدالعزیز زاید، اور شیخ سامی بن محمد سلامہ حفظہما اللہ، فضیلۃ الشیخ فلاح خالد مطیری حفظہ اللہ کے نام ایک خط میں اس جامعہ سے متعلق اپنے تاثرات پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:"قد اطلعت على الجهود العظيمة التي يبذلها القائمون على الجامعة من ناحية نشر التوحيد، والاعتناء بالكتاب الإسلامي، وتربية الطلاب التربية الإسلامية الصحيحة على منهج السلف الصالح" (دلیل الجامعۃ السلفیۃ، دسمبر 1998ء ص27)

ہم نے ان عظیم مجہودات کو دیکھا جو جامعہ کے ذمہ

داران عقیدہ توحید کی نشر واشاعت، قرآن کریم کے اہتمام، اور سلف صالح کے منہج پر طلبہ کی صحیح اسلامی تربیت کے سلسلے میں انجام دے رہے ہیں۔

۵۔ شیخ محمد مقیم فیضی سابق نائب صدر جمعیت اہل حدیث ہند حفظہ اللہ جامعہ سے متعلق اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں: جامعہ سلفیہ ہندوستان میں اہل سنت وجماعت کا مرکز، علوم سلف کا ناشر، خالص سلفی منہج پر مسلم نوجوانوں کی تربیت کا اہتمام، اور عام مسلمانوں کی اہل سنت وجماعت کے عقائد کی رہنمائی کرنے والا ایک عظیم الشان ادارہ ہے۔(رجسٹر انطباعات)

۶۔ شیخ عبداللہ علی المحمود صدر مرکز الدعوۃ والارشاد، شارقہ لکھتے ہیں: "واطلعت على مقرراتهم الدراسية، وسررت غاية السرور بنشاطهم العظيم، وجهدهم الكبير، وحرصهم على العمل بكتاب الله تعالى وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم، ونهج طريق السلف الصالح، فأسأل الله تعالى أن يكرمهم بالتقوى ويمدهم باليقين، وأن يرزقهم النجاح والتوفيق" (دلیل الجامعۃ السلفیۃ، دسمبر 1997ء ص28)

میں نے جامعہ کی درسی کتابوں کو بغور دیکھا۔ان لوگوں کے عظیم کارناموں، کتاب وسنت پر عمل کے ان کے حرص اور سلف صالحین کے منہج کو اختیار کرنے کو دیکھ کر مجھے حد درجہ خوشی حاصل ہوئی۔

۷۔فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن السدیس، امام وخطیب حرم مکی، اور صدر شؤون الحرمین الشریفین حفظہ اللہ نے منہج سلف کے نشر واشاعت میں اس جامعہ کی جہود وخدمات کو سراہتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: "ألفيت هذه الجامعة جامعة حريصة جدًا على تطبيق الكتاب والسنة ومركزة على العقيدة السلفية الصحيحة... وهي جامعة عريقة أصيلة عرفت بخدمة السنة ونشرها والتركيز على علومها وعرفت أيضا بالاهتمام بالعقيدة السلفية في وقت تشاغل فيه كثير من المسلمين عنها، ويكفي هذه الجامعة فخرا ما عملته وقامت به وما رسمته من أهداف عمل الخير للمسلمين جميعا" (دلیل الجامعۃ السلفیۃ، دسمبر 1997ء ص25)

میں نے اس جامعہ کو کتاب وسنت کی تطبیق میں نہایت حریص اور صحیح سلفی عقیدہ کا مکمل اہتمام کرنے والا پایا... یہ ایک ایسا پائدار اور خالص جامعہ ہے جو حدیث کی خدمت واشاعت، اور علوم حدیث پر خصوصی توجہ دینے میں معروف ہے، اسی طرح اس جامعہ نے ایک ایسے وقت میں سلفی عقیدہ کے خاص اہتمام میں شہرت حاصل کی جس وقت کہ بہت سارے مسلمان اس سے غافل ہیں، اس جامعہ نے جو خدمات انجام دی ہیں، اور تمام مسلمانوں تک خیر پہنچانے کے جو اس کے اہداف ہیں وہ اس جامعہ کے فخر کے لئے کافی ہیں۔

۸۔ڈاکٹر ابراہیم بن عبید العبید حفظہ اللہ وکیل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ فرماتے ہیں: بے شک خالص اسلام جو کتاب وسنت اور فہم صحابہ پر مبنی ہے اس کی ترویج واشاعت میں جامعہ سلفیہ کی گرانقدر خدمات ہیں۔ جامعہ سلفیہ بنارس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا امتداد اور اپنے قیام

ومقاصد کے اعتبار سے اس کا مثیل اور نظیر ہے۔

یہ چند شہادتیں محض مشتے نمونہ از خروارے ہیں، جن کو بطور مثال یہاں پیش کیا گیا ہے، مقصد حصر کرنا نہیں ہے۔

مذکورہ بالا تمام کاوشوں، کارناموں، جہود، خدمات اور شہادات سے یہ بات بالکل عیاں ہوجاتی ہے کہ جامعہ سلفیہ کا برصغیر ہند و پاک بلکہ ساری دنیا میں منہج سلف کو فروغ دینے میں بے حد عظیم کردار رہا ہے۔ اس کے ان کارہائے نمایاں کو تاریخ کبھی بھلا نہیں سکتی۔ یہ خدمات ہمیشہ ہی تاریخ کے سنہرے اوراق میں جلی حروف سے لکھے جاتے رہیں گے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس جامعہ کو مزید ترقیاں عطا فرمائے، منہج سلف صالحین کو شہر شہر، قریہ قریہ اور گھر گھر پہنچانے کے مشن میں اسے کامیابی سے ہمکنار فرمائے اور جامعہ کے اساتذہ، ذمہ داران، مؤسسین اور محسنین کو اجر جزیل سے نوازے، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین.

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وسلم.

مثالی درسگاہ

ہم نے قوم اور جماعت سے وعدہ کیا ہے کہ مرکزی دارالعلوم ایک مثالی درس گاہ ہوگی اور اس میں ایسے علماء کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا جائے گا جو دینی اور دنیاوی دونوں حیثیتوں سے اپنے اندر ملت کے مسائل حل کرنے کی صلاحیت پیدا کرسکیں، اس لیے کسی طرح کی ترغیب یا تحریص میں آکر عجلت پسندی سے کام نہ لینا اور جب تک ایسا اسٹاف اور عملہ فراہم نہ ہو جائے جو ہمارے اس وعدہ کو پورا کرنے کا اہل ہو، اس وقت تک مرکزی دارالعلوم کے افتتاح کے لیے جلدی نہ کرنا۔ اگر ایسا کیا گیا تو یہ ایک ایسا غلط قدم ہوگا جس کی تلافی تا زیست نہیں ہو سکے گی۔

مولانا نذیر احمد املوی رحمانی
رحمہ اللہ

آزادئ ہند میں
علمائے اہل حدیث کا کردار

محمد مظہر الاعظمی
شیخ الجامعہ جامعہ عالیہ عربیہ، مئو

ہم جس ملک کے باسی ہیں یہ ملک ہندوستان ایک آزاد اور جمہوری ملک ہے یعنی اس کی حکومت کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے جو یہاں کی عوام کے منتخب ہوتے ہیں اور یہاں کے آئین کے اعتبار سے ایوان حکومت کے ان نمائندوں کو ہر پانچ سال بعد عوامی انتخاب کی بنیاد پر بدل دیا جاتا ہے یا ان کی نمائندگی کی تجدید ہوتی ہے اور یہ عوامی نمائندے انھیں عام باشندوں میں سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی عمر یہاں کے آئین کے مطابق نمائندگی کے لائق ہوچکی ہوتی ہے لیکن آج سے تقریباً ستر سال پہلے یہاں کے تاج وتخت کے مالک ایسے لوگ تھے جو یہاں کے باشندے نہیں تھے، بلکہ یہاں سے بہت دور ملک برطانیہ کے باشندے تھے اور جبراً یہاں کی حکومت پر قابض ہوگئے تھے۔ دراصل وہ یہاں تجارت کی غرض سے آئے تھے، لیکن اپنی شاطرانہ چالوں اور فطری خباثتوں کے ذریعہ یہاں کے سیدھے سادے باشندوں کے حاکم بن بیٹھے۔ پھر کیا تھا ہر ممکن طریقے سے یہاں کے لوگوں کو لوٹتے اور یہاں کی بیش بہا دولت سے صرف خود ہی عیش نہیں کرتے بلکہ اپنے ملک کی تعمیر وترقی میں بھی لگاتے اور جو لوگ ان کی اس ظالمانہ روش اور غیر انسانی حرکتوں پر حرف شکایت زبان سے نکالتے ان پر مزید ظلم وستم ڈھاتے اور یہان کے لوگوں کو اپنے خلاف متحد ہوکر کوئی ترکیب کرنے سے باز رکھنے کے لئے یہاں کے باشندوں میں تفریق کے بیج بوتے اور فرضی کہانیاں گڑھ گڑھ کے بیان کرتے بلکہ بڑے ہی منظم طریقے سے تاریخ کے نام پر ایسی کتابیں تصنیف کرکے لوگوں کے درمیان پھیلاتے جس سے یہاں کے باشندوں میں مذہب کی بنیاد پر ایک دوسرے سے دوری بڑھے۔ وہ یہاں کے باشندوں کو پورے طور سے یہ باور کرانے کی کوشش کرتے کہ ان کے آنے سے پہلے جو مسلمان یہاں پر حکمراں تھے ان لوگوں نے اس ملک کی دولت کو صرف اپنے عیش وآسائش میں صرف کیا ہے اور یہاں کے اصل باشندوں کو نظر انداز کرکے ان کی خوشحالی کو سلب کرنے کا کام کیا ہے نیز مسلمانوں نے اپنے دور حکمرانی میں غیر مسلم رعایا کی عبادت گاہوں تک کو تاراج کیا اور بہت ساری مندروں کو مسمار کرکے وہاں اپنے مذہب کی عبادت گاہیں تعمیر کرلی ہیں گویا وہ زبان حال سے یہ کہتے کہ ہم سات سمندر پار سے یہاں اس لئے آئے اور زمام حکومت کو

اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے تاکہ یہاں کے اصل باشندوں کو امن وراحت کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع مل سکے اور یہاں پہلے جیسی خوش حالی لوٹ آئے جس کو وہ افسانوی شکل دے کر بیان کرتے۔ وہ یہ کہتے نہ تھکتے تھے کہ مسلمان حکمرانوں سے پہلے یہاں گلیوں میں دودھ کی ندیاں بہتی تھیں یہاں کے کھیتوں میں ہیرا اگتے تھے اور یہاں کی مرغیاں سونے کا انڈا دیتی تھیں وغیرہ وغیرہ۔

ان حالات کے پیش نظر انگریزوں کی ظالمانہ حکومت اور ان کے طریق حکمرانی کو برادران وطن نے بہت دنوں تک سمجھا ہی نہیں اس لئے ایک لمبی مدت تک ان کے خلاف کوئی مزاحمتی عمل ان کی طرف سے سامنے نہیں آیا۔لیکن مسلمان چونکہ حکومت کی باگ ڈور انہیں کے ہاتھوں سے گئی تھی اس لئے ان کو جو خلش تھی وہ دوسروں کو نہیں ہوسکتی تھی۔

دوسری بات یہ کہ شاطر دماغ انگریز اپنی حکومت برقرار رکھنے کے لئے نہ صرف خود مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے بلکہ برداران وطن کے لئے شوشے چھوڑتے رہتے تھے اور یہ اکثریت کے زعم میں مسلمانوں کے ساتھ ناروا اور اوچھی حرکتیں کرتے رہتے تھے۔

تیسری بات یہ کہ مسلمان جن دین کے پیروکار ہیں اس کی بنیادی تعلیمات میں یہ عنصر غالب ہے کہ انسانوں کو اللہ نے اپنے احکام کی بجاآوری کرتے ہوئے زندگی گزارنے کا پابند کیا ہے اور اس نے تمام شعبہ ہائے حیات کے لئے روشن ہدایات اپنے رسولوں کے ذریعہ انسانوں تک پہنچا چکا ہے اور اس سلسلے کی آخری کڑی محمد رسول اللہ ﷺ کے صورت میں دنیا میں تشریف لا چکے ہیں اور انھوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا آخری پیغام اس کے بندوں تک قرآن کی صورت میں پہنچا دیا ہے اور اس کی عملی تفسیر آپ ﷺ کی احادیث کی شکل میں انسانوں کے پاس محفوظ ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انسانوں کو دنیا میں امن وراحت اسی صورت میں میسر ہوسکتی ہے جب وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نازل کردہ قرآن اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطابق زندگی گزاریں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ معاشرہ کے تمام افراد اس وقت تک امن وسکون کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتے جب تک کہ وہ انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی کے اندر بھی اللہ کے احکام کی پابندی نہ کریں اور ایک عام آدمی سے لے کر سربراہ مملکت تک اس کے آئین کی پاسداری نہ کریں۔ چنانچہ ایسے لوگوں کو یہ کیسے گوارا ہوسکتا تھا کہ کوئی قوم کسی قوم پر اس طرح مسلط ہوجائے کہ دوسروں کو اپنا غلام بنا کر اپنے پنجۂ استبداد میں جکڑے اور انہیں اپنے نام نہاد آقاؤں کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے پر مجبور ہونا پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزوں کے اس ملک میں اپنے بال و پر پھیلانے کے ساتھ ہی مسلمانوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ یہ قوم جو تاجروں کے بھیس میں ان کے ملک میں آئی ہے۔ ان کی نیت کچھ اور ہے اسی لئے انھوں نے ابتدا ہی سے ان کو یہاں سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے کوششیں شروع کردی تھیں۔ چنانچہ جب ہم تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرتے ہیں تو اس سلسلے کی جو تحریکیں نمایاں شکل

میں ہمارے سامنے آتی ہیں ان میں بنگال کے نواب سراج الدولہ اور میسور کے شیر ٹیپو سلطان کو اولیت دی جاسکتی ہے لیکن صد افسوس کہ ان دونوں مردان حق آگاہ کی کوششیں شیطان صفت انگریزوں کی بہادری کے باعث ناکامی سے دوچار نہیں ہوتی ہیں بلکہ میر جعفر اور صادق جیسے ملعون اور نام نہاد مسلمانوں کی غداری اور خباثت نفس کے باعث ناکامی سے دوچار ہوئیں اور ان دونوں کا نام بطور علامت غداروں اور ملعونوں کے لئے استعمال ہونا شروع ہوا۔ علامہ مشرق نے بھی کہا تھا:

جعفر از بنگال وصادق از دکن
ننگ ملت ننگ دیں ننگ وطن

اس ضمن میں جو تیسری کوشش نمایاں طور سے تاریخ کے صفحات میں نظر آتی ہے جسے خالص اسلامی نقطۂ نظر کی بنیاد پر ایسی تحریک کہا جاسکتا ہے جو اس ملک کو صرف غیر قوم کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے ہی نہیں بلکہ دنیا میں خالق کائنات کے آئین کے مطابق دنیا کو چلانے اور یہاں کے باشندوں کو پوری آزادی کے ساتھ جینے کا حق دینے کے لئے وجود میں آئی وہ تھی ''تحریک شہیدین'' یا ''وہابی تحریک''، اس کا بھی تعلق خالص مسلمانوں ہی سے تھا، لیکن چونکہ اس کا مقصد- جیسا کہ میں نے لکھا- صرف یہ نہیں تھا کہ سات سمندر پار سے آنے والی قوم انگریز کو یہاں پیر نہ جمانے دیا جائے اور یہیں کے لوگوں کے ہاتھوں میں یہاں کی زمام اقتدار رہے بلکہ اسی کے ساتھ اس تحریک کا مقصد یہ بھی تھا کہ یہاں بسنے والے تمام انسانوں کو برابری کا حق ملے اور کوئی کسی پر ظلم نہ کرے اسی لئے اس کی ابتداء یہیں کے کچھ ظالموں کی سرکوبی سے ہوئی لیکن اس تحریک کا مقصد صرف اتنا ہی نہیں تھا کہ سرحدی علاقہ کے ظالم سکھ حکمرانوں سے محاذ آرائی کی جائے بلکہ ان مجاہدوں کا مقصد یہ تھا کہ ان ظالم حکمرانوں کی سرکوبی کر کے ظالم انگریزوں کے خلاف محاذ آرائی کی جائے اور ان کے پنجۂ استبداد سے یہاں کے باشندوں کو نجات دلائی جائے یہی وجہ ہے کہ یہ تحریک کسی نہ کسی شکل میں ہندوستان کی مکمل آزادی تک قائم رہی اگرچہ اس تحریک کو بھی اپنے مقصد میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی مگر اس تحریک سے وابستہ لوگ تو علامہ اقبال کے الفاظ میں ان جذبات سے لبریز تھے اور گویا وہ اس معنی میں اپنے مقصد میں کامیاب بھی رہے کہ:

شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

اور پھر بہت بعد میں یہاں کے تمام باشندوں نے مل جل کر اور مشترکہ پلیٹ فارم سے کوشش شروع کی اور ایک طویل جدوجہد کے بعد ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو ہمیں ایک آزاد ملک میں سانس لینا نصیب ہوا لیکن میں نے جو چند سطروں میں اس پوری داستان کو بیان کردیا ہمیں اتنے مختصر وقفہ میں یہ آزادی نصیب نہیں ہوئی بلکہ اسے بیان کے لئے کہا جاسکتا ہے۔

سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

دراصل میں نے جو اتنے اختصار کے ساتھ ساری باتیں لکھ دیں تو صرف اس لئے کہ مکمل تاریخ نہیں دہرانی

ہے، بلکہ اس طویل داستان میں علماء اہل حدیث کے کردار کو نمایاں کرنا ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ جنگ آزادی کی داستان جتنی طویل ہے اس میں علماء اہل حدیث کا کردار بھی اتنا ہی نمایاں ہے بلکہ یہ کہنا درست ہے کہ نہ صرف اس داستان کے ہر صفحہ میں ہی ہمیں علماء اہل حدیث کا کردار جلی حروف میں نظر آئے گا بلکہ بہت سارے صفحات تو ایسے بھی نظر آئیں گے جہاں علماء اہل حدیث اور افراد اہل حدیث کے علاوہ کوئی نہیں نظر آئے گا لیکن شرط یہ ہے کہ تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کرتے وقت تعصب کی عینک سر کی آنکھوں پر نہ لگی ہو، بطور نمونہ میں صرف چند جھلکیاں دکھانے پر اکتفا کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ پوری تفصیل اگر پیش کرنے کی کوشش کروں تو یہ سیمینار اس کا متحمل نہیں ہو سکے گا۔ ان جھلکیوں میں بھی میں صرف انہیں تحریکوں کو سامنے رکھوں گا جن کو تمام لوگ ہندوستان کی آزادی میں دخیل مانتے ہیں۔

تحریک شہیدین یا وہابی تحریک:

اس تحریک کی بنیاد مولانا شاہ عبدالعزیز کے اس فتویٰ کی بنیاد پر پڑی جو انھوں نے انگریزی افواج کے ذریعہ لال قلعہ کے سامنے ہونے والے ایک اعلان کے جواب میں تقریر کرتے ہوئے دیا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر مختار احمد مکی لکھتے ہیں کہ ۱۸۰۳ء میں جب لارڈ بیک کی سرکردگی میں انگریزی افواج نے دہلی پر قبضہ کیا اور ایسٹ انڈیا کمپنی نے شاہ عالم جیسے نکمے بادشاہ کو تخت سے بے دخل کرتے ہوئے لال قلعہ کے سامنے یہ اعلان کیا کہ ''زمین خدا کی ملک بادشاہ سلامت کا اور حکم کمپنی بہادر کا'' تو اس کے ساتھ ہی شاہ عبدالعزیز نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ: آج سے مسلمان یہ ملک دارالحرب ہو گیا ہے اور ان غاصبوں کے خلاف جہاد کرنا ہمارا فرض ہے۔ (تحریک آزادی اور ہندوستانی مسلمان)

اس فتویٰ سے تحریک پا کر سید احمد کے ہاتھوں کچھ لوگوں نے بیعت کرنا شروع کیا اور جلد ہی لوگوں نے اپنے امیر کی سرکردگی میں جہاد کی غرض سے ہجرت کرنا شروع کیا اور پھر باقاعدہ تربیت اور فوجی ٹریننگ وغیرہ کا بندوبست کیا جانے لگا۔ آخر کار مجاہدین نے ایک طویل جدوجہد اور کافی مشقت برداشت کرتے ہوئے اپنے لئے ایک میدان کار تلاش کر لیا اور پہلی جنگ ۱۸۲۹ء میں اکورہ کے مقام پر سکھوں کے خلاف لڑی گئی اور مجاہدین کو کامیابی بھی ملی لیکن اسی کے ساتھ کچھ حاسد اور غدار بھی پیدا ہو گئے اور پھر چند کامیابیوں کے بعد بالاکوٹ کے مقام پر سید احمد اپنے خاص رفقاء شاہ محمد اسماعیل وغیرہ کے ہمراہ شہادت سے بہرہ ور ہو گئے۔ یہ جانکاہ واقعہ ۱۸۳۱ء میں ۶رمئی کو پیش آیا۔ اس طرح تحریک کا ایک دور اختتام کو پہنچا، یہاں تک کہ اس تحریک میں مسلمانوں کے دونوں مسلک کے لوگ شریک رہے حتیٰ کہ امیر جماعت سید احمد کے دست راست اگر شاہ اسماعیل تھے تو دست چپ مولانا عبدالحی اور کرامت علی جیسے لوگ تھے جو غالی حنفی تھے، لیکن یہ تمام لوگ ایک عظیم مقصد کے حصول کے لئے اپنے فروعی مسائل میں ایک دوسرے کے ساتھ رواداری کا ثبوت دیتے تھے۔

تحریک کا دوسرا دور:

حادثہ بالاکوٹ کے بعد اس کی باگ ڈور مولانا ولایت

علی عظیم آبادی نے سنبھالی جن کو سید صاحب نے تبلیغی مشن پر حیدرآباد دکن روانہ کررکھا تھا انھوں نے اس کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد ازسرنو لوگوں کو منظم کیا ان میں جہاد کی روح پھونکی اوران میں جہاد کا ولولہ تازہ کرنے کے لئے مہمیز کیا اور پھراس کے بعد یہ تحریک آخر تک کلیۃً اہل حدیثوں ہی میں محصور ہوگئی اور دوسرے مسلک کے لوگوں کو اس سے کوئی سروکار نہ رہا بلکہ یہ کہنا بھی درست ہے کہ تحریک کے دوسرے دور میں عمومی اعتبار سے صادقان صادقپور نے ہی اس کی قیادت کی ذمہ داری سنبھالے رکھا اوراس کی آبیاری کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیا۔

چنانچہ روئیداد مجاہدین کے مصنف تحریر کرتے ہیں کہ ’’شروع شروع میں یہ دونوں طبقے یعنی حنفی اور اہل حدیث ساتھ مل کر کام کرتے تھے دونوں کا زور جہاد پر تھا اوران فروعی مسائل میں وہ روادار تھے مگر آگے چل کر جب مجاہدین کی داروگیر شروع ہوئی اور ہر آمین بالجہر کہنے والے پر وہابی کا شبہ کیا گیا اور سرکار کی زبان میں وہابی کا معنی باغی ہوگیا‘‘۔

اس اقتباس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جب انگریزوں نے اس جذبۂ جہاد کی پاداش میں اہل حدیثوں کی پکڑ دھکڑ شروع کی وہابی اور باغی کو ہم معنی قرار دے دیا تو ہمارے حنفی بھائی جو ابھی دیوبندی اور بریلوی میں تقسیم نہیں ہوئے تھے یکسر تحریک مجاہدین سے الگ ہوگئے۔(تحریک اہل حدیث تاریخ کے جھروکے سے ص ۲۵۵)

الغرض اس تحریک کا دوسرا دور جسے تحریک تاریخ میں ’’تحریک شہیدین‘‘ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کلیۃً اہل حدیث علماء کے نام ہی ہے چنانچہ انگریزوں نے بعد کے ادوار میں جتنے مقدمات قائم کئے ان میں بیشتر اہل حدیثوں کے خلاف تھے اور آج پٹنہ کے اندر صادقان صادقپور کی نشانیاں چیخ چیخ بتا رہی ہیں کہ ہم میں وہ مجاہدین بستے تھے جنھوں نے وطن اور اہل وطن کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیا۔کاش وقت تنگدامانی کی شکایت نہ کرتا تو آج تذکرہ ان مجاہدین کا قدرے تفصیل کے ساتھ کیا جاتا،لیکن اسے ہم چھوڑ کر بادل ناخواستہ آگے بڑھنے کی کوشش کررہا ہوں۔

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

ہندوستان کو انگریزوں کے ناپاک وجود سے پاک کرنے اور باشندگان ملک کو غلامی کی قید سے رہائی دلانے کے لئے مجاہدین کی کوششیں تو جاری ہی تھیں لیکن یہ صرف ملک کے باشندوں کے ایک خاص طبقہ تک محدود تھیں۔یعنی اب ’’تحریک مجاہدین‘‘ سے وابستہ صرف اور صرف افراد اہل حدیث تھے کہ اس دوران ملک کی آزادی کے لئے یہاں کے باشندوں کی طرف سے ایک مشترکہ کوشش سامنے آئی جسے انگریزوں نے تو غدر ۱۸۵۷ء کا نام دیا لیکن حقیقت میں یہ یہاں کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ کوشش آزادی کی خاطر تھی جس کا محرک اگرچہ وہ کارتوس بنا جو انگریزوں کی جانب سے فوجیوں کو دیا جاتا تھا اور جس کے ایک سرے پر چربی لگائی گئی تھی اور وہ چربی گائے اور خنزیر کی تھی اس سے غالباً انگریزوں کا مقصد ان دونوں طبقوں کو اشتعال دلانا تھا کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک خنزیر کی چربی

حرام ہی نہیں بلکہ نجس تھی اور ہندوؤں کے نزدیک گائے کی چربی مقدس تھی۔ بہرحال اس طرح فوجیوں کے اندر اضطراب پیدا ہوا اور پھر یہ لاوا کی صورت اختیار کرکے ۱۸۵۷ء میں پھٹ پڑا اور تمام چھاؤنیوں سے فوجیوں نے علم بغاوت بلند کیا اور پھر بہادر شاہ ظفر کی قیادت ملک کی آزادی کی بھرپور کوشش سامنے آئی لیکن یہ کوشش بھی بارآور نہ ہوسکی۔

آزادی کی اس کوشش میں بھی اہل حدیث عوام اور علماء کا کردار نمایاں رہا۔ چنانچہ ڈاکٹر تاراچند نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کے فرقہ اہل حدیث نے پانچ لاکھ انسانوں کی قربانی دی۔ (تحریک اہل حدیث تاریخ کے جھروکوں سے)

انگریزوں کے خلاف کی جانے والی جتنی کوششیں ہیں سب میں اہل حدیث علماء نمایاں رہے ہیں اس کا ثبوت ڈاکٹر ہنٹر کی اس رپورٹ سے بھی ملتا ہے جو اس نے دس سال محنت شاقہ کے بعد تیار کی۔ اس میں ڈاکٹر نے لکھا ہے ’’شورش کا سرچشمہ ہندوستان کے وہابی علماء ہیں‘‘۔ (تحریک اہل حدیث تاریخ کے جھروکوں سے)

اسی طرح اس جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد جو سلسلہ دار وگیر شروع ہوا اور علماء وعوام کے خلاف جو مقدمات قائم ہوئے اور ان جھوٹے مقدمات میں جن لوگوں کو سزائیں دی گئیں ان کا ایک سرسری جائزہ اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کافی ہے کہ یہ اہل حدیث علماء نہ جانے کس مٹی سے بنے تھے کہ اپنا سب کچھ بے دریغ قربان کرکے ملک کی آزادی کو سستی سمجھتے تھے تبھی تو اس سلسلے کی ہر کوشش میں پیش پیش رہتے۔ سچی بات یہ ہے کہ ؎

ہم نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا تھا
جب سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں
سرفروشوں کے لئے دار و رسن قائم تھے
خان زادوں کے لئے مفت کی جاگیریں تھیں
بے گناہوں کا لہو عام تھا بازاروں میں
خون احرار میں ڈوبی ہوئی شمشیریں تھیں

جمعیۃ علماء ہند:

اس ملک کی آزادی میں مسلمانوں کی ایک تنظیم ’’جمعیۃ العلماء‘‘ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے، لیکن افسوس کہ اس انداز سے اس جمعیۃ کا تعارف پیش کیا جاتا ہے کہ وہ جمعیۃ علماء ہند نہیں جمعیۃ علماء احناف ہوجاتی ہے، لیکن اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو اس جمعیۃ کے قیام سے لے کر آزادی کے حصول تک بلکہ اس کے بعد بھی اس کی آبیاری اور اس کے پروان چڑھانے میں علماء اہل حدیث کا کردار بھی نمایاں نظر آئے گا۔

جمعیۃ علماء ہند میں اہل حدیث علماء کی کیا حیثیت ہوتی تھی۔ اس سلسلے میں مولانا سید داؤد غزنوی کے صرف دو واقعات اختصار کے ساتھ ملاحظہ کر لیجئے جس سے اندازہ ہوجائے گا۔ مولانا اسحاق بھٹی رقمطراز ہیں:

’’۱۹۴۲ء کے مارچ میں جمعیۃ علماء ہند کا سالانہ اجلاس لاہور میں مولانا سید حسین احمد مدنی کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ مولانا سید داؤد غزنوی ناظم استقبالیہ تھے۔ انھوں

نے اجلاس میں شرکت کے لئے کثیر تعداد میں علماء وزعماء کو دعوت نامے بھیجے تھے۔ ہمارے علاقہ کے بہت سے لوگوں کو دعوت شرکت دی گئی تھی۔ دعوت نامہ پر مولانا کی دستخطی مہر ثبت تھی جس میں ''محمد داؤد غزنوی'' کے الفاظ کندہ تھے۔ جلسہ میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ مولانا سید حسین احمد مدنی نے تحریری خطبہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کردینا چاہتا ہے۔ ان الفاظ پر پنڈال کے مختلف حصوں سے پاکستان زندہ باد کے نعرے بلند ہونے لگے۔ مولانا مدنی دھیمے انداز کے بزرگ تھے انھوں نے نعرے لگانے والوں سے خاموش رہنے کی اپیل کی، مگر نعرہ بازی کا سلسلہ جاری رہا۔ مولانا غزنوی اسٹیج پر تشریف فرما تھے وہ کھڑے ہوئے مائیک پر آئے اور مولانا مدنی سے اجازت لے کر مخالفانہ نعرہ لگانے والوں سے کہا حضرات خاموش ہوجایئے۔ حضرت مولانا کا خطبہ اطمینان سے سنئے۔ اگر اس میں آپ کے نزدیک کوئی قابل اعتراض بات ہے تو بعد میں بیان کریں آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کی جائے گی لیکن جب نعرہ لگانے والوں پر کوئی اثر نہیں ہوا تو مولانا غزنوی رعب وجلال کے ساتھ اعلان کیا۔

میں کہتا ہوں آپ خاموش ہوجائیں اگر خاموش نہیں ہوں گے تو خاموش کردیا جائے گا۔

اور واقعتا مولانا نے اپنے رعب وجلال کی بدولت اس ہنگامے کو سرد کردیا۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۱۳)

۱۹۴۵ء میں ماہ مئی میں ایک میٹنگ ہوئی اس وقت مولانا سید داؤد غزنوی جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر تھے اجلاس شروع ہوا تو مولانا غزنوی نہیں پہنچے تھے۔ ان کا شدید انتظار تھا اور بار بار مولانا مدنی اور دیگر حضرات ایک دوسرے سے بے تابی کے عالم میں پوچھتے تھے کہ مولانا غزنوی نہیں آئے۔ دوسرے روز مولانا غزنوی تشریف لائے اور سبھی حضرات استقبال کے لئے آگے بڑھے۔

لیکن افسوس اب جمعیۃ علماء ہند کو بعض لوگ اپنی میراث سمجھنے لگے ہیں اور اس کی تمام خدمات اپنے نام کرکے اہل حدیثوں کا نام اس سے ایسے ہی کھرچنے کی کوشش میں مصروف ہیں جیسے آج کل ہندوستان کی ایک سیاسی پارٹی جو انگریزوں کے دور میں وظیفہ خوار رہی تھی اور جنگ آزادی میں انکا کوئی کردار نہیں ہے پوری جنگ آزادی میں اپنا ہی نام لیتے ہیں اور اس ملک کے حقدار خود کو سمجھنے لگے ہیں۔ (نقوش عظمت رفتہ ص ۱۴)

کانگریس پارٹی جس کے سر ہندوستان کی آزادی کا سہرا باندھا جاتا ہے اس کے اندر بھی اہل حدیث علماء کی شمولیت نہ صرف مسلم ہے بلکہ اس کی طرف سے چلنے والی تمام تحریکوں میں علماء اہل حدیث نمایاں نظر آتے ہیں۔ چنانچہ علماء اہل حدیث میں سے اگر کوئی بھی کانگریس میں نہ رہتا تو صرف مولانا ابوالکلام آزاد کی شخصیت اور ان کی خدمات ہی پورے اہل حدیثوں کی طرف سے کفایت کرتیں۔ لیکن ان کے علاوہ وہ خود مولانا سید داؤد غزنوی آزادی کے کچھ پہلے تک نہ صرف کانگریس کے سرگرم کارکن تھے بلکہ پنجاب سے وہ تنہا کانگریس کے ٹکٹ پر اسمبلی میں

پہنچنے والے ممبر ہوا کرتے تھے۔اسی طرح مفسر قرآن مولانا عبدالقیوم رحمانی اوران جیسے کتنے علماء اہل حدیث تھے جنھوں نے جنگ آزادی میں کانگریس کے بینر تلے نہ صرف عملاً حصہ لیا بلکہ قیدوبند کی صعوبتوں سے بھی بہرہ ور ہوئے۔

تحریک ریشمی رومال:

کچھ لوگوں میں اس کا بہت چرچا رہتا ہے کہ ہمارے اسلاف نے آزادی کے لئے ایک تحریک چلائی جسے ''تحریک ریشمی رومال'' سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ بہت موثر تحریک تھی۔ یہ تحریک کیا تھی اس کا مختصر تعارف حاضر خدمت ہے۔

۱۹۱۴ء میں جو پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی اور ہندوستان کی فوجی چھاؤنیاں خالی ہوگئیں۔مولانا فضل الٰہی وزیرآبادی اور مولانا محمد بشیر لاہوری کے توسط سے جرمنی کے سفارت کاروں سے لوگوں نے رابطہ کیا کہ تم اپنا ایک سفارتی وفد کابل بھیجو تاکہ ہندوستان کی آزادی کا کوئی لائحہ عمل مرتب کیا جاسکے۔ اگرچہ یہ سفارتی مشن ناکام ہوگیا لیکن جرمنی سے یہ طے ہوگیا کہ جماعت مجاہدین ہندوستان بھر کی بڑی بڑی ریاستوں کے راجوں اورنوابوں کو جرمنی کی چٹھیاں پہنچائیں گی جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر جرمنی ہندوستان پر حملہ کردے تو اس کا مقصد ہندوستان کو آزاد کرانا ہوگا اور اس وقت راجہ اور نواب آڑے نہیں آئیں گے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے چٹھیاں ریشمی رومال پر تیار کی گئیں جو تعداد میں آٹھ تھیں اور وہ کابل پہنچ گئیں لیکن راجوں اورنوابوں تک ان کو پہنچانا جان جوکھم میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ بہرحال ان آٹھ چٹھیوں میں سے سات چٹھیاں پہنچانے کی ذمہ داری ایک مردحق آگاہ صوفی عبداللہ نے لی جو اہل حدیث عالم اورتحریک شہیدین سے آخری عمر تک وابستہ رہنے والی شخصیت تھی۔ انھوں نے وہ ساتوں چٹھیوں کو پہنچادیا لیکن آٹھویں چٹھی جو ایک حنفی عالم مولانا عبیداللہ سندھی کے ذمہ تھی وہ کئی ہاتھ ہوکر بھی اصل مقام تک نہ پہنچ سکی بلکہ درمیان میں پکڑی گئی۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ریشمی رومال کوئی تحریک نہیں تھی بلکہ یہ ایک جرمنی مشن تھا وہ بھی اہل حدیث عالم صوفی عبداللہ ہی کا مرہون منت ٹھہرا۔ سچ کہا شورش کاشمیری نے کہ'' کچھ لوگوں نے غداری کرکے اپنی چاندی بنائی کچھ لوگ سادگی سے نشانۂ انتقام بن گئے''۔

حیف اب وقت کے غدار بھی رستم ٹھہرے
اور زنداں کے سزاوار فقط ہم ٹھہرے

ترک موالات:

آزادی حاصل کرنے کے لئے جو تدابیر اختیار کی گئیں ان میں ایک تدبیر یہ بھی تھی کہ انگریزوں سے ترک موالات کیا جائے۔ چنانچہ تمام مسلمانان ہند اور بالغ نظر علماء نے انگریز سے عدم تعاون شروع کردیا اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا۔اس مرحلہ میں بھی اہل حدیث علماء دوسرے لوگوں کے شانہ بشانہ رہے اوراس طرح وطن سے اپنی سچی محبت کا ثبوت دیا لیکن اس موقع پر مجھے ان لوگوں کے سلسلے میں چندحروف لکھ لینے دیجئے جو ہندوستان کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کے علاوہ خودکو تنہا نمائندہ قرار دیتے

ہیں اور یہ دعویٰ کرنے میں ذرا بھی باک نہیں محسوس کرتے کہ انھوں نے ہی آزادی کی شمع جلائی اور ہر طرح کی قربانی پیش کی اور ہم پر پھبتیاں کسنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے اور بڑی بے حیائی کے ساتھ شیخ الکل فی الکل کے ۱۸۵۷ء کے زمانہ میں انسان دوستی کا ثبوت پیش کر کے ایک میم کی جان بچانے کے واقعہ کو بنیاد بنا کر ہمیں انگریزوں کا وظیفہ خوار ثابت کرنے کی مذموم اور اوچھی حرکت کرتے ہیں۔ ترک موالات کے سلسلہ میں تھانہ بھون کے پیر مولانا اشرف علی تھانوی اور بریلی کے اعلیٰ حضرت کے کارناموں پر ایک نظر ڈال لیں اور بات ختم کریں۔ مولانا اسلم فیروز پوری لکھتے ہیں: ''تحریک ترک موالات میں تمام مسلمانان ہند اور بالغ النظر علماء نے انگریز سے عدم تعاون شروع کردیا اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا تو علماء کرام میں سے مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا احمد رضا خان بریلوی نے انگریز کو خوش کرنے کے لیے ترک موالات کے خلاف فتوی صادر فرمایا''۔ (تحریک اہل حدیث تاریخ کے جھروکوں سے ص ۲۹۵)

نیز انہیں کے حلقہ کے ایک اور عالم دین جن کا نام بڑی عقیدت کے ساتھ لیا جاتا ہے جن کو ان گنہگار آنکھوں نے دیکھا تو نہیں ہے لیکن امید یہی ہے کہ یہ لوگ ان کے جبۂ ودستار کو بوسہ ضرور دیتے رہے ہوں گے ان کا کردار بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔ مولانا اسلم فیروز پوری صاحب تحریر کرتے ہیں کہ:

''مولانا سندھی نے جن علماء کی سازشوں کا ذکر کیا ہے اور مولانا حسین احمد مدنی نے ان علماء کو بے نقاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب مولانا عبیداللہ سندھی مدینہ منورہ میں نظر بند تھے تو علامہ انور شاہ کشمیری نے ایک حاجی کے ذریعہ مولانا سندھی کو مکتوب ارسال کیا اور یہ مکتوب مولانا عبیداللہ کو مکہ مکرمہ میں ملا۔ یہ مکتوب مجھے دیوبند میں آکے دے دیا جس میں علامہ انور شاہ کاشمیری مولانا عبیداللہ سندھی کو لکھتے ہیں کہ آپ کے قیام دیوبند کے زمانہ میں غلط فہمی کی وجہ سے میں آپ کی تکلیف کا باعث بنا۔اب میرے دل میں کوئی رنج نہیں ہے آپ معاف فرمائیں گے۔

اس مکتوب سے واضح ہوگیا کہ مولانا عبیداللہ سندھی کے خلاف سازشیں کرنے والے علامہ انور شاہ اور ان کے رفقاء تھے جو جہاد آزادی کو ناپسند کرتے تھے۔ (تحریک اہل حدیث تاریخ کے جھروکوں سے ص ۲۹۹)

سچ ہے:

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

حقیقت تو یہ ہے کہ:

أولئک آبائی فجئنی بمثلهم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

اور آخر میں اس دعا کے ساتھ میں اپنا قلم بند کرتا ہوں:

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

☆☆☆

ابنائے جامعہ سلفیہ کی تصنیفی خدمات

(بنارس، مئواور مبارک پور)

مولانا احسن جمیل عبدالبصیر مدنی
سکریٹری امہات المومنین گرلس انٹر کالج، بنارس

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين محمد وآله وصحبه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد:

قابل مبارکباد وستائش ہیں منتظمین جامعہ سلفیہ بنارس جن کی کوششوں سے آج بتاریخ ۱۹۔ ۲۰/ ۳/ ۱۴۴۰ھ= ۲۸۔۲۹/ ۱۱/ ۲۰۱۸ء جامعہ کے ابنائے قدیم کا یہ عظیم اجلاس منعقد کیا جارہا ہے، جس کی مناسبت سے مادر علمی کے ان گوہر مایہ ناز افاضل کو اکٹھا ہونے کا موقع حاصل ہوا ہے جو بلاشبہ اب جماعت کے معتمد علماء ہیں اور اپنی اپنی جگہ پر تبلیغ وتدریس وتصنیف کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، نیز ان میں سے بیشتر اس میدان میں بہترین خدمات پیش کرتے ہوئے اعلی تجربات رکھتے ہیں، بے شک ان کے اس اجتماع سے جامعہ کے کاز کو تقویت پہنچے گی اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھا کر جامعہ کے قیام کے ان مقاصد کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے جس کا خواب جامعہ کے مخلص مؤسسین اور اکابرین جماعت نے جامعہ کے قیام کے موقع پر دیکھا تھا، نیز جس کا ذکر مولانا عبدالمتین صاحب بنارسی رحمہ اللہ نے جامعہ کی تاسیس کی مناسبت سے اپنی تقریر میں کیا تھا، آپ کے الفاظ یہ ہیں:

”ہم محسوس کرتے تھے کہ کاش کوئی ایسا ادارہ بن جائے جہاں عربی زبان کی اعلی ترین تعلیم ہو، جہاں قرآن وحدیث کی تعلیم کا بہترین نظم ہو، جہاں کے طلبہ کی دینی تربیت ایسی ہو کہ وہ جب درسگاہ سے فارغ ہوکر نکلیں تو دنیا کے سامنے اسلام کا عملی نمونہ پیش کریں“۔

آگے فرماتے ہیں:

”یہ خیال، یہ تصور اور یہ منصوبہ تھا کہ کوئی ایسی درسگاہ ہو جہاں قرآن وحدیث کی اعلی ترین تعلیم ہو، جہاں تصنیف وتالیف کا بھی ایک شعبہ ہو، جہاں سے حدیثوں کی کتابوں کی نشرواشاعت اور اس کی طبع کا بھی انتظام ہو، اور جس سے ملک کے مختلف مدارس ومکاتب ایک رشتہ میں جڑے ہوں“۔ (ترجمان دہلی کا تاسیس نمبر، یکم جنوری ۱۹۶۴ء)

أولئك آبائي فجئني بمثلهم

آج کے اس عظیم اجلاس کے موقع پر منتظمین اجلاس نے مجھے ”ابنائے جامعہ کی تصنیفی خدمات“ کے موضوع پر مقالہ پیش کرنے کا حکم دیا تھا، چونکہ یہ موضوع اتنا مبسوط ہے کہ اسے چند صفحات کے اندر سمیٹنا ناممکن ہے، اس کے مبسوط ہونے کا اندازہ جامعہ ہی کے فاضل مولانا محمد مستقیم سلفی حفظہ اللہ کی کتاب ”جماعت اہل حدیث کی تصنیفی

خدمات'' میں مذکور فارغین جامعہ کی تصنیفات سے لگایا جاسکتا ہے،اسی لئے میں منتظمین اجلاس کے مشورہ سے اس موضوع کو بنارس و ماجاورھا کے بعض چنندہ افاضل کے ذکر پر محدود کر دیا، جس کے لئے میں منتظمین اجلاس وفارغین جامعہ سے معذرت خواہ ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس موضوع کا خیال کرتے ہوئے اسے مختلف نقاط پر تقسیم کر کے مقالہ لکھوایا جاتا تو ممکن تھا کہ اس کا حق ادا ہوتا اور افاضل جامعہ کی ہمہ جہت تصنیفی خدمات کا ایک مکمل جائزہ محفوظ ہوجاتا۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ابنائے جامعہ کی تصنیفی خدمات کی فہرست جامعہ کی سنٹرل لائبریری میں موجود ہے جس سے اس موضوع پر کافی مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔

جن چند شخصیات اور ان کی تصنیفی خدمات کا یہاں تذکرہ کرنا مقصود ہے،ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس مبارکپوری رحمہ اللہ۔
(۲) ڈاکٹر جاوید اعظم عبدالعظیم رحمہ اللہ۔
(۳) شیخ ابوالقاسم فاروقی حفظہ اللہ۔
(۴) شیخ محمد صالح محمد یونس بنارسی حفظہ اللہ۔
(۵) شیخ ابوالقاسم عبدالعظیم حفظہ اللہ۔
(۶) شیخ محمد یونس عبدالمتین مدنی حفظہ اللہ۔
(۷) عبدالاحد احسن جمیل آل عبدالرحمن۔

(۱) ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس مبارکپوری رحمہ اللہ

ڈاکٹر رضاء اللہ صاحب کا تعلق مبارکپور کے اس علمی خانوادے سے ہے جس نے علم دین کی بڑی بڑی خدمات پیش کی ہیں اور جن کی اس میدان میں بے انتہاء قربانیاں بھی ہیں، ڈاکٹر رضاء اللہ رحمہ اللہ اسی علمی خانوادے میں نگاہیں کھولتے ہیں اور علماء کے بیچ میں پرورش بھی پاتے ہیں۔

ڈاکٹر رضاء اللہ رحمہ اللہ کی ولادت ۳۰/ دسمبر ۱۹۵۴ء کو اپنے آبائی گاؤں پورہ صوفی مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی، اور علمی واسلامی تربیت میں آپ کی نشوونما ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں مبارکپور کے مدرسہ دارالتعلیم میں مکمل کرنے کے بعد مرکزی دارالعلوم بنارس کا رخ کیا اور ۱۹۷۴ء مطابق ۱۳۹۶ھ کو یہاں سے آپ نے عالمیت مکمل کیا،اسی درمیان معروف عالم دین علامہ تقی الدین ہلالی رحمہ اللہ جامعہ سلفیہ تشریف لائے تو آپ کو اپنے ہمراہ مراکش لے کر چلے گئے، پھر وہیں سے آپ کا داخلہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ہوگیا اور وہاں آپ نے کلیۃ الحدیث کا انتخاب کیا اور کلیہ (لیسانس)، ماجستیر اور دکتوراہ کی ڈگریاں حاصل کیں، اس کے بعد ہندوستان واپس آکر اپنے مادر علمی جامعہ سلفیہ بنارس میں ایک باصلاحیت مدرس، مبلغ اور منتظم کی حیثیت سے اپنا فریضہ انجام دیتے رہے، اسی درمیان آپ کو شیخ الجامعہ کا منصب بھی عطا کیا گیا، یہاں تک ۳۰/ ۲۰۰۳ء مطابق ۲۷ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ کو بمبئی میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے انتقال کے بعد آپ کی حیات وخدمات پر جامعہ سلفیہ کے میگزین ''محدث'' کا ایک خصوصی شمارہ شائع کیا تھا، جس کے مطالعہ سے آپ کے سلسلہ میں مفصل معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

آپ رحمہ اللہ جامعہ اسلامیہ میں دور طالب علمی میں اور دوران تدریس جامعہ سلفیہ میں بڑی اہم اور مفید کتابوں کو تحقیق وتعلیق سے آراستہ کرتے رہے، جن کتابوں کو شیخ

نے اپنی تحقیق وتعلیق اور تعریب وترجمہ سے آراستہ کیا ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

عربی تالیفات:

(۱) كتاب العظمة از أبى الشيخ الأصبهانى (تحقیق وتعلیق)

یہ کتاب ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کا ایم. اے (ماجستیر) کا رسالہ ہے، یہ کتاب دار العاصمہ ریاض مملکت سعودی عرب سے پانچ جلدوں میں آپ کی تحقیق وتعلیق سے طبع ہوئی ہے، اس کتاب میں مؤلف رحمہ اللہ نے اللہ رب العالمین کی عظمت کو ثابت کیا ہے اور اس سے متعلق جو غلط عقائد ہیں ان کا رد کیا ہے۔

(۲) السنن الواردة فى الفتن وغوائلها از عثمان بن سعيد الدانى (تحقیق وتعلیق)

یہ کتاب بھی آپ رحمہ اللہ کا دکتوراہ کا رسالہ ہے، جو دار العاصمہ ریاض مملکت سعودی عرب سے چھ جلدوں میں شائع ہوئی ہے، احادیث فتن کی بے جا تاویلات اور ان کی غلط تشریح اور خوارجیت نے جب زور پکڑا تو سلفی علماء ومحققین نے اس کے جواب کے لئے ان احادیث کے جمع وتعلیق اور شرح وحاشیہ کا کام کیا، اسی کی ایک کڑی امام دانی رحمہ اللہ کی یہ کتاب ہے، جس پر شیخ رحمہ اللہ نے تحقیق وتعلیق کا کام کیا ہے۔

(۳) الرد على من قال بخلق القرآن از ابن النجاد (تحقیق وتعلیق)

امام احمد رحمہ اللہ کے دور سے جب فتنہ خلق قرآن نے جنم لیا تو علماء ومحققین نے اس فتنہ کو بیخ وبن سے اکھیڑ پھینکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی، اسی کی ایک کڑی امام ابن النجاد کی یہ کتاب ہے، ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی تحقیق سے یہ کتاب مکتبۃ الصحابہ الاسلامیہ کویت سے ایک جلد میں طبع ہوئی۔

(۴) كتاب الأهوال از ابن ابى الدنيا (تحقیق وتعلیق)

(۵) أحكام الجنائز از محمد عبدالرحمن المباركفورى (تعریب)

(۶) وجهتان متضادتان فى الشيخ محمد بن عبدالوهاب (تعریب)

اردو تالیفات:

(۱) خواتین کے مخصوص مسائل۔ (ترجمہ)

(۲) عبداللہ بن سبا، عقائد ونظریات۔

(۳) سلفیت کا تعارف اور اس سے متعلق شبہات۔

جب ابوبکر غازی پوری نے اپنی اوچھی تحریروں کے ذریعہ حاملین کتاب وسنت کو مختلف جھوٹے اتہامات کا نشانہ بنانا شروع کیا تو ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے اپنے علمی جوابات سے اس کا نہ یہ کہ صرف ناطقہ بند کر دیا بلکہ اس کے آگے راہیں بھی مسدود ہوگئیں۔ یہ کتاب متعدد مرتبہ چھپ کر فروخت اور مفت تقسیم ہوتی رہتی ہے۔

(۴) قانون ساز مجلس کی رکنیت (ترجمہ)

(۲) ڈاکٹر جاوید عبدالعظیم رحمہ اللہ

جاوید اعظم بن عبدالعظیم بن عبدالحق بن حافظ عبدالرحمن بن حافظ عبدالرحیم بن اللہ بخش بن نذر محمد بن پیر محمد عرف فرنگی۔

آپ رحمہ اللہ ہندوستان کے مشہور شہر بنارس کے محلہ

مدنپورہ میں ۶؍رجب ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۵؍اپریل ۱۹۵۰ء بروز منگل پیدا ہوئے، آپ کا خانوادہ علمی دینی ہونے کے ساتھ ایک نہایت متمول اور سخاوت وفیاضی میں اپنی مثال آپ تھا۔

ایک دین دار اور تاجرانہ ماحول والے گھرانہ میں آپ کی نشوونما ہوئی، آپ کے والد ماجد بھی جامعہ رحمانیہ بنارس کے فارغ التحصیل تھے۔

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی تعلیم کی ابتداء اپنے آبائی مدرسہ جامعہ رحمانیہ سے ہوئی اور پھر ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء میں آپ نے مرکزی دارالعلوم (جامعہ سلفیہ) بنارس سے عالمیت مکمل کیا، اور دوسال بعد ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۲ء میں فضیلت کی سند حاصل کرنے کے بعد اگلے ہی سال تعلیم مکمل کرنے اور اعلی تعلیم کے حصول کی غرض سے آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے آپ نے ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۷۷ء میں لیسانس (کلیہ) کی سند حاصل کی اور اس کے بعد ماجستیر اور دکتوراہ کی سند آپ رحمہ اللہ نے جامعہ ام القری مکہ مکرمہ سے حاصل کی، اس کے بعد بطور تدریس (کلیۃ الآداب للبنات بالدمام) جامعۃ الملک فیصل میں استاذ مقرر ہوگئے، اور ریٹائرڈ ہونے تک ۱۶ سال آپ وہاں تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے، پھر اپنے آبائی شہر بنارس تشریف لائے اور مرکزی دار العلوم سے منسلک ہوگئے اور تدریس کا کام انجام دینے لگے، اس کے بعد ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۰ء میں آپ مرکزی دارالعلوم کے صدر منتخب ہوئے۔

آپ اتنے خوش مزاج اور صاف گو انسان تھے کہ دارالعلوم کے اساتذہ، طلباء اور دوسرے خدمت گزار سب آپ سے نہایت خوش اور آپ کے مداح تھے، لیکن قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ ۲۷؍محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳؍دسمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعہ قبیل الفجر آپ اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ رحمہ اللہ نے جن مؤلفات کو اپنی تحقیق وتعلیق سے آراستہ ومزین کیا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) التدلیس والمدلسون

(۲) المقنع فی علوم الحدیث از **ابن الملقن** (دراسہ وتحقیق)

یہ کتاب ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کا ماجستیر کا رسالہ ہے، علوم حدیث کی ایک معروف شخصیت امام ابن ملقن رحمہ اللہ کی یہ مایہ ناز کتاب جس کو ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ماجستیر کے رسالہ کے لئے اختیار کیا، لیکن یہ کتاب اب تک مطبوع نہ ہوسکی۔

(۳) الجزء الثامن من کتاب "الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان" (دراسہ وتحقیق)

یہ کتاب ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے دکتوراہ کا رسالہ ہے۔ متن حدیث کی مشہور زمانہ کتاب **"المسند الصحیح علی التقاسیم والأنواع" المعروف بصحیح ابن حبان**، جس کو ابن بلبان نے فقہی ابواب پر ترتیب دیا ہے، اسی کے آٹھویں حصہ کی تحقیق ودراسہ کا کام ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے کیا ہے، اتفاق سے یہ کتاب بھی اب تک چھپ نہ سکی، اللہ تعالی کسی صاحب ذوق کو توفیق عطا کرے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کے ان علمی ذخیروں کو مزین ومنقح کر کے

لوگوں کے سامنے پیش کر سکے۔

(۴) التوضيح الأبهر فى شرح التذكره فى الأثر از سخاوی (تحقیق وتعلیق)

(۳) شیخ ابوالقاسم فاروقی حفظہ اللہ

محمد ابوالقاسم بن ابوالخیر فاروقی حفظہ اللہ پر یوانرائن پور پڑتاپ گڑھ کے ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔

آپ حفظہ اللہ کی والدہ مشہور علمی خانوادے سعید بنارسی اور سیف اللہ المسلول کی نسل کی چشم و چراغ تھیں، اور آپ حفظہ اللہ کے والد محترم مولانا ابوالخیر صاحب فاروقی ایک نہایت غیور اور باشرع عالم تھے۔آپ جامعہ رحمانیہ مدن پورہ بنارس کے مشہور اساتذہ میں سے ایک اور اس کی ایک اہم کڑی تھے،آپ نے جامعہ رحمانیہ میں ایک معنوں میں اپنی پوری عمر صرف کردی۔

مولانا ابوالقاسم صاحب نے اپنے والد ماجد کے ساتھ بنارس میں رہتے ہوئے اپنی ابتدائی تعلیم جامعہ رحمانیہ بنارس سے حاصل کی اور اس کے بعد ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں عالمیت اور ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں فضیلت کی تعلیم مکمل کی۔اس کے بعد جامعہ رحمانیہ میں تدریس کے لئے آپ کی تقرری ہوگئی، ایک مدت تک طالبان علوم نبوت کو فیضیاب کرنے کے بعد ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۶ء کو ریٹائر ہوکر آزادطور پر اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے رہے ہیں۔

آپ حفظہ اللہ کی علمی خدمات جن سے دنیا فیض یاب ہورہی ہے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) قبر سے حشر تک

آپ حفظہ اللہ نے اس کتاب کے اندر برزخی زندگی سے متعلق تمام حقائق کو بڑے سلیس اور عمدہ انداز میں جمع کر دیا ہے، اس کتاب نے عوام وخواص ہر جگہ نہایت مقبولیت حاصل کی، اور ہر میدان میں اس کوشش کو سراہا گیا۔

شیخ حفظہ اللہ نے اس کتاب کے ذریعہ سے برزخی زندگی سے متعلق عوام کے دلوں میں اٹھنے والے سوالات کا بڑے اچھے انداز میں جواب دیا ہے۔

(۲) أزهار العرب از محمد بن يوسف السورتی (تحقیق وتعلیق)۔

یہ کتاب مرکزی دار العلوم میں ثانویہ اولی میں نصاب میں داخل ہے، جو عربی ادب میں نہایت ہی عمدہ اور پاک صاف کتاب ہے، ایک حصہ نظم اور دوسرا حصہ نثر پر مشتمل ہے، شیخ حفظہ اللہ نے بڑی خوش اسلوبی سے اس کتاب پر شرح وتحقیق کا کام کیا ہے، اوراس کے غوامض کوحل کیا ہے۔

(۳) علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی حیات وخدمات

۶۹۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب خانوادہ سعید وسیف بنارسی رحمہا اللہ کی تاریخ ہے۔

(۴) شیخ محمد صالح محمد یونس بنارسی حفظہ اللہ

محمد صالح محمد یونس بنارسی حفظہ اللہ، ان علماء میں سے ہیں جن کا تعلق بنارس سے ہے، آپ بنارس کے ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بعض مخلصین نے جامعہ کے ابتدائی دور میں اس کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔

ابتدائی تعلیم مدرسہ جامعہ رحمانیہ سے حاصل کرنے کے بعد آپ نے ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں عالمیت مکمل کیا، اور ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء میں فضیلت مکمل کیا،

اور پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے لیسانس کی سند حاصل کرنے کے بعد وزارۃ الشؤون الاسلامیہ والأوقاف الدعوۃ والارشاد مملکت سعودی عرب کی جانب سے متحدہ عرب امارات میں داعی کی حیثیت سے مقرر ہو گئے اور آج تک وہیں قیام پذیر ہیں۔

آپ حفظہ اللہ نے دنیا کو جن علمی خزینوں سے آراستہ وپیراستہ کیا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) فقہ السنہ از سید سابق (ترجمہ)

سید سابق کی مشہور زمانہ تالیف فقہ السنہ، اس کتاب کا مقام کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، آپ حفظہ اللہ نے مکمل دو جلدوں میں اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے، جس میں سے پہلی جلد آپ نے خود سے مزین کر کے چھپوایا بھی ہے اور دوسری جلد اب تک طبع نہیں ہوسکی ہے، اللہ تعالی اس کو طبع کرانے کی توفیق عطا کرے۔

(۲) عذاب قبر ایک تحقیقی جائزہ

(۳) مردے سنتے نہیں (ترجمہ)

(۴) خوشگوار ازدواجی زندگی (ترجمہ)

یہ ڈاکٹر ناصر بن سلمان آل عمر کا ازدواجی زندگی سے متعلق ایک نہایت نفیس رسالہ ہے۔ جسے آپ حفظہ اللہ نے اردوداں طبقہ کے استفادہ کی غرض سے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے، اور اس کی متعدد طبعات منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔

(۵) شیخ ابوالقاسم عبدالعظیم حفظہ اللہ

ابوالقاسم عبدالعظیم حفظہ اللہ مئو کے مشہور عالم دین مبلغ اور داعی ہیں، مئو کی سرزمین بہت ہی زرخیز ہے، وہاں سے کافی تعداد میں علماء اور دانشوروں کی جماعت وجود میں آئی۔ مدارس کی کثرت اور علمی خانوادوں کی وجہ سے مئو کا ماحول بھی عموماً علمی ماحول رہا ہے، چیدہ چیدہ علماء کی جماعت وہاں موجود رہی ہے، آج بھی مولانا محمد صاحب اعظمی جیسی شخصیات مئو کے اندر موجود ہے۔

اسی ماحول اور اسی جگہ پر مولانا ابوالقاسم حفظہ اللہ کا جنم ہوتا ہے، اور اسی ماحول کے اثر کی وجہ سے گھر والوں نے دینی علم میں لگایا اور مولانا نے بھی اپنے گھر، خاندان اور والدین کے خواب کو سچ کر دکھایا، اور اپنے تعلیمی مراحل طے کرتے ہوئے جامعہ سلفیہ بنارس سے ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء میں عالمیت کی سند حاصل کی، اور ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں فضیلت کی سند مرکزی دار العلوم سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کا داخلہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ہوگیا جہاں سے آپ نے لیسانس (کلیہ) کی ڈگری حاصل کی۔ آپ حفظہ اللہ ان شخصیات میں سے ہیں جن کو موجودہ دور میں صاحب تصانیف کثیرہ کہا جا سکتا ہے، ان میں سے بعض اہم تصانیف ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

عربی تصانیف:

(۱) أبکار المنن فی تنقید آثار السنن از محدث محمد عبدالرحمن المبارکفوری (تخریج وتعلیق)

محدث محمد عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کی مایہ ناز کتاب "أبکار المنن فی تنقید آثار السنن"، جس میں مؤلف رحمہ اللہ نے بڑے عمدہ اور صاف ستھرے انداز میں حنفیوں کی جانب سے حدیثوں پر کئے گئے اعتراضات کا دفعیہ کیا ہے۔ مولانا ابوالقاسم حفظہ اللہ نے اس کتاب کو اپنی تحقیق اور تعلیق کے ذریعہ آراستہ کیا، اور افادہ عامہ کی خاطر

ایک عمدہ فہرست بھی ترتیب دیا ہے۔

(۲) النواب صدیق حسن خان دعوته واعماله

(۳) نماذج من أدب اللازمة

(۴) الجهاد في سبيل الله

(۵) التبيان في علم البيان المطلع على اعجاز القرآن از عبدالواحد الزملكاني (تحقیق وتعلیق)

(۶) الدعوة السلفية النجدية كما يراها الشوكاني

(۷) فضل علم السلف على علم الخلف از ابن رجب (تحقیق وتعلیق)

(۸) خطة اليهود والشيعة حول الحرم المكي وطرق الدفاع

اردو تصانیف

(۱) امت مسلمہ کے اجماعی مسائل

(۲) سلیقۂ اختلاف

(۳) قتل اسلام کے آئینہ میں

(۴) آخری صلیبی جنگ

(۵) جائزہ تنقید اور خاطر احباب

(۶) اطاعت یا تقلید

(۷) اسم اعظم کیا ہے

(۸) رسول اللہ ﷺ کی مدنی قربانیاں

یہ رسالہ عیدالاضحیٰ کی قربانی سے متعلق ہے اور اس رسالہ میں مؤلف رحمہ اللہ نے خصوصی طور سے مدنی دور کی قربانیوں کا ذکر کرکے ان پر بحث کیا ہے۔

جو متعدد صورتیں مدنی قربانیوں کی موجود ہیں انہی سے متعلق آثار وواقعات کا تجزیاتی مطالعہ اور احکام کے ذکر کا اہتمام کیا گیا ہے۔

(۶) شیخ محمد یونس عبدالمتین مدنی حفظہ اللہ

محمد یونس عبدالمتین مدنی حفظہ اللہ شہر بنارس کے محلہ ریوڑی تالاب میں پیدا ہوئے، اور ابتدائی تعلیم جامعہ رحمانیہ سے مکمل کرنے کے بعد ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء میں آپ نے مرکزی دار العلوم سے عالمیت مکمل کیا اور ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں آپ نے فضیلت کی سند حاصل کی ہے۔اس کے بعد آپ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے لیسانس کی ڈگریاں کی، اور واپس آکر اپنے مادر علمی جامعہ سلفیہ بنارس تدریس وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے لگے۔آپ کی صلاحیتوں اور تجربات کو دیکھتے ہوئے آپ کو جامعہ کا شیخ الجامعہ متعین کیا گیا، جس پر آج تک فائز ہیں۔

آپ نے زیادہ کوئی تصنیفی کام تو نہیں کیا لیکن آپ کی ایک ہی کتاب ہے جسے مرجع کی حیثیت حاصل ہے، وہ کتاب ہے:

تراجم علماء اہل حدیث بنارس

اس کتاب کے اندر آپ حفظہ اللہ نے اپنی پوری عمر صرف کردی ہے، جتنی محنت اور لگن سے آپ نے اس کتاب کو تیار کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔بنارس کی پوری تاریخ آپ نے اس کتاب کے اندر جمع کردیا ہے، ایسے ایسے علماء کا تذکرہ اور ان کی سوانح آپ نے اس کتاب میں جمع کی ہے جسے اکثر لوگ تو جانتے بھی نہیں ہوں گے۔اس لئے نہیں کہ وہ کوئی عالم نہیں تھے اور نہ اس لئے کہ ان کی خدمات نہیں ہیں، بلکہ محاسبہ نفس اور اللہ کے سامنے جواب

دہی کے خوف نے انہیں ہر قسم کی شہرت کے کاموں سے دور رکھا، اور گمنامی کی زندگی میں بڑی بڑی خدمات انجام دے گئے۔

(۷) عبدالاحد احسن جمیل آل عبدالرحمن

عبدالاحد بن احسن جمیل بن عبدالبصیر بن عبدالحق بن حافظ عبدالرحمن بن حافظ عبدالرحیم بن اللہ بخش بن نذر محمد بن پیر محمد عرف فرنگی

آپ ہندوستان کے مشہور شہر بنارس کے محلہ مدنپورہ میں ۵/ اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز اتوار پیدا ہوئے، آپ کا خانوادہ علمی دینی ہونے کے ساتھ ایک نہایت متمول اور سخاوت و فیاضی میں اپنی مثال آپ تھا۔

ایک دین دار اور رحمت الٰہی سے معمور گھرانے میں آپ کی پرورش اور نشو ونما ہوئی۔

آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے آبائی مدرسہ جامعہ رحمانیہ سے ہوئی اور پھر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء میں آپ نے مرکزی دارالعلوم (جامعہ سلفیہ) بنارس سے عالمیت مکمل کیا، اور تین سال بعد ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء میں فضیلت کی سند حاصل کرنے کے بعد اگلے ہی سال تعلیم مکمل کرنے اور اعلی تعلیم کے حصول کی غرض سے آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے آپ نے ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰۱۳ء میں آپ نے لیسانس (کلیہ) کی سند حاصل کی اور اس کے بعد وہیں سے چار سال بعد ماجستیر کی سند حاصل کی۔

آپ کی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے۔

عربی تصانیف:

(۱) تقویۃ الایمان از شاہ اسماعیل شہید، (تعریب: شیخ عبدالوحید رحمانی رحمہ اللہ) (تحقیق وتعلیق)

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق کتاب تقویۃ الایمان، جس نے اہل باطل کے خیموں میں کہرام برپا کر دیا تھا، اور شرک وبدعت کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا تھا۔ اس کتاب کو مولانا عبدالوحید صاحب رحمانی رحمہ اللہ سابق شیخ الجامعہ نے علامہ تقی الدین ہلالی مراکشی کے مشورہ پر عربی کا جامہ پہنایا تھا، چونکہ اب تک اس کتاب کی کوئی خاصی تحقیق اور طبع منصۂ شہود پر نہیں آئی تھی، اسی لئے آپ نے بعض مشائخ اور احباب کی خواہش پر اس کتاب کو تحقیق وتعلیق سے آراستہ کیا اور ایک مفید مقدمہ لکھا جس میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ اس کتاب کا دوسرا کوئی ترجمہ نہیں ہے اور جو ترجمہ مولانا علی میاں ندوی کے نام سے چھپا ہے وہ خود ان کی تصریح کے مطابق ان کا نہیں ہے بلکہ مولانا زکریا کاندھلوی کا ترجمہ ہے، بلکہ جو درحقیقت مولانا عبدالوحید رحمانی رحمہ اللہ کے ترجمہ کو لے کر کانٹ چھانٹ کر کے اپنے نام سے طبع کرالیا گیا، اس طرح اس کتاب کا کوئی عربی ترجمہ ہے ہی نہیں سوائے مولانا عبدالوحید رحمانی رحمہ اللہ کے ترجمہ کے، یہ کتاب ریاض کے مطبع دار العقیدہ سے چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔

(۲) التحفة السنية شرح الأرجوزة المئية في ذكر أحوال أشرف البرية (شرح، تحقیق وتعلیق) (غیر مطبوع)

(۳) ارشاد الساري في شرح كتاب الاعتقاد لأبي بكر الاسماعيلي (شرح وتعلیق) (غیر مطبوع)

(۴) نیل المرام فی مسائل الصیام (جمع وترتیب) (غیر مطبوع)

اردو تصانیف

(۱) أصول السنه از ابوبکر حمیدی مع تحقیق عبداللہ بن سلیمان الغفیلی (ترجمہ وتعلیق)

امام ابوبکر حمیدی رحمہ اللہ کا یہ مفید رسالہ جس پر تحقیق کا کام جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے فاضل استاد پروفیسر عبداللہ بن سلیمان غفیلی حفظہ اللہ نے کیا ہے اور انہی کی خواہش پر آپ نے اس کتاب کو اردو کا جامہ پہنایا ہے، چونکہ علامہ ابوبکر حمیدی رحمہ اللہ نے اختصار کے ساتھ سلف کے اصول کو ذکر کر دیا ہے، اس لئے یہ کتاب عام وخاص سب کے لئے مفید اور بہت قیمتی ہے۔

(۲) ذخائر المواریث فی الدلالۃ علی ثبوت جمع القرآن والاحادیث از علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی (تحقیق وتعلیق)

(۳) قضیۃ الدحیث فی حجیۃ الحدیث از علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی (تحقیق وتعلیق)

(۴) تکبر، اسباب، نقصانات وعلاج

(۵) ریاء ونمود (دکھلاوا) اسباب، نقصانات وعلاج

(۶) قادیانیت کی حقیقت (رسائل رد قادیانیت) علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی (تحقیق وتعلیق)

(۷) رسائل رد تقلید علامہ سیف بنارسی (تحقیق وتعلیق) (غیر مطبوع)

(۸) السیر الحثیث فی براءۃ أهل الحدیث

(۹) هدایۃ السائل إلی أحادیث وائل

(۱۰) لؤلؤ الشرع فی حدیث أم زرع

(۱۱) اللؤلؤ والمرجان فی تکلم المرأۃ بآیات القرآن

(۱۲) حکم الحاکم فی التکنی بأبی القاسم

(۱۳) الزهر الباسم فی الرخصۃ فی الجمع بین محمد وأبی القاسم

(۱۴) زنان عرب، از علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی (تحقیق وتعلیق) (غیر مطبوع)

(۱۵) خاکساری تحقیق اور اس کا بانی از علامہ ثناء اللہ امرتسری (تحقیق وتعلیق) (غیر مطبوع)

(۱۶) دفاع عن الحدیث، تفسیر بالروایۃ، تفسیر بالرائے (حصہ اول ودوم)، شرعۃ الحق، تصدیق الحدیث، بلاغ کا باطل گونامہ نگار، دلیل الفرقان، صلاۃ المؤمنین، اتباع رسول اور حجیت حدیث، برہان القرآن، خطاب بہ مودودی، از مولانا ثناء اللہ امرتسری (تحقیق وتعلیق) (غیر مطبوع)

اخیر میں بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ اللہ میری اس کوشش کو شرف قبولیت بخشے اور ہم سب کے لئے باعث نجات بنائے۔ واللہ ھو الموفق۔

□□□

فارغین جامعہ سلفیہ،صوبہ بہار کی تدریسی خدمات

ڈاکٹر رحمت اللہ سلفی
ناظم ضلعی جمعیت اہلحدیث کٹیہار

ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ بنارس کے دوروزہ اجتماع بتاریخ ۲۸،۲۹/نومبر ۲۰۱۸ء کے انعقاد پر منتظمین جامعہ سلفیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے رب العالمین سے دعا گو ہوں کہ اللہ اسے کامیاب وثمر آور بنائے، آمین۔ اس موقع پر مجھے جو عنوان دیا گیا ہے اس کا تو میں احاطہ نہیں کر سکا پھر بھی مختصر وقت میں جو معلومات میسر ہو سکی انہیں زیب قرطاس کرتا ہوں، اس وعدہ کے ساتھ کہ مستقبل میں یہ کام ان شاء اللہ تمام کو پہنچادوں گا۔

جامعہ سلفیہ بنارس کا مختصر تعارف:

سلفیان ہند کی تاریخ میں ساٹھ کی دہائی بڑی اندوہناک وکربناک ثابت ہوئی۔ اس میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ پوری جماعت میں بے چینی پھیل گئی، دارالعلوم دیوبند میں وہ اہلحدیث طلبہ جو اپنا مسلک چھپا کر تعلیم حاصل کرتے تھے انہیں وہاں کا منہج درس بھا تا نہیں تھا اس لیے آئے دن وہ کلاسوں میں تقلید وجمود کے خلاف اعتراض کرتے تھے اور کتاب وسنت کی روشنی میں جواب طلب کرتے تھے جس سے ارباب دیوبند تلملا اٹھے اور یک بیک ان سلفی طالبان علوم نبوت کو نکال دیا جن میں ضلع کٹیہار، بہار کے مولانا اختر حسین قاسمی، مولانا تمیز الدین، مولانا سعید احمد ندوی اور مالدہ، بنگال کے میرے استاد گرامی قاری عبدالرحمن فیضی بھی تھے۔ اس حیران کن واقعہ سے سارے سلفیان ہند اور اعیان جماعت متفکر ہوئے کہ ہمارے بچوں کے لیے ایک مرکزی ادارہ ہونا چاہیے جہاں منہج کتاب وسنت کی روشنی میں طلبہ اپنی علمی تشنگی بجھا سکیں اور وقت کے امام، داعی، مصنف، محقق، محدث وفقیہ اور مترجم ومناظر بن سکیں۔ اس کے لیے تگ ودو شروع ہوگئی، مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے زیر نگرانی علماء وقت نے پورے ہندوستان کا دورہ کیا اور ۱۹۶۱ء کے نوگڑھ کانفرنس میں اعیان جماعت نے تاریخ ساز فیصلہ کیا کہ ایک مرکزی دارالعلوم کی تاسیس فوری طور پر ہو، اس فیصلے کی تنفیذ کے لیے مدنپورہ، بنارس کے اہل خیر نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور سرزمین بنارس میں ۱۹۶۳ء کو مرکزی دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا۔ سنگ بنیاد کی تقریب میں سعودی سفیر ہندوستان شیخ فوزان کی شرکت نے اسے یادگار بنایا۔ ملت وجماعت کے محسنین، علماء ربانیین اور مشائخ عظام کے خلوص وللّٰہیت اور شبانہ روز محنت نے اس لائق بنادیا کہ ۱۹۶۶ء میں تعلیمی سلسلہ کا آغاز ہوگیا اور اس کے افتتاحی پروگرام میں شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے نمائندے کی حیثیت سے علامہ عبدالقادر شیبۃ الحمد شریک ہوئے پھر یہ تعلیمی کارواں اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہوا۔

جامعہ سلفیہ کا تعلیمی نظام اوراس کے اثرات:

یوں تو سارے سلفیان ہند نے اس جامعہ کے قیام میں دامے، درمے، قدمے، سخنے مدد کیا لیکن وہ علماء کرام وماہرین تعلیم وتربیت جنہوں نے اس کا خواب دیکھا تھا اور اسے شرمندۂ تعمیر کرنے کے لیے جتن کئے تھے بشمول شیخ الحدیث واستاذ الاساتذہ عبیداللہ رحمانی مبارک پوری، علامہ نذیر احمد املوی، مولانا عبدالوہاب آروی، مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری، مولانا عبدالجلیل رحمانی، شیخ الجامعہ عبدالوحید رحمانی اور ناظم جامعہ عبدالوحید سلفی جیسے کامیاب وماہر تعلیمات تھے جنہوں نے شروع ہی سے جامعہ کے نظام تعلیم کو چست ودرست اور مفید ونافع بنانے کے لیے جید اساتذہ کرام ومستند علماء کرام اور محققین عظام کو درس وتدریس کے لیے مامور کیا جنہوں نے طالبان علوم نبویہ کی ٹھوس رہنمائی کی اور منہج سلف کی ترویج واشاعت اور باطل تحریکات و فاسد نظریات وافکار کے ردود وقلع قمع کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں فروگزاشت کیا۔ چنانچہ علامہ ادریس آزاد رحمانی، شیخ عبدالمعید ابوعبیدہ بنارسی، شیخ الحدیث شمس الحق سلفی، شیخ مصلح الدین اعظمی، شیخ عبدالحنان فیضی، ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری، شیخ عبدالوحید رحمانی، شیخ انیس الرحمن اعظمی، شیخ صفی الرحمن مبارک پوری، شیخ عبدالحمید رحمانی، شیخ محمد عابد حسن رحمانی، شیخ محمد رئیس ندوی، شیخ عبدالسلام مدنی، ڈاکٹر رضاء اللہ مبارک پوری وغیرہم جیسے ماہر فنون معقولات ومنقولات تدریس کے کام کے لیے مکلف ہوئے، چنانچہ انہوں نے منہج سلف کے فروغ اوراس کی ترویج واشاعت کے لیے ایسی بے لوث اورمخلصانہ کوشش کی کہ وہاں سے فارغ ہونے والے طلبہ چندے آفتاب وچندے ماہتاب بن کر نکلے اورفکری پختگی، تصنیف وتالیف، تحقیق وتدقیق، دعوت وارشاد اور تدریس وافتاء کے بلند مقام پر ایسے فائز ہوئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہندوبیرون ہند کے علمی دنیا میں چھاگئے۔ مشتے نمونہ ازخردارے کے طور پر ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس، ڈاکٹر عبدالعلیم بستوی، ڈاکٹر عبدالقدوس نذیر، ڈاکٹر عبدالوہاب، ڈاکٹر عبدالرحمن فریوائی، ڈاکٹر عبدالحکیم، ڈاکٹر اختر لقمان، ڈاکٹر جاوید اعظم، ڈاکٹر رضاء اللہ مبارک پوری، ڈاکٹر عزیر شمس، ڈاکٹر عبدالباری فتح اللہ، شیخ صلاح الدین مقبول احمد، شیخ احمد مجتبیٰ سلفی، شیخ عبدالوہاب حجازی، شیخ عزیز الرحمن سلفی، شیخ اصغر علی مدنی، شیخ عبدالمعید مدنی، شیخ رضاء اللہ عبدالکریم مدنی، شیخ محمد مستقیم سلفی، شیخ علی حسین سلفی، شیخ احسن جمیل مدنی، ڈاکٹر محمد ابراہیم مدنی، شیخ ابوالقاسم فاروقی، شیخ عبدالسلام سلفی، شیخ عبدالمتین سلفی، شیخ عبداللہ سعود سلفی، ڈاکٹر امان اللہ محمد اسماعیل مدنی، ڈاکٹر عبدالمنان محمد شفیق، شیخ ابوالقاسم عبدالعظیم مدنی، ڈاکٹر ارشد فہیم سلفی، شیخ کفایت اللہ سلفی، ڈاکٹر محفوظ الرحمن سلفی، ڈاکٹر فضل الرحمن مدنی ڈاکٹر عبدالعزیز مبارک پوری، ڈاکٹر اقبال احمد بسکوہری، شیخ ابورضوان محمدی سلفی وغیرہم کے ذریعہ ہندوستانی مدارس وجامعات پر ایسا اثر ہوا کہ سلفی اخوان کے معیار تعلیم اور منہج تدریس کی دھاک بیٹھ گئی۔ پھر کیا تھا ہر ادارہ والا ضرورت مدرس، ضرورت امام، ضرورت داعی کے اعلان میں یہ ضرور لکھ دیتا کہ جامعہ سلفیہ بنارس کے فارغ کو ترجیح دی جائے گی۔

آج مدارس کے تعلیمی بحران کو دور کرنے کے لیے ارباب مدارس جامعہ سلفیہ کے تدریسی وتعلیمی نظام کو برتنے

کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کی معنویت وافادیت ایسی محسوس کی جا رہی ہے کہ مختلف ادارے والے جامعہ سے الحاق چاہتے ہیں اور کروا بھی رہے ہیں، چنانچہ اس وقت پورے ہندوستان میں تقریباً تیس سے زائد شاخیں، جامعہ کے تعلیمی نظام کو فروغ دینے میں کوشاں ہیں۔

جامعہ کے فارغین میدان عمل میں:

جامعہ کے فارغین عرب دنیا (سعودی عربیہ، بحرین، شارجہ، ابوظبی، کویت، قطر) سے لے کر آسٹریلیا، فیجی، نائیجیریا تک پھیلے ہوئے ہیں جہاں دعوت وارشاد، درس وتدریس اور تصنیف وتحقیق کا جوہر دکھا رہے ہیں اور ہندوستان کا کوئی ادارہ شاید باقی ہو جہاں جامعہ کے فارغ نے تدریسی خدمات انجام نہ دی ہو۔ خود جامعہ سلفیہ بنارس، جامعہ محمدیہ منصورہ، جامعہ اسلامیہ سنابل، جامعہ امام ابن تیمیہ بہار، جامعہ فیض عام مئو، جامعہ اثریہ دارالحدیث، جامعہ عالیہ عربیہ مئو، جامعہ امام بخاری کشن گنج، جامعہ عائشہ صدیقہ منصورہ، جامعہ عائشہ صدیقہ کشن گنج، جامعہ خیر العلوم ڈومریا گنج، جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر، جامعۃ التوحید نیپال، جامعہ سراج العلوم بونڈیہار، کلیہ خدیجۃ الکبری نیپال، معہد حفصہ بنت عمر ارریہ، جامعہ حفصہ بنت عمر کٹیہار، جامعہ ابوہریرہ الہ آباد، جامعہ سید نذیر حسین دہلی، جامعہ سلفیہ عبداللہ پور جھارکھنڈ، جامعہ شمس الہدیٰ دلال پور جھارکھنڈ، جامعہ محمدیہ ڈابھا کینڈ جھارکھنڈ، جامعہ رحمانیہ کاندیولی، المعہد الاسلامی رچھا بریلی، جامعہ رحمانیہ مدھوپور، جامعہ ریاض العلوم دہلی، جامعہ اصلاحیہ سلفیہ بھادو مالدہ، جامعہ منبع العلوم خانپور مالدہ بنگال اور شمالی ہندوستان کے دیگر اداروں میں بھی جامعہ کے فارغین تدریسی خدمات انجام دیے ہیں یا دے رہے ہیں جیسے جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی اور آسام یونیورسٹی میں۔

فارغین جامعہ،صوبہ بہار کی تدریسی خدمات

فارغین جامعہ دینی مدارس میں:

یوں تو پورے ہندوستان میں ابناء جامعہ نے تدریسی میدان میں کلیدی رول ادا کیا، صوبہ بہار سے تعلق رکھنے والے ابناء وفارغین نے بھی اس میدان میں زبردست کردار ادا کیا اور فن تدریس کو وقار بخشا، ان کی فہرست تو کافی طویل ہے لیکن جو معلومات ان کے بارے میں مل سکی ہیں ان کو زیب قرطاس کیا جاتا ہے۔

۱۔ شیخ احمد مجتبیٰ بن نذیر عالم سلفی مدنی:

پورنیہ، مغربی چمپارن، بہار سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کی ولادت ۱۹۴۹ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم شیخ نذیر عالم (والد محترم) سے اور متوسطہ بھی۔ پھر ثانویہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ میں اور عالمیت دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور فضیلت جامعہ سلفیہ بنارس سے ۱۹۷۳ء میں اور دورہ حدیث جامعہ فیض عام مئو میں اور اس کے بعد مدینہ منورہ کے جامعہ اسلامیہ سے لیسانس وماجستیر فی الحدیث کی ڈگری بھی لی۔

فراغت کے بعد مدینہ جانے سے پہلے مدرسہ منظر العلوم بلی رام پور میں (۱۹۷۵۔۱۹۷۸ء) تک تدریسی فریضہ انجام دیا۔ پھر مدینہ منورہ سے واپسی کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس میں چودہ سال (۱۹۸۸۔ ۲۰۰۲ء) تک رہے۔ اس کے بعد جامعہ ابوہریرہ لال گوپال گنج الہ آباد

میں سولہ سال سے (۲۰۱۰ء تا ہنوز) تدریسی ذمہ داری نبھا رہے ہیں اور حدیث وعلوم حدیث اور نحو آپ کا پسندیدہ مادہ ہے، چنانچہ اس وقت جامعہ ابوہریرہ میں صحیح بخاری اور دیگر کتابوں کا درس دے رہے ہیں اور جامعہ سلفیہ بنارس میں راقم اوران کے اخوان کوالسنۃ عبر القرون پڑھایا ہے۔

آپ تدریس کے علاوہ تحقیق وتصنیف اورتخریج کا کام بھی کرتے ہیں۔التعلیقات السّلفیہ کی تحقیق اورالفتح السماوی فی تخریج احادیث تفسیر البیضاوی آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ تحقیق وتخریج اور کتب ستہ کے تراجم وحواشی ومراجعہ کے لیے موسسہ دار الدعوۃ دہلی سے جڑے ہوئے ہیں۔ وزارت شئوون اسلامیہ سعودی عربیہ کی طرف سے ہندوستان میں مبعوث ہیں۔

۲۔ شیخ عبدالرقیب سلفی مدنی:

آپ امواں مدینۃ الشیخ، شبوہر بہار کے رہنے والے تھے۔آپ کی فراغت جامعہ سلفیہ بنارس سے ہوئی اورآپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ بھی گئے اور وہاں سے آکر جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں میں بہت دنوں تک درس دیالیکن بیمار ہونے کی وجہ سے وطن واپس آگئے اور گھر ہی میں وفات ہوئی۔آپ بہت ذہین وقابل ولائق فائق استاد تھے۔آپ کاایک لڑکا ذکی انور بھی جامعہ سلفیہ سے فارغ ہوالیکن وہ بھی وفات پاگیااس لیےمزیدکوئی معلومات نہ مل سکی۔

۳۔شیخ ذکاءاللہ عبدالقدوس سلفی مدنی:

۱۹۵۴ءکوسیگوڑی پٹنہ میں آپ پیدا ہوئے۔سب سے پہلے آپ نے مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ میں حفظ کیا، اس کے بعدمدرسہ سبل السلام دلی میں ثانویہ تک تعلیم حاصل کی۔ پھر جامعہ رحمانیہ بنارس میں ایک سال اور جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم میں چھ سال تعلیم حاصل کی اور ۱۹۷۹ءکو فارغ ہوئے،اس کے بعدایک سال مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ میں تدریسی فریضہ انجام دیا پھرمدینہ منورہ گئے اور وہاں جامعہ اسلامیہ میں چارسال رہ کر لیسانس کی ڈگری لی، پھر وطن واپس آکر جامعہ ریاض العلوم دہلی میں چھ سال تک تدریس کا کام کیا۔اس کے بعد جامعہ امام ابن تیمیہ چمپارن بہارتشریف لائے اور یہاں ۱۹۹۱ء سے ۲۰۱۷ءتک تک طالبان علوم نبوت وطالبات کو فائدہ پہنچاتے رہے۔اس دوران آپ نے حجۃ اللہ البالغہ،صحیح مسلم، دیوان حماسہ، مختارات، بدایۃ المجتہد،تفسیر بیضاوی وغیرہ کتابیں پڑھائیں اور چند سالوں تک عربی مواد کے ساتھ انگریزی لٹریچر بھی پڑھاتے رہے۔آپ ایک ملنسار ومتواضع شخصیت کے مالک ہیں،ایک بہترین مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے خطیب بھی ہیں، ابھی آپ وزارت شؤون اسلامیہ سعودیہ عربیہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد پٹنہ کے سلطان گنج میں مقیم ہیں۔

۴۔شیخ اصغرعلی امام مہدی سلفی مدنی:

جامعہ سلفیہ کے نمایاں فارغین میں سے ہیں جنہوں نےقوم وملت کی مخلصانہ رہبری کی اور مسلک سلف کی ترویج واشاعت میں زندگی وقف کر دی کیونکہ ان کو یہ دولت مسلک حق ربانی عنایت کے طور پر ملی تھی،تقلیدی بندشوں وشخصیت پرستی کوچھوڑکرقرآن وسنت کی روشن شاہراہ پرخود گامزن ہوئے اور کتنے بھٹکے ہوئے گم گشتہ راہ کوصراط مستقیم پر لگانے کی کوشش کی۔ انہوں نے اس کے لیے دعوتی

دورے کئے، بحث ومباحثہ کیا، مناظرہ بازی کی، مدارس قائم کئے، کئی اداروں کی سرپرستی کی، مضامین لکھے۔ الغرض ان کی خدمات وکارنامے بہت ہیں لیکن تدریسی خدمات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آپ ۱۹۶۳ء کو بمقام برندابن، مغربی چمپارن میں پیدا ہوئے، گاؤں کے مکتب میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر مدرسہ منظر العلوم بلی رام پور گئے، وہاں سے جامعہ اثریہ دارالحدیث مئوناتھ بھنجن تشریف لے گئے اور کبار اساتذہ سے کسب فیض کیا پھر اس کے بعد مرکزی ادارہ جامعہ سلفیہ بنارس گئے اور ۱۹۸۴ء میں فارغ ہوئے۔ فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ گئے اور چار سال رہ کر لیسانس کی سند حاصل کی، پھر ۱۹۸۹ء میں جامعہ سلفیہ بنارس کے وکیل جامعہ ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری اور ناظم اعلیٰ شیخ عبدالوحید سلفی کے اصرار پر جامعہ آ کر تدریسی ذمہ داری سنبھالی اور تیرہ سال ۱۹۸۹ء سے ۲۰۰۱ء تک تک تدریسی کارواں میں شامل رہے اور ہزاروں طلبہ کو فائدہ پہنچاتے رہے۔ اس دوران آپ نے مادۃ التخریج، حدیث وعلوم حدیث، کتب تفسیر وفقہ، ادب وبلاغہ سب پڑھایا۔ آپ ایک خلیق استاد تھے جن سے ہر ضرورت مند طالب علم ملا کرتا تھا۔

سلفیان ہند کی قدیم تنظیم مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند نے اور جماعت کے بہی خواہوں نے آپ کے جذبۂ دعوت وارشاد کو دیکھ کر آپ کو ۲۰۰۱ء میں مرکزی جمعیت کا ناظم اعلیٰ بنا دیا۔ آپ کے عہدہ سنبھالتے ہی جماعت وجمعیت میں حرکت ونشاط، جوش وجذبہ پیدا ہو گیا۔ آپ نے متعدد قیمتی کتابیں چھپوائیں، علمی مسابقے کروائے، دعوتی وتربیتی ورکشاپ منعقد کیا، آل انڈیا کانفرنسیں منعقد کیں، ممبر سازی کی، مساجد ومدارس کا احصائیہ تیار کیا۔ اس طرح پورے ملک میں دعوتی نشاط پیدا ہو گیا۔ آپ اس عہدہ پر مسلسل پندرہ سال رہے، پھر ۲۰۱۷ء میں امیر مرکزی جمعیت منتخب ہوئے اور آپ کی امارت میں یہ سلفی کارواں اپنے تدریسی وتعلیمی معیار کو بلند کرنے میں لگا ہوا ہے۔ آپ ایک جوشیلے وشعلہ بیان مقرر، کامیاب مناظر اور معروف صحافی اور ماہر تعلیم بھی ہیں۔ آپ جریدہ ترجمان، اصلاح سماج، الاستقامہ کے مدیر مسئول ہیں اور وزارت شؤون اسلامیہ سعودی عربیہ کی طرف سے مبعوث ہیں۔

۵۔ڈاکٹر محمد ارشد فہیم الدین سلفی مدنی:

آپ امواد مدینۃ الشیخ، شیوہر، بہار کے رہنے والے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۶۷ء میں ہوئی، ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب پھر مدرسہ منظر العلوم بلی رام پور میں متوسطہ اس کے بعد جامعہ فیض عام مئو پھر جامعہ سلفیہ بنارس، اور یہیں سے آپ کی فراغت ۱۹۸۵ء میں ہوئی۔ فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ جنک پور دھام، نیپال میں پڑھایا، پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ گئے اور وہاں چار سال رہ کر کبار اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور لیسانس کی ڈگری لی اس کے بعد ۱۹۹۱ء میں میں جامعۃ الامام ابن تیمیہ مشرقی چمپارن آ گئے اور تاہنوز اسی موقر ادارہ میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

آپ نے تفسیر ابن کثیر، فتح القدیر للشوکانی، صحیح بخاری، سنن ابی داود، سنن ترمذی، بلوغ المرام، الباعث الحثیث، بدایۃ المجتہد، شرح ابن عقیل، ادب وانشاء

پڑھایا ہے۔

آپ صحافتی دنیا کے معتبر و معروف شخصیت ہیں، مختلف کانفرنسوں وسمیناروں میں شرکت کرتے رہتے ہیں، مقالے ومحاضرے پیش کرتے ہیں۔ جامعہ امام ابن تیمیہ کے نائب رئیس رہ چکے ہیں اور اب صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار کے نائب امیر ہیں۔ آپ ایک کامیاب مدرس ومترجم ومعروف صحافی ہیں اور پٹنہ یونیورسٹی میں ریسرچ اسکالر رہ چکے ہیں۔ فی الوقت وزارت شؤون اسلامیہ سعودی عربیہ کی طرف سے مبعوث ہیں۔

۶۔مولانا مشتاق احمد عبدالحنان کریمی:

آپ گواگاچھی، کٹیہار، بہار سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۶۴ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں، پھر دارالہدیٰ بیدناتھ پور، پھر بیلابنہ، اس کے بعد مدرسہ نورالہدیٰ منجھیلی میں اور عالمیت وفضیلت جامعہ سلفیہ بنارس سے مکمل کیا اور فراغت ۱۹۸۴۔ ۱۹۸۵ء میں ہوئی۔ فراغت کے بعد ایک سال مدرسہ مظہر العلوم بٹنہ، مالدہ میں، اس کے بعد تین سال جامعہ اصلاح المسلمین بھادو، مالدہ میں، پھر تین سال جامعہ اسلامیہ سنابل نئی دہلی میں، اس کے بعد چار سال مکتب دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض میں تدریسی ذمہ داری نبھائی اور فنون اسلامیہ حدیث، تفسیر، اصول حدیث، اصول التفسیر، فقہ، اصول فقہ، منطق وفلسفہ اور بلاغہ زیر تدریس رہیں۔

۱۹۹۷ء میں جامعہ حفصہ بنت عمر کی بنیاد ڈالی اور الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اشراف رکھا جس کے خود بانی ہیں۔ آپ نے کئی کتابوں کا ترجمہ کیا ہے جس میں حافظ حکمی کی کتاب 'اعلام السنۃ المشہورۃ' (صحیح اسلامی عقیدہ) سب سے معروف ہے۔ آپ ایک اچھے صحافی اور مجلہ ''الہلال'' کے مدیر مسئول ہیں اور بدھوچوک کٹیہار میں مقیم ہیں۔

۷۔شیخ مزمل حق بن ابوالحسن سلفی مدنی:

ڈنگرا گھاٹ، کٹیہار سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابتدائی، متوسطہ وثانویہ کی تعلیم دارالسلام ڈنگراگھاٹ سے، پھر عالمیت وفضیلت جامعہ سلفیہ بنارس سے، سن فراغت ۱۹۸۴۔ ۱۹۸۵ء۔ اس کے بعد چار سال مدینہ منورہ میں رہے جہاں لیسانس کی ڈگری لی۔ پھر ۱۹۸۹ء میں جامعہ امام بخاری کشن گنج تشریف لائے اور شیخ عبدالمتین سلفی نے آپ کو پرنسپل کے عہدہ پر فائز کیا۔ آپ شیخ کے معتمد خاص تھے اس لیے لمبے عرصے تک پرنسپل کے عہدہ پر فائز رہے۔ آپ نے صحیح بخاری، تدریب الراوی، شرح ابن عقیل وغیرہ پڑھائی جو ستائیس سال پر محیط ہے اور ابھی بھی اسی ادارے میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ وزارت شؤون اسلامیہ سعودیہ عربیہ کی طرف سے مبعوث ہیں۔ تدریس کے علاوہ ملی وسماجی اور دعوتی کام میں مصروف رہتے ہیں۔

۸۔شیخ محمد رضوان عبدالحکیم سلفی:

آپ ڈنگرا گھاٹ، پورنیہ، بہار میں ۱۹۶۴ء کو پیدا ہوئے۔ جامعہ دارالسلام ڈنگرا گھاٹ اور معہد التعلیم الدینی شری پور مالدہ کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس گئے اور چھ سال رہ کر عالمیت وفضیلت کی ڈگری لی۔ اس طرح ۱۹۸۶ء میں فارغ ہوئے۔ فراغت کے بعد دو سال کے لیے جامعۃ

الملک سعود گئے اور ۱۹۸۸ء میں جامعہ امام بخاری کشن گنج آ گئے، وہاں ۲۰۰۸ء تک تک تدریسی خدمت انجام دی، پھر جامعہ اسلامیہ بھولکی میں تین سال رہے، بروقت جامعہ خدیجۃ الکبری کی ادارت کے علاوہ تدریسی ودعوتی کام انجام دے رہے ہیں۔ آپ ایک اچھے وکامیاب مدرس ہونے کے ساتھ بہترین صحافی بھی ہیں اور مختلف جرائد ومجلّات میں مضامین شائع کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت آپ ضلعی جمعیت اہل حدیث پورنیہ کے امیر اور صوبائی نائب امیر بھی ہیں۔ وزارت شؤون اسلامیہ سعودیہ عربیہ کی طرف سے مبعوث ہیں اور دعوتی وملی کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔

۹۔مولانا منظور عالم بن ظل الرحمن سلفی:

حاجی جھبوٹولہ، امدہ باد، کٹیہار کے رہنے والے تھے اور جامعہ سلفیہ بنارس سے فارغ التحصیل بھی۔ فراغت کے بعد مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دی جیسے مدرسہ ہری پور، مدرسہ حقانیہ شیر شاہی، مدرسہ مظہر العلوم بٹنہ، مالدہ، بنگال اور جامعہ اسلامیہ سنابل نئی دہلی، لیکن سن وائز تفصیلات نہیں مل سکی، لیکن یہ بات مشہور اور معروف ہے کہ آپ ایک سیدھے سادھے انسان تھے، ٹیپ ٹاپ سے کوسوں دور تھے اور تدریسی میدان کے ماہر ترین عالم دین تھے۔ آپ اپنے والد محترم کے ساتھ حاجی جھبوٹولہ سے صادلپور منتقل ہو گئے اور یہیں ان کا انتقال بھی ہوا۔

۱۰۔مولانا عبدالحکیم بن عبدالستار سلفی:

حاجی جھبوٹولہ، کٹیہار بہار میں ۱۹۶۳ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کی، پھر مدرسہ منبع العلوم خان پور، مالدہ گئے۔ اس کے بعد جامعہ اصلاح المسلمین بھادو مالدہ آئے اور خامسہ تک تعلیم حاصل کی، پھر مدرسہ رحیمیہ کتلاماری مالدہ گئے اور وہیں سے فارغ ہوئے۔ پھر جامعہ سلفیہ بنارس آئے اور فضیلت کی ڈگری کے لیے دوسالہ کورس مکمل کیا اور ۱۹۸۸ء میں سند فضیلت لی۔ فراغت کے بعد تدریس سے جڑے اور مدرسہ مفتاح العلوم بلوا گھاٹ، پھر مدرسہ ریاض العلوم لکھن پور اور اخیر میں مکیہ کے بنات مدرسہ میں کئی سال تک مدرس رہے۔ آپ نے ترمذی، ابوداود اور حدیث کی کئی کتابیں پڑھائیں۔ آپ کو پڑھنے کے زمانہ سے مرض لاحق تھا۔ ۲۰۰۸ء میں انتقال کر گئے۔

۱۱۔مولانا شمشیر عالم بن مقبول حسین سلفی:

گوشپور پٹی، ہبلبھد رپور، سپول، بہار سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہیں آپ ۱۹۶۴ء کو پیدا ہوئے۔ علاقہ کے مدرسہ میں، پھر جامعہ اصلاح المسلمین بھادو، مالدہ متوسطہ وثانویہ کی تعلیم حاصل کی، پھر جامعہ سلفیہ گئے اور ۱۹۸۶ء مطابق ۱۴۰۶ھ میں فضیلت کی سند حاصل کی۔ فراغت کے بعد جامعہ سلفیہ مفتاح العلوم بیر باکمال سپول میں ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۲ء تک تدریسی خدمت انجام دی۔ پھر جامعہ اسلامیہ ریاض العلوم شنکر پور ۲۰۰۵ء سے ۲۰۰۵ء سے ۲۰۱۳ء تک، اس کے بعد معہد حفصہ بنت عمرارریہ میں ۲۰۱۳ء سے تاہنوز بحیثیت ناظم تعلیمات ہیں۔

اس دوران آپ نے تفسیر جلالین، ترمذی شریف، ابوداود، فتح القدیر، البلاغۃ الواضحہ، صحیح بخاری، صحیح مسلم، شذا العرف، امین الصرف پڑھائی۔ آپ اپنے علاقہ سے ابناء سلفیہ میں اولین شخصیت ہیں جو خاموش مزاجی کے ساتھ

سلفیت کے فروغ میں کوشاں ہیں اور آپ کی ترغیب پر متعدد لوگوں نے جامعہ سے فراغت حاصل کی ہے۔

۱۲۔ڈاکٹر رحمت اللہ محمد موسیٰ سلفی:

حاجی جھبوٹولہ،امدہ باد،کٹیہار،بہار میں ۱۰/۱۰/۱۹۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ میں، پھر متوسطہ مدرسہ اصلاح المسلمین بھادو، بنگال میں اور ثانویہ مدرسہ فلاح المسلمین رائے بریلی میں اور ایک سال مدرسہ چراغ علوم بنارس میں اور ۱۹۸۵۔۱۹۸۶ء میں جامعہ سلفیہ بنارس گئے اور تین سال میں عالمیت کا کورس مکمل کیا۔ واضح رہے کہ اس وقت فضیلت کا کورس ہٹا دیا گیا تھا اور تخصص فی الحدیث کا نیا کورس شروع ہوا تھا جس میں آپ داخل ہوئے اور ۱۹۹۰۔۱۹۹۸ء میں تخصص کی ڈگری لی جو ماجستیر کے برابر قرار دی گئی۔

اس دوران آپ نے جن اساتذہ کرام سے شرف تلمذ حاصل کیا وہ شیخ صفی الرحمن مبارک پوری، مولانا محمد رئیس ندوی، مولانا محمد عابد حسن رحمانی، مولانا عزیز الرحمن سلفی، مولانا عبدالسلام مدنی، مولانا عبدالوہاب حجازی اور تخصص میں ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری، ڈاکٹر عبدالرحمن پریوائی، شیخ احمد مجتبیٰ سلفی، مولانا محمد رئیس ندوی، مولانا علی حسین سلفی، شیخ اصغر علی مدنی سے استفادہ کیا۔

فراغت کے بعد جامعہ ابوہریرہ لال گوپال گنج الہ آباد میں ایک سال رہے، اس کے بعد جامعہ ریاض العلوم دہلی گئے اور ڈیڑھ سال رہ کر جامعہ امام ابن تیمیہ چمپارن بہار آگئے۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں اور لگا تار اٹھارہ سال رہ کر ۲۰۱۰ء میں گھر منتقل ہو گئے۔ اس دوران آپ نے شرعی مواد، تفسیر ابن کثیر، تفسیر فتح القدیر، جلالین اور حدیث میں مشکاۃ، ترمذی، ابوداود، صحیح مسلم، الاتقان، بدایۃ المجتہد، تاریخ الادب العربی، شرح العقیدۃ الطحاویۃ، تسہیل الوصول، البلاغۃ الواضحہ ، دیوان حماسہ، مختارات، القراءۃ العربیۃ، کلیلہ دمنہ، شرح ابن عقیل وغیرہ پڑھائی۔

مرکز ابن باز للدراسات الاسلامیۃ کے تحت نکلنے والے مجلہ ''الفرقان'' کے مساعد مدیر التحریر رہے، اس کے علاوہ آپ کے مضامین ''صوت الامۃ'' (بنارس)، ترجمان (دہلی)، طوبیٰ (چمپارن، بہار)، نوائے اسلام (دہلی)، الاسلام (دہلی) میں چھپتے رہے۔ آپ نے تدریس کے علاوہ تحقیق وترجمہ اور تالیف کا بھی کام کیا۔ ۲۰۰۶ء میں جامعہ سلفیہ بنارس سے دکتوراہ کی ڈگری لی اور ''**التعليق الصحيح على مشكاة المصابيح**'' کے کتاب الایمان کا دراسہ کیا۔ ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی کی کتاب فصول فی ادیان الہند کا ترجمہ کیا۔ اسلامی دعوت اسلوب ووسائل، الدر المنثور تفسیر سورۃ النور کتاب لکھی اور رش البرد علی الادب المفرد کی تالیف میں تعاون کیا۔

اس وقت آپ ضلعی جمعیت اہل حدیث کٹیہار کے ناظم ہیں اور کلیہ ام سلمہ الاسلامیہ کے نام سے ایک ادارہ چلا رہے ہیں اور دعوتی وملی اور سماجی کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔

۱۳۔شیخ عبدالرحمن بن عبدالغفور سلفی مدنی:

آپ کی سن پیدائش ۱۹۶۴ء ہے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ میں، پھر متوسطہ مدرسہ سلفیہ منظر العلوم بلی رام پور، مغربی چمپارن میں، اس کے بعد ثانویہ جامعہ فیض عام مئو

میں تین سال اور ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۶ء تک سلفیہ بنارس میں جہاں عالمیت وفضیلت کی تعلیم حاصل کی۔

فراغت کے بعد مدرسہ محمدیہ سلفیہ بڑھیا ٹولہ میں ایک سال گزارا، پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ چلے گئے جہاں چار سالہ لیسانس کا کورس مکمل کیا۔ وطن واپسی کے بعد ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۲ء تک معہد احیاء السنۃ دھرولی چوک مغربی چمپارن میں تدریسی فریضہ انجام دیا، پھر اس کے بعد جامعۃ الامام ابن تیمیہ مشرقی چمپارن آ گئے اور تاہنوز اس علمی گہوارہ میں درس وتدریس، دعوت وتبلیغ کا کام بڑے شوق سے انجام دے رہے ہیں۔

آپ نے سنن ابی داود، ھدی الثقلین، بلوغ المرام، الباعث الحثیث، العدۃ شرح العمدۃ وغیرہ پڑھائی یا پڑھا رہے ہیں۔ آپ جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کویت کے مبعوث ہیں اور دعوتی کاموں میں مصروف ہیں۔

۱۴۔شیخ محمد اسلم بن منور حسین سلفی:

آپ کی سن ولادت ۱۹۶۷ء ہے۔ آپ گھورپکڑی مغربی چمپارن سے تعلق رکھنے والے ہیں، مدرسہ منظر العلوم بلی رام پور اور جامعہ سلفیہ بنارس میں تعلیم حاصل کی اور فراغت جامعہ سلفیہ سے ۱۹۸۸ء میں اور تخصص ۱۹۹۰ء میں کیا۔ اس کے بعد مدرسۃ العلوم الاسلامیہ مرول سیتامڑھی کی بنیاد ڈالی ۱۹۹۲ء میں اور وہیں مدیر ومعلم کی حیثیت سے تدریسی فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے بلوغ المرام، القراءۃ الرشیدۃ، انشاء وغیرہ پڑھایا ہے اور نیک وسنجیدہ اور حق گو آدمی ہیں۔ آپ بھی جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کویت کے مبعوث ہیں۔

۱۵۔مولانا نظیر الدین بن فرزند علی سلفی:

آپ بلوا، امدہ باد، کٹیہار سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی گاؤں میں ۱۹۷۸ء کو پیدائش ہوئی (کاغذات کے اعتبار سے)۔ آپ نے مدرسہ اسلامیہ بھولکی اتر دیناج پور میں تین سال، پھر مدرسہ سراج الاسلام بھولاماری کٹیہار میں ایک سال، اس کے بعد مدرسہ مظہر العلوم بٹنہ میں تعلیم حاصل کی اور اخیر میں جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت ۱۹۸۹ء میں کی۔ فراغت کے بعد مدرسہ فیض العلوم رامٹ پور، دیناج پور چار سال پڑھایا، اس کے بعد مدرسہ سراج الاسلام بھولاماری میں چار سال، پھر مدرسہ ریاض العلوم چاند پور مالدہ میں سات سال، پھر جامعہ اسلامیہ تنواری میں چار سال رہے، اس کے بعد جامعہ حفصہ بنت عمر اور مدرسہ اسلامیہ حاجی پور کٹیہار میں دس سال سے تدریسی فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ مواد شرعیہ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ ہمیشہ پڑھایا، کئی سال صحیح بخاری پڑھاتے رہے۔

۱۶۔مولانا ابوالکلام بن عبدالسلام سلفی:

سن ولادت ۱۹۷۰ء ہے۔ بابوان، بسمتیہ، ارریہ، بہار سے تعلق رکھتے ہیں۔ علاقہ کے مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس گئے اور ۱۴۱۰ھ میں عالمیت کی سند لی اور ۱۹۹۳ء میں تدریب المعلمین کا کورس جامعہ اسلامیہ سنابل میں پورا کیا، اس کے بعد تدریس سے وابستہ ہو گئے۔

مدرسہ دار الکتاب والسنہ صدر بازار دہلی میں دو سال ۱۹۹۰-۱۹۹۱ء اس کے بعد مدرسہ رحمانیہ کیونجھر اڑیسہ میں دو سال، پھر جامعہ اسلامیہ ریاض العلوم شنکر پور، بہار میں دو

سال ۱۹۹۴۔ ۱۹۹۵ء، اس کے بعد مدرسہ مصباح العلوم بسمتیہ، ارریہ میں ایک سال، پھر دارالعلوم اہل حدیث جودھپور راجستھان ساڑھے تین سال، اس کے بعد جامعہ رحمانیہ نڑیاد گجرات میں گیارہ سال ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۱ء تک اوراب معہد حفصہ بنت عمر زہراباغ ارریہ، بہار میں ۲۰۱۲ء سے تا حال متوسطہ، ثانویہ، عالمیت، فضیلت کے مختلف مراحل میں تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔آپ نے سنن نسائی، سنن ابی داود، سنن ترمذی، ہدایۃ النحو، ازہار العرب وغیرہ پڑھایا ہے یا پڑھا رہے ہیں۔

آپ ایک شعبہ بیان خطیب ہونے کے ساتھ بہترین صحافی بھی ہیں اور مجلہ ''الفیض'' کے ایڈیٹر ہیں۔مشرع وضع قطع اور بارعب شخصیت کے مالک ہیں۔

۱۷۔مولانا قسیم الدین بن انیس الرحمن سلفی:

آپ کی سن ولادت ۱۹۷۱ء ہے۔ بابوان، بسمتیہ، بہار کے رہنے والے ہیں۔جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت ۱۴۱۰ھ میں ہوئی اور عالمیت کی سند حاصل کی، اس کے علاوہ جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں سے دورہ تدریبیہ کا کورس کیا۔فراغت کے بعد مسلسل تدریسی عمل میں مصروف ہیں۔

مدرسہ احیاء السنہ بجرڈیہہ، بنارس میں ۱۴۱۱ھ سے ۱۴۱۴ھ تک، پھر جامعہ سلفیہ مفتاح العلوم بیر باکمال سپول میں ۱۴۱۴ھ سے ۱۴۱۶ھ تک ، اس کے بعد مدرسہ دارالہدیٰ بابوان، ارریہ، بہار میں ۱۴۱۶ھ سے ۱۴۲۱ھ تک،اس کے بعد مدرسہ دارالہدیٰ سلفیہ کمیاہی سنسری نیپال میں ۱۴۲۱ھ سے ۱۴۲۸ھ تک اور جامعہ اسلامیہ ریاض العلوم شنکر پور سپول، بہار میں ۱۴۲۸ھ سے ۱۴۳۴ھ تک اور ابھی معہد حفصہ بنت عمر زہراباغ ارریہ بہار میں ۱۴۳۴ھ سے تاہنوز تدریسی ذمہ داری خوش اسلوبی سے نبھا رہے ہیں۔

آپ نے ترجمہ قرآن،شرح مائۃ عامل،جلالین،مشکاۃ،کافیہ، سنن ابن ماجہ،تفسیر بیضاوی،صحیح بخاری،صحیح مسلم اورسنن نسائی پڑھائی ہے یا پڑھا رہے ہیں۔آپ محنتی وکامیاب مدرس ہیں اور مجلہ ''الفیض'' کے مستقل کالم نگار بھی ہیں۔

۱۸۔شیخ نزل الابرار بن عبدالودود سلفی مدنی:

سکونت ومقام ولادت لتاہری، ارریہ، بہار ہے۔سن ولادت ۱۹۷۲ء ہے۔ ابتدائی تعلیم والدمحترم سے اور متوسطہ مدرسہ اصلاح المسلمین چتوریہ،کٹیہار سے اور ثانویہ مدرسہ فیض الغرباء جمنی بازار، پورنیہ اور دارالسلام ڈنگرا گھاٹ پورنیہ سے اور عالمیت جامعہ سلفیہ بنارس سے ۱۹۹۲ء میں کیا۔اس کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں بی اے پارٹ ون اور پارٹ ٹو جے این یو دہلی سے ۱۹۹۵ء میں، اس کے بعد ایم اے میں ایڈمیشن لیا ہی تھا کہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے منظوری آگئی اور کبار اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے مدینہ چلے گئے اور ۲۰۰۰ء میں لیسانس کا کورس مکمل کرکے وطن واپس آئے اور جامعہ رشیدیہ سلفیہ لہرنگر ارریہ بہار میں مدرس ہوگئے اور اس مدرسہ کو جامعہ سلفیہ سے الحاق کراکر تعلیمی معیار کو بلند کیا۔اس میں تدریس کے ساتھ ساتھ ادارت کی ذمہ داری بھی نبھا رہے ہیں۔آپ ضلعی جمعیت اہل حدیث ارریہ کے دوٹرم ناظم رہ چکے ہیں اور تیسرے ٹرم میں امیر ہیں۔

۱۹۔شیخ محمد معروف بن حافظ عبدالعزیز سلفی:

سن ولادت ۱۹۶۷ء ہے۔گواپوکھر، بھوارہ، مدھوبنی

سے تعلق رکھتے ہیں، ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم الدین اور متوسطہ مدرسہ فلاح المسلمین بھوارہ، مدھوبنی سے اور ثانویہ مدرسہ دینیہ غازی پور یوپی میں اور عالمیت جامعہ سلفیہ بنارس سے ۱۹۸۸ء میں پاس کیا۔

فراغت کے بعد جامع مسجد مصری گلی، کولکاتہ، مغربی بنگال میں امام وخطیب بنے اور تاہنوز یہ فریضہ نبھا رہے ہیں۔ امامت وخطابت کے علاوہ ہائی مدرسہ سکنڈری اسکول میں عربی ٹیچر ہیں اور شاہی مسجد ٹیپو سلطان میں درس قرآن دیتے ہیں۔ آپ نے چھوٹی بڑی چالیس سے زیادہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپ شہری جھت کے ناظم اور صوبائی جمعیت اہل حدیث بنگال کے نائب امیر ہیں اور دعوتی نشاطات کی وجہ سے جمعیت وجماعت میں نہایت متحرک وفعال مانے جاتے ہیں۔ آپ اجلاس عام میں خطاب کرنے کے لیے مختلف شہروں کا دورہ کرتے ہیں۔

آپ نے مرکز تحفیظ القرآن کے نام سے مدھوبنی میں ایک ادارہ ۲۰۰۱ء میں قائم کیا جس میں شعبہ حفظ کے ساتھ ابتدائیہ کی تعلیم ہوتی ہے۔

۲۰۔مولانا مشرف حسین بن محمد سلیمان:

سن ولادت ۱۹۷۲ء ہے۔ سیکورنا، جھوا، کدوا، کٹیہار سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم دار العلوم لطیفی کٹیہار، پھر جامعہ فاروقیہ بنارس، اس کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت ۱۹۹۴ء میں ہوئی۔ فراغت کے بعد دار السلام سیکورنا میں تدریسی خدمات انجام دیں اور جامعہ حفصہ بنت عمر حاجی پور، کٹیہار میں بچیوں کو زیور علم سے آراستہ وپیراستہ کررہے ہیں۔

تفسیر وحدیث، فقہ واصول فقہ، عربی ادب وانشاء پڑھا رہے ہیں

۲۱۔ڈاکٹر امان اللہ محمد اسماعیل سلفی مدنی:

آپ کی سن ولادت ۱۹۷۹ء ہے۔ بابوان، بسمتیہ، ارریہ، بہار کے رہنے والے ہیں۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں، پھر دو سال مدرسہ دار الہدیٰ سلفیہ کیاہی سنسری نیپال میں اور جامعہ سلفیہ بنارس میں نو سال ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۸ء تک متوسطہ، ثانویہ، عالمیت۔

فراغت کے بعد دار العلوم اہلحدیث جودھپور، راجستھان میں پانچ مہینہ درس وتدریس کا کام انجام دیا، پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ چلے گئے اور ۱۹۹۸ء سے ۲۰۱۶ء تک رہے۔ وہاں کلیہ، ماجستیر، دکتوراہ (قسم العقیدہ) کی تعلیم حاصل کی۔ پھر اس دوران ۲۰۱۳ء سے مسجد نبوی میں درس شروع کیا جو تاہنوز جاری ہے، اس کے علاوہ محاضرات بھی پیش کرتے ہیں بالخصوص جب آپ اپنے ادارہ معہد حفصہ بنت عمر میں تشریف لاتے ہیں۔

آپ کی تصنیف کردہ کتابیں یہ ہیں: مدینہ منورہ کی زیارت کے آداب، فتح الحمید الباری فی شرح کتاب التوحید من صحیح البخاری للمحدث سلطان جلال پوری، **الصفات والخصائص المشتركة بين الأنبياء عليهم السلام من خلال الكتاب والسنة، المسائل العقدية من كتاب عدة الصابرين وذخيرة الشاكرين للحافظ ابن قيم الجوزية مع تحقيق واختصار السيف الباطر في يمين الصابر والشاكر للأمير الصنعاني۔**

آپ کا ذکر ''معلموا المسجد النبوی الشریف'' میں آچکا

ہے۔آپ بہت ذہین فطین اور با اخلاق وملنسار شخصیت کے مالک ہیں اور سادہ لوحی تو ان کی فطرت میں داخل ہے۔آپ ایک کامیاب مدرس وماہر تعلیم ہیں۔آپ نے معہد حفصہ بنت عمر اور فیض ماڈل اکیڈمی اور فیض ایجوکیشنل ویلفیئر سوسائٹی کی بنیاد ڈالی اور اس کے ذریعہ کتاب وسنت کی خدمت اور منہج سلف کی اشاعت میں لگے ہوئے ہیں اور مجلہ ''الفیض'' کے مدیر مسئول ہیں جس میں آپ کے مضامین، اداریے،فتاوی شائع ہوتے رہتے ہیں۔

۲۲۔مولانا نورالاسلام بن مظہرعلی مدنی:

سن ولادت ۱۹۷۶ء ہے۔سیکورنا، جھوا، کدوا، کٹیہار سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ نے جامعہ اسلامیہ بھولکی دیناج پور تین سال ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۲ء تک، اس کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس میں چھ سال ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۸ء تک رہے اور ماہرین اساتذہ کرام سے علم حاصل کیا، پھر چار سال مدینہ منورہ میں رہے اور ۲۰۰۳ء میں لیسانس کی ڈگری لی۔

وطن واپسی کے بعد ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۵ء تک جامعۃ الامام بخاری کشن گنج، بہار میں تدریسی فریضہ انجام دیا،اس کے بعد ۲۰۰۵ء سے ۲۰۱۵ء تک نو سال اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن ممبئی میں مختلف میدان میں کام کیا اور اب ۲۰۱۵ء سے دوبارہ جامعۃ الامام بخاری کشن گنج، بہار میں پڑھا رہے ہیں۔

۲۳۔مولانا لطف الرحمن بن واعظ الدین سلفی:

آپ کی سن ولادت ۱۹۷۲ء ہے۔سیموریا، کوڑھا، کٹیہار، بہار سے تعلق رکھتے ہیں۔ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں، پھر مدرسہ سراج الاسلام بھوگاری، کٹیہار میں دو سال،اس کے بعد جامعہ اسلامیہ بھولکی اتر دیناج پور بنگال میں تین سال، پھر معہد التعلیم الدینی شری پور، مالدہ، بنگال دو سال اور دو سال جامعہ اسلامیہ سنابل دہلی میں، اس کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس ۱۹۹۵ء میں فراغت۔

فراغت کے بعد دو سال معہد التعلیم الدینی شری پور، مالدہ میں پڑھایا، پھر مدرسہ سراج الاسلام بھولا ماری میں دو سال، اس کے بعد جامعہ اسلامیہ تنواری کٹیہار میں تین سال تدریسی خدمات انجام دی، پھر جامعہ سلفیہ بنارس کی مشہور شاخ مدرسہ سلفیہ پرسا گوپال گنج میں سات سال بڑے انہماک کے ساتھ تدریسی مشاغل جاری رکھا۔اس کے بعد ۲۰۱۰ء میں اپنے گاؤں میں مدرسہ محمدیہ کے نام سے ایک ادارہ کی بنیاد ڈالی جسے مدرسہ احمدیہ سلفیہ آرہ کی شاخ بنا دیا گیا ہے۔

آپ ہدایۃ النحو، امین النحو، بلوغ المرام، شرح مائۃ عامل،معلم الانشاء پڑھاتے ہیں۔

۲۴۔مولانا عبدالمالک سلفی بن عبدالوہاب:

سن ولادت ۱۹۷۲ء ہے۔سکونت باورا، ملک پہلا آٹھ، کدوا، کٹیہار، بہار۔ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ میں، پھر چار سال مدرسہ اصلاح المسلمین بھادو، مالدہ، بنگال میں، اس کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس میں دو سال رہے اور عالمیت کی سند ۱۹۹۸ء میں لی، پھر جامعہ فیض عام مئو ۱۹۹۹ء میں فضیلت کی ڈگری لی۔

فراغت کے بعد تدریسی عمل شروع کیا اور سب سے پہلے جامعہ شمس الہدیٰ جلال پور، مالدہ میں ایک سال، پھر جامعہ اسلامیہ میں تین سال پڑھایا ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۳ء

تک، پھر جامعہ اسلامیہ اعظم پور گھسکی، کٹیہار میں تین سال، پھر دارالسلام ڈنگراگھاٹ، پورنیہ میں ایک سال تدریسی فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا اور ۲۰۰۸ء کے بعد گاؤں میں مستقل ایک اسکول قائم کیا جس میں آپ کو چنگ چلا رہے ہیں۔آپ نے بلوغ المرام، ترمذی، مشکاۃ وغیرہ پڑھایا ہے۔

۲۵۔ڈاکٹر منصور عالم بن عبدالمجید سلفی مدنی:

۱۹۷۹ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ سکونت ڈنگراگھاٹ، پورنیہ، بہار۔موجودہ پتہ حلیم چوک، کشن گنج، بہار۔ ابتدائیہ ومتوسطہ بنگال کے مختلف مدارس میں، اور ثانویہ جامعہ اسلامیہ سنابل دہلی میں، عالمیت وفضیلت جامعہ سلفیہ بنارس سے، اس طرح فراغت ۲۰۰۱ء میں۔ فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں کلیۃ اللغۃ میں التحاق ۲۰۰۳ء میں اور ماجستیر ودکتوراہ اسی کلیہ سے، ۲۰۱۸ء میں ہندوستان آئے اور جامعہ امام بخاری کشن گنج، بہار میں بطور مدرس وداعی بحال ہوئے، آپ کو ذمہ داران جامعہ نے عظیم ولائق فائق سمجھ کر وکیل الجامعہ کا عہدہ دیا ہے اورالحمدللہ جیسے تعلیمی دور میں تمام اخوان میں ممتاز ہوا کرتے تھے جامعہ اسلامیہ میں بھی ممتاز رہے۔ان شاءاللہ آج بھی اسی امتیاز سے کام کررہے ہیں۔آپ کے ماجستیر کا رسالہ دراسہ وتحقیق: حاشیہ محرم افندی علی الفوائد الفیائیہ ہے اور دکتوراہ کا رسالہ: الشذوذ اللغوی فی لسان العرب لابن منظور عرضاودراسۃ ہے۔

۲۶۔شیخ مطیع الرحمن بن عبدالوہاب سلفی:

سن ولادت ۱۹۸۴ء ہے۔سکونت لہسہ، منشاہی، کٹیہار، بہار۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں، پھر متوسطہ مدرسہ اصلاح المسلمین باسودیوپور مالدہ میں دوسال،اس کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس میں آٹھ سال ۱۹۹۴ء سے لے کر ۲۰۰۲ء تک جس میں ثانویہ، عالمیت وفضیلت مکمل کی اور فراغت کے بعد مکتبہ لہسہ میں ایک سال، مدرسہ ضیاءالعلوم جکوائی ملحق جامعہ سلفیہ بنارس میں دوسال، جامعہ حفصہ بنت عمر حاجی پور، کٹیہار میں دوسال، اوراب جامعہ فاطمۃ الزہراء فبالہ میں مصروف عمل ہیں، اس دوران شیخ نے صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکاۃ، ابوداود، بلوغ المرام، تفسیر ابن کثیر، جلالین، فتح القدیر، ہدایۃ النحو، قطرالندی پڑھایا ہے اور ابھی پڑھا رہے ہیں۔

۲۶۔مولانا خلیل الرحمن بن عبدالوہاب سلفی:

سن ولادت ۱۹۹۲ء ہے۔ سکونت لہسہ، منشاہی، کٹیہار، بہار۔ جامعہ سلفیہ سے فراغت ۲۰۰۷ء میں، فراغت کے بعد جامعہ دارالسلام ڈنگراگھاٹ پورنیہ، بہار میں چھ سال۔ پھر مدرسہ دارالہدیٰ کرسیل میں ایک سال، مدرسہ نسواں کالج مئوآئمہ الہ آباد میں ایک سال، مدرسہ ضیاء العلوم جکوائی، کٹیہار میں دوسال سے تاہنوز خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تدریسی کتابیں: دیوان حماسہ، بلوغ المرام، ترجمہ قرآن، شرح مائۃ عامل، الوجیز، تسہیل الوصول۔

۲۷۔مولانا مظہرالحق مدنی سلفی:

سکونت ہٹھکولہ، کالی گنج، کٹیہار، بہار۔فراغت جامعہ سلفیہ بنارس سے ۱۹۹۷ء میں ہوئی، اس کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ گئے اور کلیہ سے فراغت کے بعد مکتب

توعیہ الجالیات سعودیہ عربیہ میں دعوت کا کام کرتے ہیں۔ ۲۰۱۷ء میں جامعہ امام بخاری کشن گنج آئے اور اب وہیں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

۲۸۔مولانا محمد یونس سلفی بن فرزند علی:

سن ولادت ۱۹۷۳ء ہے۔سکونت: پرسا، مرجدوا، مغربی چمپارن، بہار۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ منظر العلوم پرسا مرجدوا، متوسطہ جامعہ فیض عام مئو ۱۹۸۱ء ایک سال، متوسطہ مدرسہ احیاء السنۃ بجرڈیہہ ۱۹۸۲ء ایک سال، ثانویہ جامعہ رحمانیہ بنارس، عالمیت جامعہ سلفیہ بنارس ۱۹۹۰ء، فضیلت جامعہ مفتاح العلوم مئو ۱۹۹۱ء۔ تدریس مدرسہ سلفیہ پرسا، گوپال گنج، بہار ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۸ء تک۔ جامعہ دار الہدیٰ السّلفیہ بھرپہاڑی، مغربی چمپارن ایک سال ۱۹۹۸ء، مدرسہ منظر العلوم پرسا، مغربی چمپارن ایک ۲۰۱۶ء۔

۲۹۔مولانا جلال الدین عبدالحکیم سلفی:

سکونت: بیدناتھ پور، امدہ باد، کٹیہار، بہار۔ فراغت جامعہ سلفیہ سے کر کے تدریس سے جڑ گئے اور جامعہ اسلامیہ تتواری، کٹیہار کے بعد بہت دنوں سے جامعہ سلفیہ بنارس کی شاخ معہد التعلیم الدینی شری پور، مالدہ، بنگال میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

۳۰۔مولانا محمد شاہ جمال سلفی بن محمد شعیب علی:

سن ولادت ۱۹۷۳ء ہے۔سکونت: ڈومریا، براری، کٹیہار، بہار۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ میں، پھر جامعہ اسلامیہ تتوای، کٹیہار میں، اس کے بعد ثانویہ کی تعلیم مدرسہ چشمہ حیات رہٹی، جونپور میں، اس کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس گئے اور پانچ سال رہ کر عالمیت کی سند ۱۹۹۵ء میں حاصل کی۔ فراغت کے بعد ۱۹۹۸ء سے اب تک جامعہ امام ابن تیمیہ کی شاخ مدرسہ دار الہدیٰ کرسیل، کٹیہار میں پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہیں اور تدریسی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

۳۱۔مولانا جمال الدین بن انیس الرحمن سلفی:

سن ولادت ۱۹۷۶ء ہے۔سکونت: بلواٹولہ، منشاہی، کٹیہار، بہار۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ مفتاح العلوم بھڑمارا میں، متوسطہ جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں میں اور ثانویہ وعالمیت جامعہ سلفیہ بنارس میں۔ فراغت ۱۹۹۷ء میں، تدریسی خدمات سات سال جامعہ محمدیہ عربیہ رائدرگ آندھرا پردیش تین سال مدرسہ فاطمۃ الزہراء کٹیہار میں اور آٹھ سال مدرسہ دار الہدیٰ کرسیل، کٹیہار میں انجام دی۔

۳۲۔مولانا محمد ایوب سلفی بن شاہ روم:

سن ولادت ۱۹۷۵ء ہے۔سکونت: گھورپکڑی، مغربی چمپارن، بہار۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں، پھر چار سال مدرسہ کنز العلوم رنگپور، نیپال میں، اس کے بعد دو سال مدرسہ دار الہدیٰ جلالی پورہ بنارس، پھر جامعہ سلفیہ بنارس میں چار سال رہ کر ۱۹۹۵ء میں فراغت حاصل کی اور عالمیت کی سند لی۔

فراغت کے بعد مدرسہ احیاء السنۃ مصرولی، مغربی چمپارن، بہار ۱۹۹۵ء سے ۱۹۹۶ء، پھر مدرسہ دار الکتاب والسنہ محمد پور، مغربی چمپارن، بہار ۱۹۹۶ء سے ۱۹۹۷ء تک۔ پھر مدرسہ کنز العلوم نیپال میں ۱۹۹۷ء کے اخیر کے چند مہینے۔ اس کے بعد جامعہ امام ابن تیمیہ مشرقی چمپارن، بہار ۱۹۹۸ء سے ۲۰۱۴ء تک اور اب جامعہ سلفیہ بنارس

میں اگست ۲۰۱۴ء سے تاہنوز تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اس دوران آپ نے صحیح مسلم، موطا امام مالک، حجۃ اللہ البالغہ، الباعث الحثیث، امتاع العقول، جلالین، سنن نسائی، ترمذی، شرح ابن عقیل، شرح العقیدۃ الطحاویہ، میزان منشعب وغیرہ پڑھائی۔ آپ ایک شعلہ بیان مقرر بھی ہیں جو خطبہ جمعہ اور اجلاس عام میں خطاب کرتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ مجلہ ''طوبیٰ'' میں آپ مستقل کالم نگار رہے ہیں۔

۳۳۔مولانا منصور عالم سلفی بن شمس الحق:

سن ولادت: ۱۹۷۷ء، سکونت: شنکر پور، بیلہھد رپور، سپول، بہار۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ نظامیہ مفتاح العلوم بیر باکمال، سپول، پھر ۱۹۸۸ء میں مدرسہ انجمن اصلاح المسلمین بھادو، پھر مدرسہ چشمہ حیات رہٹی، جونپور میں دو سال اور ثانویہ سے عالمیت جامعہ سلفیہ بنارس میں پانچ سال رہ کر ۱۹۹۶ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

فراغت کے بعد ۱۹۹۷ء سے تاہنوز (۲۰۱۸ء) جامعہ اسلامیہ ریاض العلوم شنکر پور، سپول، بہار میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے اس دوران سنن ابی داود، سنن ابن ماجہ، تفسیر جلالین، شرح العقیدۃ الواسطیہ، بدایۃ المجتہد پڑھایا ہے اور پڑھا رہے ہیں۔ تدریس کے علاوہ آپ تصنیفی کام بھی کررہے ہیں۔ جیسے ایک کتاب 'ایک مجلس کی تین طلاق کتاب وسنت کی روشنی میں' دوسری 'احکام جمع بین الصلاۃ' تیسری رسالہ اصول الحدیث تصنیف کی ہے۔ آپ جامعہ میں شعبہ افتاء بھی دیکھتے ہیں اور علاقے میں خطاب عام بھی فرماتے ہیں۔ گویا آپ ایک اچھے مدرس، اچھے خطیب اور اچھے صحافی بھی ہیں۔

۳۴۔مولانا کعبۃ اللہ سلفی بن ماسٹر عبدالرحمن:

سن ولادت ۱۹۸۲ء، سکونت: کونچگاما، پیڑوا، بیلہھد رپور، سپول بہار۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ مظہر العلوم پیڑوا میں، اس کے بعد ۱۹۹۴ء میں جامعہ اسلامیہ مظفر پور اعظم گڑھ یوپی میں، اس کے بعد ۱۹۹۹ء میں مدرسہ نورالاسلام جلیاپور، نیپال میں ایک سال اور ۲۰۰۰ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے عالمیت کیا، پھر جامعہ سلفیہ بنارس گئے اور دوسال تک فضیلت کی تعلیم حاصل کی۔ اس طرح ۲۰۰۳ء میں فارغ ہوئے۔

فراغت کے بعد مدرسہ رحمانیہ بھگوان پور میں ایک سال ۲۰۰۴ء میں تدریسی خدمات انجام دیں، پھر اس کے بعد تین سال تک مدرسہ فیض العلوم السلفیہ سرہا، نیپال میں پڑھایا، اس کے بعد ۲۰۰۷ء سے اب تک مدرسہ مظہر العلوم پیڑوا، سپول، بہار میں پڑھا رہے ہیں۔

۳۵۔مولانا محمد اکمل حسین سلفی بن وزیر علی:

سن ولادت: ۱۹۶۵ء، سکونت: بیدناتھ پور، امدہ باد، کٹیہار، بہار۔ موجودہ پتہ: روتارا، کٹیہار، بہار۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ بیدناتھ پور، کٹیہار میں، پھر مدرسہ فیض الغرباء دھوم گڑھ میں، اس کے بعد جامعہ رحمانیہ بنارس میں دوسال ۷۵-۱۹۷۴ء، پھر جامعہ سلفیہ بنارس میں چھ سال رہے اور فراغت ۱۹۸۳ء میں ہوئی، اس طرح عالمیت وفضیلت دونوں کی سند لی۔

فراغت کے بعد ۱۹۸۴ء سے ۱۹۸۶ء تک مدرسہ دھوم گڑھ میں پھر ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۷ء تک مدرسہ دارالہدیٰ

بیدناتھ پور میں، پھر ۱۹۹۸ء سے ۲۰۱۷ء تک سعودیہ عربیہ میں مختلف مشاغل میں، جس میں مکتبہ میں چار سال اور دوسال ترجمہ کے کام میں، ابھی ۲۰۱۸ء کو مدرسہ فیض الغرباء دھوم گڑھ، کٹیہار میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ان کے علاوہ بھی بہت سے سلفی اخوان ہیں جن کی خدمات کے بارے میں تفصیل معلوم نہیں، جونہی ان کے بارے میں معلومات ہوگی ضرور شامل تحریر کرلوں گا، ان شاءاللہ۔

فارغین جامعہ سلفیہ سرکاری درس گاہوں میں:

یہ نہایت خوشی ومسرت کی بات ہے کہ فارغین جامعہ سلفیہ نے اپنی صلاحیت ولیاقت اور قابلیت کی بنیاد پر سرکاری ملازمت بھی حاصل کی ہے، کچھ لوگ بہار مدرسہ بورڈ سے ملحق ادارہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں اور کچھ سرکاری اسکولوں وکالجوں اور یونیورسٹیوں میں اپنی علمی مہارت کا جلوہ بکھیر رہے ہیں۔ ذیل میں ان کے بارے میں میسر معلومات پیش کی جارہی ہیں۔

۱۔مولانا محمد اسرائیل سلفی بن وزیر علی:

سن ولادت ۱۹۵۸ء ہے۔ جائے ولادت: بیدناتھ پور، امدہ باد، کٹیہار، بہار۔ موجودہ پتہ: تانتی ٹولہ، منیہاری، کٹیہار، بہار۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ دارالہدیٰ بیدناتھ پور، کٹیہار، پھر مدرسہ دارالحدیث گواگاچھی میں پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس گئے اور ۱۹۷۸ء میں سند فراغت (فضیلت) حاصل اور اور کبار اساتذہ مولانا آزاد رحمانی، شمس الحق سلفی، شیخ صفی الرحمن مبارک پوری، ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری، مولانا محمد رئیس ندوی وغیرہم سے استفادہ کیا۔

فراغت کے دوسال تک معہد التعلیم الدینی شری پور، مالدہ، بنگال میں درس وتدریس کا کام جاری رکھا، پھر اللہ کے فضل وکرم سے بہار بورڈ سے ملحق مدرسہ مفتاح العلوم بھیڑ مارا، کٹیہار میں آپ پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہوئے اور تب سے اب تک ۲۰۱۸ء سے تدریسی ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔ آپ ضلعی جمعیت اہل حدیث کٹیہار کے ناظم پھر امیر رہے، جو ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۱ء کی مدت پر محیط ہے۔ آپ ایک بہترین خطیب اور اجلاس عام کی نظامت میں مہارت رکھتے ہیں۔

۲۔حافظ صغیر احمد محمد عیسیٰ سلفی مدنی:

سن ولادت: ۱۹۶۰ء۔ سکونت: راگھونگر، بھوارہ، مدھوبنی، بہار۔ ابتدائی ومتوسطہ کی تعلیم آپ نے مدرسہ اسلامیہ بھوارہ، مدھوبنی، بہار میں حاصل کی، پھر ثانویہ جامعہ رحمانیہ بنارس میں اور اس کے بعد عالمیت وفضیلت جامعہ سلفیہ بنارس سے، فراغت ۱۹۷۹ء میں ہوئی۔ فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ گئے اور چار سال رہ کر لیسانس کی ڈگری لی اور ۱۹۸۴ء میں واپس آکر مدرسہ اسلامیہ بھوارہ، مدھوبنی، بہار تدریسی مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ یہ مدرسہ بہار مدرسہ ایجوکیشن بورڈ سے ملحق ہے اس لیے آپ کو سرکاری ملازمت بھی ملی ہوئی ہے اس وقت سے اب تک آپ اسی ادارہ سے جڑے ہوئے ہیں۔ آپ اس مدرسہ کے سکریٹری بھی ہیں۔ آپ ایک کامیاب وباکمال مدرس، بہترین منتظم ہیں۔ آپ نے صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداود، معلقہ وانشاء کا درس دیا ہے اور ابھی دے رہے ہیں۔

۳۔مولانا عبدالخالق سلفی مدنی بن مولانا محمد ابراہیم:

سن ولادت: ۱۹۵۹ء۔سکونت: گوگاچھی، پنیہاری، کٹیہار، بہار۔ابتدائی تعلیم اپنے ابا سے گاؤں میں، پھر مدرسہ سراج الاسلام بھولاماری، کٹیہار میں ایک سال، پھر مدرسہ دارالہدیٰ بیدناتھ پور چھرا ماری، اس کے مدرسہ دارالحدیث گواگاچھی میں ثانویہ یعنی مشکاۃ تک تعلیم حاصل کی۔اس کے بعد مدرسہ مظہرالعلوم بٹنہ، مالدہ گئے اور پانچ سال رہ کر اساتذہ سے فیض حاصل کیا، پھر ۱۹۷۲ء میں جامعہ سلفیہ بنارس گئے اور پانچ سال رہ کر ۱۹۷۷ء میں فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد تدریس کا آغاز مدرسہ مظہرالعلوم بٹنہ، مالدہ سے کیا اور دوسال رہے، پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ گئے اور ۱۹۸۳ء میں کلیۃ الشریعہ سے لیسانس کیا۔ واپس واپس آکر مدرسہ مظہر العلوم بٹنہ میں دوبارہ تدریسی عمل شروع کیا اور چار سال تک طلبہ کو پڑھایا۔ پھر وہاں سے مدرسہ ریاض العلوم لکھن پور گئے جہاں ایک سال رہے۔ اس کے بعد مدرسہ مفتاح العلوم بھڑمار، کٹیہار جو بہار مدرسہ بورڈ سے ملحق مدرسہ تھا ۱۹۹۰ء میں آگئے اور سرکاری ملازمت شروع کی جہاں اب تک درس وتدریس کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

۴۔مولانا محمد یٰسین سلفی بن محمد ادریس:

سن ولادت ۱۹۶۰ء ہے۔ سکونت: اکڑا، کرنکیا، ارریہ، بہار۔ ابتدائی ومتوسطہ تک تعلیم مدرسہ فیض الغرباء راجن بیلی، پورنیہ، اس کے بعد چھ سال جامعہ سلفیہ بنارس میں عالمیت وفضیلت کی تعلیم لی، اس طرح ۱۹۸۰ء میں فارغ ہوئے۔

فراغت کے بعد دینی مدارس وجامعات میں تدریسی سلسلہ شروع کیا اور تقریباً تیس بتیس سالوں تک پرائیویٹ (درس نظامی) اداروں میں پڑھاتے، جیسے مدرسہ دارالعلوم بٹنہ، مالدہ میں ایک سال، جامعہ اسلامیہ روہی ماری جھاپا نیپال میں ایک سال، جامعہ اسلامیہ تنواری، کٹیہار میں تین سال، مدرسہ ریاض العلوم لکھن پور میں تین سال جامعہ اسلامیہ داماٹی پور، مالدہ میں تین سال، مدرسہ ریاض العلوم حاجی جھبوٹولہ، کٹیہار میں تین سال، مدرسہ سراج الاسلام بھولاماری، کٹیہار میں ایک سال، جامعہ ابوہریرہ لال گوپال گنج الہ آباد میں آٹھ سال۔کلیۃ الصفا ڈومریا گنج میں تین سال۔ اس کے بعد ۲۰۱۵ء میں مدرسۃ البنات راگھوپور، کٹیہار میں سرکاری ملازمت ملی جس میں پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہیں۔

اس دوران آپ نے صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداود، ترمذی، مشکاۃ، ابن ماجہ، سراجی، بیضاوی، فتح القدیر، بدایۃ المجتہد، شرح الوقایہ، اصول الشاشی، تاریخ الادب العربی، دیوان حماسہ، القراءۃ الرشیدہ، علم التصریف بڑے انہماک سے پڑھایا۔

۵۔مولانا عبدالمنان سلفی بن غیاث الدین:

سن ولادت ۱۹۶۰ء ہے۔سکونت: بجیلی، ڈنڈکھورا، کٹیہار، بہار۔ابتدائی، متوسطہ وثانویہ گاؤں کے مدرسہ اور مدرسہ سراج العلوم بھجیلی میں اور عالمیت وفضیلت جامعہ سلفیہ بنارس میں چھ سالہ گزار کر ۱۹۸۴ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

فراغت کے بعد دوسال مدرسہ عوفیہ جونپور میں، اس کے بعد دوسال مدرسہ احیاء السنہ بجرڈیہہ، بنارس میں، پھر مدرسہ دارالحدیث رتنی میں سترہ سال، جامعہ ممتازیہ بجیلی میں سات سال تک درس نظامی کے مطابق طلبہ وطالبات کو پڑھاتے رہے۔اس دوران آپ نے مشکاۃ، بلوغ المرام، ازہارالعرب،کلیلہ دمنہ وغیرہ کا درس دیا۔

خوش قسمتی دیکھئے کہ ۲۰۱۵ء میں بہار بورڈ سے ملحق مدرسہ ہشامیہ فیض عام بجیلی میں سرکاری نوکری لگی اوراب اسی میں تدریس، تعلیم وتربیت سے جڑے ہوئے ہیں۔

۶۔مولانا فضل اللہ انصاری سلفی بن محمد الیاس انصاری:

سن ولادت ۱۹۶۷ء، سکونت: راگھونگر، بھوارہ، مدھوبنی، بہار۔ ابتدائی تعلیم اور متوسطہ وثانویہ کے مراحل تعلیم مدرسہ اسلامیہ بھوارہ، مدھوبنی، بہار میں مکمل کئے اور عالمیت وفضیلت جامعہ سلفیہ بنارس میں ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۵ء تک پورا کیا۔

فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ بھوارہ، مدھوبنی، بہار میں ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۴ء تک نو سال رہے، پھر وہاں سے جامعہ امام ابن تیمیہ ۱۹۹۵۔۱۹۹۶ء تک رہے اور ۱۹۹۷ء میں پلس ٹو ہائی اسکول کھجولی، مدھوبنی، بہار میں سرکاری نوکری لگی اور الحمد للہ معاشی طور پر چونکہ پہلے سے مضبوط تھے اور مضبوط ہو گئے اور تدریسی وتصنیفی کام بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔آپ نے بلوغ المرام، سنن ترمذی، جلالین، تفسیر ابن کثیر، ازہار العرب، سبعہ معلقہ، کلیلہ ودمنہ پڑھایا۔آپ ایک اچھے اور کامیاب ٹیچر ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے قلم کار وصحافی اور انشاء پرداز ومترجم اور بے باک خطیب ہیں۔اس کے علاوہ آپ مجلہ ''الفیصل'' کے مدیر رہ چکے ہیں ۔ آپ نے بیس سے زیادہ کتابوں کی تصنیف وترجمہ کیا ہے اور ضلعی جمعیت اہل حدیث مدھوبنی بہار کے بارہ سالوں سے نظامت فرما رہے ہیں۔آپ اپنے اسکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں جو اردو انگریزی دونوں سبجیکٹ کو بآسانی پڑھاتے ہیں۔

۷۔مولانا عبدالسمیع محمد ہارون انصاری سلفی:

سن ولادت ۱۹۶۹ء، سکونت: راگھونگر، بھوارہ، مدھوبنی، بہار۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ بھوارہ، مدھوبنی، بہار، پھر مدرسہ عالیہ مئوناتھ بھنجن میں متوسطہ، جامعہ رحمانیہ بنارس میں ثانویہ، اور جامعہ سلفیہ بنارس میں عالمیت وفضیلت، سن فراغت ۱۹۸۷۔ ۱۹۸۸ء اور آر کے کالج مدھوبنی سے بی اے، ملت کالج دربھنگہ سے ایم اے، ایل این متھلا یونیورسٹی سے بی ایڈ کیا۔

جامعہ سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ بھوارہ، مدھوبنی، بہار میں تدریسی ذمہ داری ۱۹۹۵ء تک کل آٹھ سال، پھر اللہ کے فضل وکرم سے ۱۹۹۵ء سے ہائی اسکول مدھوبنی میں سرکاری ملازمت ملی، کل مدت تیئس سال، ودیاپتی ہائی اسکول مدھوبنی میں ہیڈ ماسٹر ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ بھوارہ میں آپ نے تفسیر وحدیث، فارسی، انگریزی پڑھائی اولی جماعت سے فضیلت کے طلبہ کو۔ آپ ایک بہترین قلمکار صحافی اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ نیز نوائے اسلام کے مستقل کالم نگار بھی ہیں۔آپ کے مضامین جماعت کے مختلف جرائد ومجلات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

۸۔مولانا محمد ہاشم سلفی بن شیخ جبلدار:

سن ولادت ۱۹۶۶ء ہے۔سکونت: پرسا، مرجدوا، مغربی چمپارن، بہار۔تعلیم: مدرسہ منظر العلوم بلی رام پور، جامعہ رحمانیہ وجامعہ سلفیہ بنارس میں عالمیت وفضیلت۔ فراغت ۱۹۸۶ء۔ تدریس: مدرسہ منظر العلوم بلی رام پور، مغربی چمپارن تین مہینہ، جامعہ دارالہدیٰ السّلفیہ للبنات بھڑ پہاڑی میں مکمل دو سال، محمدیہ سلفیہ بڑھیا ٹولہ ایک سال، جامعۃ الامام ابن تیمیہ چمپارن میں کچھ مہینہ تدریسی خدمات انجام دی۔

مدرسہ منظر العلوم بلی رام پور، مغربی چمپارن میں سرکاری ملازمت ۱۹۹۳ء سے تاہنوز جاری ہے۔

آپ ضلعی جمعیت اہل حدیث مغربی چمپارن کے ناظم بہت دنوں سے ہیں اور آپ ایک اچھے سلفی شاعر بھی ہیں جو اپنا کلام مختلف کانفرنسوں میں سناتے رہتے ہیں۔

۹۔مولانا ضیاء الحق سلفی بن بلال حسین:

سن ولادت: ۱۹۷۵ء،سکونت: باورا،کوڑھا،کٹیہار، بہار۔ابتدائی تعلیم گاؤں کی مسجد میں، پھر مدرسہ فیض الغرباء دھوم گڑھ عربی اول میں، دوم مدرسہ دارالعلوم لطیفی کٹیہار میں ۱۹۸۳ء - ۱۹۸۵ء، متوسطہ اولیٰ مدرسہ احیاء السنہ بجرڈیہہ بنارس ۱۹۸۶ء میں،متوسطہ ثانیہ سے عالمیت جامعہ سلفیہ بنارس میں ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۴ء تک سات سال، بی اے، ایم اے اور بی ایڈ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ۱۹۹۴ء سے ۲۰۰۳ء تک،اس کے بعد ۲۰۰۰ء میں NET کوالیفائی کیا۔

فراغت کے بعد ہریانہ، میوات میں .P.G.T Urdu Teacher in Public School میں ۲۰۰۵ء سے ۲۰۰۹ء تک پڑھایا۔ پھر نیو جن شکچھک رنگٹا بالیکا اچ ودیالے نوگچھیا بھاگلپور میں ۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۲ء تک پڑھایا۔ پھر ۲۰۱۲ء میں سہایک ٹیچر پرائمری اسکول شری نگر پورنیہ میں مقرر ہوئے، اس طرح مولانا کو اللہ نے سرکاری ملازمت سے سرفراز کیا۔آپ سرکاری ٹیچر ہونے کے باوجود عوتی وملی کام میں دلچسپی لیتے رہتے ہیں اور پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں، گاؤں میں خطبہ جمعہ دیتے ہیں، مسائل کی تحقیق میں کتاب وسنت اور منہج سلف کو فیصل منوانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔

۱۰۔مولانا عبیداللہ سلفی بن محمد یونس:

سکونت پہلے صوبیدار ٹولہ، کٹیہار، بہار میں تھی، لیکن والد محترم کے ساتھ نقل مکانی کر کے برسونی، پورنیہ آگئے ہیں۔جامعہ سلفیہ بنارس سے ۱۹۹۴ء میں فراغت ہوئی، اس کے بعد دارالعلوم بودھیا، مالدہ، بنگال میں دو سال، پھر مدرسہ بلاٹی ماری، مالدہ، بنگال میں دو سال، جامعہ رحیمیہ کنلاماری میں ایک سال، مدرسہ مفتاح العلوم ٹال بنگروا، مالدہ میں تین سال، اس کے بعد جامعہ دارالسلام ڈنگرا گھاٹ میں دوسال اور جامعہ اسلامیہ بھوکلی دیناج پور میں بارہ سال گزارا، اسی طرح دینی مدارس میں طلبہ کو خوب خوب فائدہ پہنچایا، اس سال ۲۰۱۸ء میں ملن گڑھ ہائی مدرسہ دارجلنگ مغربی بنگال سرکاری ملازمت ملی جہاں عربی سبجیکٹ پڑھاتے ہیں۔

۱۱۔مولانا جمال العین سلفی بن نور العین انصاری:

سن ولادت ۱۹۷۳ء ہے۔سکونت: راگھونگر، بھوارہ، مدھوبنی، بہار ہے۔مدرسہ اسلامیہ بھوارہ، مدھوبنی، بہار میں

حفظ کی تکمیل کی، پھر درس میں شامل ہوئے وہاں کچھ دنوں تک رہنے کے بعد جامعہ رحمانیہ بنارس گئے اور وہاں ثانویہ کی تعلیم مکمل کی۔ پھر پلس ٹو کی سرکاری ملازمت ۲۰۱۳ء میں ملی جس میں آپ اردو ٹیچر ہیں اور مدھوبنی سے مظفر پور شفٹ ہو گئے ہیں۔

۱۲۔مولانا تمیز الدین سلفی بن محمد ظفر الحسن:

ولادت ۱۹۷۵ء میں ہوئی، سکونت: دوستیا، مشرقی چمپارن، بہار۔ جامعہ سلفیہ سے فراغت ۱۹۹۷ء میں اور فراغت کے بعد جامعہ امام ابن تیمیہ میں ۱۹۹۹ء سے ۲۰۰۶ء تک مدرس رہے، پھر ۲۰۰۷ء میں پرائمری اسکول پھلوریا، مشرقی چمپارن میں سرکاری نوکری ملی جس میں بچوں اور بچیوں کو اردو و فارسی سکھا رہے ہیں اور پارٹ ٹائم جامعہ امام ابن تیمیہ میں گھنٹیاں لیتے ہیں۔

۱۳۔ڈاکٹر مولانا مشتاق احمد سلفی بن عبدالمنان:

سن ولادت: ۱۹۸۱ء ہے۔ آپ کالی گنج کٹھونیہ، منیہاری، کٹیہار، بہار سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ امدادیہ کٹھونیہ مداری چوک کٹیہار سے حاصل کیا۔ متوسطہ کی تعلیم جامعہ عربیہ بابو پور، مالدہ، بنگال سے اور ثانویہ کی تعلیم جامعۃ الامام بخاری کشن گنج سے اور فضیلت کی تعلیم جامعہ سلفیہ بنارس سے یعنی جامعہ میں مدت تعلیم صرف دو سال ہے۔ اس طرح جامعہ سے ۲۰۰۴ء میں فراغت ہوئی۔ فوقانیہ، مولوی، عالم، فاضل جو بہار بورڈ کے اسناد ہیں انہیں بھی مختلف مدارس کے توسط سے حاصل کیا اور پی ایچ ڈی للت نرائن متھلا یونیورسٹی دربھنگہ سے اور بی ایڈ کی ڈگری ہریانہ سے لی ہے۔

جامعہ سے فراغت کے بعد مدرسہ زید بن ثابت سانتھا، سنت کبیر نگر، یوپی میں چھ مہینہ پڑھایا۔ پھر جامعہ ابوہریرہ لال گوپال گنج میں ساڑھے چار سال درس دیا۔ اس کے بعد جامعہ امام ابن تیمیہ مشرقی چمپارن میں ساڑھے پانچ سال پڑھایا۔ الحمدللہ مرحلہ عالمیت وفضیلت کی کتابیں پڑھائیں۔

فروری ۲۰۱۴ء سے ہائر سکنڈری اسکول پلس ٹو ہائی اسکول بھوگا، بھٹگاما، پورنیہ میں سرکاری ملازم بحیثیت معاون مدرس بحال ہیں اور جامعہ معراج العلوم چھتیا، پورنیہ میں پارٹ ٹائم درس وتدریس کا کام کرتے ہیں۔

۱۴۔ڈاکٹر محمد زکریا سلفی:

سن ولادت ۱۹۸۴ء ہے۔ تعلیم: ثانویہ (۱۹۹۸ء)، عالمیت (۲۰۰۱ء)، فضیلت (۲۰۰۳ء) جامعہ سلفیہ بنارس سے کیا۔ بی اے (۲۰۰۷ء)، ایم اے (۲۰۰۹ء)، پی ایچ ڈی (۲۰۱۷ء) جامعہ ملیہ اسلامیہ سے تکمیل کی۔

ڈاکٹریٹ آپ نے شعبہ پولیٹکل سائنس سے کیا ہے اور اب اسسٹنٹ پروفیسر (contractual) کے طور پر جامعہ ملیہ اسلامیہ میں کام کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ بہت جلد امید ہے کہ بی این منڈل یونیورسٹی مدھے پورہ بہار میں آپ کی بحالی ہوگی۔

ان کے علاوہ فارغین جامعہ کی بڑی تعداد ایسی ہے جو سرکاری ملازم/ٹیچر (مدرسہ یا اسکول) تو ہیں، لیکن ان کی تفصیل بروقت معلوم نہیں، اس لیے صرف نام اور ملازمت ذکر کر کے اکتفا کرتے ہیں۔ تفصیلات ملنے کے بعد ان شاء اللہ شامل کیا جائے گا۔

۱۵۔سراج الدین سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۱۶۔نذیر حسین سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۱۷۔عبیدالرحمن سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۱۸۔قمرالدین سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۱۹۔اشرف الحق سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۲۰۔عبدالوہاب،،کٹیہار　سرکاری معلم
۲۱۔محمد جہانگیر سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۲۲۔محمد عمران سلفی،کٹیہار　ریٹائرڈ معلم
۲۳۔عبدالباری سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۲۴۔عبدالجبار سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۲۵۔عمر فاروق سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۲۶۔مجیب الرحمن سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۲۷۔شوکت علی سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۲۸۔محمد اسلم سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۲۹۔شرف الحق سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۳۰۔مختار عالم سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۳۱۔حافظ سعیدالرحمن سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۳۲۔مشفق عالم سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۳۳۔جہانگیر عالم سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۳۴۔حافظ عین الباری،کٹیہار　سرکاری معلم
۳۵۔جاوید عالم سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۳۶۔بدر عالم سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۳۷۔محمد عاصم سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۳۸۔شفیق عالم سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۳۹۔حافظ جعفر سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۴۰۔امیر الحسن سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۴۱۔اکمل حسین سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۴۲۔رضاء اللہ سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۴۳۔پرویز عالم سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۴۴۔عبدالرحمن سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۴۵۔شمس الزماں سلفی،کٹیہار　سرکاری معلم
۴۶۔محمد طاہر سلفی،مدھوبنی　سرکاری معلم
۴۷۔عبداللہ فیصل سلفی،مغربی چمپارن　سرکاری معلم
۴۸۔ریاض الدین سلفی،مغربی چمپارن سرکاری معلم

فارغین جامعہ کا منہج تدریس:

اساتذۂ جامعہ سلفیہ بنارس کا خلوص وللّٰہیت ہی ہے کہ فارغین جامعہ درس وتدریس کے میدان میں بے خطر کود پڑتے ہیں اور اپنے اوپر عائد ذمہ داری کو ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے، جہاں جہاں ان کو تدریسی کام میں لگایا گیا محنت ولگن اور شوق مطالعہ کی وجہ سے ترقی کے منازل طے کرتے چلے گئے۔انہوں نے طلبہ وطالبات کے ساتھ کبھی خیانت نہیں کی، ہمیشہ پوری تیاری کے ساتھ کلاس میں حاضر ہوئے ہیں،مقررات دراسیہ کی تکمیل اور شرعی مواد کی تدریس کے لیے لازمی ومطلوب اشیاء کو حاصل کرتے ہیں۔ طلبہ کے افہام وتفہیم کے لیے قدیم وجدید مختلف وسائل واسلوب استعمال کرتے ہیں اور منہج سلف کے مطابق شرعی مواد کو بچوں کے دل ودماغ میں اتارتے ہیں۔قرآن فہمی اور حدیث کی شرح وتفصیل اور فقہی جزئیات یہاں تک ادب میں بھی سلفی انداز فکر کو ملحوظ رکھتے ہیں، اسی لیے ان کے درمیان کوئی فکری ومنہجی تضاد نہیں پایا جاتا اور اسی لیے ان

کے فیض یافتگان بھی اسی فکری ہم آہنگی و یکسانیت کے حامل ہوتے ہیں۔دور حاضر میں ان کے منہج تدریس اور انداز فکر اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔

فارغین جامعہ صوبہ بہار کے ذریعہ مدارس واسکولوں کا قیام:

ابناء جامعہ صوبہ بہار نے صرف دینی مدارس وجامعات اورعصری درس گاہوں میں درس وتدریس کا فریضہ ہی انجام نہیں دیا بلکہ خود مسلم معاشرہ کی پسماندگی وتعلیمی زبوں حالی کو دور کرنے اور علاقے میں تعلیمی بیداری لانے کے لیے تحریک چلائی اور بقدر ضرورت ادارے (ٹرسٹ/مدارس واسکول) قائم کئے۔ چنانچہ ان اداروں نے تعلیمی مشن کو کامیاب بنانے میں اہم رول ادا کیا۔ جہاں ان اداروں میں پڑھانے والے ماہرین اساتذہ فائز ہوئے وہیں ان اداروں سے بچے اور بچیوں کی نوجوان نسل ایسی تیار ہوئی جنہوں نے تعلیمی محاذ پر انقلاب برپا کردیا اور درس وتدریس، تعلیم وتربیت کے ذریعہ سماج میں نئی روح پھونک دی۔ذیل میں چند اداروں کے نام مع مؤسسین درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ توحید ایجوکیشنل ٹرسٹ، کشن گنج بہار
مؤسس: شیخ عبدالمتین سلفی رحمہ اللہ، کشن گنج، بہار

۲۔ جامعۃ الامام بخاری، کشن گنج، بہار
مؤسس: شیخ عبدالمتین سلفی رحمہ اللہ، کشن گنج، بہار

۳۔ جامعہ عائشہ صدیقہ کشن گنج، بہار
مؤسس: شیخ عبدالمتین سلفی رحمہ اللہ، کشن گنج، بہار

۴۔ مدرسہ احیاء السنہ مصرولی، مغربی چمپارن، بہار
مؤسس: شیخ احمد مجتبیٰ سلفی مدنی، مغربی چمپارن بہار مع زملائہ

۵۔ مدرسہ امام بخاری پورینہ، مغربی چمپارن، بہار
مؤسس: شیخ احمد مجتبیٰ سلفی مدنی، مغربی چمپارن بہار مع زملائہ

۶۔ مدرسہ دارالکتاب والسنہ محمد پور، مغربی چمپارن، بہار
مؤسس: شیخ احمد مجتبیٰ سلفی مدنی، مغربی چمپارن بہار مع زملائہ

۷۔ جامعہ ابوبکر صدیق برندا بن محمد پور، مغربی چمپارن، بہار
مؤسس: شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی مدنی

۸۔ کلیہ امہات المؤمنین، پٹنہ، بہار
مؤسس: شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی مدنی

۹۔ اقرأ انٹرنیشنل اسکول، نئی دہلی
مؤسس: شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی مدنی

۱۰۔ الہلال ایجوکیشنل سوسائٹی، کٹیہار
مؤسس: شیخ مشتاق احمد کریمی، کٹیہار

۱۱۔ جامعہ حفصہ بنت عمر حاجی پور، کٹیہار
مؤسس: شیخ مشتاق احمد کریمی، کٹیہار

۱۲۔ فرقان ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ، کٹیہار
مؤسس: ڈاکٹر رحمت اللہ سلفی، کٹیہار

۱۳۔ کلیہ ام سلمہ الاسلامیہ، کٹیہار
مؤسس: ڈاکٹر رحمت اللہ سلفی، کٹیہار

۱۴۔ فردوس ایجوکیشنل ٹرسٹ پورنیہ
مؤسس: شیخ محمد رضوان عبدالحکیم سلفی، پورنیہ

۱۵۔ جامعہ خدیجۃ الکبری ڈنگرا گھاٹ، پورنیہ
مؤسس: شیخ محمد رضوان عبدالحکیم سلفی، پورنیہ

۱۶۔ مولانا آزاد انٹرنیشنل اسکول، کٹیہار

مؤسس: شیخ محمد رضوان عبدالحکیم سلفی، پورنیہ
۱۷۔ فیض ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی، ارریہ
مؤسس: ڈاکٹر امان اللہ محمد اسماعیل مدنی، ارریہ
۱۸۔ معہد حفصہ بنت عمر زہراباغ، ارریہ
مؤسس: ڈاکٹر امان اللہ محمد اسماعیل مدنی، ارریہ
۱۹۔ فیض ماڈل اکیڈمی، زہراباغ، ارریہ
مؤسس: ڈاکٹر امان اللہ محمد اسماعیل مدنی، ارریہ
۲۰۔ مدرسۃ العلوم الاسلامیہ سیتامڑھی
مؤسس: شیخ محمد اسلم محمد منور سلفی، مغربی چمپارن
۲۱۔ مرکز تحفیظ القرآن، مدھوبنی
مؤسس: شیخ محمد معروف سلفی، کولکاتہ
۲۲۔ معہد التعلیم الاسلامی، کٹیہار
مؤسس: شیخ منصور عالم مدنی، کٹیہار
۲۳۔ جمعیۃ السلام التعلیمیۃ والخیریہ، ارریہ
مؤسس: شیخ مطیع الرحمن سلفی، ارریہ

اس میں اول الذکر شخصیت کے ذریعہ جو کارہائے نمایاں انجام دیئے گئے وہ سنہرے حروف میں لکھے جانے کے لائق ہے۔ سیمانچل کے پسماندہ علاقے میں تعلیم وتدریس، دعوت وتبلیغ کے لیے ''توحید ایجوکیشنل ٹرسٹ'' قائم کیا اور اس کے ماتحت بہار و بنگال میں متعدد ادارے کھولے۔ حفظ خانے، دینی مدارس، اکیڈمیاں، اسکولس سب کھولے۔ خود جامعہ امام بخاری کے فارغین تعلیم ادارے قائم کر چکے ہیں جہاں سے اسلام کا پرچار و پرسار ہو رہا ہے اور لوگ دین وشریعت سے قریب ہو رہے ہیں اور شرک وبدعات کا خاتمہ ہو رہا ہے۔

تعلیم کی اہمیت

اسلام میں تعلیم کی بڑی اہمیت ہے۔اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کی پہلی نازل ہونے والی آیات کا مرکزی مضمون پڑھنے پڑھانے کے حکم اور وسیلہ تعلیم قلم کے ذکر پر مشتمل ہے۔سبب ہے کہ دور نبوی سے اس جانب بھرپور توجہ دی گئی۔

اسلام تعلیم میں تفریق کیے بغیر ہر نفع بخش تعلیم کا حامی ہے۔البتہ بنیادی تعلیم کی اہمیت ہے۔دینی تعلیم میں دنیا اور آخرت کی بھلائی پوشیدہ ہے، اس لیے اس جانب بھرپور توجہ ہونی چاہئے اور مدارس اسلامیہ جو دینی تعلیم کے فروغ کے لیے اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں ان کے فروغ واستحکام کے لیے کمربستہ رہنا چاہئے اس لیے کہ دین کی حفاظت میں ان مدارس کا کلیدی رول ہے۔

مولانا عبدالمنان سلفی

ابنائے جامعہ سلفیہ، جھارکھنڈ کی تدریسی خدمات

اشفاق سجاد سلفی
استاذ جامعہ امام ابن تیمیہ

جھارکھنڈ: جھارکھنڈ، ہندوستان کے شمال مشرقی خطہ کی بیش قیمت معدنیات، زمینی ذخائر اور قدرتی خزائن سے مالا مال ایک ریاست ہے، جس کا دارالحکومت شہر ''رانچی'' ہے، یہ ریاست ۱۵؍نومبر ۲۰۰۰ء کو صوبہ بہار سے کٹ کر معرضِ وجود میں آئی ہے۔ یہ علاقہ مغل حکمرانوں کے دورِ اقتدار میں ''دامنِ کوہ'' سے متعارف تھا۔ جھارکھنڈ کا ایک بڑا خطہ (سنتھال پرگنہ) ریاستِ بنگال کا ایک حصہ تھا، جسے انگریزوں نے ۱۹۱۲ء میں بہار میں شامل کر دیا۔ اسی سنتھال پرگنہ پر مشتمل وسیع وعریض خطہ جھارکھنڈ تحریکِ شہیدین اور اس کے متوسلین کی ترکتازیوں کا مرکز تھا۔ علامہ ہند شاہ محمد اسماعیل بن عبدالغنی دہلوی/رحمہ اللہ نے اپنا سفر حج شروع کرنے سے قبل اسی علاقے کا طوفانی دورہ کیا تھا۔ یہی علاقہ ہے، جہاں مولانا عنایت علی عظیم آبادی/رحمہ اللہ نے اپنے بھائی مولانا ولایت علی عظیم آبادی، مولانا احمد اللہ عظیم آبادی اور مولانا عبدالرحمن ملیح آبادی ثم دلالپوری/رحمہم اللہ کو خدمتِ خلق، دعوتِ عمل بالکتاب والسنہ اور تحریکِ شہیدین کو افرادی ومالی تعاون بہم پہنچانے کے لئے باری باری بھیجا تھا۔ اسی علاقے سے قریب مقام ''مرشد آباد'' میں تاریخ اہلِ حدیث، ہند کا سب سے بڑا مناظرہ اہلِ حدیث اور احناف کے درمیان ''وجوبِ تقلیدِ شخصی'' کے مسئلہ پر ۱۳۰۵ھ میں ہوا تھا، اور جس میں اہلِ حدیثوں کو فتحِ عظیم حاصل ہوئی تھی۔

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جھارکھنڈ وہ خطہ ہے، جہاں امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ نے کبھی جلاوطنی کی زندگی گزارنے کے دوران بڑے بڑے خواب دیکھے تھے اور ملک گیر پیمانے پر مسلمانوں کے لئے ایک جامع لائحہ عمل تیار کرنے کا منصوبہ بنایا تھا، جہاں کی مٹی کو انہوں نے سرسبز وشاداب اور دعوت وتعلیم کے لئے زرخیز بتلایا تھا اور یہاں کام کرنے کے لئے بابصیرت لوگوں کو ابھارا تھا اور خود بھی کام کر کے خطۂ جھارکھنڈ کے رانچی علاقے کو روشن کر دیا تھا۔

جھارکھنڈ کا جامعہ سلفیہ سے ارتباط وتعلق:

جماعتِ اہلِ حدیث، جھارکھنڈ کا جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم)، بنارس سے ارتباط وتعلق نہ صرف قدیم ہے بلکہ ہمیشہ مستحکم رہا ہے۔ آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس منعقدہ نوگڑھ کو جماعت اہل حدیث، ہند کی سب سے عظیم اور تاریخی کانفرنس تسلیم کیا گیا ہے۔ اسی کانفرنس کے اسٹیج سے جامعہ سلفیہ کے قیام کا آخری فیصلہ لیا گیا۔ اس کانفرنس میں جھارکھنڈ کے کثیر افراد نے شرکت کی تھی، چندے دیئے تھے، اور اپنی خاموش مشارکت سے جامعہ کے قیام کی تائید

اور اپنے چندوں سے اس کی تقویت میں اہم رول ادا کیا تھا۔ پھر جب جامعہ سلفیہ کا قیام عمل میں آ گیا اور افتتاحِ تعلیم کی مدت قریب آنے لگی تو اربابِ جماعت کو بالعموم اور جامعہ سلفیہ کی کمیٹی سے مربوط ہمارے اسلاف واکابر کو بالخصوص ایک منجھے ہوئے، پُروقار، باصلاحیت اور ماہر ترین شیخ الحدیث کی تلاش کی فکر لاحق ہوئی۔ اُن دنوں ''جامعہ شمس الہدیٰ السّلفیہ''، دلاپور، جھارکھنڈ (تاسیس ۱۸۷۲ء) کے شیخ الحدیث اور مفتی کے منصبِ جلیلِ قدر پر مولانا عبدالحنان دلاپوری (متوفی ۱۹۸۲ء) فائز تھے۔ اِن کی شخصیت وصلاحیت سے ہمارے اسلاف واقف تھے۔ شیخ الحدیث، علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری (اولین رئیس الجامعہ، جامعہ سلفیہ، بنارس) نے بنفسِ نفیس دلاپور (جھارکھنڈ) کا پُرمشقت سفر کیا اور انہیں جامعہ سلفیہ کے ''شیخ الحدیث'' کے منصبِ پُروقار کو قبول کر کے بنارس تشریف لے آنے کی دعوت دی، جس سے انہوں نے ''پیرانہ سالی اور آبائی ادارہ ترک نہ کر پانے'' کا عذر پیش کر کے معذرت کر لی اور کہا کہ ''مرکزی دارالعلوم، بنارس بھی ہمارا ہی ادارہ ہے، اس لئے میں اپنے بدلے میں جامعہ شمس الہدیٰ السّلفیہ کے ایک قابل استاذ مولانا احمداللہ رحمانی کو بھیج دیتا ہوں''۔ [مولانا عبدالحنان دلاپوری: شخصیت اور کارنامے: ۴۸]

مولانا احمداللہ رحمانی (متوفی ۲۰۰۸ء) جامعہ سلفیہ تشریف لائے اور ''شیخ الحدیث'' کے منصب پر فائز ہو کر ۱۹۶۶ء تا دسمبر ۱۹۶۷ء اپنی خدمات پیش کیں۔ [دیکھیں: المنار ۲۰۱۸، ندوۃ الطلبہ، جامعہ سلفیہ، بنارس: ۱۸۳، مقالہ: قدیم وجدید اساتذہ جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس: ایک مختصر تعارف]

اور جامعہ سلفیہ میں مارچ ۲۰۱۳ء میں ''سنتِ نبوی اور امنِ عالم'' کے موضوع پر منعقد ہونے والی دوروزہ عالمی کانفرنس میں استاذ محترم شیخ عبدالوہاب حجازی رحفظہ اللہ نے اپنا مقالہ بعنوان ''جامعہ سلفیہ اور اشاعتِ سنتِ نبویہ'' پیش کیا تھا، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ''ملک کے علم حدیث میں فائق اور ممتاز اساتذہ کو جامعہ میں درسِ حدیث کے لئے مقرر کرنے کا رجحان منتظمینِ جامعہ کے یہاں غالب تھا''، اور اس کے بعد انہوں نے آغاز سے مارچ ۲۰۱۳ء تک کے اُن فائق اساتذہ کے نام کی ایک فہرست نوٹ کی ہے، جنہوں نے صحیحین کا درس دیا ہے، اس فہرست میں ناموں کی تعداد اٹھارہ (۱۸) ہے، اور ان تمام ناموں میں سب سے پہلا نام حضرت مولانا احمداللہ رحمانی (مرشدآباد، بنگال) کا ہے۔ [دیکھیں: محدث، بنارس، خصوصی شمارہ، اپریل۔ستمبر ۲۰۱۳ء]

اس طرح سے اہالیانِ جھارکھنڈ کا جامعہ سلفیہ سے رشتہ وتعلق شروع دن سے رہا اور تاہنوز قائم ومستحکم ہے، اور اِس وقت جھارکھنڈ کے مایہ ناز سپوت شیخ علی حسین سلفی رحفظہ اللہ جامعہ سلفیہ کے مفتی ہیں۔

جھارکھنڈ میں سلفی فارغین:

پورے جھارکھنڈ میں سلفی اور فیضی فارغین لگ بھگ برابر ہوں گے، اور انہی فارغین کی سب سے بڑی تعداد بھی ہے، دوسروں کا درجہ ان دونوں کے بعد ہی ہوگا۔ دوسرے مدارس وجامعات کے فارغین کے بالمقابل جامعہ سلفیہ کے فارغین کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور اُن کو منہجِ سلف کا سب

سے بڑا ترجمان تسلیم کیا جاتا ہے۔ اِس مقالہ میں نہ تو تمام سلفی فارغین کی صحیح تعداد ذکر کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اکثروں کے نام بیان کیے جاسکتے ہیں، البتہ قدیم وجدید فارغین میں جن کی خدمات کثیر ہیں، ان میں مولانا علی حسین سلفی، مولانا مفتی محمد جرجیس سلفی، مولانا عبدالعلیم سلفی مدنی، مولانا عبدالستار سلفی، مولانا محمد الیاس سلفی مدنی، مولانا محمد طیب سلفی مدنی، مولانا عبداللہ محمد سلیمان سلفی مدنی، مولانا عقل اختر سلفی مکی، مولانا محمد ابوطاہر سلفی، مولانا عبدالعزیز سلفی، مولانا ڈاکٹر عبدالحمید سلفی، قاری محمد ایوب سلفی، پروفیسر عبدالمتین سلفی، مولانا محمد سعود سلفی، ڈاکٹر حشرالدین عبدالشہید سلفی مدنی، مولانا شمس الحق سلفی، مولانا محمد سلطان سلفی، مولانا حیات اللہ سلفی، مولانا دل محمد سلفی، مولانا ارشد امان اللہ سلفی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم سلفی، مولانا اصغر عبدالحکیم سلفی، مولانا عبدالمعید نوشاد عالم سلفی، اور کاتبِ سطور (اشفاق سجاد سلفی) وغیرہم کے نام بطور خاص لائق ذکر ہیں۔

تدریسی خدمات:

جھارکھنڈ کے سلفی فارغین کی تدریسی خدمات تنوع اور جہات کی حامل ہیں، جن کے احاطہ اور تعارف کی سہولت کے لئے جن نقاط پر گفتگو ضروری ہے، ان میں دینی درس گاہوں سے جڑے فارغین کی تدریسی خدمات، عصری اسکول وکالج میں تدریس پر مامور سلفی فارغین، شعبہ حفظ وتجوید سے منسلک ابنائے جامعہ سلفیہ، درس گاہوں اور مراکزِ تعلیم کا قیام اور سلفی علماء، نصابِ تعلیم کی تیاری میں سلفی فارغین کا حصہ، اور مراکز تعلیم کے تعارف کی اعداد وترتیب اور فارغین جامعہ کا رول خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہے۔

ذیل میں ان نقاط پر گفتگو کی جارہی ہے:

دینی درس گاہوں میں تدریسی خدمات:

کسی بھی دینی ادارہ کے قیام کے کچھ اغراض ومقاصد ہوتے ہیں، جن کی تحقیق وتکمیل اور تحصیل کی خاطر ادارہ کام کرتا ہے۔ جامعہ سلفیہ کا قیام جماعت اہلِ حدیث، ہند کے مرکزی ادارہ کی حیثیت سے ہوا، اس لئے اس کے اغراض ومقاصد بھی مرکزیت کے حامل ہیں۔ تدریس وتعلیم سے متعلق جو اغراض ومقاصد جامعہ کے ذمہ داروں اور سرپرستوں نے متعین کئے تھے، ان میں ''طریقہ سلف کے مطابق کتاب وسنت کی تعلیم، عربی زبان وادب اور اسلامی علوم وفنون کی عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق تعلیم، اسلامی اقدار وآداب کے مطابق تعلیم نسواں کا بندوبست، علماء ومصنفین کی ایسی جماعت تیار کرنا جو موجودہ دور میں اسلام کی تبلیغ واشاعت اور شریعتِ محمدیہ کے دفاع کا فرض انجام دے سکیں، مسلمانوں میں پھیلے ہوئے گمراہ کن عقائد ونظریات اور بے جا رسوم وخرافات کی بیخ کنی، مسلمانانِ عالم کے مابین کتاب وسنت کی بنیاد پر ٹھوس اور محکم اتحاد ویگانگت قائم کرنا، اور ملک وبیرونِ ملک کی یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کے ساتھ ثقافتی تعلقات کی استواری'' وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ [دیکھیں: اسلامی علوم میں ہندوستانی مسلمانوں کا حصہ: ۱۳۔ ۱۴، تحریر: ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری]

جامعہ کے ان اغراض ومقاصد کو پیشِ نظر رکھ کر جامعہ کے جملہ فارغین کے تدریسی کارناموں کا بالعموم اور جھارکھنڈ سے تعلق رکھنے والے ابنائے جامعہ کی خدمات کا بالخصوص

جائزہ لیتے ہیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ فارغینِ جامعہ نے ان اعلیٰ مقاصد کی تحصیل وتکمیل میں کس قدر کامیابی حاصل کی ہے، اور کن میدانوں میں کام کرنا اور کس طرح کے کام انجام پانا اب بھی باقی ہیں۔

جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جھارکھنڈ سے تعلق رکھنے والے وہ ابنائے جامعہ، جو بعد از فراغت تدریس سے وابستہ رہے، اور تدریسی عمل کو اپنا مشغلہ حیات بنائے رکھا، انہوں نے طریقہ سلف کے مطابق، جو جامعہ سلفیہ کی مہتم بالشان علامت وشناخت ہے، کتاب وسنت کی تعلیم وتفہیم کو اطمینان بخش ترقی دی ہے۔

جھارکھنڈ کے فارغین میں جس مردِ درویش نے اپنی حیاتِ عزیز کو تدریسی عمل سے وابستہ رکھا اور اپنی کامیاب تدریس وتعلیم کے ذریعہ اپنا لوہا منوایا اور منہجِ سلف پر گامزن سیکڑوں بڑے بڑے اور قابل ترین تلامذہ کو پیدا کرنے میں اپنی کاوشیں صرف کیں، اور جھارکھنڈ کی سرزمین سے تعلق رکھنے والے فارغین میں سب سے بڑے فارغ، معلم اور مدرس بن کر ابھرے، وہ ہیں مولانا علی حسین سلفی رحفظہ اللہ ورعاہ، مفتی جامعہ سلفیہ بنارس۔ آپ نے جامعہ میں اپنا تدریسی عمل اگست ۱۹۸۵ء میں شروع کیا، اور تا حال پوری کامیابی کے ساتھ جاری وساری ہے۔ پینتیس سے زیادہ سالوں پر مشتمل اس مدتِ تدریس میں آپ نے منہجِ سلف اور طریقہ محدثین کے مطابق صحیح بخاری، سنن ابی داود، مقدمہ ابن خلدون، فتح القدیر، فتح المغیث، حصول المامول وغیرہ اہم کتابیں پڑھائیں۔ آپ کے فضل کے لئے یہی کافی ہے کہ از ابتداء تا حال ایک مرکزی ادارہ سے منسلک ہیں۔

جھارکھنڈ کے دوسرے بڑے سلفی مدرس بن کر جنہوں نے عالمِ تدریس میں لوہا منوایا، توانائی والی پوری زندگی عملِ تدریس کو استحکام دیا، اور جھارکھنڈ جیسے علمی اعتبار سے پسماندہ اسٹیٹ میں تعلیم وتدریس کے چراغ کو جلائے رکھا، وہ ہیں مولانا مفتی محمد جرجیس سلفی رحفظہ اللہ، جنہوں نے جامعہ سلفیہ سے فراغت کے بعد ارضِ بہار کی مشہور قدیم دانش گاہ ''مدرسہ اصلاح المسلمین''، پٹنہ کو مقرعمل بنایا، اور بحیثیت ایک سینئر مدرس کامیاب تدریسی خدمات سرانجام دیں، اور پھر نوے کی دہائی میں جھارکھنڈ کی علمی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے جھارکھنڈ کے علاقہ چھوٹا ناگپور وسنتھال پرگنہ کے مرکزی ادارہ ''جامعہ محمدیہ''، ڈابھاکیند کے تدریسی عملہ میں شامل ہوگئے، اور جب تک صحت نے ساتھ دیا، تب تک اس ادارہ کے سب سے بڑے استاذ کی حیثیت سے تدریسی فریضہ انجام دیا۔ آپ نے جامعہ محمدیہ میں جامع ترمذی، مشکاۃ المصابیح اور بلوغ المرام وغیرہ کتب احادیث کی منہجِ محدثین کے مطابق کامیاب تدریس فرمائی۔

جھارکھنڈ کے ابنائے جامعہ سلفیہ میں جن کا کبار مدرسین ومعلمین اور شیوخِ حدیث وتفسیر میں شمار ہوتا ہے، ان میں ایک بڑا نام مولانا عبدالعلیم عبدالعزیز سلفی مدنی رحفظہ اللہ کا ہے۔ انہوں نے ۱۹۷۴ء میں جامعہ سلفیہ سے فراغت حاصل کی، اس کے بعد ایک سال مدرسہ دارالتکمیل، مظفرپور، بہار میں تدریسی فریضہ انجام دیا تھا کہ جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ تحصیل علم کے لئے چلے گئے، وہاں سے بی۔اے کیا اور رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ سے تعاقد کرا کر ۱۹۸۳ء میں وطن واپس آ گئے، اور مدرسہ اصلاح المسلمین،

پٹنہ کے زمرہ مدرسین میں شامل ہو گئے۔ یہاں چھ سال تک فریضہ تدریس کو ادا کر کے جھارکھنڈ کے سابق ذکر ادارہ ''جامعہ محمدیہ'' تشریف لے آئے، اور ۲۰۰۰ء تک نہایت خیر وخوبی کے ساتھ اس ادارہ میں عملِ تدریس کو انجام دیا، اور ادارہ کو ایک ممتاز ادارہ بنانے میں اپنا گراں قدر تعاون پیش فرمایا۔ پھر تعاقد ختم ہو گیا، اور اس کے بعد جامعہ رحمانیہ، مدھو پور، جھارکھنڈ میں ایک سال کام کیا، بعد ازاں ہندوستان اور ہندوستان کے باہر مشہور ومعروف ادارہ'' جامعہ امام ابن تیمیہ''، بہار سے ۲۰۰۳ء میں منسلک ہو گئے، اور ۲۰۱۲ء تک جامعہ کے شعبہ بنات کلیہ خدیجۃ الکبریٰ میں بحیثیت شیخ الحدیث تدریسی ذمہ داری ادا کی۔ پھر جھارکھنڈ کے سب سے قدیم ادارہ ''جامعہ شمس الہدیٰ السّلفیہ''، دلا پور تشریف لے گئے، اور ۲۰۱۵ء تک وہاں بحیثیت سینئر استاذ فریضہ تدریس ادا کیا، اس کے بعد ''مرکز آزاد تعلیمی''، گریڈیہہ، جھارکھنڈ کے مدرس اول مقرر ہوئے، اور ۲۰۱۷ء تک اسے منسلک رہ کر اسے بھی چھوڑ دیا اور فی الحال مغربی یوپی کے معروف ادارہ ''المعہد الاسلامی السّلفی''، رچھا، بریلی میں تدریسی ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں۔ اس طول طویل مدتِ تدریس میں آپ کے زیرِ درس جو کتابیں رہیں، ان میں بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، مشکاۃ، بلوغ المرام، فیوض العلام اور فتح القدیر وغیرہ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

ہمیشہ تدریسی عمل سے وابستہ رہنے والے جھارکھنڈ کے سلفی فارغین میں ایک سنہرا نام مولانا عبداللہ محمد سلیمان سلفی، مدنی/حفظہ اللہ کا ہے۔ آپ کی فراغت جامعہ سلفیہ سے ۱۹۸۰ء میں ہوئی، اس کے بعد ایک سال ''مدرسہ انوار العلوم''، املو میں تدریسی فریضہ انجام دے کر جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ کے تعلیمی وظیفہ پر وہاں تشریف لے گئے، اور کلیۃ اللغہ سے لیسانس کر کے وطن واپس آ گئے، اور ''علیٰ حساب سماحۃ الشیخ'' مبعوث ہو کر ''جامعہ محمدیہ''، ڈابھا کیند، جھارکھنڈ سے منسلک ہو گئے، اور ایک مدتِ مدید تک اسے وابستہ رہے، اور جامعہ کے تعلیمی مستویٰ ومعیار کو بالخصوص عربی زبان وادب کی تعلیم کو بڑی اونچائی تک پہنچایا، اور مدینہ یونیورسٹی کے کلیۃ اللغہ سے لائی ہوئی کتابیں داخلِ نصاب کرائیں، اور کتابوں کی کمی کے پیشِ نظر بلیک بورڈ پر لکھ لکھ کر پڑھایا اور شاید پہلی بار جامعہ میں اور پورے علاقے میں عربی زبان وادب سے طالبانِ علوم وفنون کو آشنائی حاصل ہوئی۔ جامعہ میں انگریزی زبان کے جانکار مدرس نہ ہونے کی وجہ سے انگریزی مضمون نصابِ تعلیم میں بالکل نہ کے برابر داخل تھا، چوں کہ آپ کو انگریزی میں بھی بڑی مہارت حاصل ہے، اور بی۔ اے وایم۔ اے تک انگریزی پڑھانے پر قدرت رکھتے ہیں، اس لئے آپ نے پہلی بار جامعہ محمدیہ کے اونچے درجات میں انگریزی مضمون داخلِ نصاب کرایا اور دو درجوں میں گھنٹیاں لے کر انگریزی کو رواج دیا۔ ۲۰۰۴ء میں ابتعاث ختم ہو گیا۔ اس کے بعد مالی مشکلات کے باوجود تدریس کو نہ چھوڑا، اور جامعہ محمدیہ کو چھوڑ کر جامعہ دار الفلاح، ٹوپاٹانڑ، جامتاڑا، جھارکھنڈ سے وابستہ ہو گئے اور بحیثیتِ ناظمِ جامعہ اس کو ترقی دینے کی کوشش کی۔ پھر سرکاری پرائمری اسکول، جگواڈیہہ، جامتاڑا، اسلامک انٹرنیشنل اسکول، چنئی اور کلیۃ الاذان العربیۃ، الور پیٹ، چنئی میں تدریسی خدمات انجام دیتے ہوئے ابھی

جھارکھنڈ کے ابھرتے ہوئے نوخیز ادارہ ''جامعہ امام ابن باز اسلامیہ''، ستلا، گریڈیہہ میں بحیثیت مدرس اور رئیس الجامعہ اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مشغلہ تدریس وتعلیم اور تفہیم سے وابستہ جھارکھنڈ کے ابنائے جامعہ سلفیہ میں ایک موقر نام مولانا محمد ابوطاہر سلفی/حفظہ اللہ کا ہے، جنھوں نے جامعہ سلفیہ سے ۱۹۹۳ء میں فراغت حاصل کی، اس کے بعد ایک دو دینی وعصری اداروں میں مزید کچھ کسبِ فیض کرنے کے بعد ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۲ء تک جامعہ عربیہ، حمایت الاسلام، سیتاپور، مرشدآباد، مغربی بنگال میں ایک بلند پایہ مدرس ومعلم کی حیثیت سے تفسیر وحدیث اور دیگر علوم وفنون کی بڑی بڑی کتابیں پڑھائیں، اور بنگال کے اس ادارہ میں جامعہ سلفیہ کے منہج تدریس کی طرح ڈالی، جس کا فائدہ یہ ہوا کہ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے اساتذہ نے بھی اس منہج وطریقہ تدریس کو اختیار کیا۔ ۲۰۰۲ء میں اس ادارہ کو چھوڑ دیا اور جھارکھنڈ کی معروف سلفی دانش گاہ ''جامعہ اسلامیہ سلفیہ''، عبداللہ پور، صاحب گنج سے وابستہ ہو گئے، اور اس وقت اسی ادارہ میں رہ کر چشمہ فیض بہا رہے ہیں۔

زندگی کے سرد وگرم کو برداشت کر کے تدریس وتعلیم سے جڑے رہنے والے جھارکھنڈ کے سلفی علماء میں مولانا عبدالعزیز سلفی/حفظہ اللہ بھی ہیں، ان کی جامعہ سلفیہ سے ۱۹۷۹ء میں فراغت ہوئی۔ بعد ازاں تعلیم وتربیت کی ذمہ داری سے منسلک ہو گئے۔ سب سے پہلے اپنی کارگاہِ تدریس مدرسہ محمدیہ، نامدیر، مہاراشٹر کو بنایا، یہاں دو سال تک عملِ تدریس کو پوری تندہی کے ساتھ انجام دینے کے بعد مدرسہ اصلاح المسلمین، پٹنہ چلے آئے، ابھی یہاں دو ہی سال تدریسی خدمت انجام دی تھی کہ شیخ الجامعہ، جامعہ سلفیہ حضرت مولانا عبدالوحید رحمانی/رحمہ اللہ نے مدرسہ احیاء العلوم، گھوسیا، بھدوہی میں یہ کہہ کر تدریسی عمل کو انجام دینے کے لئے طلب کر لیا کہ ''یہاں اختلاف کی وجہ سے مدرسہ بند ہے، تم یہاں آجاؤ اور اختلاف کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ مدرسہ کا احیاء کرو''۔ آپ نے بلا کسی تامل کے حکم کو مان کر گھوسیا کا سفر کیا اور اس مدرسہ سے مربوط ہو کر رفعِ نزاع وشقاق کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ مدرسہ کا احیاء کیا۔ پھر جلیسر، آگرہ چلے گئے، اور وہاں بھی قائم مدرسہ محمدیہ لوگوں کے آپسی انتشار کی وجہ سے بند پڑا ہوا تھا، جس کا احیاء کیا، لوگوں کو متحد کیا اور اس اتحاد سے فائدہ اٹھا کر وہاں ایک عیدگاہ بنوائی، ورنہ اس سے قبل وہاں اہل حدیثوں کی کوئی عیدگاہ نہ تھی۔ ابھی آپ یہاں فریضہ تدریس وتعلیم سے وابستہ ہی تھے کہ منکرین حدیث، مدھوپور، دیوگھر، جھارکھنڈ کی فتنہ سامانیوں سے لوگوں کو بچانے کے لئے جامعہ رحمانیہ، مدھوپور میں قائم ہوا، تو آپ نے جلیسر کو چھوڑ دیا اور ۱۹۸۷ء میں جامعہ رحمانیہ سے منسلک ہو گئے، اور تا حال اسی سے وابستہ رہ کر اپنی خدمت کی انجام دہی میں مشغول ہیں۔ اس ادارہ میں کام کرنے کے دوران انہیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کبھی کبھی مدرسہ میں پیسے نہ ہونے کی وجہ سے مہینوں تک دال اور سبزی نصیب نہیں ہوئی، نمک چاول پر گزارا کرنا پڑا، مگر نسل نو کی آبیاری کے لئے قائم اس ادارہ کو چھوڑنے تک کا دل میں خیال نہ لایا، اور اس طرح اسلاف کے اسوہ کو انہوں نے زندہ کیا۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت کے بعد نہایت سادگی اور اطمینان کے ساتھ عملی زندگی گزارنے والے اور پوری زندگی خدمتِ تدریس وتعلیم نہایت محنت ولگن اور وفورِ اخلاص سے انجام دینے والے جھارکھنڈ کے معروف معلم مولانا محمد سعود سلفی/رحمہ اللہ کا اس مقالہ میں ذکر نہ ہوتو بڑی ناانصافی ہوگی، انہوں نے جامعہ سلفیہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنی عملی زندگی کی شروعات جامعہ ریاض العلوم، دہلی سے کی، پھر جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی، مرکز السلام التعلیمی، شری کنڈ، جھارکھنڈ، اور مدرسۃ البنات، پرسا، مغربی چمپارن، بہار میں بالترتیب تدریسی وتربیتی خدمات انجام دیں۔آپ جہاں بھی رہے اپنی علمی صلاحیت ولیاقت سے طلبہ وطالبات کو بھرپور فائدہ پہنچایا۔آپ ایک فرض شناس اور محنتی استاذ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے جہاں بھی پڑھایا، وہاں کے لوگوں نے آپ کی تحسین وتعریف کی۔ بقول مولانا محمد رحمانی: ''مولانا محمد سعود سلفی ایک مشفق، کامیاب، بڑے محنتی اور مخلص مدرس تھے، اور طلبہ کی تربیت اوراصلاح کے لئے بڑے حریص تھے''۔آپ کا انتقال ۸/ مارچ ۲۰۱۶ءکو ہوا۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد سے ہی تدریس وتعلیم سے وابستہ ہونے والے ابناء میں سے ایک مولانا دل محمد سلفی (استاذ جامعہ سلفیہ، بنارس)/حفظہ اللہ ہیں۔ان کی فراغت جامعہ سلفیہ سے ۱۹۹۷ء میں ہوئی، اس کے بعد ہی تدریس وتعلیم میں لگ گئے۔آپ نے مختلف وقتوں میں جامعہ محمدیہ عربیہ، رائیدرگ، جامعہ محمدیہ منصورہ، مالیگاؤں، اور جامعہ امام ابن تیمیہ، بہار جیسے ملک کے بڑے بڑے اداروں میں تعلیمی خدمات انجام دیں، اور اس وقت جامعہ سلفیہ سے منسلک ہیں، اور اپنی خدمات کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔

ان کے علاوہ جھارکھنڈ کے مدرسین ابنائے جامعہ سلفیہ میں مولانا شمس الحق سلفی (استاذ جامعہ اسلامیہ سلفیہ، عبداللہ پور، جھارکھنڈ)، مولانا محمد اسحاق سلفی (استاذ جامعہ محمدیہ، ڈابھاکیند)، مولانا اصغرعلی عبدالحکیم سلفی (سابق استاذ جامعہ ریاض العلوم، دہلی)، مولانا نسیم اختر عبدالمجید سلفی (استاذ مرکز السلام التعلیمی، شری کنڈ، جھارکھنڈ)، مولانا قطب الدین سلفی (استاذ مدرسہ احیاء السنہ، کدمہ، جھارکھنڈ)، مولانا محمد مختار سلفی (استاذ المعہد الاسلامی السّلفی، رچھا، بریلی)، مولانا محمد مرتضیٰ سلفی (استاذ جامعہ مصباح العلوم السّلفیہ، اڈیشہ)، مولانا محمد اکرام سلفی (استاذ جامعہ امام ابن باز اسلامیہ، گریڈیہہ، جھارکھنڈ)، مولانا ابوالکلام سلفی (استاذ مدرسہ اسلامیہ، نوادہ)، مولانا معین الدین سلفی (استاذ مرکز آزاد، گریڈیہہ)، مولانا عباس علی سلفی وغیرہم خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔

عصری اسکول وکالج میں تدریس پر مامور سلفی فارغین:

جامعہ سلفیہ میں ۱۶-۱۷/ مارچ ۲۰۱۳ءکو منعقدہ عالمی کانفرنس میں اساتذہ جامعہ کا نمائندہ ایک خطاب ہوا تھا، وہ خطاب ماہنامہ ''محدث'' کے اپریل-ستمبر ۲۰۱۳ء کے کانفرنس نمبر میں شائع ہوا ہے۔اس خطاب میں یہ بات مذکور ہے کہ ''ممتاز علماء پر مشتمل کمیٹی نے ایک عظیم مقصد کے حصول کے لئے اپنی پوری عنایت صرف فرمائی، اور

تقاضائے وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ محسوس کیا کہ جامعہ کے طلبہ کو دیگر عصری علوم سے بھی خاطر خواہ بہرہ ور ہونا چاہئے، تاکہ وہ مختلف میدانِ عمل میں اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی عہدہ برآ ہوسکیں''۔

اساتذہ جامعہ کے نمائندہ خطاب کے اس اقتباس پر غور کرتے ہیں اور جھارکھنڈ کے سلفی فارغین کی عملی کاوشوں وخدماتِ تعلیم کا جائزہ لیتے ہیں، تو یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ جامعہ نے اپنے نصابِ تعلیم میں جو یہ وسعت رکھی اور عصری علوم سے بہرہ ور ہونے کے جو مواقع طلبہ کو مرحمت کئے، اس سے یہاں کے فارغین نے بے تحاشا فائدہ اٹھایا اور جامعہ سلفیہ سے فراغت کرنے کے بعد عصری کالجز اور یونیورسٹیوں میں داخلے لئے اور اعلیٰ تعلیم کی تحصیل کر کے عصری اسکولوں وکالجز میں استاذ، لیکچرار اور پروفیسر بنے۔ چنانچہ جھارکھنڈ کے سلفی علماء میں پروفیسر عبدالمتین سلفی ایس۔ پی (راجا شیو پرساد) کالج، دھنباد، جھارکھنڈ میں پروفیسر ہیں، اور شرعی وضع قطع قائم رکھ کر ایک عصری کالج میں تدریسی خدمت انجام دے رہے ہیں اور اپنے عمل وکردار سے لوگوں کو متاثر کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحیم سلفی ایس۔ پی کالج، دمکا، جھارکھنڈ میں اور مولانا شہاب الدین سلفی ملت کالج، پرسا، گڈا، جھارکھنڈ میں اسیسٹنٹ پروفیسر کے منصب پر فائز ہیں، اور تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف سرکاری اسکولوں میں بحیثیت سرکاری ٹیچر تعلیمی خدمات پیش کرنے والے سلفی فارغین میں مولانا حیات اللہ سلفی (عربی ٹیچر ایس ایس 2+ ہائی اسکول، چترا، جھارکھنڈ)، مولانا محمد سلطان سلفی (ٹیچر پرائمری اسکول، پنڈریا، جھارکھنڈ)، مولانا توحید عالم سلفی (ٹیچر اپگریڈ ہائی اسکول، کرماٹانڑ، جھارکھنڈ)، اور مولانا محمد مبارک سلفی (ٹیچر پرائمری اسکول، کوریڈیہہ، جھارکھنڈ) وغیرہم لائقِ ذکر ہیں۔

کچھ سلفی فارغین ایسے بھی ہیں، جو ابھی مختلف یونیورسٹیوں سے پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے ہیں، اور ساتھ ہی عصری تعلیم کے اسکولوں میں تدریسی ذمہ داریاں بھی ادا کرتے ہیں، اس قسم کے فارغین میں مولانا عبدالرزاق زیادی (جامتاڑا)، مولانا شاہنواز حسین سلفی (مدھوپور) اور مولانا اشفاق عالم سلفی (دیوگھر) بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔

شعبہ حفظ وتجوید سے منسلک ابنائے جامعہ:

برصغیر ہندوستان میں قائم حفظ وتجوید کے اداروں میں جامعہ سلفیہ کا شعبہ حفظ وتجوید بڑی شہرت وفوقیت رکھتا ہے۔ اس کے پیچھے جو چیز کارفرما ہے، وہ ہے یہاں کی ٹھوس تعلیم وتربیت۔ اس شعبہ سے حفظ وتجوید کی تعلیم مکمل کرنے والے طلبہ کی تعداد ہزاروں میں ہوگی، دیگر صوبوں کی طرح جھارکھنڈ سے بھی کثیر تعداد میں طلبہ یہاں آتے رہے ہیں اور اس سرچشمہ صافی سے سیرابی حاصل کر کے تشنگانِ حفظ وتجوید کی علمی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ اس نوع کے سلفی اساتذہ میں مولانا حافظ عبدالرحمن شہاب الدین سلفی (استاذ معہد زید بن ثابت لتحفیظ القرآن الکریم، جامعہ سلفیہ، بنارس)، حافظ عبدالحنان سلفی (استاذ شعبہ حفظ، پوکھریا، جامتاڑا، جھارکھنڈ)، حافظ عبدالرقیب سلفی (استاذ معہد التحفیظ، کیرلا)، اور حافظ وقاری محمد احسان سلفی (استاذ مدرسہ بیت العلوم، پلیان توپ، چنئی) وغیرہم کا شمار ممتاز اور بڑے محنتی اساتذہ

میں ہوتا ہے۔

درس گاہوں اور مراکزِ تعلیم کا قیام اور سلفی علماء:

تعلیم وتربیت کے فروغ اور نسلِ نو کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے تدریس وتعلیم کی بساط آراستہ کرنے ہی کی طرح درس گاہوں اور مراکزِ تعلیم کا قیام از حد ضروری ہے، عام مدارس وجامعات کے فارغین نے بالعموم اور جامعہ سلفیہ کے فارغین نے بالخصوص اس جانب غیر معمولی توجہ صرف کی، اور ہندوستان کی ہر جہت وسمت میں چھوٹے بڑے مدارس ومراکزِ تعلیم قائم کر کے تعلیم ودعوت کو ایک نئی اونچائی عطا کی۔ جھارکھنڈ سے تعلق رکھنے والے جامعہ سلفیہ کے فارغین نے دوسرے صوبہ جات والوں کی طرح کئی چھوٹے بڑے مدارس ومعاہد اور مراکز قائم کئے۔ ان میں سب سے بڑا تعلیمی مرکز جامعہ کے ایک عظیم، وہونہار سپوت، نازشِ سلفیانِ جھارکھنڈ، سابق ایم۔ ایل۔ اے (حلقہ پاکوڑ) ورکن جھارکھنڈ مکتی مورچہ مولانا عقیل اختر سلفی، مکی رحفظہ اللہ نے شری کنڈ، گمانی، صاحب گنج، جھارکھنڈ میں ''مرکز السلام التعلیمی'' کے نام سے قائم کیا۔ یہ ادارہ ایک تعلیمی وتربیتی، دعوتی واصلاحی، تعمیری اور رفاہی تحریک ہے، ایک اسلامی سلفی تنظیم ہے، وقت کی آواز ہے، نوجوان نسل کی امید ہے، علماء ومشائخ اور مربیوں کے خوابوں کی تعبیر ہے، یکساں طور پر اساتذہ ومعلمات اور طلبہ وطالبات کا تربیتی کیمپ ہے۔ اس کا سنگ بنیاد ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو ایک جنرل ہسپتال اور اس سے متصل مسجد کی شکل میں رکھا گیا تھا، اس کے بعد تعلیم وتربیت کی مختلف شاخیں کھلتی چلی گئیں، جن کا سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے اور ''أصلها ثابت وفرعها فی السماء'' کا سماں پیش ہو رہا ہے۔ مرکز السلام التعلیمی کے زیر اشراف اس وقت ایک درجن سے زائد صرف تعلیمی مدارس ومعاہد اور کلیاتِ نسواں چل رہے ہیں، اور دیگر شعبہ جات ان کے علاوہ ہیں۔

مدارس ومعاہد اور دانش گاہِ نسواں کے قیام کے ذریعہ تدریسی خدمت کو انجام دینے والوں میں ایک نام مولانا عبدالستار سلفی رحفظہ اللہ کا ہے۔ انہوں نے جامعہ سلفیہ سے ۱۹۸۲ء میں فراغت حاصل کی، اس کے بعد مدرسہ زبیدیہ، آزاد مارکیٹ، دہلی اور جامعہ ریاض العلوم، دہلی میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر اپنے علاقے کی تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کی فکر لاحق ہوئی۔ چنانچہ تعلیم نسواں کو فروغ دینے اور مسلم معاشرہ کو تعلیم یافتہ خواتین مہیا کرانے کے لئے ۱۹۹۱ء میں ''كلية التربية السلفية'' کے نام سے ایک ادارہ مدھوپور، جھارکھنڈ میں قائم کیا، جہاں ثانویہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ یہ ادارہ اس علاقے کا سب سے پہلا نسواں ادارہ ہے۔ دوسرے ادارے اس کے بعد ہی قائم ہوئے ہیں۔ اس ادارہ نے تعلیم نسواں کی تحریک پیدا کی اور لوگوں کو لڑکیوں کی تعلیم پر ابھارا۔

جگہ جگہ تعلیمی مراکز قائم کر کے تعلیمی تحریک برپا کرنے والے جھارکھنڈ کے سلفی علماء میں ایک موقر شخصیت مولانا محمد الیاس سلفی، مدنی رحفظہ اللہ کی ہے۔ ان کی جامعہ سلفیہ سے ۱۹۸۱ء میں فراغت ہوئی۔ اس کے بعد مدرسہ اصلاح المسلمین، پٹنہ میں مدرس بحال ہوئے۔ ابھی اپنا تدریسی جلوہ بکھیرنا شروع ہی کیا تھا کہ جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ سے

منظوری آ گئی، اور وہاں چلے گئے، اور کلیۃ الحدیث میں داخلہ لے کر بی۔اے کی ڈگری حاصل کی اور وطن واپس آ گئے۔ابھی آپ مدینہ منورہ ہی میں تھے کہ منکرینِ حدیث، مدھو پور کا مقابلہ کرنے کے لئے کھلنے والے ادارہ ''جامعہ رحمانیہ'' کے قیام کی تحریک چل رہی تھی،آپ نے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں بڑی محنت صرف کی،اور جب مدینہ منورہ سے وطن واپس آئے تو اسی جامعہ سے منسلک ہو گئے، اور مسلسل چھ سال تک اس میں تدریسی خدمات انجام دیں، اپنی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ جامعہ کے حوالہ کر دیا۔اس کے بعد جامعہ مصباح العلوم السّلفیہ، جھوم پورہ، اڈیشہ (۲/ سال)، جامعہ محمدیہ، بنگلور (چھ ماہ)، مرکز السلام التعلیمی، شری کنڈ (۶/سال)، مدرسہ نبویہ، بردوان، مغربی بنگال (ڈیرھ سال)، اور اسلامک انٹرنیشنل اسکول، چنئی میں تدریسی فرائض انجام دیئے۔ان تمام میں آپ کا یہ کارنامہ بے حد اہم ہے کہ ۱۹۹۴ء میں دھرم پور، جامتاڑا میں ''جامعہ اسلامیہ'' نام کا ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا۔پہلے آپ نے ''مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ'' کے نام سے ایک ٹرسٹ جامتاڑا شہر میں قائم کیا،اور وہاں زمین کی فراہمی نہ ہو پانے کی وجہ سے شہر سے قریب آباد گاؤں 'دھرم پور' میں جامعہ کی تاسیس کرنی پڑی۔اس ادارہ سے آپ کئی بار منسلک ہوئے اور الگ بھی،مگر فی الحال اسی میں بحیثیت صدر مدرس تدریسی خدمت انجام دے رہے ہیں۔آپ نے کئی اداروں کے قیام اور استحکام میں بھی اپنی محنت و دماغ کھپایا، ان میں جامعہ مصباح العلوم السّلفیہ، اڈیشہ، جامعہ رحمانیہ، مدھو پور، مدرسہ فیض عام، چھاتا پتھر، اور المرکز الاسلامی، نارو ڈیہہ، جھارکھنڈ لائق ذکر ہیں۔آپ نے علاقے کے مرکزی ادارہ ''جامعہ محمدیہ'' کی صدارت کے منصب پر چار سال فائز رہ کر اس کی آبیاری کی۔

دینی ادارہ کے قیام اور پھر اس کے استحکام کی بھرپور کوشش کرنے والوں میں جھارکھنڈ کے ایک مشہور عالمِ دین، صاحبِ کتاب (قولِ فیصل) مولانا محمد طیب سلفی، مدنی رحفظہ اللہ ہیں۔ان کی جامعہ سلفیہ سے ۱۹۷۹ء میں فراغت ہوئی، اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ، مدھو پور سے وابستہ ہو گئے اور تدریس وتعلیم کی ذمہ داریاں نہایت عرق ریزی اور تندہی سے ادا کرنے لگے، اسی اثناء میں جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ سے منظوری آ گئی اور پھر وہاں چلے گئے، جامعہ کے کالج کا چار سالہ کورس مکمل کرنے کے بعد ''علیٰ حساب الشیخ'' مبعوث ہو کر گھر آئے اور جامعہ رحمانیہ، مدھو پور کے قیام کی تحریک چلائی۔اس ادارہ کا قیام منکرینِ حدیث، مدھو پور سے مقابلہ کرنے اور علاقے کی نئی نسلوں کو زیور تعلیم وتربیت سے آراستہ کر کے فتنہ انکار حدیث سے ان کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے عمل میں آیا تھا۔جس زمین پر جامعہ قائم ہے، اس کو قاری عبدالمنان اثری، شنکر نگری نے ۱۹۸۰ء میں خریدا تھا،مگر مالی مجبوری کی وجہ سے ادارہ قائم کر پانے سے قاصر رہے، ادارہ کی تاسیس جامعہ سلفیہ کے فارغین، جن میں مولانا محمد طیب مدنی آگے آگے تھے، نے ۱۳/فروری ۱۹۸۷ء کو کی۔مولانا اس کے قیام کے روز اول سے اس سے وابستہ رہے ہیں اور تعلیم وتدریس کی ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں۔

اصلاحِ امت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اور محض مسلم

بچوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت کے پیشِ نظر مدارس ومکاتب کے قیام اور تعلیم وتربیت کے فروغ میں جھارکھنڈ کے ابنائے جامعہ سلفیہ میں جن لوگوں نے قابلِ ذکر کارنامے انجام دیئے، ان میں ایک قاری محمد ایوب سلفی رحفظہ اللہ بھی ہیں۔ انہوں نے ۱۹۹۱ء میں جامعہ سلفیہ سے فراغت پائی، اور اس کے فوراً بعد جامعہ رحمانیہ، مدھوپور سے منسلک ہو گئے، اور لگاتار سات سال تک اسے جڑے رہے، اور تدریس وتعلیم کی ذمہ داری ادا کرنے کے ساتھ ادارہ کے تعارف اور اس کے لئے مالی فراہمی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

گریڈیہہ شہر میں جماعتِ اہلِ حدیث کے افراد تو موجود تھے، مگر نہ اہلِ حدیثوں کا کوئی ادارہ یہاں تھا اور نہ کوئی اپنی مسجد۔ مولانا محمد ایوب سلفی نے یہاں آمد ورفت شروع کی، راستہ ہموار کیا اور کاظمی خاندان (جو شہر گریڈیہہ کا مشہور اہل حدیث خاندان ہے) سے ایک موقوفہ زمین برائے مدرسہ وتعمیر مسجد حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی، اور گریڈیہہ ضلع کے مولانا محمد کلیم انور تیمی، مدنی اور مولانا عبدالسلام مدنی کو اپنے ساتھ لے کر ۱۹۹۹ء میں ''مرکز آزاد التعلیمی'' کے نام سے قلب شہر میں ایک ادارہ قائم کیا اور پھر ایک سال بعد ایک مسجد اہل حدیث کی تعمیر ہوئی۔ یہ ادارہ ابھی مترقی ہے اور ثانویہ تک تعلیم وتربیت ہو رہی ہے۔ اس ادارہ کے آپ اولین ناظم بنے، اور اس منصب پر رہ کر تیرہ سال تک ادارہ کو ظاہری ومعنوی ترقی دینے میں ناقابلِ فراموش رول ادا کیا۔ ۲۰۱۳ء میں اسے چھوڑ دیا اور ضلع گریڈیہہ ہی میں ''لوہاری'' گاؤں میں ایک دوسرا ادارہ ''جامعہ عثمانیہ'' کے نام سے قائم کیا، فی الحال آپ اس کے ناظم اور فعال مدرس کی حیثیت سے اسے ترقی دے رہے ہیں۔ آپ کا ایک بڑا کارنامہ یہ بھی ہے کہ ایک وقت میں آپ نے ضلع گریڈیہہ کی بائیس مساجد میں مکاتب قائم کرائے اور ان میں اساتذہ کا تقرر کر کے اُن کی تنخواہوں کا انتظام کیا۔

جامعہ سلفیہ کے شعبہ حفظ وتجوید سے فراغت حاصل کر کے جن حفاظ وقراء نے اداروں کے قیام پر توجہ دی، ان میں ایک حافظ امام الدین سلفی ہیں، انہوں نے ۲۰۰۴ء میں سلیا، مدھوپور، جھارکھنڈ میں ''جمعیۃ السلام والتعلیم'' کے نام سے ایک ٹرسٹ کی بنیاد رکھی، اور اس کے تحت شعبہ حفظ، مدرسہ مصباح الاسلام، اور شعبہ بنات نہایت خیر وخوبی سے چلا رہے ہیں۔

جامعہ سلفیہ کے فارغین میں علاقہ جھارکھنڈ سے تعلق رکھنے والوں میں ایک مولانا محمد سلطان عادل سلفی ہیں، جنہوں نے ۲۰۱۵ء میں ''جمعیۃ العادل التعلیمیۃ الخیریۃ''، اپنے گاؤں 'ڈابھاکینڈ' میں قائم کی، اور اس کے فوراً بعد ''پیس گلوبل اسکول' برائے بنین وبنات کھولا، جو بہتر طور پر چل رہا ہے۔ اور ان کے بھائی، جامعہ سلفیہ کے فارغ مولانا محمد جہانگیر سلفی شب وروز ادارہ کی تعمیر وترقی میں اپنی کوششیں صرف کر رہے ہیں۔

نصابِ تعلیم کی تیاری اور مراکزِ تعلیم کے تعارف کی اعداد وترتیب:

مفید اور جامع نصابِ تعلیم تیار کر کے مدارس وجامعات میں اس کو جاری کرنے اور مختلف مراکز تعلیم کا

تعارف ترتیب دینے کا عمل کاتبِ سطور (اشفاق سجاد سلفی) نے انجام دیا۔ میری فراغت جامعہ سلفیہ سے دسمبر ۱۹۹۸ء میں ہوئی، اس کے بعد ایک سال مدرسہ سلفیہ، کنز العلوم، نیپال میں تدریسی خدمت انجام دی، اور اس کا نصابِ تعلیم تیار کیا، بعد ازاں جب شہر گریڈیہہ، جھارکھنڈ میں ''مرکز آزاد التعلیمی'' نامی ادارہ کھلا تو اس کے اولین مدیر تعلیم کی حیثیت سے اس میں ایک سال تدریسی ذمہ داری ادا کی اور اس کا ایک جامع نصابِ تعلیم ترتیب دیا، جو آج بھی لاگو ہے۔ ۲۰۰۱ء میں، میں جامعہ امام ابن تیمیہ، بہار میں بحیثیت باحث ومدرس بحال ہوا، اور بیچ میں صرف ۲۰۰۳ء کے علاوہ تا حال اسی علم وحکمت کے مرکز عظیم میں اپنی تدریسی وغیرہ خدمات انجام دے رہا ہوں۔ ۲۰۰۴ء میں منعقد ہونے والی آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس (پاکوڑ) کی مناسبت سے جامعہ امام ابن تیمیہ کا ایک شاندار تعارف نامہ تیار کیا تھا، جو ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر کانفرنس میں تقسیم ہوا تھا۔ علاقہ جھارکھنڈ میں ایک قدیم سلفی ادارہ ''جامعہ دارالفلاح''، عابدنگر، گریڈیہہ ہے، اس ادارہ کو عصری تقاضے کے مطابق دینی وعصری علوم وفنون پر مشتمل ایک بہترین نصابِ تعلیم کی ضرورت پڑی اور اس کے لئے مجھے کہا گیا، میں نے تیار کر کے دیا، جو اس جامعہ اور دیگر اداروں میں جاری ہے۔ ۲۰۱۰ء میں جامعہ امام ابن باز اسلامیہ، مدنی چوک، ستلا، گریڈیہہ، جھارکھنڈ میں مولانا محمد کلیم انور تیمی، مدنی نے قائم کیا، تو نہ صرف اس کے اولِ دن سے اس ادارہ کی ہر نوع کی تعمیر وترقی میں اپنی صلاحیت وعلم اور فہم ودماغ صرف کر رہا ہوں، بلکہ اس کی تعمیر وترقی کے لئے بننے والے ہر پروگرام میں شرکت کرتا ہوں، اور اس کے بانی محترم کا دایاں ہاتھ بن کر ان کی ہر گام پر مدد کرتا ہوں، اور ادارہ کی تنفیذی کمیٹی کے ایک رکن کی حیثیت سے اس کی خدمت کر رہا ہوں۔ اس کے نصابِ تعلیم کو تیار کرنے کے لئے ماہرین کی ایک ٹیم بنائی گئی، تو میں اس ٹیم کا حصہ رہا، اور جب بھی نصاب میں تبدیلی کی ضرورت پڑتی ہے، تو اس کام کو انجام دیتا ہوں۔ جامعہ امام ابن باز کا اردو وعربی دونوں زبانوں میں تعارف نامے لکھے۔ ۲۰۱۴ء میں ادارہ ''جمعیۃ السلام والتعلیم''، دیوگھر کے مدیر نے مجھے اس کا عربی میں ایک تعارف نامہ تیار کرنے کے لئے کہا، میں نے ''جمعیۃ السلام والتعلیم: تعریف، اہداف، نشاطات، مشاریع، اعضاء، انطباعات، التماس'' کے نام سے تیار کر دیا، جو مطبوع ہے۔

یہ ہے ابنائے جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم)، جھارکھنڈ کی تدریسی خدمات کی ایک مختصر جھلک۔ اللہ تعالیٰ ابنائے جامعہ کو مزید ہمہ جہت خدمات انجام دینے، اور قوم وملت، ملک ووطن، جمعیت وجماعت اور سماج ومعاشرہ اور انسانیت کی تعمیر وترقی کے لئے جہود ومساعی صرف کرنے کی توفیق بخشے اور مادر علمی جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) کو تا صبحِ قیامت رواں دواں رکھے، آمین!!

• • •

فارغین ضلع سدھارتھ نگر کی تصنیفی خدمات

ازقلم: عبدالمنان عبدالحنان سلفی
وکیل جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈانگر وناظم اعلی ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر (یوپی)

حامداو مصلیاً، أما بعد:

مادر علمی جامعہ سلفیہ بنارس کے ابنائے قدیم کے دوسرے اجتماع کی مناسبت سے منعقدہ سمینار میں ذمہ داران نے راقم کو **"جامعہ سلفیہ کے فارغین کی تصنیفی خدمات"** پر مقالہ لکھنے کا مکلف کیا تھا، مگر یہ موضوع اس قدر وسیع تھا کہ مختصر وقت میں ایک مقالہ کے اندر اس تعلق سے کچھ لکھنا مشکل تھا، اس لئے میں نے اس عنوان کو محدود تر کرتے ہوئے **"ضلع سدھارتھ نگر کے فارغین جامعہ کی تصنیفی خدمات"** پر مقالہ لکھنے کی اجازت ذمہ داران سے طلب کی جسے انھوں نے بخوشی منظور کر لیا، اس کے بعد میں نے اپنے طور پر ضلع سدھارتھ نگر سے تعلق رکھنے والے مصنفین فارغین جامعہ کی ایک فہرست بنا کر موجودین میں سے تقریباً ہر ایک سے رابطہ کر کے ان کے تعلق سے معلومات جمع کرنا شروع کر دیا، جب میں نے فہرست بنائی تو میرا خیال تھا کہ مقالہ دس بارہ صفحات میں مکمل ہو جائے گا، مگر جب اسے ترتیب دینا شروع کیا تو میرا اندازہ غلط ثابت ہوا اور مقالہ کمپیوٹر پر A4 سائز کے تقریباً ۸۰/ صفحات پر پھیل گیا اور ایک چھوٹی موٹی کتاب کی شکل اختیار کر گیا، جسے سمینار میں پیش کرنا ممکن نہیں رہا، اس لئے وہاں میں نے صرف اس کی فہرست پیش کرنے پر اکتفاء کیا۔

موضوع سے متعلق جمع شدہ معلومات کو مندرجہ ذیل نکات کی روشنی میں مرتب کرنے کی کوشش کی ہے:

(ا) ہر صاحب تصنیف فاضل جامعہ کا مختصر سوانحی خاکہ (نام ونسب، ولادت اور جائے پیدائش، تعلیمی مراحل، عائلی حالات اور مرحومین کی تاریخ وفات وغیرہ)

(ب) تدریسی، دعوتی، رفاہی، جماعتی، تنظیمی خدمات وغیرہ کا مختصر تذکرہ۔

(ج) قلمی، علمی، تحقیقی، صحافتی اور تصنیفی خدمات کا قدرے تفصیل سے ذکر۔

اس ضمن میں ہر صاحب تذکرہ سلفی مصنف کی خدمات کو اجاگر کرتے ہوئے ان کی تصانیف، ترجموں اور تحقیق ودراسہ پر مشتمل کتابوں کا تذکرہ کیا ہے اور کہیں کہیں کتابوں کا تعارف بھی چند جملوں میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ مقالہ چونکہ طویل ہو گیا تھا اس لئے ماہنامہ **"محدث"** کی خصوصی اشاعت میں اسے شامل کرنا مشکل تھا، بنابریں اس مقالہ کو مختصر کرتے ہوئے اس میں تمام صاحب تذکرہ مصنفین کے تعلق سے صرف ان کا نام، تاریخ ولادت، مولد ومسکن اور جامعہ سلفیہ سے فراغت کا سن ذکر کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے، جب کہ قلمی اور تصنیفی خدمات کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اللہ کی توفیق سے یہ مقالہ عنقریب کتابی

شکل میں شائع کرنے کا ارادہ ہے اس میں وہ تمام تفاصیل ان شاءاللہ شامل رہیں گی جو یہاں حذف کردی گئی ہیں۔

میری ناقص معلومات کی حد تک ضلع سدھارتھ نگر جیسے ایک چھوٹے سے ضلع سے جامعہ سلفیہ بنارس کے فارغ مصنفین کی تعداد کم وبیش پچاس تک پہونچ رہی ہے اوران کی تصنیفات،تحقیقات اورترجموں کی تعداد پانچ سو(۵۰۰) سے متجاوز ہے،یہ کتابیں اکثر اردواورعربی زبانوں میں ہیں،چند قلمی کاوشیں انگریزی میں بھی ہیں،میری فہرست میں کچھ ایسے اصحاب قلم مصنفین ومترجمین کے نام بھی ہیں جنھوں نے باربارگذارش کے باوجودکسی مصلحت یاعذر کے سبب اپنے تعلق سے معلومات فراہم نہ کیں،اس لئے ان کی خدمات کے تعلق سے مقالہ میں کچھ نہیں لکھا جاسکا،ان کے علاوہ مجھے یقین ہے کہ کچھ اورفضلاء جامعہ کے نام فہرست میں آنے سے باقی رہ گئے ہوں گے جنھوں نے کتابوں کی تصنیف وتالیف یاترجمہ وتحقیق کی سعادت حاصل کی ہوگی، مگرمیری کوتاہ نظری کے سبب ان تک میری رسائی نہ ہوسکی، اس لئے میں ایسے فضلاء سے گذارش کرتا ہوں جن کا نام اس مقالہ میں آنے سے رہ گیا ہے وہ مجھے باخبرفرمائیں تاکہ ان کی خدمات کوآئندہ شائع ہونے والی کتاب میں شامل کرناممکن ہو۔واضح رہے کہ میں نے مصنفین فارغین جامعہ کومرحومین وموجودین دوزمروں میں تقسیم کیا ہے اورترتیب میں تاریخ ولادت کوبنیاد بنایا ہے۔

اس مقالہ کی ترتیب کے وقت مادرعلمی جامعہ سلفیہ کی معنویت واہمیت اوراس کی ہمہ جہت خدمات کا احساس شدت سے ہوا کہ اگرجامعہ نے صرف ایک چھوٹے سے ضلع سے پچاس سے زائد مصنفین پیدا کئے ہیں تو ملک وبیرون ملک اس کی خدمات کا دائرہ کس قدروسیع ہوگا اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں،اللہ مادرعلمی کی خدمات کوقبول فرمائے،اس کودن دونی رات چوگنی ترقی عطافرمائے اوراسے حاسدین کے حسداورشرسے محفوظ رکھے۔(آمین)

مصنفین فارغین جامعہ:

(مرحومین)

(۱)مولانا عبدالسلام مدنی رحمہ اللہ(ولادت: ۷/ فروری ۱۹۴۴ء،وفات:۱۶/جولائی ۲۰۱۸ء)

نام،ولدیت،کنیت،نسبت اورسکونت: آپ کا نام عبدالسلام بن ابواسلم جمن،کنیت ابوعبدالحق تھی،جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ سے فارغ التحصیل ہونے کے سبب نام کے ساتھ مدنی لکھتے تھے،ڈومریا گنج سے قریب ٹکریا آپ کا مرزبوم ہے،یہیں ۷/فروری ۱۹۴۴ءکوآپ کی ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: موصوف نے جامعہ رحمانیہ بنارس میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہیں سے ۱۹۶۶ء میں فراغت حاصل کی اور جامعہ سلفیہ بنارس کے افتتاحی درس بخاری میں شرکت کرکے جامعہ کے اولین طلبہ کی فہرست میں شامل ہوئے۔پھرجامعہ سلفیہ ہی کی جانب سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے،آپ نے جامعہ سلفیہ میں باقاعدہ تعلیم نہیں پائی ہے۔

علمی وتصنیفی خدمت: جامعہ سلفیہ میں تدریس کے ساتھ مولانا نے قلم وقرطاس سے بھی اپنا رشتہ استواررکھا، جامعہ کی عربی مطبوعات بالخصوص **مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح** کی پروف ریڈنگ آپ نے بڑی

دلسوزی اور محنت سے فرمائی، ماہنامہ محدث میں آپ ہر ماہ پابندی کے ساتھ درس حدیث لکھنے کا اہتمام فرماتے رہے، ان کے علاوہ موصوف نے مندرجہ ذیل تالیفات صدقۂ جاریہ کے طور پر چھوڑی ہیں:

(۱) التعليق المنتقى على سنن المجتبى ج۲: یہ کتاب عربی میں ہے اور مطبوع ہے، موصوف نے سنن نسائی کی تدریس کے وقت جو نوٹس تیار کئے تھے انہیں مناسب حذف و اضافہ کے بعد سنن نسائی ج ۲ کے حاشیہ کے طور پر شائع فرمایا۔

(۲) التعليق المليح على مشكاة المصابيح ج۲: یہ کتاب بھی مطبوع ہے، جسے مشکاۃ المصابیح جلد ثانی کا مفید ترین عربی حاشیہ قرار دیا گیا ہے۔

(۳) تصحيح وتهذيب الحواشي لكتاب نزهة النظر: یہ کتاب نزهة النظر کا مفصل حاشیہ ہے جو شرح کے قائم مقام ہے اور اس کا حجم نزہۃ کی بہ نسبت دو چند ہے، کتاب جامعہ سلفیہ سے مطبوع ہے۔

(۴) مجموعہ احادیث نبویہ مترجم: یہ مجموعہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی طلب پر تیار کیا گیا تھا، جو شائع شدہ ہے۔

(۵) دروس حدیث نبویہ ﷺ: یہ ان دروس احادیث کا مجموعہ ہے جسے آپ ''محدث'' بنارس میں لکھتے تھے، یہ کتاب بھی مطبوع ہے، جن احادیث کی شرح فرمائی ہے ان کی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔

(۶) التعليقات على الصحيح لمسلم جلد اول: از آغاز تا کتاب الحج، یہ صحیح مسلم جلد اول پر عربی زبان میں مولانا کا لکھا ہوا حاشیہ ہے جو ان کی زندگی میں شائع نہ ہوسکا، اللہ کرے ان کے صاحب زادگان اس کی اشاعت کا اہتمام کریں تاکہ اس سے استفادہ ممکن ہو۔

(۷) النصوص من الكتاب والسنة للوعظ والارشاد:

استاد محترم رحمہ اللہ نے مختلف موضوعات پر وعظ وتقریر کے لئے کتاب وسنت کے نصوص جمع کردئے تھے جو علماء وطلبہ کے ساتھ خطباء اور واعظین کے لئے بے حد مفید ہیں، یہ مجموعہ بھی شائع نہ ہوسکا، اللہ اس کی اشاعت کی سبیل پیدا فرمائے۔

وفات: قدرے طویل علالت کے بعد ۱۶/ جولائی ۲۰۱۸ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

(۲) ڈاکٹر عبد العلیم بستوی رحمہ اللہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۴۸ء۔ وفات: ۱۸/ جون ۲۰۱۶ء)

نام ونسب، ولادت اور مولد: ڈاکٹر عبد العلیم بن مولانا عبد العظیم بستوی، ضلع سدھارتھ نگر کی ایک مردم خیز اور تعلیم یافتہ بستی اکرہرا کے ایک علمی و دینی خانوادہ میں یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوئے، سابق ضلع بستی کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ اپنے نام کے لاحقہ کے طور پر ہمیشہ بستوی لکھتے رہے۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: ۱۹۶۶ء میں دار العلوم ندوۃ العلماء سے عالمیت کی تکمیل کے بعد بنارس کا رخ کیا اور دو سال جامعہ سلفیہ میں رہ کر امتیازی نمبرات سے فضیلت کی سند ۱۹۶۸ء میں حاصل کی۔

علمی، تحقیقی و تصنیفی خدمات: ۔ ڈاکٹر عبد العلیم بستوی

رحمہ اللہ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں حصول تعلیم کی مدت اوررابطہ عالم اسلامی میں اپنی خدمت کے طویل دورانیہ میں گراں قدر تحقیقی و تصنیفی خدمات انجام دی ہیں اورمتعدد کتابوں کی تعریب کی ہے اور کچھ کا اردو میں ترجمہ کیاہے، موصوف کی ان خدمات کا اجمالی تذکرہ مندرجہ ذیل ہے:

تحقیقات:

(۱)معرفة الثقات للإمام العجلی بترتیب الهیثمی والسبکی (دراسة وتحقیق) دوجلدیں۔

(۲)الشجرة فی أحوال الرجال للإمام الجوزجانی (تحقیق ودراسة) اس کے ساتھ "الإمام الجوزجانی ومنهجه فی الجرح والتعدیل" کے عنوان سے ایک وقیع علمی مقدمہ بھی تحریر کیاہے۔

(۳) أمارات النبوة للجوز جانی (تحقیق ودراسة)

(۴) سؤالات الآجری أبا داؤد السجستانی فی الجرح والتعدیل، مجلدین (دراسۃ وتحقیق)

(۵)إتحاف المهرة لابن حجر کی گیارہویں جلد کی تحقیق وتخریج ودراسۃ

(۶)لسان المیزان (الجزء السادس) لابن حجر (تحقیق ودراسة)

(۷)فوائد فی علوم الحدیث وأهله للمبارکفوری صاحب التحفة (تحقیق ودراسة)

(۸)القسم الرابع من سنن أبی داود (تحقیق وتخریج) یہ آپ کے دکتورہ کا تحقیقی مقالہ ہے اس پر ایک وقیع مقدمہ امام ابوداود کی سوانح حیات اور ان کی سنن کی خصوصیات پر لکھا ہے۔

تالیفات:

(۹) المهدی المنتظر فی ضوء الأحادیث والآثار الصحیحة وأقوال أهل العلم وآراء الفرق المختلفة یہ آپ کے ایم۔اے۔ کا تحقیقی مقالہ ہے جو اپنے موضوع پر مرجع کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۱۰)الموسوعة فی احادیث المهدی الضعیفة والموضوعة

(۱۱) الأرحام المستأجرة (دراسة حدیث:أن تلد الأمة ربتها سنداًو متناًو فقهاً)

تعریبات وترجمے:

(۱۲) محمدبن عبدالوهاب: مصلح مظلوم ومفتری علیه مولانا مسعودعالم ندوی کی اردوتصنیف "محمد بن عبدالوہاب:ایک مظلوم اوربدنام مصلح" کا مستندعربی ترجمہ مع مفید تعلیقات وحواشی۔

(۱۳)سیرة الإمام البخاری، مولانا عبدالسلام مبارکپوری رحمہ اللہ کی وقیع اردو کتاب کا دوجلدوں میں عربی ترجمہ مع تعلیقات وحواشی۔

(۱۴) شیخ محمد بن عبدالوہاب اوران کی دعوت، شیخ ابن باز کی کتاب کا اردو ترجمہ۔

وفات: بقضائے الٰہی ۱۲؍رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۸؍جون ۲۰۱۶ء مکہ میں انتقال ہوا، حرم میں بعد مغرب جنازہ ہوا اور مکہ کی قبرستان شرائع میں دفن کئے گئے۔

(۳) ڈاکٹر محفوظ الرحمن سلفی مدنی رحمہ اللہ (ولادت

۲/مارچ ۱۹۴۸ء-وفات ۲۸/جنوری ۱۹۹۸ء)

نام ولدیت ،کنیت ،نسبت اور ولادت: ڈاکٹر محفوظ الرحمن سلفی مدنی بن مولانا زین اللہ، جامعہ سلفیہ بنارس کے قدیم ترین فارغین میں سے ہیں، موصوف کا آبائی وطن کنڈؤ، ضلع بلرام پور ہے مگر آپ نے اپنی تعلیمی و دعوتی اور رفاہی سرگرمیوں کی انجام دہی کے لئے ڈومریا گنج ضلع سدھارتھ نگر کو مرکز بنایا اور یہیں مستقل آباد ہوگئے، اس لئے موصوف کو ضلع سدھارتھ نگر کے ابناء جامعہ کی فہرست میں شامل کرنا زیادہ قرین قیاس معلوم ہوا، ۲/مارچ ۱۹۴۸ء کو کونڈؤ میں ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: ۱۹۶۹ء میں آپ جامعہ سلفیہ مرکزی درالعلوم بنارس پہونچے اور وہاں "تخصص فی الشریعة" کا کورس مکمل کیا اور سند سے سرفراز ہوئے۔

علمی، تحقیقی و تصنیفی خدمات:

ڈاکٹر محفوظ الرحمن مدنی رحمہ اللہ نے اپنی مختصر زندگی میں جو علمی و تحقیقی اور تصنیفی کارنامے انجام دیئے ہیں وہ نہایت قابل قدر ہیں، ذیل میں ان کی علمی خدمات کا اجمالی تذکرہ کیا جارہا ہے:

(۱) **العلل الواردة فی الأحادیث النبویه للامام الدار قطنی** (تحقیق)

ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کی تحقیق ۱۱/جلدوں میں کی تھی، باقی ۱۰/جلدوں کی تحقیق دیگر اہل علم نے مکمل کیا۔ کتاب ۲۱/جلدوں میں مطبوع ہے۔

(۲) **البحر الزخار المعروف بمسند البزار:** (تحقیق)

اس کتاب کی ۹/جلدوں کی تحقیق موصوف نے مکمل کی تھی، باقی جلدیں دوسرے اہل علم کے ذریعہ مکمل ہوئیں۔

(۳) **تلخیص العلل المتناهیة فی الأحادیث الواهیة للحافظ الذهبی**

یہ کتاب دراصل آپ کے ایم اے کا مقالہ ہے جو ۳/جلدوں میں مطبوع ہے۔

(۴) **مسند الهیشم بن کلیب الشامی**، ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کے ساتھ ۳/جلدوں میں مطبوع ہے۔

(۵) **مسند عمر بن الخطاب لأبی بکر الفقیه النجار** (تحقیق) ایک جلد میں مطبوع ہے۔

(۶) **رؤیة الله سبحانه وتعالی لا بن النجار** (تحقیق) مطبوع۔

(۷) **اتحاف المهرة بأطراف المسانید العشرة لا بن حجر** اس کتاب کی دسویں جلد کی تحقیق آپ نے کی ہے۔

(۸) **لسان المیزان:** اس کتاب کی تیسری جلد کی تحقیق موصوف نے کی ہے۔

وفات: ۲۸/جنوری ۱۹۹۸ء کو دبئی میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

(۴) ڈاکٹر عبدالوہاب خلیل الرحمن صدیقی رحمہ اللہ (ولادت یکم اگست ۱۹۴۹ء-وفات ۱۹/جولائی ۲۰۰۶ء)

نام ونسب اور مولد: ڈاکٹر عبدالوہاب بن مولانا خلیل الرحمن صدیقی بن مولانا قربان علی، موضع بھٹ پرا، ضلع سدھارتھ نگر آپ کا وطن ہے، وہیں یکم اگست ۱۹۴۹ء میں ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: جب ۱۹۶۶ء میں جامعہ

سلفیہ مرکزی دارالعلوم بنارس کا تعلیمی افتتاح ہوا تو طلب علم کے شوق میں کشاں کشاں بنارس پہونچے اور داخلہ لے کر جامعہ سلفیہ کے اولین طلبہ میں شامل ہوئے، کم وبیش چھ سال جامعہ میں گزار کر ۱۹۷۲ء میں سند فضیلت حاصل کی۔

علمی وتصنیفی خدمات:

(۱) "الرد على الرافضة" لأبی حامد المقدسي۔ ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے اس کتاب کی تحقیق فرمائی۔ کتاب مطبوع ہے۔

(۲)الدعوة السلفية فی شبه القارة الهنديه وأثرها فی مقاومة الانحرافات الدينية" غالباً یہ تحقیقی مقالہ ڈاکٹریٹ کی سند کے حصول کے لئے لکھا گیا تھا، یہ ابھی زیور طباعت سے آراستہ نہ ہوسکا، ان دو قابل قدر عربی کتابوں کے علاوہ اردو میں مندرجہ ذیل کتابوں کا ترجمہ کیا یا خود تالیف فرمائی۔

۳۔انسان ایک عجیب مخلوق (ترجمہ) مطبوع

۴۔شہادتین: مفہوم اور تقاضے (ترجمہ) (مطبوع)

وفات: ۱۹ جولائی ۲۰۰۶ کو مکہ مکرمہ میں وفات ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

(۵) مولانا اقبال احمد سلفی رحمہ اللہ (ولادت: ۱۵/اگست ۱۹۴۹-وفات ۲۷/مارچ ۱۹۹۲ء)

نام ونسب، کنیت، تخلص، نسبت، مسکن وولادت:۔ اقبال احمد سلفی بن کفایت اللہ بن صحبت علی بن ہمت علی بن نعمت علی عرف رجبی، ان کی کنیت ابوعبیدہ تھی اور اقبال تخلص اختیار کرتے تھے، گاؤں موتی پور کی جانب نسبت کرکے لوگ ان کے نام کے ساتھ موتی پوری بھی بولا اور لکھا کرتے تھے۔ ضلع سدھارتھ نگر کے مٹکا علاقہ میں مدھوبنیا چوراہا سے قریب واقع بستی موتی پور سے آپ کا تعلق تھا وہیں آپ کی ولادت ۱۵/اگست ۱۹۴۹ء کو ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: جامعہ دارالہدیٰ یوسف پور سے جماعت رابعہ کی تکمیل تقریباً ۱۹۶۵ء میں کی، اس کے بعد آپ نے اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ سلفیہ بنارس میں داخلہ لیا اور چھ سال وہاں گذار کر عالمیت وفضیلت کی تکمیل کی۔

تصنیفی خدمات:۔ مولانا اقبال احمد سلفی رحمہ اللہ کا اصل میدان تدریس تھا، مگر اپنے تحقیقی، علمی وادبی ذوق کی تسکین کے لئے آپ نے گراں قدر تحریری وتصنیفی خدمات انجام دینے کی بھی سعادت حاصل کی، آپ کی چار وقیع اور گراں قدر تصنیفات میں دو مطبوع اور دو غیر مطبوع ہیں۔

۱۔ ہندوپاک میں عربی ادب:۔ جس میں ہندوپاک کے ۱۴۹/ عربی ادباء کا تعارف کرایا گیا ہے، مولانا عبدالمعید مدنی کے بقول "سلفی اخوان میں اس اہم موضوع پر یہ پہلی کاوش ہے" کتاب مطبوع ہے۔

۲۔ اسلام اور پیغمبر اسلام اہل انصاف کی نظر میں:۔ یہ کتاب قطر کے مشہور سلفی عالم دین علامہ شیخ احمد بن حجر آل بوطامی کی کتاب "الاسلام والرسول فی نظر منصفي الشرف والغرب" کا اردو ترجمہ ہے، جسے آپ نے استاد محترم ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری کی ہدایت ورہنمائی میں مکمل کیا ہے، کتاب جامعہ سلفیہ بنارس سے مطبوع ہے۔

۳۔ ترجمہ تیسیر العزیز الحمید:۔ یہ کتاب التوحید کی مشہور شرح ہے جس کے نصف اول کا ترجمہ استاد محترم مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی نے ابتداء سے "باب ماجاء

أن بعض هذه الآمة تعبد الأوثان'' تک کیا تھا اور اس کے بعد ''باب ماجاء فی السحر'' سے آخر کتاب تک کا ترجمہ مولانا اقبال احمد سلفی نے کیا ہے۔ یہ کتاب غیر مطبوع ہے۔

۴۔داعیان حق کے اوصاف:۔ یہ کتاب غیر مطبوع بلکہ بدقسمتی سے اس کا مسودہ بھی مفقود ہے۔

وفات: ۲۷/مارچ ۱۹۹۲ء کو وفات ہوئی۔

(۶) مولانا کفایت اللہ بن سکندر علی سلفی (ولادت: ۳/فروری ۱۹۶۰ء وفات ۲۶/فروری ۲۰۰۳ء)

نام، وطن اور ولادت: کفایت اللہ بن سکندر علی سلفی رحمہ اللہ کا آبائی گاؤں پتھرا بازار سے قریب ایک موضع ''تلیاڈیہہ'' ضلع: سدھارتھ نگر ہے، وہیں ۳/ فروری ۱۹۶۰ء کو پیدا ہوئے۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے موصوف نے جامعہ سلفیہ بنارس میں داخلہ لیا اور ۱۹۷۹ء میں عالمیت اور ۱۹۸۱ء میں فضیلت کی سند حاصل کی۔

علمی و تصنیفی خدمات: مولانا کفایت اللہ سلفی کے اندر جامعہ سلفیہ کے طالب علمی کے زمانہ ہی میں مطالعہ اور لکھنے پڑھنے کا ذوق فراواں موجود تھا، جامعہ اسلامیہ وغیرہ میں حصول تعلیم کا موقعہ ملنے سے اس میں اضافہ ہوا اور انہوں نے تھوڑی مدت میں علمی، تحقیقی اور تصنیفی میدان میں قابل قدر خدمات انجام دیں، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) ''من کلام البیھقی علی الرجال'' یہ ایم اے کے لئے لکھا گیا مقالہ ہے جو عربی میں ہے اور مطبوع ہے۔

(۲) ''اللمحات إلی ما فی تبلیغی نصاب من الضعیف والموضوعات'' غیر مطبوع۔

(۳) عربی فتاویٰ الامام نواب صدیق حسن خان القنوجی (تحقیق وتخریج) مطبوع۔

(۴) الغنة ببشارة الجنة لأهل السنة للامام نواب صدیق حسن خاں (تحقیق وتخریج)

(۵) فتح المغیث للامام السخاوی

اس کتاب کی پہلی جلد کی تحقیق وتخریج جامعہ سلفیہ سے فراغت کے بعد اپنے رفیق درس مولانا علی حسین سلفی کے اشتراک سے کی ہے۔

(۶) میں قبر پرست تھا یہ عربی رسالہ ''کنت قبوریاً'' کا اردو میں ترجمہ ہے جو مطبوع ہے۔

(۸) یہ دریا آستانے (ترجمہ)

(۹) شروح حدیث پر فقہی مذاہب کے اثرات

یہ اہم کتاب زیر تالیف تھی جو آپ کی ناگہانی وفات سے قبل مکمل نہ ہوسکی۔

وفات: ۲۶/ فروری ۲۰۰۳ء کو تینتالیس سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

مصنفین فارغین جامعہ (موجودین)

(۱) شیخ عبدالقدوس محمد نذیر سلفی مدنی (ولادت: ۱۹۴۵ء)

نام، ولادت اور سکونت: نام عبدالقدوس بن محمد نذیر مدنی ہے آپ کا وطن مالوف ضلع سدھارتھ نگر کی معروف مردم خیز بستی سمرا سے متصل موضع ''کمہریا'' ہے وہیں ۱۹۴۵ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: جامعہ رحمانیہ بنارس میں

حصول تعلیم کے دوران جب جامعہ سلفیہ بنارس کا تعلیمی افتتاح ۱۹۶۶ء میں ہوا تو جامعہ رحمانیہ سے جامعہ سلفیہ میں منتقل ہوگئے اور ۱۳۸۷ھ میں وہیں سے فارغ ہوئے۔

علمی، تحقیقی و تصنیفی خدمات:

(۱)"أحاديث الجمعة -- دراسة نقدية وفقهية" (تأليف)

(۲)"الآداب للبيهقي"(تحقيق)

(۳)"مجمع البحرين في زوائد المعجمين للهيثمي" ۹/جلدیں(تحقيق)

(۴)"إتحاف المهرة لابن حجر" ۱۳/ جلدوں کی تحقیق

(۵)"الروض المربع للبهوتي"(تحقيق) مطبوع مؤسسة الرسالة

(۶)"تخريج أحاديث القناع للبهوتي" (دیگر اہل علم کے ساتھ اس کی تخریج وتحقیق کی ،وزارۃ العدل،سعودی عرب سے مطبوع ہے۔

(۷)"غاية المقصود في شرح سنن أبي داود"(تحقيق)

(۸)"فهرس الأحاديث الوارده في المجروحين لابن حبان"(تحقيق)

(۲)مولانا محمد مستقیم سلفی(ولادت: ۲۵/ مئی ۱۹۴۶ء)

نام ونسب،سکونت اورولادت: محمد مستقیم سلفی بن سعید بن دولہ بن بندے علی بن گلزار خاں بن حسین خاں۔آپ کا وطن مالوف موضع پھلوریا ہے جوشہرت گڑھ سے پورب پلٹا دیوی بازار سے متصل ہے،وہیں ۲۵/مئی ۱۹۴۶ءکوآپ کی ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: موصوف حصول تعلیم کے لئے جامعہ رحمانیہ بنارس میں زیر تعلیم تھے،۲۱/مارچ ۱۹۶۶ء کو جب جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم کا تعلیمی افتتاح ہوگیا تو جامعہ رحمانیہ کے عالمیت وفضیلت کے طلبہ کے ساتھ موصوف بھی جامعہ سلفیہ میں منتقل ہوکر اس کے ابتدائی خوشہ چینوں میں شامل ہوگئے اور ۱۹۶۷ء میں سند فضیلت حاصل کی۔

تصنیفی وعلمی خدمات: جامعہ سلفیہ بنارس میں تدریس کے دوران آپ نے مضامین اور مقالات قلمبند فرمائے جو محدث بنارس، ماہنامہ السراج جھنڈانگر، مجلہ الفرقان ڈومریا گنج اور جریدہ ترجمان دہلی وغیرہ کے اندر بڑے اہتمام سے شائع ہوئے۔

ان مضامین ومقالات کے علاوہ آپ نے ایک درجن سے زائد کتابیں تصنیف کیں، بالخصوص تاریخ اہل حدیث کے مختلف گوشوں کوآپ نے اپنی جگر کاوی سے روشن کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے،عمر کی اس منزل میں پہونچ جانے اور مختلف امراض وعوارض سے نبردآزما ہوتے ہوئے آپ کی تحقیقی وتصنیفی کاوشوں کا سلسلہ ابھی جاری ہے، اللہ تعالی موصوف کولمبی عمر عطا فرمائے اورانہیں مزید علمی خدمات کی توفیق بخشے۔

ذیل میں آپ کی گراں قدر تصانیف کا تذکرہ کیا جارہا ہے:

(۱) جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات: کم وبیش ساڑھے آٹھ سوصفحات کی یہ کتاب جامعہ سلفیہ سے شائع

ہوچکی ہے، یہ کتاب دراصل جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات کے تعلق سے انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، موصوف نے اس گراں قدر کتاب میں قدیم وجدید علماء اہل حدیث کی زائد از ساڑھے تین ہزار (۳۵۰۰) مولفات کا تعارف اکیس فصول کے تحت کیا ہے۔

۱۹۹۲ء میں اس کتاب کی اشاعت ہوئی ہے، اس کے بعد بھی مولانا مسلسل اس تعلق سے کام کررہے ہیں اوراندازہ ہے کہ اب کتابوں کی تعداداس سے کئی گنا زیادہ ہوچکی ہوگی۔

(۲)''گمراہ کن فرقوں کی تردید میں جماعت اہل حدیث کی خدمات'' جامعہ سلفیہ سے شائع ہوچکا ہے۔

(۳)''برهان التفاسير لاصلاح سلطان التفاسير'' (جمع وترتیب) مطبوع۔

یہ دراصل شیخ الاسلام علامہ امرتسری رحمہ اللہ کی گراں قدر علمی تفسیر ہے جوعیسائی پادری سلطان محمد کی تفسیر''سلطان التفاسیر'' کے رد میں اخبار اہل حدیث امرتسر کے اندر ۷/مئی ۱۹۳۲ء تا ۱۷/مئی ۱۹۳۵ء ۸۱/قسطوں میں شائع ہوئی تھی۔

(۴)''علماء اہل حدیث ہند اور ان کی حیات وخدمات'' یہ گراں قدر کتاب اشاعت کی منتظر ہے۔

(۵) فارغین جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم اوران کی حیات وخدمات

(۶) پردہ کی اہمیت

(۷) بشریت مصطفی (بشکل مکالمہ)

(۸) الأدیان والفرق

(۹) ردعیسائیت میں علماء اسلام کی تصنیفی خدمات

(۱۰) حاشیہ مشکوۃ المصابیح ج ۲

(۱۱) حاشیہ سنن ابی داؤد۔ج ۱

(۱۲) برصغیر ہند میں جماعت اہل حدیث کی صحافتی خدمات۔

اس کتاب میں قدیم وجدید اہل حدیث جرائد ومجلّات کا مختصر تعارف پیش فرمایا ہے، کتاب مطبوع ہے۔

(۱۳) علماء اہل حدیث ہند کی خدمات حدیث

ان میں جو کتابیں مسودہ اور مخطوط کی شکل میں ہیں اللہ تعالی ان کی طباعت کی سبیل پیدا فرمائے تاکہ اہل علم کے لئے ان سے استفادہ ممکن ہو۔

(۳) مولانا عبدالوہاب حجازی حفظہ اللہ (ولادت: ۸/جون ۱۹۴۶ء)

نام، ولادت اورسکونت: مولانا عبدالوہاب حجازی بن حبیب اللہ بن محمد اشرف، آپ کا آبائی گاؤں کسمہی، ڈومریا گنج سدھارتھ نگر ہے وہیں آپ ۸/جون ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوئے۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: جامعہ سلفیہ بنارس کے افتتاح کے سال ۱۹۶۶ء میں جامعہ تشریف لائے اورعالم ثالث میں داخل ہوکر ۱۹۶۷ء میں عالمیت کی سند حاصل کی، اس کے بعد تخصص فی الشریعۃ کا دوسالہ کورس مکمل کرکے ۱۹۶۹ء میں اس کی ڈگری سے بھی سرفراز ہوئے۔

تصنیفی اورصحافتی خدمات: موصوف ایک کامیاب مدرس اور بےلوث داعی ہونے کے ساتھ تصنیف وتالیف، بحث وتحقیق، صحافت ومضمون نگاری اور ترجمہ وانشاء کے

میدانوں کے شہسوار ہیں، جامعہ سلفیہ بنارس سے وابستگی کے بعد آپ کو ان میدانوں میں اپنا جوہر چمکانے کا موقعہ ملا اور اپنی گراں قدر تصانیف، تراجم اور مقالات ومضامین سے امت کو مستفید فرمایا۔

استاد محترم مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کے جامعہ سلفیہ بنارس سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ چلے جانے کے بعد موصوف نے جامعہ سلفیہ کے اردو ماہنامہ ''محدث'' کی چوبیس سال تک ادارت فرمائی اور بہ حیثیت مدیر حساس موضوعات پر کئی درجن اداریے اور گراں قدر مضامین تحریر فرمائے۔

ماہنامہ محدث کی ادارت کے ساتھ موصوف نے مندرجہ ذیل گراں قدر تصنیفی اور علمی کارنامے بھی انجام دئے۔

تصانیف، تراجم، مقالات:

(۱) عورت اور تعلیم (مطبوع) (۲) اسلامی تربیت (مطبوع جامعہ سلفیہ بنارس) (۳) حجیت حدیث (مطبوع جامعہ سلفیہ بنارس) (۴) سلفی دعوت کے علمی اصول (مطبوع جامعہ سلفیہ بنارس) (۵) سلفی دعوت اور ائمہ اربعہ (مطبوع جامعہ سلفیہ بنارس) (۶) قیاس ایک تقابلی مطالعہ (مطبوع جامعہ سلفیہ بنارس) (۷) ماسونیت ایک تاریخی دستاویز (مطبوع جامعہ سلفیہ بنارس) (۸) کتاب الکبائر (مطبوع جامعہ سلفیہ بنارس) (۹) کمیونزم اور مذہب (مطبوع جامعہ سلفیہ بنارس) (۱۰) جائزۃ الأحوذی فی التعلیقات علی سنن الترمذی (سنن ترمذی کے متن اور اس کی شرح کی تصحیح اور حدیثوں پر حکم لگانے کا عمل ۴/اجزاء) (مطبوع جامعہ سلفیہ بنارس) (۱۱) اسلامی عقیدہ ۶/اجزاء (مطبوع جامعہ سلفیہ بنارس) (۱۲) آیات نبوت شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے اقوال کی روشنی میں (مطبوع مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند دہلی) (۱۳) علماء اہل حدیث کی حدیثی خدمات (غیر مطبوع) (۱۴) علماء اہل حدیث کی تفسیری خدمات (غیر مطبوع) (۱۵) شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کی علمی سیرت (غیر مطبوع) (۱۶) بعض مقالات کے عربی تراجم جو شیخ الاسلام سے متعلق مجموعہ میں شائع ہوچکے ہیں (مطبوع) (۱۷) چوبیس سالہ ادارت محدث بنارس کے طویل ومتوسط مقالات (غیر مطبوع) (۱۸) ضخیم شعری مجموعہ (زیر ترتیب) (۱۹) قضاء وقدر پر ایمان (زیر ترتیب)

(۴) مولانا محمد مستقیم طاہر سلفی / حفظہ اللہ (ولادت: ۱۹۴۷ء)

نام ونسب، تخلص اور مولد ومسکن: محمد مستقیم طاہر سلفی بن فہیم اللہ بن باب اللہ بن نور محمد، اٹوا سے قریب موضع دوپھڑیا پوسٹ بینا ضلع سدھارتھ نگر کے رہنے والے ہیں، یہیں ۱۹۴۷ء میں ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: جامعہ سلفیہ سے عالمیت کرکے فراغت حاصل کر لی، قطعی سن فراغت کا علم نہ ہوسکا۔

تصنیفی خدمات:۔ مولانا طاہر سلفی نے مندرجہ ذیل کتابیں تحریر کیں:

(۱) ''ردّ الجواب بالصواب'' ایک بریلوی عالم بدرالدین کی تصنیف ''تحقیقی جواب'' کے رد میں لکھی گئی، یہ رسالہ ۴۰/ صفحات پر مشتمل ہے اور مطبوع ہے۔ (۲) ''تقلید شخصی کے آسیب'' مفتی جلال الدین امجدی کی

کتاب ''غیر مقلدوں کے فریب'' کے جواب میں لکھی گئی یہ کتاب ۱۰۶/ صفحات پر مشتمل ہے اور مطبوع ہے۔

(۳)''شمیم طاہر''(منظوم) بریلوی عقائد کی تردید میں طاہر سلفی کی نظموں کا مجموعہ ہے جو شائع ہو چکا ہے۔

(۴)''نغمات طاہر''(منظوم کلام)مطبوع، (۵)''نسیم سحر''(منظوم کلام) غیر مطبوع (۶) ''گلزار ابراہیم'' (منظوم کلام)غیر مطبوع

(۵)**ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس ''مفتی حرم''** (ولادت: یکم جمادی الاولی ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۱/مارچ ۱۹۴۸ء)

نام ونسب اور مولد: (ڈاکٹر) وصی اللہ بن محمد عباس بن احمد عباس، موصوف کا آبائی گاؤں پیرا (بھوج) ہے جو موہانہ چوراہا سے جانب شمال کم وبیش ایک کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، وہیں ۱۱/ مارچ ۱۹۴۸ء کو آپ کی ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت:۔ موصوف جامعہ رحمانیہ بنارس میں اپنی تعلیم کے آخری مرحلہ میں تھے کہ ۱۹۶۶ء میں جامعہ سلفیہ کا افتتاح ہوا اور موصوف نے چند مہینے وہاں تعلیم پائی اور جامعہ سے سند فضیلت حاصل کی۔

تصنیفی خدمات:۔ ڈاکٹر وصی اللہ عباس/حفظہ اللہ نے دعوت وتدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی نمایاں کارنامے انجام دیے ہیں، عربی اردو دونوں زبانوں میں آپ کی گراں قدر علمی کاوشوں کی تعداد ۲۶/ ہے جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

عربی کتابیں:

(۱)''الضعفاء والمتروكون والمجهولون في سنن النسائي''غیر مطبوع۔

(۲)''فضائل الصحابة'' للإمام أحمد تحقیق، متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔

(۳)''العلل ومعرفة الرجال'' للإمام احمد (رواية عبدالله بن الإمام أحمد) تحقیق، چار جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

(۴)''بحر الدم فيمن تكلم فيه الإمام أحمد بمدح أو ذمّ'' تحقیق/مطبوع

(۵)العلل ومعرفة الرجال للإمام أحمد (رواية صالح ابن الإمام أحمد) تحقیق/مطبوع

(۶)''تحقيق جزء من كتاب ''المهرة'' تحقیق/ مرکز السنۃ والسیرۃ النبویۃ مدینہ سے شائع ہو چکی ہے۔

(۷)تحقيق جزء من كتاب ''لسان الميزان'' لابن حجر، تحقیق/مرکز السنۃ والسیرۃ النبویۃ مدینہ سے زیر طباعت ہے۔

(۸)''المسجد الحرام: تأريخه وأحكامه'' تالیف/مطبوع۔

(۹)''علل الحديث ودوره في حفظ السنة'' تالیف/مطبوع۔

(۱۰)''تحقيق الكلام في وجوب القرأة خلف الإمام'' تأليف/مطبوع۔

(۱۱)''الإتباع وأصول فقه السلف'' تالیف/ مطبوع۔

(۱۲)'' التقليد وحكمه في ضوء الكتاب والسنة'' تالیف/مطبوع۔

(۱۳) "الفدية في الخلع" تالیف/مطبوع۔

(۱۴) "أصول العمل الإقتصادی فی الإسلام" تالیف/زیر طباعت۔

(۱۵) "من قالوا فيه لا يروى إلا عن ثقة" تالیف/زیر طباعت۔

(۱۶) "خلق المسلم فی ضوء الكتاب والسنة" تالیف/غیر مطبوع۔

(۱۷) "فقه أهل الحديث، خصائصه ومميزاته" تالیف/غیر مطبوع

(۱۸) "التعريف بكتب تراجم الرواة" تالیف/غیر مطبوع

(۱۹) "المقالة الحسنیٰ فی المصافحة باليد اليمنیٰ" للمحدث المباركفوری" عربی میں ترجمہ اور تحقیق، مطبوع۔

اردو کتابیں:

(۲۰) اتباع سنت اور اصول منہج سلف (مطبوع)

(۲۱) تقلید اور اس کا حکم کتاب وسنت کی روشنی میں (مطبوع)

(۲۲) دین خالص (مطبوع)

(۲۳) اسلام ہی انسانیت کا حل ہے۔ (مطبوع)

(۲۴) نکاح اور حسن معاشرت (مطبوع)

(۲۵) وحدت امت کی دعوت، صحابہ اور ائمہ کے اصولوں کی روشنی میں۔ (زیر طباعت)

(۲۶) مسجد حرام اور اس کی تاریخ اور اس سے متعلق احکام۔ (اردو ترجمہ/زیر طباعت)

(۶) مولانا عزیز الرحمن سلفی/حفظہ اللہ (ولادت: ۸/مارچ ۱۹۴۹ء)

نام ونسب اور مولد ومسکن: عزیز الرحمن سلفی بن نصیب اللہ بن جان محمد بن محمد شریف بن فقیر بخش بن لکئی بن دلشاد۔ موصوف کا تعلق ضلع سدھارتھ نگر کے ایک مشہور اور مردم خیز گاؤں موضع ٹکریا سے ہے، وہیں ۸/مارچ ۱۹۴۹ء کو آپ کی ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: ۱۹۶۶ء میں جامعہ سلفیہ کا تعلیمی افتتاح ہوجانے کے بعد درمیان سال ہی میں مدرسہ فیض عام مئو سے بنارس پہونچ گئے اور جامعہ سلفیہ کے عالم ثالث میں داخلہ ملا، ۱۹۶۷ء میں یہیں سے عالمیت کا کورس مکمل کیا، اور پھر ۱۹۶۹ء میں فضیلت کی سند سے سرفراز کئے گئے۔

قلمی اور تصنیفی خدمات: مولانا عزیز الرحمن سلفی تدریس کے ساتھ میدان تصنیف وتالیف کے بھی شہسوار ہیں، موصوف نے جامعہ سلفیہ میں قیام کے دوران بعض علمی وتحقیقی مضامین لکھنے کے ساتھ اردو اور عربی دونوں زبانوں میں چھوٹی بڑی ۲۰/کتابوں کی تصنیف، تحقیق یا ترجمہ کی سعادت حاصل کی ہے وہ مندرذیل ہیں:

(۱) حكم الدعاء وآدابها (عربی/مطبوع)

(۲) تعليق ومراجعة وتصحيح سيرة البخاری للشيخ عبد السلام المباركفوری (۳) تعليق ومراجعة" فتح المنان بتسهيل الاتقان" (عربی/مطبوع) (۴) جماعت اہلحدیث کی تدریسی خدمات (مطبوع) (۵) معاویہ بن ابی سفیان، ترجمہ (مطبوع)

(۶)دعاء کے آداب واحکام(اردو؍مطبوع) (۷)مختصر قواعداردو(مطبوع) (۸)مسائل ومشکلات(مطبوع) (۹) مبارک پورکا ایک علمی خانوادہ(مطبوع)(۱۰)تفسیر شوکانی طریقہ تدریس اوراستفادہ(مطبوع)(۱۱)مختصر علوم التفسير والامام الشوكاني ومزايا تفسيره (عربی ؍غیر مطبوع)(۱۲)نور اليقين (اردو ترجمہ؍ غیرمطبوع) (۱۳)ظلم کی ٹہنی (ظالم وطاغية)(اردو ترجمہ؍غیر مطبوع) (۱۴) چند مشاهير علماء كرام (غیرمطبوع) (۱۵)مختصر البلاغہ (اردو؍غیر مطبوع) (۱۶) تدوین حدیث امام مسلم اوران کی صحیح کی خصوصیات (اردو ؍غیر مطبوع) (۱۷)مختصر تاریخ ادب عربی دور جاہلیت اوراسلام(اردو؍غیرمطبوع) (۱۸) پرواز(اردو شعری مجموعہ؍ مطبوع ((۱۹) بعض التفاسير المهمة(عربی ؍غیر مطبوع (۲۰) بعض اہم مفسرین کی سوانح حیات(غیرمطبوع)

(۷)مولانارفیق احمد بن اقبال احمدسلفی(ولادت: ۵؍جون۱۹۴۹ء)

نام ونسب اور مولدمسکن: رفیق احمدسلفی بن اقبال احمدسلفی۔اٹواسے قریب ’’پیرا پٹھان‘‘نامی گاؤں سے تعلق ہے،یہیں ان کی ولادت ۵؍جون۱۹۴۹ءکو ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: موصوف نے جامعہ سلفیہ بنارس عالمیت اورفضیلت کے مراحل کی تکمیل کی،مگرانھوں نے اپنی فراہم کردہ معلومات میں سنین فراغت ذکرنہیں کئے ہیں۔

صحافتی ،تصنیفی وتحقیقی خدمات: قلم وقرطاس سے موصوف کا رشتہ زمانۂ طالب علمی سے ہی گہرا رہاہے،آپ منجھے ہوئے صحافی اورتجربہ کارقلم کار ہیں آپ مضامین ومقالات لکھنے کے علاوہ گراں قدر تصنیفی وتحقیقی خدمات انجام دے چکے ہیں۔

جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں میں قیام کے دوران ۶؍سال تک آپ وہاں سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ’’ صوت الحق‘‘ کی ادارت کرچکے ہیں اورجامعہ اسلامیہ سنابل دہلی، میں قیام کی مدت میں ۹؍برسوں تک وہ ماہنامہ’’التوعیہ‘‘ کے بھی مدیر رہے اوراس کی کامیاب ادارت فرمائی،پندرہ برسوں تک آپ نے ان دونوں مجلّات میں ادارئے لکھنے کے ساتھ گراں قدرمضامین بھی لکھے،ان کے علاوہ متعددعلمی سمیناروں میں شرکت فرماکر اپنے مقالات سے مستفید کیا۔

آپ نے اپنی جن تصنیفات ،ترجموں اورتحقیقی کاموں کا ذکراپنے سیرۃ ذاتیہ میں کیاہے وہ اس طرح ہیں:

(۱)’’تكملة مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح‘‘(عربی)

(۲)موصوف نے شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ کی مشکاۃ کی شرح مرعاۃ المفاتیح کی تکمیل فرمائی جو ’’كتاب الإمارة والقضاء‘‘ سے آخر کتاب تک ہے،اور اس کا مسودہ چارہزارصفحات پر مشتمل ہے۔(۲)’’سنن اربعہ کااردوترجمہ وتحشیہ اورمراجعہ ۔آپ نے دارالدعوۃ دہلی کے زیراہتمام سنن اربعہ کی احادیث کاسلیس اردومیں ترجمہ کیا،حاشیہ لگایا اوراس کام میں ان کے جوبعض رفقاء کارشامل تھے ان کے ترجموں کامراجعہ کرکے ان کی

اصلاح فرمائی، یہ کتابیں دارالدعوۃ سے شائع ہوچکی ہیں۔

(۳)"التحشیة علی الموطأ لمالک" (غیر مطبوع) (۴)"الدین والدولة فی الإسلام" کا اردو ترجمہ (غیر مطبوع) (۵) "التجدید فی الإسلام" کا اردو ترجمہ (مطبوع) (۶) "المنهاج للمعتمر والحجاج" امام حرم شیخ سعود الشریم کی اس کتاب کا ترجمہ (غیر مطبوع) (۷) "زاد المستعین" کا اردو ترجمہ (مطبوع) (۸)"زادالمعاد" جلد اول ودوم کے ترجمہ کا مراجعہ اور نظر ثانی (مطبوع) (۹)"اصول الإیمان" (۱۰)"ارکان اسلام" (۱۱)"التجارة الرابحة" (نفع بخش تجارت) (۱۲)اسلام میں فطری اور شرعی حقوق (مطبوع) (۱۳)"الآلام والآمال" للشیخ صلاح الدین مقبول کا اردو ترجمہ، یہ کتاب زیر طباعت ہے۔ (۱۴)"الإیمان بالقضاء والقدر" للشیخ فهد عید الکریبانی کا اردو ترجمہ زیر طباعت ہے۔ (۱۵)"زوابع فی وجه السنة" للشیخ صلاح الدین مقبول کا ترجمہ، کتاب زیر طباعت ہے۔

(۸) ڈاکٹر عبدالقیوم محمد شفیع بستوی (ولادت: ۴رستمبر ۱۹۵۳ء)

نام،نسبت، وطن اور ولادت:۔ ڈاکٹر صاحب کا نام عبدالقیوم بن محمد شفیع ہے، سابق ضلع بستی کی طرف نسبت کرتے ہوئے نام کے ساتھ بستوی لکھتے ہیں، موصوف کا وطن ضلع سدھارتھ نگر کا مشہور گاؤں ششہنیاں ہے، یہیں آپ ۴رستمبر ۱۹۵۳ء کو پیدا ہوئے۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت:۔ تعلیمی سال ۷۱-۱۹۷۰ء میں جامعہ سلفیہ بنارس میں داخل ہوئے اور وہاں سے عالمیت اور فضیلت کی تکمیل ۱۹۷۶ء میں کی۔

علمی وتصنیفی خدمات: موصوف نے عربی اردو اور ہندی تینوں زبانوں میں تحریری کام کیا ہے اور اپنی گراں قدر تصنیفات سے امت کو فیض پہونچایا ہے، آپ کی قلمی کاوشوں کی تعداد ۱۱رہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)الکاشف فی شرح المحصول للرازی یہ ماسٹر ڈگری کے لئے آپ کا تحقیقی تھیسس ہے (تحقیق) (۲)قضایا السنة بین مناهج الأصولیین پی ایچ ڈی کے لئے آپ کا عربی میں تحقیقی مقالہ (تالیف) (۳)جزیل المواهب فی اختلاف المذاهب للسیوطی (تحقیق رعربی) (۴)علامہ شاہ اسماعیل شہید کی کتاب تقویۃ الایمان کا ہندی ترجمہ (۵)مسیحیت کی نقاب کشائی (اردو) (۶)خواب کی حقیقت اور ان کی تعبیر (اردو) (۷)مومن کے روز وشب (اردو) (۸)اسلامی قانون وراثت (حصہ اول) (اردو) (۹)تحفۂ کاروان حرم (احکام حج وعمرہ وفقہ مناسک (اردو) (۱۰)دین فہمی کے بنیادی اصول (اردو) (۱۱)اختلاف امت کا فتنہ انواع، اسباب، آثار اور مواقف (اردو)

(۹) مفتی جمیل احمد محمد شفیع مدنی (ولادت ۵راکتوبر ۱۹۵۳ء)

نام ولدیت، وطن اور ولادت: جمیل احمد مدنی بن محمد شفیع، ضلع سدھارتھ نگر کے مشہور علاقہ شیوپتی نگر کا ایک گاؤں خیر ہوا آپ کا وطن ہے، یہیں آپ ۵راکتوبر ۱۹۵۳ء کو پیدا ہوئے۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: عالمیت وفضیلت کا کورس جامعہ سلفیہ سے مکمل کرکے ۱۹۷۸ء میں فراغت حاصل کی۔

علمی وتصنیفی خدمات: (۱) الأحادیث الواردۃ فی مسألۃ التراویح (تحقیق وتخریج) (۲) نقض امن اور اس کی سزائیں (تالیف) (۳) اسلامی بینکنگ (تالیف) (۴) فتویٰ نویسی اور اس کے اصول (تالیف) (۵) ائمہ اربعہ افراط وتفریط کے درمیان (تالیف) (۶) مجموعۂ فتاویٰ (فتووں کی تعداد تقریباً پانچ ہزار غیر مطبوع) (۷) مجالس شہر رمضان: للشیخ محمد بن صالح العثیمین (ترجمہ اردو) (مطبوع)

(۱۰) مولانا رفیع احمد محمد عاقل سلفی مدنی (ولادت: ۱۰/اپریل ۱۹۵۴ء)

نام، ولادت اور جائے پیدائش: رفیع احمد بن محمد عاقل، موصوف کا آبائی گاؤں لٹیا، پوسٹ واسع درگاہ ضلع سدھارتھ نگر ہے، یہیں موصوف کی ولادت ۱۰/اپریل ۱۹۵۴ء کو ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: ۔۱۹۷۰ء میں جامعہ سلفیہ بنارس پہونچے اور یہاں عالمیت کا کورس ۱۹۷۳ء میں مکمل کیا، ایک سال کے فاصلہ کے بعد ۱۹۷۵ء میں فضیلت سال اول میں داخلہ لیا اور دوسال میں فضیلت کی تکمیل کی۔

قلمی وتصنیفی خدمات: ۔ مولانا رفیع احمد سلفی مدنی/حفظہ اللہ جامعہ سلفیہ بنارس کے ممتاز ترین فضلاء میں سے ہیں، ان کا شمار جامعہ سلفیہ بنارس کے ذہین ترین اور ہونہار فارغین میں ہوتا ہے۔ جامعہ سلفیہ بنارس کے دور طالب علمی سے آپ نے قلم وقرطاس سے اپنا رشتہ استوار کیا جو آج تک مضبوطی سے قائم ہے، گو کہ فیجی کے مدت قیام میں اپنی دعوتی مصروفیات نیز وہاں کے غیر علمی ماحول کے سبب اس جانب بہت زیادہ توجہ نہ ہوسکی، جامعہ سلفیہ کے زمانہ طالب علمی میں ''علماء اور انگریزی زبان'' کے عنوان سے ان کا ایک مقالہ ماہنامہ برہان دہلی میں شائع ہوا تھا، زمانہ طالب علمی میں مولانا علی میاں کی کتاب ''جب ایماں کی بہار آئی'' پر نقد وتبصرہ کے طور پر موصوف کا ایک مضمون ترجمان کی دو اشاعتوں میں اہتمام کے ساتھ شائع ہوا تھا، ایک اور وقیع مضمون ''آریہ سماج کے خلاف مولانا امرتسری کی خدمات'' کو مولانا محمد داؤد راز دہلوی نے اپنی کتاب ''حیات ثنائی'' میں شامل فرمایا تھا، فراغت کے بعد جن دنوں آپ جامعہ سلفیہ کی لائبریری میں خدمات انجام دینے کے ساتھ مجلہ ''صوت الجامعۃ'' کی پروف ریڈنگ پر مامور تھے، آپ نے علماء اہل حدیث کی حدیثی خدمات پر ایک مقالہ عربی زبان میں ''جهود علمية مخلصة في خدمة السنة النبوية'' کے عنوان سے تحریر کیا جو صوت الجامعہ کے اندر کئی قسطوں میں شائع ہوا تھا، اسی زمانہ میں موصوف نے مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی رحمہ اللہ کی حیات وخدمات پر ایک مقالہ لکھا تھا جو صوت الجامعہ کے نومبر دسمبر ۱۹۷۸ء کے شماروں میں شائع ہوا تھا۔

مولانا رفیع احمد مدنی/حفظہ اللہ کی مستقل تصنیف ''میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ پر چند الزامات کا تحقیقی جائزہ'' ہے جسے دوسال قبل فارغین جامعہ سلفیہ ۲۰۱۶ء نے شائع کیا ہے، یہ رسالہ بھی زمانہ طالب علمی میں لکھا گیا تھا، جس پر فاضل مصنف نے چھپنے سے پہلے نظر ثانی

اورمناسب حذف واضافہ کردیاہے اوراس میں میاں صاحب کی جامع سوانح حیات بھی شامل کردی ہے ،اسی طرح آپ نے ”التنویر فی مولد البشیر النذیر“ لابن دِحیة کی تحقیق مکمل کرلی ہے ،جس پرآخری بارمراجعہ کا کام ہورہاہے، اللہ اس کی اشاعت کو آسان بنائے۔ (آمین)

(۱۱)مولانا شریف اللہ سلفی (ولادت : ۴/اکتوبر ۱۹۵۴ء)

نام ونسب، ولادت اوروطن: شریف اللہ بن محمد قاسم بن چنو بن دیانت حبّہ ،موصوف کاوطن مالوف اٹوابازار ،ضلع سدھارتھ نگر سے مشرق کی جانب تقریباً ۸/کیلومیٹرکے فاصلہ پر واقع ایک گاؤں ”اَگیا“ ہے ،وہیں ۴/اکتوبر ۱۹۵۴ءکوآپ کی ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: موصوف جامعہ سلفیہ بنارس کے اندرعالم سال اول میں داخل ہوئے اور ۱۹۷۲ء میں عالمیت کی سند حاصل کی پھردوسال مزیدرہ کر ۱۹۷۴ء میں فضیلت کامرحلہ بھی مکمل کرلیا۔

تصنیفی خدمات: مولانا شریف اللہ سلفی بنیادی طور پر ایک مدرس ہیں اورمیدان تدریس میں ان کی سرگرمیوں کامحور ومرکز رہا، تاہم زمانہ طالب علمی سے لکھنے پڑھنے کاشوق تھا،ندوۃ الطلبہ کے ”المنار“ میں ان کاایک مضمون ”الامام الشافعی حیاته وخدماته“ شائع ہواتھا، موصوف نے ہندونیپال کے دسیوں سمیناروں میں بہ حیثیت مقالہ نگارشریک ہوکرقیمتی مضامین پیش کئے ہیں، ماہنامہ ”السراج“ اور”افکارعالیہ“ میں بھی ان کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں،مولانا موصوف کی خودنوشت کے مطابق ان کے مطبوع وغیرمطبوع مضامین کی تعدادایک سوپچاس سےزائد ہے۔

ان گراں قدر مقالات کے علاوہ موصوف نے مندرجہ ذیل کتابوں کی تالیف کی سعادت بھی حاصل کی ہے:

(۱) ”مسنون نماز“ (اردو)۶۴ /صفحات (مطبوع) (۲)”مسنون دعائیں“(اردو(۶۴/صفحات (مطبوع)(۳)”علل حدیث:ایک تاریخی اور اصولی حیثیت“ (مختصررسالہ) زیرطباعت۔(۴)”تربیت کے اسلامی اصول“ (اردو) ۶۴/صفحات زیر طباعت۔ (۵)”طالبات علوم نبوت کی صفات، فضائل اورذمہ داریاں“ (اردو) ۶۴/ صفحات ، زیر طباعت۔ (۶)”مولانا اقبال احمد سلفی: کچھ یادیں“ (اردو)۱۳۶/ صفحات، زیرطباعت (۷)نبی اکرم ﷺ کا منہج دعوت“ (اردو)۶۴/صفحات،زیرطباعت۔

(۱۲)مولانانعیم الدین سلفی مدنی (ولادت: ۱۵/ نومبر ۱۹۵۴ء)

نام ، ولدیت ،مسکن اورتاریخ پیدائش: مولانانعیم الدین مدنی بن محمدابراہیم کاتعلق مشرقی سدھارتھ نگرکے گاؤں کیول پورگرانٹ ٹولہ نبھوا، پوسٹ بھٹ پراسے ہے، وہیں ان کی پیدائش ۱۵/نومبر ۱۹۵۴ءکوہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: موصوف نے جامعہ سلفیہ بنارس میں چھ سال گذارکر عالمیت اورفضیلت کی سندحاصل کی ،موصوف نے اپنی خودنوشت میں سن فراغت نہیں لکھی ہے۔

قلمی خدمات: موصوف کی کوئی مستقل کتاب اب تک شائع نہ ہوئی ہے، تاہم موصوف کے کئی علمی مقالات عربی اور اردو میں جامعہ کے مجلات ''صوت الأمة'' اور ''محدث'' میں شائع ہوئے ہیں، ان میں عربی میں ''الاسراء والمعراج'' اور اردو میں ''عیدقرباں'' قابل ذکر ہیں۔

(۱۳) مولانا شمیم احمد خلیل سلفی (ولادت: ۱۹۵۵ء)

نام ونسب، مولد وتاریخ ولادت: شمیم احمد بن محمد خلیل بن محمد یوسف بن جان محمد بن کلوخاں۔ آپ کا آبائی وطن اٹوا اور بڑھنی کے درمیان واقع گاؤں جھکھیا ہے، اسی گاؤں میں ۱۹۵۵ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت:۔ موصوف نے ثانیہ سے رابعہ تک کی تعلیم جامعہ رحمانیہ بنارس میں حاصل کی، اس کے بعد موصوف نے عالمیت کا چارسالہ کورس اور فضیلت کا دوسالہ کورس جامعہ سلفیہ بنارس سے مکمل کیا اور ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں وہاں سے فراغت حاصل کی۔

علمی وتصنیفی خدمات:۔ موصوف زمانہ طالب علمی ہی سے نہایت باصلاحیت اور محنتی تھے، لکھنے پڑھنے سے انھیں ہمیشہ دلچسپی رہی، قطر میں دعوتی وعلمی خدمات کے دوران آپ کی قلمی کاوشوں سے دو درجن سے زائد اہم کتابیں منظر عام پر آکر ندوۃ السنۃ سے شائع ہوچکی ہیں اور اہل علم سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں، شیخ کی مؤلف اور مترجم کتابوں کی فہرست یہ ہے۔

تحقیق وتخریج:

(۱) اعلام السنة المنشورة للحكمي

تالیف وترجمہ:

(۱) ''شراب اور نشہ آور اشیاء کی حرمت ومضرت'' (۲) ''یہودیت'' (۳) ''بدعت کی حقیقت'' (۴) ''تعویذ وگنڈا کی حقیقت'' (۵) ''احکام شریعت'' (۶) ''اسلامی عقیدہ کتاب وسنت کی روشنی میں'' (۷) ''اسلامی نصیحت'' (۸) ''اسبال ازار'' (۹) ''آئینۂ حج'' (۱۰) ''حج وعمرہ اورزیارت کی غلطیاں'' (۱۱) ''اہل سنت کا منہج اخذ واستدلال'' (۱۲) ''تحفہ ارکان اسلام'' (۱۳) ''اسلام کا عائلی نظام'' (۱۴) ''نواقض اسلام'' (۱۵) ''آؤ قرآن سیکھیں'' (۱۶) ''خلفاء الرسول ﷺ'' (۱۷) ''ابوبکر صدیق شخصیت اور کارنامے'' (۱۸) عثمان بن عفان شخصیت اورکارنامے'' (۱۹) ''علی بن ابی طالب شخصیت اورکارنامے'' (۲۰) امیر یزید بن معاویہ اور ان کے معارضین'' (۲۱) مسائل قسم (۲۲) سیرۃ الرسول ﷺ (۲۳) کمال زہد وعبادت۔

(۱۴) مولانا شہاب اللہ جنگ بہادر مدنی (ولادت: ۱۵/جون ۱۹۵۵ء)

نام، مولداور تاریخ ولادت: شہاب اللہ بن جنگ بہادر بن عبدالرحمن کا وطن مالوف معروف مردم خیر بستی سمرا سے متصل بشن پور ضلع سدھارتھ نگر ہے، آپ کی ولادت اسی گاؤں میں ۱۵/جون ۱۹۵۵ء میں ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: موصوف نے جامعہ سلفیہ بنارس سے ۱۹۷۴ء میں عالمیت اور ۱۹۷۶ء میں فضیلت کی سند حاصل کی، عالمیت کے آخری سال میں آپ نے جماعت میں دوسری پوزیشن حاصل کی جب کہ فضیلت سال

آخر میں پورے جامعہ میں دوسرا نمبر رہا۔

مخطوطات کی تحقیق اور فہرست سازی:

مولانا شہاب اللہ مدنی کو اپنے فطری علمی وتحقیقی ذوق کے نتیجہ میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے زمانہ طالب علمی ہی سے قدیم اور نادر کتابوں کے مخطوطات کی تحقیق سے دلچسپی ہوگئی چنانچہ ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۴ء تک مسلسل پانچ سال آپ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی سینٹرل لائبریری کے شعبۂ مخطوطات سے وابستہ ہوکر عربی، فارسی اور اردو کتابوں کو اپڈیٹ کرکے ان کی فہرست سازی کی، اور جامعہ اسلامیہ سے فراغت کے بعد بھی موصوف اسی علمی کام میں لگے رہے اور کئی تحقیقی اشاعتی اداروں سے وابستہ رہ کر بحث وتحقیق کے میدان میں اہم خدمات انجام دیں۔

علمی اور تصنیفی خدمات: شیخ شہاب اللہ مدنی حفظہ اللہ نے عملی میدان میں قدم رکھنے کے بعد قابل قدر علمی خدمات انجام دی ہیں اور مستقل تصانیف کے علاوہ اہم کتابوں کی تحقیق بھی فرمائی ہے:

محقّق کتابیں:

(۱)**التصديق بالنظر إلى الله تعالىٰ في الآخرة**" **لمحمد بن الحسين الآجری**۔ اس کتاب کی تحقیق جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے کلیۃ الشریعۃ سے بی اے کی سند حاصل کرنے کے لئے کی، کتاب اس وقت زیر طباعت ہے۔

(۲)**تهذيب أجوبة الإمام أحمد بن حنبل الشيباني للحسن بن حامد الوراق الحنبلی** (تحقیق) یہ کتاب بھی طباعت کے مرحلہ میں ہے۔

(۳)"**التذكرة في أصول الفقه**" بدرالدین بن عبدالغنی المقدسی (تحقیق ومطالعہ) یہ مقالہ جامعہ اسلامیہ سے ایم اے کی سند کے حصول کے لئے تیار کیا گیا تھا، کتابی شکل میں مکتبہ الرشد سے مطبوع ہے۔

(۴)**الغنية في مسألة الرؤية للحافظ ابن حجر العسقلانی** (تحقیق) یہ کتاب دار الفتح، شارجہ سے چھپ چکی ہے۔(۵، ۶، ۷)امام سیوطی نے جنت میں عورتوں کے رؤیت باری تعالی کے تعلق سے تین کتابیں تالیف کیں، **تحفة الجلساء برؤية الله للنساء، واسبال الكساء على النساء، واللفظ الجوهرى فى ردّ خياط الجوجری**، ان تینوں کتابوں کی تحقیق۔(۸)"**المعجم في مشتبه أسامي المحدثين**" **لعبيد الله بن عبد الله بن أحمد الهروی**(تحقیق) (۹)**الردّ على الإخنائی، (استحباب زيارة خير البرية للزيارة الشرعية) لشيخ الأسلام ابن تيمية الحرانی** (تحقیق ومطالعہ) کتاب دار الفتح شارقہ سے چھپ چکی ہے۔(۱۰)"**سيرة الإمام البخاری**" **لعبد السلام المباركفوری** (تصحیح وتحقیق) دار الفتح شارقہ سے کتاب مطبوع ہے۔ (۱۱)**مسائل الامام احمد**" **برواية عبد الله بن محمد أبی القاسم البغوی وعبيد الله بن عبدالله بن عبدالكريم أبی زرعة الرازی** (تحقیق)(۱۲)"تفسیر ابن کثیر" اس تفسیر کی تحقیق آپ کی نگرانی اور شراکت کے ساتھ کچھ دیگر اہل علم نے فرمائی۔ کتاب مطبوع ہے۔ (۱۳)"**التقريب والإرشاد**" **للباقلانی** کے ایک جزء کی تحقیق۔ (۱۴)**الفكاهة والمزاح للزبير بن بكار الزبيری**

(تحقیق) طباعت کے مرحلہ میں۔ (۱۵)فهرس الكتب لابن المبرد بخطّه (تحقیق)

تالیفات:

(۱)العذر بالجهل: ضوابط وأحكام وواجبات (زیر طبع)(۲)معجم ما ألف فی فضائل و تاریخ المسجد الأقصى والقدس و فلسطين یہ کتاب انسائیکلو پیڈیا کی شکل میں تیار کی گئی ہے جس میں مسجد اقصی، بیت المقدس اور فلسطین اور اس کے شہروں کے فضائل کے تعلق سے لکھی گئی تمام کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، نیز کتاب کے مخطوطہ ہونے کی صورت میں نشاندہی فرمادی ہے کہ یہ دنیا کی کس لائبریری میں موجود ہے ،کتاب ۲۰۰۹ء میں مركز جمعة الماجد للثقافة والتراث دبئی سے شائع ہوئی ہے۔(۳)مكتبات المخطوطات العربية فی الهند(۴)الامام النووی: ترجمته والتعريف بمؤلفاته (مخطوط)اس کتاب میں امام نووی کی مختصر سوانح حیات کے ساتھ ان کی تمام مؤلفات کا تعارف پیش کیا گیا ہے، نیز ان کتابوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ان میں کون چھپ چکی ہیں اور کون مخطوطہ کی شکل میں ہیں۔

(۵)مختصر الشيخ خليل المالكی:اس کتاب میں شیخ خلیل المالکی کی ''مختصر'' کے تعلق سے لوگوں نے جو خدمات انجام دی ہیں ان کے تعلق سے یہ معلومات اکٹھا کی گئی ہے کہ کس نے اس کی شرح کی ہے، کس نے اسے منظوم کیا ہے، کس نے اس پر حاشیہ لگایا اور کس نے اس کی شروحات پر کام کیا ہے، نیز ان کتابوں میں کون مطبوع ہیں کون مخطوطہ کی شکل میں ہیں اور کون مجہول ہیں۔

(۶)التعريف ببعض المؤلفات الأصولية الشهيرة اس کتاب میں مشہور اصول مولفات مثلاً مختصر ابن الحاجب، مسلم الثبوت اور منار الأنوار کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور ان کی شروح وحواشی وتعلیقات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس بات کی نشاندہی کردی گئی ہے کہ ان میں کون مطبوع ہیں اور کون مخطوطہ کی شکل میں ہیں (مخطوط)

علمی کام جو جاری ہیں:

(۱)مؤلفات الحنابلة فی الفقه وأصوله مع ذكر المطبوع منها والمخطوط وأماكن وجودها (۲)التنبيه على الكتب والرسائل التی نسبت بغير مولفيها أو تركت مجهولة النسبة'' (۳)عبدالله بن لهيعة: ترجمة وذكر من صحت روايته عنه

(۱۵)ڈاکٹر اقبال احمد بسکوہری (ولادت: ۱۰/اگست ۱۹۵۶ء)

نام ،ولادت اور مولد ومسکن : نام اقبال احمد بن مولانا محمد اسحق رحمانی ہے، ضلع کے معروف مردم خیز قصبہ بسکوہر بازار میں سکونت اختیار کرنے کے سبب بسکوہری لکھتے ہیں، کاغذات کے مطابق موصوف کی پیدائش ۱۰/اگست ۱۹۵۶ء کو ان کے آبائی گاؤں چیونٹہوا ضلع بلرام پور میں ہوئی۔

جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت: ۷۰-۱۹۶۹ء کے تعلیمی سال میں بنارس کا رخ کیا اور جامعہ رحمانیہ میں تیسری جماعت میں داخل ہوئے اور پھر وہیں سے دو سال بعد جامعہ سلفیہ منتقل ہوئے جہاں عالمیت اور فضیلت کا کورس مکمل کرکے ۱۹۷۷ء میں فراغت حاصل کی۔

علمی وتصنیفی خدمات: ڈاکٹر اقبال احمد بسکوہری حفظہ اللہ نے تحقیقی وتصنیفی میدان میں بڑی فتوحات حاصل کی ہیں اورعربی واردودونوں زبانوں میں جن کتابوں کی تحقیق یا تصنیف وتالیف کی سعادت حاصل کی ہے ان کی مجموعی تعداد(۲۹) ہے،ان گراں قدر مؤلفات میں ۶/کتابیں ان کی محقق ہیں اور باقی ۱۳/کتابیں عربی میں اور ۱۰/کتابیں اردومیں ان کی تصنیف کردہ ہیں، ان ۲۹/ گراں قدر کتابوں میں چند فقہی مسائل سے متعلق ہیں جب کہ باقی اکثر کتابیں حدیث شروح حدیث،علوم الحدیث،اسماء الرجال اورفن جرح وتعدیل سے متعلق ہیں،کتابوں کے نام یہ ہیں:

عربی محقق کتابیں:

(۱)المخزون فی علم الحدیث للأزدی (۲)ثلاثة أجزاء من کتاب البدر المنیرفی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر لإبن الملقن (ج۹،۶،۵) (۳)أسماء من یعرف بکنیة من أصحاب رسول اللہ ﷺ للأزدی (۴)کنیٰ من لایعرف له اسم من أصحاب رسول اللہ ﷺ للأزدی(۵)من وافق اسمه إسم أبیه للأزدی(۶) من وافق اسمه کنیة أبیه للأزدی۔

عربی میں تصنیف کردہ کتابیں:

(۷)ذیل المخزون(۸) ذیل من وافق اسمه اسم أبیه(۹) ذیل من وافق اسمه کنیته أبیه (۱۰)إرشاد النبیل إلی الجرح والتعدیل (۱۱)تحفة الخریج إلی طرق التخریج(۱۲) قضاء الوطر من قصب السکر(۱۳)إجلاء البصر من نزهة النظر (۱۴)أصول التوفیق بین الأحادیث المتعارضة (غیرمطبوع) (۱۵)مذکّرة الأدعیة وحفظ متون الحدیث (۱۶)التعلیق الملیح علی المسندالصحیح۔ یہ عربی میں صحیح مسلم پرعربی زبان میں حاشیہ ہے، ازمقدمہ تااختتام کتاب الایمان ،آگے یہ کام ابھی موقوف ہے۔(۱۷) الفقه المحمدی ،اس کتاب کا ''کتاب الطهارة'' تنہالکھاہے اور باقی کتاب الحج تک دیگراہل علم کے اشتراک کے ساتھ کام ہواہے،سردست اس کا بھی کام موقوف ہے۔(۱۸)السیرالحثیث إلی علم الحدیث (۱۹)التعلیق علی صحیح البخاری، عربی زبان میں صحیح بخاری پرحاشیہ ہے جو ابھی نامکمل ہے، موصوف ''کتاب الکسوف'' تک کام مکمل کرچکے ہیں، اللہ اتمام کی توفیق بخشے۔

اردو میں تصنیف کردہ کتب:

(۲۰)رسالہ اصول حدیث (۲۱)رہبرتخریج حدیث (۲۲)جرح وتعدیل(۲۳)السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (۲۴)آسان درس حدیث (۲۵) رہبرتوفیق حدیث (۲۶)تاریخ تحفظ سنت وجہودمحدثین (۲۷)متعارض حدیثیں منتخب ازتأویل مختلف الحدیث(۲۸)آئے جبرئیل سکھانے دین (غیرمطبوع)،حدیث جبرئیل کی شرح ہے(۲۹)مردوزن کی نماز کا مسئلہ اور صحیح طریقہ نماز (غیرمطبوع)

(۱۶) مولانا مطیع اللہ بن محمد اسحٰق سلفی (ولادت ۱۳/ جولائی ۱۹۵۷ء اورکاغذات کے مطابق ۱۹۵۸ء)

نام ، ولادت اور مولد و مسکن: مطیع اللہ بن محمد اسحٰق سلفی ،موصوف کی تحریر کے مطابق ان کی صحیح تاریخ پیدائش ۱۳/ جولائی ۱۹۵۷ء ہے لیکن کاغذات میں غلطی سے ۱۹۵۸ء لکھا گیا ہے، ان کا آبائی وطن شاکر جوت ہے جو مدھوبنیا چوراہا ضلع سدھارتھ نگر کے مغرب میں ۳/کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے،یہیں ان کی پیدائش ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: ۱۹۷۲ء میں موصوف جامعہ سلفیہ پہونچے اور چھ سال وہاں گذار کر عالمیت وفضیلت تک تعلیم حاصل کی اور ۱۹۷۸ء میں وہاں سے فارغ التحصیل ہوگئے۔

تصنیفی خدمات: مولانا مطیع اللہ سلفی نے اردو میں کئی رسالے اور کتابیں مرتب کی ہیں جن میں سے بعض شائع ہوئی ہیں اور کچھ ابھی غیر مطبوع ہیں:

(۱)اسلام اور جہیز (مطبوع) (۲) تاریخ مرکزی دار العلوم بنارس،جلد اول (مطبوع) (۳) تلخیص واضافہ کتاب مستطاب مفکر ملت وتذکرہ خانوادۂ رحمانی (زیر طبع) (۴)ترتیب مجموعۂ مقالات مولانا رضوان اللہ سلفی (زیر طبع) (۵) سنت کی تشریعی حیثیت (غیر مطبوع) (۶) برصغیر ہندوپاک کی چار عبقری شخصیات (غیر مطبوع)

(۱۷) مولانا محمد صدیق ابوالحسن سلفی (ولادت: ۲۰/ اپریل ۱۹۵۸ء)

نام ،مولد و مسکن اور تاریخ ولادت: محمد صدیق سلفی بن ابوالحسین ۔موضع لٹیا، پوسٹ واسع درگاہ، ضلع سدھارتھ نگر ان کا آبائی وطن ہے یہیں ان کی ولادت ۲۰/اپریل ۱۹۵۸ء کو ہوئی، مگر سالہا سال سے موصوف لٹوکاسٹی، فیجی میں مقیم ہیں۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: چھ سال بنارس میں گذار کر جامعہ سلفیہ سے عالمیت اور فضیلت کے مراحل کی تکمیل کی، سن فراغت اندازہ کے مطابق ۱۹۸۴ء ہے۔

قلمی وتحریری خدمات: موصوف نے اپنی عملی زندگی میں جماعتی مجلّات میں کئی مضامین لکھے ان کے علاوہ فیجی میں رہتے ہوئے وہاں کے دعوتی تقاضوں کے مطابق اردو اور انگریزی میں کئی رسالے اور پمفلٹ لکھ کر شائع کئے اور چند کتابیں انگلش میں تالیف کیں ان میں بعض یہ ہیں:

(1)Taraweeh 8 Or 20 Inthe Light Of Quran And Authentic Hadeeth

(2) Intra -Dialogue Between Sunni Groups

(۱۸) مولانا حکیم محمد نعیم محمد شفیع سلفی (ولادت: ۱۶/ جولائی ۱۹۵۸ء)

نام ، ولادت اور مولد و مسکن:۔ نام محمد نعیم بن محمد شفیع بن صوبیدار، ضلع سدھارتھ نگر کے مشہور مردم خیز گاؤں ششہنیاں میں ان کی ولادت ۱۶/جولائی ۱۹۵۸ء کو ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت:۔ موصوف نے جامعہ رحمانیہ بنارس میں جماعت ثالثہ اور رابعہ کی تعلیم پائی، پھر جامعہ سلفیہ میں داخل ہوئے جہاں ۱۹۸۰ء میں عالمیت اور ۱۹۸۲ء میں فضیلت کی تعلیم مکمل کی۔

تصنیفی خدمات:۔ موصوف نے ترجمہ نگاری کے تعلق سے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں:

۱۔ کتاب الآداب (ترجمہ) مرکزی جمعیت اہل

حدیث ہند کے زیر اہتمام شائع ہوچکی ہے۔ ۲۔الرسول الاعظم (ترجمہ) ۳۔والدین کی اطاعت کا صلہ (ترجمہ)، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام شائع ہوچکی ہے۔ ۴۔صحابہ کرام وائمہ عظام (ترجمہ/ زیرطباعت) ۵۔نفلی عبادات (ترجمہ) ۶۔اطاعت کی لذت اورنافرمانی کی سزا (ترجمہ/زیر طباعت) ۷۔اسلامی داعیوں اورترقی پسندوں کے درمیان عورت دوراہے پر (ترجمہ) ۸۔منتقل کی طلب وجستجو نفلی عبادات کے بارے میں (ترجمہ) ۹۔تاریخ اسلام (ترجمہ جاری) ۱۰۔رزق کی کنجیاں (ترجمہ /زیرطباعت)

(۱۹) عبدالمنان عبدالحنان سلفی (ولادت: یکم جنوری ۱۹۶۰ء)

نام ونسب، مولدومسکن اورتاریخ ولادت: عبدالمنان بن مولانا عبدالحنان فیضی بن مولانا محمد زماں رحمانی بن نبی احمد، ضلع سدھارتھ نگر کا ایک مشہور گاؤں محمود وا گرانٹ انتری بازار مولد ومسکن ہے، وہیں یکم جنوری ۱۹۶۰ء کو ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: جامعہ رحمانیہ بنارس میں جماعت ثالثہ اور رابعہ کی تعلیم پائی، پھر جامعہ سلفیہ میں داخل ہوئے جہاں ۱۹۸۰ء میں عالمیت اور ۱۹۸۲ء میں فضیلت کی تعلیم مکمل کی۔

صحافتی وتصنیفی خدمات:

(۱) الحمدللہ زمانۂ طالب علمی سے لکھنے کی جانب میلان رہا، دور طالب علمی میں ''الہدیٰ'' دربھنگہ، ''الاسلام'' دہلی اور ''ترجمان'' دہلی وغیرہ کے علاوہ میرے کئی مضامین ومقالات بنارس سے شائع ہونے والے اردواخبارات ''تنویر'' اور ''قومی مورچہ'' وغیرہ میں شائع ہوئے۔ (۲) زمانۂ طالب علمی میں ۱۹۸۰ء کے اندر ندوۃ الطلبہ، جامعہ سلفیہ بنارس سے شائع ہونے والے طلبہ کے سالانہ میگزین **"المنار"** کی ادارت بہ حیثیت مدیر۔ (۳) ماہنامہ ''نورتوحید'' کرشنا نگر، نیپال کی ادارت بہ حیثیت ایڈیٹر ۱۹۹۰ء تا مارچ ۱۹۹۶ء (۷/ برس) (۴) ماہنامہ '' السراج'' جھنڈانگر نیپال کی ادارت بہ حیثیت ایڈیٹر ۱۹۹۶ء تا حال (کم وبیش ۲۳/ برسوں سے) (۵) زمانۂ طالب علمی سے اب تک علمی، دینی، تاریخی اور ادبی موضوعات پر سیکڑوں مضامین لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے، میرے مضامین ماہنامہ ''السراج'' ماہنامہ'' نورتوحید'' جھنڈانگر کے علاوہ جماعتی وادبی اخبارات ومجلّات میں بھی مضامین چھپتے رہتے ہیں، دینی وتحقیقی مضامین لکھنے سے دلچسپی ہے، مطبوعہ مضامین کی تعداد تین سو (۳۰۰) سے کم نہ ہوگی، اللہ قبول کرے۔ (۶) مضامین لکھنے کے علاوہ کچھ علمی مقالے اورچھوٹی موٹی کتابیں دعوتی مقصد سے مرتب کرنے کی سعادت اورتوفیق بھی حاصل ہوئی، ان میں چندمطبوع ہیں باقی قلمی۔

مطبوعہ کتب: (۱) فتنۂ قادیانیت (۱۱۲ صفحات) (۲) تحفۂ رمضان المبارک (رمضان المبارک کے تیس دروس) (صفحات:۱۲۸) (۳، ۴) مختصر آداب حج وعمرہ وزیارت (اردو/ہندی) (۵، ۶) معلم نماز (اردو/ ہندی) (۷) مناسک: حج وقربانی، (۸) عشرۂ ذی الحجہ اور قربانی (۹) اضلاع بستی وگونڈہ میں میاں سید نذیر حسین

محدث دہلوی کے تلامذہ کے دعوتی واصلاحی اثرات وغیرہ۔

غیر مطبوعہ کتابیں اور اہم مقالات:

(۱) اسلامی نکاح کی اہمیت (۲) وضع المسلمین فی نیپال (عربی) (۳) مجموعۂ خطبات جمعہ (۴) اردو ترجمہ وشرح اربعین نووی (۵) بدعت اور اس کے نقصانات (۶) سلفی دعوت اور اس کے بنیادی اصول (۷) منہج سلف کے احیاء میں مولانا ابوالکلام آزاد کا حصہ (۸) حدیث کی تشریعی حیثیت (۹) فقہ اسلامی کی تاریخ اور مسائل کے استنباط میں محدثین کا رول (۱۰) اعضاء کی پیوندکاری اور شریعت کا حکم (۱۱) فرقۂ ناجیہ اور اس کا طریقۂ کار شیخ محمد بن جمیل زینو کی کتاب ''علامة الفرقة الناجية والطائفة المنصورة'' کا ترجمہ (۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کے ناقل اور اسلام کے فقیہ (۱۳) محدث امام ابوسلیمان محمد بن حمد الخطابی - شخصیت اور علمی ودعوتی کارنامے۔ (۱۴) ضلع سدھارتھ نگر کے فارغین جامعہ سلفیہ کی تصنیفی خدمات وغیرہ

چند دیگر علمی مقالے: (۱) دعوتی مشکلات اور ان کا حل (۲) جذباتی صحافت کے نقصانات (۳) نبی کریم ﷺ غیر مسلم مفکرین کی نظر میں (۴) دعاۃ کے بنیادی اوصاف اور ذمہ داریاں (۵) ہند و نیپال کے بعض علاقوں میں فتنۂ ارتداد (۶) ہندوستان کی جنگ آزادی میں علماء اہل حدیث کا کردار (۷) بچوں کی تربیت میں والدین کا رول، (۸) انبیاء کرام کا دعوتی منہج (۹) اصلاح معاشرہ میں خطبات جمعہ کا کردار (۱۰) شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ اور اصلاح عقائد میں ان کی علمی وقلمی کاوشیں، وغیرہ۔

(۲۰) مولانا احمد خلیل سلفی مدنی (ولادت: یکم جنوری ۱۹۶۰ء)

نام، مولد ومسکن اور تاریخ پیدائش: نام احمد خلیل سلفی بن محمد خلیل ہے، بانسی سے مشرق کی جانب واقع موضع بھٹیا، پوسٹ لُہرا، ضلع سدھارتھ نگر آپ کا وطن ہے جہاں یکم جنوری ۱۹۶۰ء کو پیدا ہوئے۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: جامعہ رحمانیہ بنارس میں جماعت ثالثہ میں داخل ہوئے اور وہاں ثانویہ کی تکمیل کے بعد جامعہ سلفیہ میں داخل ہو گئے اور چھ سال یہاں کی علمی فضا میں گذار کر عالمیت وفضیلت کے مراحل مکمل کئے اور ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں فراغت حاصل کی۔

تصنیفی خدمات: دبئی میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ موصوف نے کئی کتابیں بھی تصنیف کیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ''حقوق والدین'' مطبوع ۲۵۰/ صفحات
(۲) ''پڑوسیوں کے حقوق'' مطبوع: ۵۰۴/ صفحات
(۳) ''یتیم اسلام کی نظر میں'' مطبوع: ۴۲۶/ صفحات
(۴) ''ارشاد الغافلین'' زیر طباعت

ان کتابوں کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابیں زیر تصنیف ہیں اور خطہ کے مطابق ایک چوتھائی کام ہو چکا ہے اللہ ان کی تکمیل کی توفیق بخشے۔ (آمین)

(۱) ''تربیت اولاد'' کم وبیش ۲۵۰/ صفحات کا اندازہ ہے۔ (۲) ''زاد خطیب''

(۲۱) مولانا محمد ابراہیم حفیظ الرحمن مدنی (ولادت

۵/جولائی ۱۹۶۰ء)

نام ونسب،تاریخ ومقام پیدائش:۔ محمد ابراہیم مدنی بن حفیظ الرحمن بن حبیب اللہ بن جہانگیر بن امراؤ۔ موصوف کا مولد ومسکن اٹوا سے مشرق کی جانب بانسی جانے والی شاہراہ پر ۴۔۵ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع گاؤں پرینا ہے، وہیں آپ کی ولادت باسعادت ۵/جولائی ۱۹۶۰ءکو ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت:۔ موصوف نے تعلیمی سال ۸۰۔۱۹۷۹ء اور ۸۱۔۱۹۸۰ء گذار کر جامعہ سلفیہ سے سند فضیلت حاصل کی۔

علمی وتصنیفی خدمات: تدریسی، دعوتی، جماعتی اور مختلف اداری ذمہ داریوں کی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دہی کے بعد اللہ کی توفیق سے وہ علمی وتحقیقی خدمات بھی انجام دے رہے ہیں،ان کی تصنیفات وتالیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)"الأسئلة الفائقة بالأجوبة اللائقة" حافظ ابن حجر عسقلانی کا ایک مختصر مخطوط ہے جس کی تحقیق موصوف نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے دور طالب علمی میں کیا تھا، یہ مخطوط ۱۹۸۹ء میں الدار السّلفیہ ممبئ سے کتابی شکل میں شائع ہوچکا ہے۔(۲)"الريحانة الذكية" یہ تیس منتخب حدیثوں کا مجموعہ (۳)"اللآلي المضيئة" یہ چالیس منتخب احادیث کا مجموعہ (۴)"الدرر النقية" یہ پچاس منتخب احادیث کا مجموعہ ہے (۵)''جنازہ کے مسائل ودلائل'' (غیر مطبوع)(۶)''عیدین کے مسائل ودلائل'' (غیر مطبوع) (۷)''صلاۃ کسوف کے مسائل ودلائل'' (غیر مطبوع) (۸)''صلاۃ الاستسقاء کے مسائل ودلائل'' (غیر مطبوع) (۹)"تحقيق الآحاديث والآثار الواردة فى ليلة النصف من شعبان"(غیر مطبوع) (۱۰)''مختصر مشکاۃ المصابیح''(زیر تالیف)

(۲۲) مولانا حمید اللہ انعام اللہ سلفی (ولادت: ۹/ دسمبر ۱۹۶۱ء)

نام ونسب اور مولد ومسکن: حمید اللہ سلفی بن انعام اللہ بن حیات اللہ بن عبید اللہ بن مجاہد بن قیام الدین بن بختاور حسین چودھری۔ڈومریا گنج سے پورب پتھرا بازار سے قریب ایک گاؤں جھہراؤں ان کا مولد ومسکن ہے، گذشتہ کئی سالوں سے قمر منزل، شبلی نگر، کوسہ ممبرا ضلع تھانہ میں سکونت پذیر ہیں۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: جامعہ سلفیہ بنارس میں چھ سال گذار کر ۱۹۸۰ء میں عالمیت اور ۱۹۸۲ء میں فضیلت کی سند حاصل کی۔

تصنیفی خدمات: زمانۂ طالب علمی سے لکھنے کا پاکیزہ ذوق تھا، مگر اس جانب موصوف کی توجہ کما حقہ نہ ہوسکی، پھر بھی انھوں نے اس میدان میں بھی اپنی نمایاں کارکردگی ثابت کی ہے،ان کی قلمی خدمات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الإسلام لكل زمان ومكان (یہ غیر مطبوع مقالہ ہے)(۲)ظن:اصول حدیث کی ایک مظلوم اصطلاح (مطبوع ہے)(۳) صحیح اسلامی عقائد (علامہ ابن تیمیہ کی العقيدة الواسطية کا ترجمہ)(مطبوع ہے)(۴) روزہ دار خواتین کے لئے تیس اسباق، ایک رسالہ کا ترجمہ ہے

(۲۳) مولانا سعید اختر عبد الصبور بستوی مدنی
(ولادت ۱۵ر ستمبر ۱۹۶۰ء)

نام ونسب ،ولادت اور مولد: سعید اختر بستوی بن مولانا عبدالصبور رحمانی بن مولانا عبدالعظیم، ان کی ولادت اکرہرا جیسی مردم خیز اور تعلیم وثقافت سے معمور بستی میں ۱۵ر ستمبر ۱۹۶۰ء کو ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: موصوف نے جامعہ سلفیہ بنارس کے اندر عالم ثانی میں داخلہ لیا اور ۱۹۸۰ء میں عالمیت کی سند سے سرفراز ہوئے، ۱۹۸۱ء میں ان کا داخلہ جامعہ اسلامیہ مدینہ میں ہوگیا اور فضیلت کی تکمیل نہ کر سکے۔

تصنیفی وقلمی خدمات:

(۱) سوگ اور عدت: احکام وآداب (ترجمہ) مطبوع ہے اور دوسوصفحات پر مشتمل ہے۔ (۲) استخارہ: (اردو ترجمہ رمطبوع) ۲۰۰ رصفحات (۳) نبوی مسکراہٹیں: یہ اردو ترجمہ ہے، تعداد صفحات ۲۰۰ ہے۔ (۴) عرصہ تاریخ: یہ اردو ترجمہ ہے۔ (۵) حرام مال سے چھٹکارا، اردو ترجمہ ہے۔ (۶) **الوجیز فی فقه السنة والکتاب العزیز:** ڈاکٹر شیخ عبدالعظیم بدوی کی کتاب ہے جسے فاضل مترجم نے اردو قالب میں منتقل کیا ہے۔ (۷) **انها النبوة: بصائر وعبر من سیرة خیر البشر:** اردو ترجمہ (۸) جادو اور شعبدہ بازی: اردو ترجمہ (۹) مریض کی نماز کے احکام: (تالیف) (مطبوع) (۱۰) غصہ مت ہو: (تالیف) (مطبوع) (۱۱) قرض کے احکام ومسائل: (تالیف) زیر طباعت ۲۰ رصفحات پر مشتمل ہے۔

(۲۴) مولانا سعید احمد سلفی (ولادت ۶ مئی ۱۹۶۰ء)

نام، مولد ومسکن اور پیدائش: نام سعید احمد بن تعلق دار بن شکر اللہ بن محمد (بھنڈاری) بن عبداللہ (اورئی) ہے، ان کا تعلق نوگڈھ کے مضافات کے ایک گاؤں مجھون سے ہے، ان کی تاریخ پیدائش ۶ر مئی ۱۹۶۰ء ہے۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: اعلی تعلیم کے لئے جامعہ سلفیہ بنارس میں داخل ہوئے اور ۱۹۸۵ء میں عالمیت کا مرحلہ مکمل کیا۔

تصنیفی وقلمی خدمات: مولانا سعید احمد سلفی نے دینی مجلّات میں مضامین بھی تحریر کئے جو بعض جماعتی ماہناموں میں شائع ہوئے، ان کے علاوہ موصوف نے مندرجہ ذیل کتابیں بھی مرتب کیں۔

(۱) "اسماء حسنیٰ یعنی انمول دعائیں" ۴۸ رصفحات (مطبوع) (۲) "گنجینۂ علم وحکمت" ابن رجب حنبلی کی کتاب **"جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثاً من جوامع الکلم"** کا اردو ترجمہ ہے، ۲۱۰ر صفحات۔ (۳) "افصح العرب ﷺ کی منتخب اور جامع باتیں" ۴۰ رصفحات، مطبوع۔ (۴) **"الذهب العظیم فی لغات القرآن الکریم"** (زیر ترتیب)

(۲۵) مولانا سرور عالم مدنی (ولادت: یکم مارچ ۱۹۶۲ء)

نام، مولد ومسکن اور تاریخ پیدائش: سرور عالم سلفی بن محمد نذیر کا تعلق اٹوا سے متصل سمرا (صبوحی) سے ہے وہیں ان کی پیدائش یکم مارچ ۱۹۶۲ء کو ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: موصوف نے جامعہ میں فضیلت سال اول میں داخلہ لیا اور ۱۹۷۹ء میں فضیلت کی

سند سے سرفراز ہوئے۔

تصنیفی خدمات: مولانا سرور عالم مدنی نے کچھ کتابیں عربی میں تالیف کی ہیں اور بعض اردو میں نیز ایک کتاب کی تعریب بھی کی ہے جو ابھی غیر مطبوع ہیں، البتہ ان کے کچھ رسائل شائع ہو چکے ہیں۔

(۱)''**غاية المقصود في حكم الأذان في أذن المولود**''(عربی،غیر مطبوع)(۲)''**حديث اذكروا محاسن موتاكم**'' کی اسنادی تحقیق اور مفہوم کی تحدید'' (اردو،غیر مطبوع)(۳)''صحابہ کے بارے میں اہل توحید کا عقیدہ''(اردو،غیر مطبوع)(۴)''سلفی منہج کے چند بنیادی اصول''(اردو،غیر مطبوع)(۵)''**صفة التسمية عند الأكل والشرب وغيرهما**''(شیخ عبدالرؤف پاکستانی کی اردو کتاب کی تعریب،مطبوع) (۶)''مسجد کے احکام وآداب''(اردو،مطبوع)(۷)''لمحات خشوع میں بہنوں سے چند گذارشات''(اردو،مطبوع)

(۲۶)مولانا زبیر احمد سلفی بن محمد نسیم احمد خاں
(ولادت: یکم جنوری ۱۹۶۳ء)

نام، ولادت اور جائے پیدائش: نام زبیر احمد سلفی ہے، ان کے والد کا نام نسیم احمد خاں مرحوم تھا، اکرہرا، ڈھبروا، سدھارتھ نگر ان کا آبائی وطن ہے، وہیں یکم جنوری ۱۹۶۳ء کو ان کی ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: موصوف نے جامعہ سلفیہ بنارس سے عالمیت وفضیلت کی تکمیل کی، جامعہ سے ان کی فراغت کا سن ۱۹۸۳ء یا ۱۹۸۴ء ہوگا۔

ان کی خوش قسمتی کہ انھیں فراغت کے بعد مولانا مختار احمد ندوی رحمہ اللہ کی سرپرستی میں ''الدار السلفیہ''، ممبئی جیسے عالمی اشاعتی وتحقیقی وتصنیفی ادارہ میں اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا موقعہ ملا اور انھوں نے تصنیف وتالیف اور ترجمہ وتحقیق کے میدان میں قابل رشک کارنامے انجام دئے۔

(۱)صحافتی خدمات: الدار السلفیہ میں خدمت کے دوران مجلہ''البلاغ'' کے مستقل مضمون نگار اور کالم نگار تھے،خصوصاً ''عالم اسلام'' کا کالم انھیں کے ذمہ تھا، اس دوران انھوں نے البلاغ میں کئی اہم مقالات لکھے جن میں چند یہ ہیں: ۱۔فقہ اسلامی کی تشکیل جدید ضرورت اور طریقہ ۲۔تدوین حدیث ۳۔جنگ اسلامی نقطۂ نظر سے،موصوف نے عربی زبان میں''**قضية الطلاق في الهند وموقف أهل الحديث من هٰذه القضية**'' کے عنوان سے ایک مقالہ تحریر کیا جو مجلہ''الفرقان'' کویت میں شائع ہوا۔

(ب)تصنیف وتالیف اور ترجمہ نگاری: الدار السلفیہ میں خدمت کے دوران مولانا زبیر احمد سلفی نے ۳رکتابیں تصنیف کیں جبکہ چھوٹی بڑی تقریباً ۲۴رکتابوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا جو ساری کی ساری الدار السلفیہ سے شائع ہوئیں۔

مستقل تالیفات:(۱) قیدی اسلام کی نظر میں (۲)اسلام میں منشیات کا حکم (۳)اسلام میں حقوق انسانی کا مسئلہ

ترجمہ کی گئی کتابیں:

(۱)''یہود ونصاریٰ کی حقیقت'' یہ کتاب علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کی مشہور کتاب''**هداية الحيارىٰ في أجوبة**

الیھود والنصاریٰ'' کا ترجمہ ہے جو الدار السّلفیہ سے شائع شدہ اور ۴۱۶/صفحات پر مشتمل ہے۔(۲)''آداب'' امام بیہقی کی ''کتاب الآداب'' کا ترجمہ ہے جو ۵۳۹/ صفحات پر مشتمل ہے، کتاب الدار السّلفیہ سے مطبوع ہے۔(۳)''فضائل اعمال'' حافظ ابومحمد عبدالمومن بن خلف الدمیاطی کی ''المتجر الرابح في ثواب العمل الصالح'' کا ترجمہ ہے، ۸۴۰/صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ بھی الدار السّلفیہ سے شائع شدہ ہے۔(۴)مختصر فقہ اسلامی، علامہ محمد بن ابراہیم بن عبداللہ التویجری کی عربی کتاب ''مختصر الفقه الإسلامی'' کا اردو ترجمہ ہے جو ۱۱۳۴/ صفحات پر مشتمل ۲/جلدوں میں ہے اور کئی اداروں سے شائع شدہ ہے۔(۵)القیامة الکبریٰ(ترجمہ) (۶) خصائص الأمة المحمدية(ترجمہ)(۷) اسلام میں تصویر کا حکم(ترجمہ)(۸) جهنم(ترجمہ)(۹)العبودية (ترجمہ) (۱۰) الكلم الطيب(ترجمہ)(۱۱) الأخوة الاسلامية(ترجمہ) (۱۲)موجبات الجنة (ترجمہ) (۱۳)نور السنة(ترجمہ) (۱۴) فتاویٰ الصلاة للمسافرين(ترجمہ) (۱۵)الإخلاص(ترجمہ)(۱۶) التبرک المشروع(ترجمہ)(۱۷)وجوب الرجوع إلىٰ الكتاب والسنة وخطر التقليد(ترجمہ)(۱۸) ثلاث صلوات مهجورة (ترجمہ) (۱۹) أدب الإستئذان(ترجمہ) (۲۰)الإستغفار(ترجمہ) (۲۱) سنة الجمعة(ترجمہ)(۲۲)فضل الصلاة علىٰ النبی ﷺ(ترجمہ) (۲۳) القنوت(ترجمہ)(۲۴) رفع اليدين(ترجمہ) (۲۵)طلاق(ترجمہ) (۲۶)أحكام الزكاة (ترجمہ) (۲۷)الإعجاب(ترجمہ) (۲۸) طالب علم (ترجمہ) (۲۹) تواضع(ترجمہ) (۳۰) شفاعت(ترجمہ) (۳۱)الوصايا العشرة (ترجمہ) (۳۲) البركة (ترجمہ) (۳۳) أمراض القلوب وشفاءها(ترجمہ) (۳۴)صلاة التراويح (ترجمہ) (۳۵)أعلام الفتح الإسلامي(ترجمہ)(۳۶)فتاویٰ إحياء التراث الإسلامي،كويت(ترجمہ)(۳۷) الأسئلة والأجوبة الفقهية(ترجمہ)(۳۸) كتاب الردّ علىٰ أبي حنيفة(ترجمہ) (۳۹) الشرک الخفيّ(ترجمہ) (۴۰) سنن قلّ العمل بها (۴۱) كنتُ قبورياً (۴۲)قصة إسلام المرأة۔

یہ تمام کتابیں الدار السّلفیہ سے مطبوع ہیں:

دو اہم اور ضخیم کتابوں کے ترجمے جو شائع نہ ہو سکے:

(۱)مذکورہ مطبوع تراجم کتب کے علاوہ الدار السّلفیہ سے وابستہ رہ کر موصوف نے امام بیہقی کی حدیث کی مشہور کتاب ''الجامع لشعب الإيمان'' جامع شعب الایمان (۲۰/جلدوں) کا اردو ترجمہ کیا جو ابھی تک شائع نہ ہوسکا۔ (۲)امام منذری کی صحیح الترغیب والترہیب (۳/جلدوں) کا مکمل ترجمہ کیا۔

اللہ تعالیٰ ان کی طباعت کی سبیل پیدا فرمائے، اس طرح ان کی مترجم کتابوں کی تعداد کل ۴۴/ہے، جن میں ۴/ضخیم کتابیں ہیں، جن کے مجموعی صفحات کی تعداد ۲۹۲۹ ہے، اللہ تعالیٰ انھیں قبول فرمائے اور مزید علمی خدمات کی توفیق بخشے۔(آمین)

(۲۷)مولانا غیاث الدین سلفی (ولادت:۱۰/

فروری ۱۹۶۷ء)

نام ونسب،مولدو تاریخ ولادت: غیاث الدین سلفی بن اصغرعلی بن شاہ محمد۔ مینھواں، ضلع سدھارتھ نگر میں ان کی ولادت ۱۰/فروری ۱۹۶۷ءکو ہوئی۔

جامعہ سے فراغت: موصوف ۱۹۸۱ء میں جامعہ سلفیہ کے اندر عالم اول میں داخل ہوئے اور چھ سال وہاں گذار کر عالمیت وفضیلت کے مراحل کی تکمیل کی اور ۱۹۸۶ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

قلمی وتصنیفی خدمات:

موصوف اصلاً میدان خطابت اور درس وتدریس کے شہسوار ہیں تاہم آپ نے اپنے قلم کو بھی زندہ رکھا ہے اور کچھ علمی خدمات بھی انجام دی ہیں، موصوف نے جو کتابیں مرتب کی ہیں یا ان کے ترجمے کئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)"المنهيات" حافظ ابن حجر ہیثمی کی کتاب کا ترجمہ، ۱۰۵/صفحات (مطبوع ۱۹۸۹ء) (۲) مرنے کے بعد نیکیوں کے جاری چشمے، ۵۰/ صفحات (مطبوع ۲۰۰۳ء)

(۲۸) ڈاکٹر عبید الرحمن محمد حنیف مدنی (ولادت: ۱۸/اگست ۱۹۷۲ء)

نام ونسب، ولادت اور مولدو مسکن: ڈاکٹر عبدالرحمن بن محمد حنیف بن محمد حسین بن زین اللہ کی ولادت بڈھی خاص ضلع سدھارتھ نگر سے قریب ایک بستی جنکورا میں ۱۸/ اگست ۱۹۷۲ءکو ہوئی۔

جامعہ سے فراغت: اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ سلفیہ بنارس کا رخ کیا اور ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۱ء تک تین سال یہاں کی علمی فضا میں گذار کر وہاں کے نامور اساتذہ سے کسب فیض کیا اور ۱۹۹۱ء میں عالمیت کی سند سے سرفراز ہوئے۔

علمی، تحقیقی وتصنیفی خدمات:

ڈاکٹر عبدالرحمن مدنی نے علم وتحقیق کے میدان میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، مگر بوجوہ ابھی ان کی کوئی کاوش منظر عام پر نہ آسکی ہے، انھوں نے اپنا علمی کام عربی اور اردو دونوں زبانوں میں کیا ہے، ان کے بعض علمی کاموں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) تحقيق جزء من كتاب "تكملة شرح الترمذى" للعراقى زين الدين عبدالرحيم ابن الحسين العراقى

یہ حافظ ابن حجر کے استاد حافظ عراقی کی جامع ترمذی کی مبسوط اور مفصل شرح ہے جس کی تحقیق جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ نے دراسات علیا (ایم۔اے اور ڈاکٹریٹ) کے اسکالرس سے کرائی ہے، اس ضمن میں ڈاکٹر عبدالرحمن نے ایک جزء کی تحقیق کی ہے جو **"كتاب الجمعه وأبواب العيدين"** پر مشتمل اور ۹۷۳/صفحات کو محیط ہے، ترجمۃ الباب کے تحت ۵۳ اور "وفی الباب" کے تحت ۴۳۳ احادیث ہیں جن کی تخریج کے ساتھ اسانید کا دراسہ کر کے دکتور نے ان پر حکم لگایا ہے۔

(۲) تحقيق جزء من كتاب العلل للدار قطنى، امام دارقطنی کی اپنے موضوع پر شاہکار اس کتاب کی تحقیق بھی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ نے ڈاکٹریٹ کے اسکالرس

سے کرائی ہے، دکتور عبدالرحمن مدنی نے اس کتاب کے ''مسند انس بن مالک'' اور ''مسند عبداللہ بن عمر'' کی تحقیق کی ہے۔

(۳) **مسند أنس بن مالك**: تحفۃ الأشراف کے انداز پر ترتیب دی گئی مختصر کتاب ہے جس میں ۴۹ غیر معروف کتب احادیث سے احادیث لے کر مسانید صحابہ پر ترتیب دی گئی کتاب۔ (کمپیوٹر پر تیار ہے)

(۴) **تلخيص مقدمة التعديل والتجريح لمن خرج في صحيح الامام البخاري لأبي الوليد الباجي** (کمپیوٹر شدہ) (۵) **تلخيص مقدمة لسان الميزان لابن حجر** (کمپیوٹر شدہ) (۶) طہارت کے مسائل بہ شکل سوال وجواب (اردو/کمپیوٹر شدہ صفحات: ۷۰) (۷) صحیح عقیدہ (''**المعتقد الصحيح**'') از قلم ڈاکٹر عبدالسلام آل برجس کا ترجمہ) (کمپیوٹر شدہ) (۸) **فتنة التكفير للإمام الألباني** (اردو/مخطوط)

ان کے علاوہ موصوف نے دکتور ضیاء الرحمن اعظمی کی کتاب ''**الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل**'' کی بحث وتخریج میں معاونت کی ہے۔

موصوف ڈاکٹر صاحب کے مطابق ان کے سامنے کتب ستہ پر حواشی لکھنے لکھانے کا منصوبہ ہے جس کے لئے متخصصین کی تلاش ہے، سر دست دکتور نے اس منصوبہ کا آغاز صحیح بخاری سے کر دیا ہے جس کے دو اہم مراحل ہیں: (۱) اس عظیم کتاب کی ترتیب وتسہیل، جو عنقریب منظر عام پر آ رہی ہے (۲) اس کتاب پر سنداً ومتناً مختصر تعلیق وتحشیہ۔ اللہ تعالیٰ اس علمی کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچائے۔ (آمین)

(۲۹) مولانا عبدالمعین عبدالوہاب (ولادت: ۲/ دسمبر ۱۹۷۲ء)

نام ونسب، تاریخ ولادت، جائے پیدائش اور مسکن: عبدالمعین بن عبدالوہاب بن محمد سعید بن طاہر بن نادر۔ موصوف کی ولادت آبائی وطن موضع نوڈ ھوا، ضلع بلرام پور میں ۲/دسمبر ۱۹۷۲ء کو ہوئی، اب موصوف اٹوا ضلع سدھارتھ نگر میں گھر مکان بنا کر ضلع سدھارتھ نگر میں آباد ہو گئے ہیں۔

جامعہ سے فراغت: موصوف ۱۹۸۶ء میں جامعہ سلفیہ گئے اور وہاں ثانویہ کی تعلیم مکمل کی پھر ۱۹۹۰ء میں عالمیت کی سند حاصل کی۔

تصنیف وترجمہ: مولانا عبدالمعین نے تدریسی اور اداری فرائض کی انجام دہی کے ساتھ بعض ضخیم اور اہم عربی کتابوں کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے، ان میں بعض کتابوں کے ترجمہ میں ''ندوۃ السنۃ'' اٹوا کے سربراہ شیخ شمیم احمد خلیل سلفی کی مشارکت رہی ہے، جب کہ کچھ کتابوں کا ترجمہ انھوں نے مکمل طور پر خود سے کیا ہے، ساری کتابیں ندوۃ السنۃ سے شائع ہو چکی ہیں، موصوف کی قلمی خدمات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ''دین کامل'' (مولف د/صالح بن سعد السحیمی) اردو ترجمہ مطبوع ۴۰۰/صفحات (۲) ''ارکان اسلام'' (مؤلف شیخ ابن باز) اردو ترجمہ مطبوع ۲۸۰/صفحات (۳) ''عام مسلمانوں کے لئے اہم اسباق'' (مولف شیخ ابن باز) اردو ترجمہ مطبوع ۳۰/صفحات (۴) ''بدعت اور امت

پراس کے بُرے اثرات'' (مؤلف ڈاکٹر علی ناصر الفقیہی) اردو ترجمہ مطبوع ۶۴ر صفحات (۵) ''جمالیات نسواں'' (مولف عبدالعزیز مسند) اردو ترجمہ مطبوع ۹۲ر صفحات (۶) ''خواب اور اسلام'' (مولف: ڈاکٹر خالد بن علی العنبری) اردو ترجمہ مطبوع ۸۸ر صفحات (۷) ''سیدنا عمر بن خطاب: شخصیت اور کارنامے'' (مولف: ڈاکٹر علی محمد الصلابی) اردو ترجمہ ۱۲۲۶ر صفحات (۸) ''سیدنا علی بن أبی طالب: شخصیت اور کارنامے'' (مولف: ڈاکٹر علی محمد الصلابی) اردو ترجمہ ر مطبوع ۱۲۳۸ر صفحات (اس عظیم وضخیم کتاب کے ترجمہ میں شیخ شمیم احمد خلیل سلفی کی بھی مشارکت ہے) (۹) ''علماء اور نوجوانوں کے درمیان آداب وتعامل'' (مولف: شیخ صالح عبدالرحمن الجبران) اردو ترجمہ ر مطبوع ۸۷ر صفحات (۱۰) ''آسیب زدگی کا علاج'' (ڈاکٹر عبد اللہ الطیار وڈاکٹر سامی مبارک) اردو ترجمہ ۲۲۲ر صفحات (۱۱) ''یزید بن معاویہ اوران کے معارضین'' (محمد بن عبد الهادی) اردو ترجمہ ر مطبوع، ۵۰۸ر صفحات (اس کتاب کے ترجمہ میں بھی شیخ شمیم احمد خلیل سلفی کی مشارکت ہے) (۱۲) ''أصح الكلام في سيرة خير الأنام'' (ج دوم) (ڈاکٹر علی محمد الصلابی) اردو ترجمہ زیر طباعت (سیرت پر مشتمل اس وقیع کتاب کی جلد اول کا ترجمہ شیخ شمیم احمد خلیل سلفی نے کیا ہے)

(۳۰) مولانا عبدالحکیم بن عبدالمعبود مدنی (ولادت: ۲۶ر دسمبر ۱۹۷۳ء)

کنیت، نام ونسب، تاریخ ومقام پیدائش: ابوالمظفر عبدالحکیم مدنی بن عبدالمعبود بن محمد بشیر بن محمد گلاب (بابا) خاں۔ بڑھنی بازار سے مغرب کی جانب واقع معروف بستی ملگھیا ان کا مرزبوم ہے، یہیں ان کی ولادت ۲۶ر دسمبر ۱۹۷۳ء کو ہوئی۔

جامعہ میں حصول تعلیم: علمی تشنگی بجھانے کے مقصد سے ۱۹۸۷ء میں بنارس کا رخ کیا اور جامعہ سلفیہ میں داخل ہوئے، جہاں ثانویہ کی سند حاصل کرکے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ بھیج دیا، حسن اتفاق یہ عالمیت کے مرحلہ کی تکمیل کررہے تھے کہ ثانویہ کی سند پر مدینہ سے منظوری آگئی اور عالمیت کی سند سے محروم رہے۔

صحافتی خدمات: موصوف ایک باذوق صاحب قلم ہیں، تقریر کی طرح ان کی تحریروں میں بھی بڑی شگفتگی اور جاذبیت ہوتی ہے، جامعہ رحمانیہ کاندیولی ممبئی سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''صوت الاسلام'' میں مستقل مضامین لکھ رہے ہیں، ان میں فقہ وفتاویٰ اور جماعتی شخصیات کی حیات وخدمات کے کالمز قابل ذکر ہیں، موصوف اس مجلہ کی مجلس مشاورت کے ممبر بھی ہیں، اسی طرح موصوف صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''الجماعۃ'' ممبئی کے ۲۰۱۵ء سے اب تک نائب ایڈیٹر ہیں۔

تصنیفی خدمات: مولانا عبدالحکیم مدنی نے مختلف موضوعات پر چھوٹی بڑی ۱۴ر کتابوں کی تصنیف کی سعادت حاصل کی، ان میں سب سے اہم ''سالنامہ تاریخ اہل حدیث جلد اول'' ہے، جو جماعتی تاریخ کا انسائیکلوپیڈیا اور جماعت اہل حدیث کے تعلق سے ایک علمی دستاویز ہے جو ۳۷۶ر صفحات پر مشتمل ہے، (واضح رہے کہ سالنامہ

تاریخ اہل حدیث جلد دوم بھی منظر عام پر آچکا ہے) ان کی دیگر کتابوں کی تفصیل یہ ہے:

(۱)''نماز جمعہ:احکام ومسائل''،مطبوع، صفحات ۳۵(۲)''المحرمات''(شیخ صالح المنجد کے رسالہ کا ترجمہ) مطبوع،صفحات: ۱۰۷، (۳)''اجتماعی دعا میزان شریعت میں'' مطبوع، صفحات: ۶۰ (۴)''مورخ اہل حدیث مولانا عبدالحمید رحمانی ایک عہد ایک تاریخ'' ۶۵/صفحات (مطبوع)(۵)''حیات رحمانی'' (مولانا عبدالقیوم رحمانی کی حیات وخدمات پر مقالات کا مجموعہ) ۱۷۰/ صفحات (مطبوع)(۶)''خطبۂ جمعہ میں عصا کی مشروعیت''۳۰/صفحات (مطبوع) (۷) ''شیئرز کی خرید وفروخت اسلام کی نظر میں'' ۱۴/صفحات(مطبوع)(۸)''صحابۂ کرام،فضائل ومناقب اورحقوق ومراتب'' ۲۹/صفحات (مطبوع) (۹)''صحابی رسول حضرت ابوہریرہ اور منکرین حدیث'' ۳۲/ صفحات(مطبوع) (۱۰)''اسلامی دعائیں'' (صحیح دعاؤں کا مجموعہ) ۲۷/صفحات (مطبوع) (۱۱)''ردّ بدعت تاریخ کے آئینہ میں''۲۸/صفحات(مطبوع) (۱۲)''**مذکرہ تخریج الحدیث**''(عربی) جامعہ رحمانیہ کاندیولی کے درجات فضیلت کے لئے) مطبوع، ۴۲/صفحات (۱۳)''سالنامہ تاریخ اہل حدیث، جلداول، ۳۷۶/صفحات ، (مطبوع) (۱۴)''سالنامہ تاریخ اہل حدیث جلددوم'' ۵۷۴ صفحات(مطبوع)۔

(۳۱)مولانا ابوذر عبدالمجید مدنی(ولادت: ۱۶/مئی ۱۹۷۴ء)

نام،ولادت اورمولد ومسکن: ابوذر سلفی مدنی بن عبدالمجید۔ان کا آبائی وطن بسکوہر بازار سے متصل گاؤں موضع پھول پورراجہ ہے، وہیں ان کی ولادت ۱۶/مئی ۱۹۷۴ءکوہوئی۔

جامعہ سے فراغت:موصوف نے جامعہ سلفیہ بنارس میں داخل ہوکر فضیلت کی سند حاصل کی،فراغت کا سن نہیں لکھا ہے۔

ترجمہ: آپ نے کوئی مستقل کتاب تصنیف نہ کی مگر چند کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، جن میں ایک مطبوع اورباقی غیرمطبوع ہیں:

(۱)''**الصلاة وأبناء نا**'' (اردو ترجمہ) (فولڈر مطبوع) (۲)''**اللمع فی الردعلی محسنی البدع للشیخ عبد القیوم السحیبانی**''(اردوترجمہ) (غیر مطبوع) (۳)''**قادة الغرب یقولون دمروا الإسلام وأبیدوا أهله**'' (اردو ترجمہ) (غیرمطبوع) (۴) ''**کتاب الحداد**'' (اردوترجمہ)(غیرمطبوع)

(۳۲) مولانا عبدالجبار انعام اللہ سلفی(ولادت: ۱۳/جولائی ۱۹۷۵ء)

نام ونسب،مولد ومسکن اور تاریخ ولادت: عبدالجبار سلفی بن انعام اللہ بن عظیم اللہ۔اٹوابازار سے متصل موضع سمرا مڑلا ان کا آبائی وطن ہے، یہیں ان کی پیدائش ۱۳/ جولائی ۱۹۷۵ءکوہوئی۔

جامعہ سے فراغت: اپریل ۱۹۹۲ء میں جامعہ سلفیہ بنارس گئے اورجنوری ۱۹۹۴ء میں عالمیت کامرحلہ مکمل کرکے فراغت حاصل کی۔

صحافتی وتصنیفی خدمات:مولانا عبدالجبار سلفی کی صحافتی

اور تصنیفی خدمات قابل قدر ہیں،موصوف مئی ۲۰۰۲ء سے اب تک جامعہ رحمانیہ کاندیولی سے شائع ہونے والے مجلہ ماہنامہ''صوت الاسلام'' کے مدیر کی حیثیت سے ادارت کررہے ہیں اور مستقل اداریہ تحریر کرنے کے ساتھ مسلسل درس قرآن کا کالم پابندی کے ساتھ لکھ رہے ہیں،موصوف کے مطابق اب تک وہ ۱۸۰/اداریے لکھ چکے ہیں جوتقریباً سات سوصفحات پر مشتمل ہیں، اسی طرح ان کا سلسلہ واردرس قرآن بھی کم وبیش ۳۵۰/صفحات تک پھیلا ہے، ''بڑے بڑے گناہ'' کے عنوان سے موصوف نے ایک سلسلہ وار مضمون کا سلسلہ بھی شروع کررکھا ہے ،جس کی ۵۸/قسطیں جنوری ۲۰۱۴ء سے دسمبر ۲۰۱۸ء تک مکمل ہوچکی ہے ،یہ سلسلہ جاری ہے، موصوف کے جودیگر اصلاحی اور علمی مضامین ماہنامہ''صوت الاسلام'' میں شائع ہوئے ہیں ان کی تعداد تقریباً ۱۶۰/ ہے ۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق دے۔

ان گراں قدر صحافتی خدمات کے ساتھ چھوٹے چھوٹے دعوتی رسالے بھی لکھ کرشائع کئے ہیں:

(۱) ''نماز محمدی''مطبوع ۳۲/صفحات (۲)''عقیقہ کی مشروعیت''مطبوع ۶۴/صفحات (۳)''توحید اوراس کے ثمرات وفوائد''مطبوع ۵ صفحات (۴)''شرک اوراس کے نقصانات'' مطبوع ۵/صفحات (۵)''نماز: فضیلت واہمیت'' مطبوع ۷/صفحات(۶)''ماہ رمضان المبارک فضائل اوراحکام ومسائل''مطبوع ۷/صفحات (۷)''حج کی اہمیت وفضیلت'' مطبوع ۷/صفحات (۸)''قربانی:احکام ومسائل''مطبوع ۵/صفحات (۹)''موجودہ ہندوستان میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں''مطبوع ۷/صفحات

(۳۳)مولانا ذاکرعباس بن محمد عباس سلفی مدنی

(ولادت:۵/مارچ ۱۹۷۷ء)

نام اورولادت ومولد ومسکن: مولانا ذاکرعباس بن محمد عباس مدنی کی ولادت ۵/مارچ ۱۹۷۷ءکو بمقام جموہنا، ضلع سدھارتھ نگر ہوئی۔

جامعہ سے فراغت: موصوف نے جامعہ سلفیہ کے مرحلہ فضیلت میں داخل ہوکر ۱۹۹۶ء میں فضیلت کی سند حاصل کی۔

صحافتی خدمات: مولانا ذاکرعباس مدنی، باذوق فاضل ہیں ،زمانہ طالب علمی سے قلم وقرطاس سے ان کا مضبوط تعلق رہاہے اوریہ علمی وتحقیقی مضامین لکھتے رہے ہیں ،جامعہ سلفیہ کے زمانہ طالب علمی میں ندوۃ الطلبہ کے سالانہ میگزین''المنار'' ۱۹۹۶ء کے ایڈیٹر تھے،ان کی خوش بختی اور لکھنے پڑھنے سے بے پناہ لگاؤ کا ثمرہ یہ ہے کہ وہ جس ادارہ میں بھی رہے وہاں ان کے صحافتی ذوق کی تسکین کے اسباب فراہم رہے، چنانچہ کشن گنج سے مجلہ ''پیام توحید'' شائع ہوتا تھا جس کی مجلس ادارت کے یہ ممبر اور مستقل مضمون نگار تھے، جب تک مالیگاؤں رہے وہاں کے ترجمان''صوت الحق'' کی مجلس ادارت کے ممبراور مضمون نگاررہے،کلیۃ الصفا ڈومریا گنج سے ان کے دور میں ''الاعتصام'' نام سے عربی مجلہ شائع ہورہا تھا، اس عربی مجلہ کے یہ نائب ایڈیٹر تھے،جامعہ اسلامیہ دریاباد سے پہلے''احتساب'' کے نام سے مجلہ شائع ہوتا تھا پھراس کا نام ''استدراک''ہوگیا،موصوف''احتساب'' کے نائب مدیر

اور مستقل مضمون نگار رہے اور پھر جب آپ نے کلیہ خیر النساء کی باگ ڈور سنبھالی تو اپنے صحافتی ذوق کی تسکین کے لئے اپنی ادارت میں مجلہ ''الخیر'' شائع کیا جس کے کچھ شمارے منظر عام پر آئے پھر کسی سبب سے اس کی اشاعت موقوف ہوگئی۔

تصنیفی وتالیفی خدمات: موصوف نے اس میدان میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں، ان کی چھوٹی بڑی ۱۰/ تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) **المغنی فی ألفاظ الجرح والتعدیل** صفحات ۱۲۶ (مطبوع) (۲) **الکافی فی معرفة أسباب النزول**۔صفحات ۲۳۲، (مطبوع) (۳) **التعلیق المسدّد علی المؤطأ للإمام مالک** صفحات ۶۰۷)(عربی/کمپیوٹر شدہ/غیر مطبوع ، یہ عربی زبان میں مؤطا امام مالک پر حاشیہ ہے۔(۴) **تحفة الکرام بشرح بلوغ المرام**(عربی/غیر مطبوع) یہ کتاب بلوغ المرام کی عربی شرح ہے۔(۵) پیارے رسول کی پیاری نماز (اردو مطبوع/صفحات: ۴۹)(۶) کیا نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب یہ واقعات صحیح ہیں؟(اردو مطبوع) (۷)**القراءة العربیة**:ازاول تا پنجم (عربی اردو) حصہ اول مطبوع صفحات: ۴۹ (درسی کتاب) (۸) غیر مسلموں کے اعتراضات کا جواب: (اردو/مطبوع) (۹) **کلمۂ لا الہ الا اللہ** (مطبوع،(ترجمہ) مؤلف: دکتور شریف حمدان) (۱۰)**کیف تتعلم اللغة العربیة والانکلیزیة** (غیر مطبوع کمپیوٹر شدہ)

(۳۴)مولانا سلمان احمد بن سراج احمد سلفی

(ولادت یکم جون ۱۹۷۹ء)

نام ونسب،کنیت،ولادت اور مولد ومسکن: ابوریان سلمان احمد بن سراج احمد بن سید حسن بن محمد شریف بن احمد اللہ بن محمد علی۔ضلع سدھارتھ نگر کے قصبہ بڑھنی سے تین کیلومیٹر جنوب کی جانب واقع ایک گاؤں ''بیرہوا'' ان کا مولد ومسکن ہے، وہیں ان کی ولادت یکم جون ۱۹۷۹ءکو ہوئی۔

جامعہ سے فراغت: جامعہ سلفیہ بنارس سے ثانویہ، عالمیت اور فضیلت کے مراحل کی تکمیل کی اور ۱۹۹۸ء میں فارغ التحصیل ہوئے

تحریری وتصنیفی خدمات: زمانہ طالب علمی سے لکھنے کا شوق پیدا ہوا، جامعہ سلفیہ بنارس کے مجلہ حائطیہ اور سالانہ میگزین ''المنار'' میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے، ان مضامین کے علاوہ موصوف نے مندرجہ ذیل علمی وتحقیقی مقالات تحریر کئے جو ابھی تک کتابی شکل میں شائع نہ ہو سکے ہیں۔

۱۔''اورنگ زیب عالمگیر: حیات وخدمات'' (اردو/غیر مطبوع)

۲۔''مفسر قرآن مولانا عبد القیوم رحمانی: حیات وخدمات'' (اردو/غیر مطبوع)

۳۔''**جهود الأمويين في خدمة الاسلام**'' (عربی/غیر مطبوع،بیچلر ڈگری کے لئے تحقیقی مقالہ)

۴۔''**مباحث الإیمان فی حدیث شعب الإیمان والرد علی المخالفین**'' یہ ایم۔اے۔کے لئے لکھا گیا تحقیقی مقالہ ہے جو A4 سائز کے ۹۱۴/صفحات کو محیط ہے،

یہ بھی عربی میں ہے اور غیر مطبوع ہے۔

ان کے علاوہ کچھ مفصل مضامین ومقالے عربی میں تحریر کئے مثلاً ''دعوی الیهود المعاصرین أنهم من سلالة بني اسرائیل: عرض ونقد''، ۳۰؍صفحات (عربی)''الألفاظ الشرعیة الدالة علی مسمّی الإیمان المطلق'' ۱۸۰؍صفحات (عربی)

(۳۵) مولانا عبدالسلام شکیل احمد مدنی (ولادت: ۱۹۷۹/۱۰/۲ء)

نام، ولادت اور مولد ومسکن: عبدالسلام بن شکیل احمد بن عبدالمعبود۔ موضع ملگہیا، بڑھنی بازار، ضلع سدھارتھ نگر میں ۲؍اکتوبر ۱۹۷۹ء کو ان کی ولادت ہوئی۔

جامعہ سے فراغت: مکتب کی تعلیم کے بعد بنارس گئے اور ۹؍سال وہاں گذار کر متوسطہ، ثانویہ، عالمیت اور فضیلت کے تمام مراحل وہاں مکمل کئے، ثانویہ کی تکمیل ۱۴۱۴ھ میں عالمیت کی تکمیل ۱۴۱۶ھ میں اور فضیلت کی تکمیل ۱۴۱۸ھ میں کی۔

علمی وتصنیفی خدمات: مولانا عبدالسلام سلفی مدنی کو عربی واردو زبانوں پر عبور حاصل ہے اور انھیں ان دونوں زبانوں میں لکھنے کا بہتر سلیقہ حاصل ہے، ان کی ٹھوس علمی خدمات میں کتاب ''الفرج بعد الشدة'' للقاضی التنوخی کا اختصار اور تنقیح ہے، موصوف نے استاد ابراهیم الروقی کی مشارکت کے ساتھ اسے مکمل کیا ہے۔

اس کے علاوہ موصوف نے اردو اور عربی زبانوں میں اسی (۸۰) سے زائد مضامین اور مقالات تحریر کئے ہیں جن میں اکثر سوشل میڈیا پر نشر ہو کر اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں، ان مضامین میں بعض ۳۰؍صفحات سے پچاس صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں جنھیں اگر کتابی شکل دی جائے تو اوسط سائز کے رسالے تیار ہو سکتے ہیں، عربی زبان میں بھی ان کے کئی مفصل مقالات سعودی عرب کی خدمات کے تعارف، اس کے دفاع اور اس کے معاندین کی تردید میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں، چند ایک کے عناوین اس طرح ہیں:

☆ مكاتب الجاليات في المملكة: جهود وثمرات، معوقات ومعارضات (۲۹؍صفحات) ☆دور المملكة العربية السعودية في مواجهة التحديات والفتن بالمنطقة الغربية (۲۴؍صفحات) ☆اعتداء ات السيد سلمان الندوي على بلاد الحرمين وولاة أمرها (۱۷؍صفحات) ☆جنون الكراهية والعداوة أم فقدان الشعور والمعرفة (۱۹؍صفحات) ☆نظرة عابرة حول ''دعوة المباهلة'' التي وجهها السيد سلمان الندوي الى كل المحبين والمعجبين بالمملكة (۲۴؍صفحات)

ان کے علاوہ تیس سے زائد عربی مضامین ومقالات جن میں سے اکثر عالم اسلام کے حالات پر تبصروں اور سلمان ندوی کے ہفوات کے ردود پر مشتمل ہیں۔

ان عربی واردو مقالات کے علاوہ موصوف نے دعوتی مقاصد کے تحت بعض عرب اہل قلم کی مختصر کتابوں اور پمفلٹس کے اردو میں ترجمے کئے ہیں، ان میں ایک کتاب فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح بن غانم السدلان کی ''رسالة في الفقه الميسر'' ہے جو تقریباً ۱۳۰؍صفحات کی ہے، ان

کے علاوہ توبہ کا مہینہ شیخ عبدالرحمن السدیس، بڑے بڑے گناہ ڈاکٹر صالح بن عبداللہ الصیاح اور دیگر ۶/پمفلٹس کے ترجمے ہیں۔

(۳۶) مولانا عزیر احمد کتاب اللہ سلفی (ولادت: ۱۱/ نومبر ۱۹۸۱ء)

نام ونسب، مولد ومسکن اور تاریخ پیدائش: عزیر احمد کتاب اللہ بن محمد ابراہیم بن حبّا۔ موصوف بگھوا، شاہ پور، تحصیل ڈومریا گنج ضلع سدھارتھ نگر کے رہنے والے ہیں، وہیں ان کی ولادت ۱۱/نومبر ۱۹۸۱ء کو ہوئی۔

جامعہ سے فراغت: موصوف نے جامعہ سلفیہ بنارس سے ثانویہ اور عالمیت وفضیلت کے مراحل مکمل کر کے ۲۰۰۰ء میں فراغت حاصل کی۔

صحافتی وتصنیفی خدمات: مولانا عزیر احمد سلفی کو لکھنے کا اچھا ذوق ہے، ان کے تحقیقی مضامین مجلہ الفرقان ڈومریا گنج، ماہنامہ ''السراج'' جھنڈانگر اور ماہنامہ ''نور توحید'' جھنڈانگر میں شائع ہوتے رہے ہیں، موصوف نے مندرجہ ذیل کتابیں بھی تصنیف کی ہیں:

(۱) ''سلفی منہج کے رہنما اصول'' ۱۴۴/صفحات اردو/مطبوع (۲) ''سلف صالح کا طریقۂ تفسیر قرآن'' ۱۴۰/صفحات، غیر مطبوع (۳) تفسیر قرآن کے بنیادی مآخذ'' ۱۵۰/صفحات، غیر مطبوع (۴) ''صحیح اسلامی عقیدہ'' ۱۸۰/صفحات، غیر مطبوع (۵) ''عظمت صحابہ: ایک مطالعہ'' ۱۵۰/صفحات، غیر مطبوع (۶) ''مسجد کے احکام ومسائل'' ۱۴/صفحات، غیر مطبوع۔

(۳۷) مولانا عبدالوحید بن عبدالقادر سلفی (ولادت: ۲۴/نومبر ۱۹۸۴ء)

نام، مولد ومسکن اور تاریخ پیدائش: عبدالوحید سلفی بن عبدالقادر، قلمی نام ابوعفاف عبدالوحید حجازی ہے۔ ان کا آبائی وطن چلہیا اسٹیشن سے پورب اور نوگڈھ سے شمال جانب واقع ایک مشہور گاؤں کونڈرا گرانٹ کا ٹولہ ''امہوا'' ہے، یہیں ان کی پیدائش ۲۴/نومبر ۱۹۸۴ء کو ہوئی۔

جامعہ سے فراغت: موصوف نے ثانویہ سے فضیلت تک کی تعلیم جامعہ سلفیہ بنارس میں مکمل کی۔ جامعہ سے ان کی فراغت ۲۰۰۵ء ہے اور عالمیت کی تکمیل کا سال ۲۰۰۳ء ہے۔

صحافتی وتصنیفی خدمات: دوماہی مجلہ ''نداء السنۃ'' کی ادارت، مضمون نگاری اور ترجمہ وغیرہ۔

آپ کی مستقل کتابیں:

۲۔''مذكّراتي في السعودية'' (عربی) مطبوع، مطابع جامعۃ الملک سعود ریاض۔ ۳۔''الإستراتيجية الوقائية لحقوق الإنسان'' (انگلش سے عربی میں ترجمہ) غیر مطبوع۔ ۴۔''الأمن الفكري وأثره على الشباب'' (ریسرچ پیپر) غیر مطبوع۔ ۵۔''التدخين وآثاره السيئة على الفرد والمجتمع'' (ریسرچ پیپر) غیر مطبوع۔ ۶۔''المسلمون حول العالم ومسلمو الهند خصوصاً'' (ریسرچ پیپر) غیر مطبوع۔

ان گراں قدر عربی کتابوں کے علاوہ موصوف نے عربی اور اردو میں متعدد قیمتی مقالات ومضامین تحریر کئے ہیں، جو مجلہ ''صوت الأمة'' مجلہ ''افکار عالیہ''، مجلہ ''استدراک'' اور ''نداء السنۃ'' وغیرہ میں شائع ہو چکے ہیں،

ان کے بعض مضامین یہ ہیں:

"أيادي خفية وراء الفتن"، "الأمن الفكري"، "لماذا يكرهون السعودية" (عربی مقالات) سعودی عرب سازشوں کے نرغے میں، داعش: سعودی عرب اور علماء سعودیہ کا موقف، صحراء عرب میں علم کا مینار جامعة الملک سعود، اسباب زوال امت، امریکہ ویورپ میں مساجد، دعوہ سینٹرز اور سعودی عرب کا کردار، مسلم ممالک میں الحاد کا فتنہ، جمہوریت؟، مسلم مسائل اور ہم، سعودی عرب کی چند تعلیمی جھلکیاں اور شاہ سعود یونیورسٹی وغیرہ۔ (اردو مقالات)

(۳۸) مولانا جمشید عالم عبدالسلام سلفی (ولادت: ۵/جنوری ۱۹۸۵ء)

نام ونسب، پیدائش ومقام پیدائش: جمشید عالم بن عبدالسلام بن کرم اللہ بن امان اللہ۔ ضلع کی ایک معروف اور مردم خیز اہل حدیث بستی "انتری بازار" میں ان کی ولادت ۵/جنوری ۱۹۸۵ء کو ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: جامعہ اسلامیہ اکبرپور جمنی (شاخ جامعہ سلفیہ) سے موصوف نے ثانویہ کا امتحان دیا اور جامعہ سلفیہ سے ثانویہ کی سند حاصل کی، پھر جامعہ میں پانچ سال گذار کر ۲۰۰۱ء میں عالمیت اور ۲۰۰۳ء میں فضیلت کی سند حاصل کی۔

تصنیفی خدمات: زمانہ طالب علمی سے لکھنے پڑھنے کا شوق ہے، ان کے کئی اچھے مضامین جماعت کے موقر مجلّات السراج، نور توحید، محدث، آثار جدید، نوائے اسلام اور ترجمان وغیرہ میں شائع ہوئے ہیں، کچھ مستقل کتابیں بھی موصوف نے مرتب کی ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) عقیدۂ رسالت (صفحات ۸۰، مطبوع)
(۲) معوذتین کے بنیادی مضامین اور غلط فہمیوں کا ازالہ (۲۴۰/ صفحات/غیر مطبوع) (۳) معاشرہ میں پھیلے فواحش: ایک جائزہ (۱۶۰/صفحات/غیر مطبوع) (۴) تعدد زوجات رسول ﷺ (مترجم: صفحات ۴۰، غیر مطبوع) (۵) رہنمائے نحو (اردو ترجمہ وتسہیل ہدایۃ النحو صفحات ۲۴۰، غیر مطبوع) (۶) سود کی حرمت ومضرت (زیر طباعت) (۷) جادو اور اس کا حکم (غیر مطبوع)

(۳۹) مولانا سعود اختر عبد المنان سلفی (ولادت: ۱۶/اپریل ۱۹۸۵ء)

نام ونسب، تاریخ ولادت ومولد: سعود اختر سلفی بن عبدالمنان سلفی بن مولانا عبدالحنان فیضی بن مولانا محمد زماں رحمانی، ضلع سدھارتھ نگر کی ایک مردم خیز اور معروف بستی "محمود وا گرانٹ" انتری بازار میں ایک علمی ودعوتی خانوادہ کے اندر ۱۶/اپریل ۱۹۸۵ء کو ان کی ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: ثانویہ، عالمیت اور فضیلت تینوں مراحل کی تکمیل جامعہ سلفیہ سے کی، عالمیت ۲۰۰۴ء میں کیا اور فضیلت ۲۰۰۶ء میں مکمل کر کے فراغت حاصل کی۔

قلمی خدمات: زمانہ طالب علمی سے لکھنے کا ذوق ہے، ان کے کچھ مضامین مجلّات حائطیہ اور "المنار" وغیرہ میں شائع بھی ہوئے، ۲۰۰۵ء میں ندوۃ الطلبہ کے سالانہ مجلہ "المنار" کے ایڈیٹر بھی رہے، ماہنامہ "السراج" میں ان کے کچھ مضامین شائع ہوئے۔

کوئی مستقل کتاب طبع نہ ہوسکی ہے، تاہم کچھ مفصل مقالات انھوں نے تیار کئے ہیں جو آئندہ کتابی شکل میں شائع ہوسکتے ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)المعجزات و الكرامات في ضوء الكتاب و السنة (عربی) ۲۵ ر صفحات فل اسکیپ (۲) شیعیت کے بنیادی عقائد ونظریات (۱۰۰ر صفحات فل اسکیپ) (۳) حفظان صحت کے بنیادی اصول شریعت کی روشنی میں (۲۵ ر صفحات فل اسکیپ) (۴) سیرت نبوی سے متعلق مولانا آزاد کا نقطۂ نظر، رسول رحمت کی روشنی میں (۳۰ ر صفحات فل اسکیپ) (۵) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم شیعوں کی نظر میں (۲۵ ر صفحات فل اسکیپ) (۶) اسلامی حدود و تعزیرات مبنی بر اعتدال ہیں (۲۵ ر صفحات فل اسکیپ) (۷) تخریج وتحقیق فتاوی مفتی عبد الحنان فیضی رحمہ اللہ (تقریباً ۵۰۰ ر صفحات فل اسکیپ) (۸) اردو زبان میں مستعمل قرآنی تلمیحات (۲۰ ر صفحات فل اسکیپ)

(۴۰) مولانا عبدالباری شفیق سلفی (ولادت: ۱۲ ر مئی ۱۹۸۹ء)

نام ونسب، مولد ومسکن اور ولادت: عبدالباری بن شفیق احمد بن ثناء اللہ بن سلارو۔ ضلع سدھارتھ نگر کا معروف اور مردم خیز گاؤں اکرہرا ان کا مولد ومسکن ہے، وہیں ان کی ولادت ان کے والد کے بقول ۱۵ ر اکتوبر ۱۹۸۷ء کو اور کاغذات کے لحاظ سے ۱۲ ر مئی ۱۹۸۹ء ہے، واللہ اعلم۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: جامعہ سلفیہ کے فضیلت سال اول میں داخل ہوئے، ۲۰۱۱ء میں فارغ ہوئے۔

صحافتی وتصنیفی خدمات: زمانہ طالب علمی سے مضامین لکھنے کا سلسلہ جاری ہے، ان کے بعض مضامین جماعتی مجلّات میں شائع ہوچکے ہیں، مدرسہ رحمانیہ گونڈی ممبئی میں تدریس کے دوران موصوف نے ''الاعتصام'' کے نام سے ایک دینی مجلہ کے بانی مدیر کی حیثیت سے ادارت کی، بعد میں اس کا ڈیکلریشن ''الاتحاد'' کے نام سے ہوا، رحمانیہ کے مدت قیام تک وہ اس کے ایڈیٹر رہے، اسی طرح جب جامعہ اسلامیہ ممبرا میں موصوف کی تقرری ہوئی تو وہاں بھی موصوف نے ذمہ داران کے ایماء پر ستمبر ۲۰۱۶ء سے اپنی ادارت میں مجلہ ''النور'' جاری کیا جواب تک ان کی ادارت میں کامیابی اور پابندی کے ساتھ شائع ہورہا ہے۔

مولانا عبدالباری شفیق سلفی نے اس مختصر عملی زندگی میں کئی مقالات اور رسالے مرتب کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے جو ابھی کتابی شکل میں شائع نہ ہوسکے ہیں ان کے نام یہ ہیں:

(۱) علماء اہل حدیث کی صحافتی خدمات (تحقیقی مقالہ ر غیر مطبوع) (۲) سنت وبدعت کی تشریعی حیثیت (۸۰ ر صفحات ر غیر مطبوع) (۳) نماز کی اہمیت (غیر مطبوع) (۴) مسلمانوں کے باہمی حقوق (غیر مطبوع) (۵) خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق: شخصیت اور کارنامے (غیر مطبوع) (۶) صلاح الدین مقبول مصلح نوشہروی کی شخصیت اور ان کی شاعری (ایم۔فل کا مقالہ) (۷) آزادی کے بعد ممبئی میں اردو خاکہ نگاری کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (زیر ترتیب)

(۴۱) مولانا حافظ محمد غفران سلفی (ولادت: ۲۶ ر جولائی ۱۹۹۳ء)

نام، ولادت اور جائے ولادت: محمد غفران بن عبیدالرحمن، موضع ککرہی، پوسٹ مہادیوگھرہو، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی میں ۲۶/جولائی ۱۹۹۳ء کوان کی ولادت ہوئی۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: جامعہ سلفیہ بنارس سے ۲۰۱۵ء میں عالمیت اور ۲۰۱۸ء میں فضیلت کی سند حاصل کی۔

قلمی خدمات: حافظ محمد غفران نے جامعہ سلفیہ میں قیام کے دوران عربی واردو میں مندرجہ ذیل تحریری وقلمی خدمات انجام دی ہیں جوابھی غیر مطبوع ہیں۔

(۱)التحقيق والتخريج لخمسة وعشرين حديثاً من إحياء علوم الدين للغزالي" (عربی/غیرمطبوع) (۲) حرمین پر قبضہ کا رافضی منصوبہ: ماضی اور حال کے تناظر میں(اردو/غیرمطبوع)(۳) فارغین مدارس کی تدریس سے بے رغبتی: اسباب وتدارک (اردو/غیرمطبوع) (۴) فضائل سور قرآن کریم سے متعلق احادیث کی تحقیق وتخریج (اردو/غیرمطبوع) (۵) قدیم وجدیداساتذۂ جامعہ سلفیہ بنارس:ایک تعارف(مقالہ/ندوۃ الطلبہ کے ترجمان''المنار'' ۲۰۱۸ء میں شائع) (۶) المخدرات وأضرارها على الفرد والمجتمع (عربی/غیرمطبوع)

(۴۲) مولانا افروز عالم سلفی (ولادت: ۲۶/دسمبر ۱۹۹۳ء)

نام ونسب، تاریخ ولادت ومولد: افروز عالم سلفی بن ذکراللہ بن عبدالرحیم بن زین اللہ، بڑھنی سے قریب نیپال سرحد پر واقع گاؤں بھاؤپورگلری میں ۲۶/دسمبر ۱۹۹۳ء کو پیدا ہوئے۔

جامعہ سلفیہ سے فراغت: ثانویہ، عالمیت اور فضیلت تمام مراحل کی تعلیم جامعہ سلفیہ میں حاصل کیا اور ۲۰۱۴ء میں فضیلت کی سند حاصل کی۔

قلمی خدمات: مولانا افروز عالم سلفی جامعہ کے ان نئے فارغین میں سے ہیں جنھیں قلم وقرطاس سے دلچسپی ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ انھوں نے کئی رسالے اور مقالات مرتب کئے ہیں جواب تک غیر مطبوع ہیں۔

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (غیرمطبوع) (۲) شراب کی حرمت ومضرت(غیرمطبوع) (۳) اللہ کی مدد کب آئے گی؟(غیرمطبوع)(۴) ظلم کی حرمت اور ظالم کا انجام (غیر مطبوع) (۵) جنت کے آسان راستے (غیرمطبوع) (۶) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین تفسیری اختلافات اوران کی حقیقت(غیرمطبوع) (۷) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بحیثیت فقیہ ومحدث (غیرمطبوع) (۸) ائمہ اربعہ محدثین کی نظر میں(غیرمطبوع)(۹) خدمت حدیث اورعلماء اہل حدیث کی مساعی پندرہویں صدی ہجری میں(جاری)

نوٹ: مولانا عبدالواحد مدنی نے معلومات دینے سے معذرت فرمائی، جب کہ مولانا عبدالسلام سلفی ممبئی اورمولانا حافظ اکبرعلی سلفی وغیرہما اپنی مصروفیت کے سبب اپنے تعلق سے اب تک معلومات فراہم نہ کرسکے، جب کہ ان کے نام میری فہرست میں شامل ہیں۔

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وبارك وسلم.

☆☆☆

صحابۂ کرام اور منہجِ سلف

فضل اللہ انصاری سلفی
مدھوبنی، بہار

الحمد لله كفى والصلاة و السلام على نبيه الذى اصطفى۔أما بعد:

فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم ، بسم الله الرحمن الرحيم

﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾۔ (نساء:۱۱۵)

اس قولِ حق کا کوئی نہ ثانی فریق ہے
منہجِ سلف بس ایسا، واحد طریق ہے
جس پر چلے صحابہ اورتبع تابعین کے
سُنت کی راہ جو چلے وہ بس لئیق ہے
دعاء بس ہے اِهدِنا الصراط المستقیم
نہ اس کی راہ جو سراپا جہنم غریق ہے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب یعنی آپ کی پاک صحبت سے فیض یاب اور ربانی فیض یاب صحابۂ کرام اور منہجِ سلف کے تعلق سے پڑھی جانے والی آیت کے اندر اللہ کریم کا فرمان ہے:

﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾۔ (نساء:۱۱۵)

''اور جو ہدایت واضح بننے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنین/صحابہ کی راہ سوا کی پیروی کرے تو اسے ہم اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا، اسے ہم جہنم کے اندر ڈالیں گے اور یہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے''۔

اس آیت کے اندر وارد لفظ ''هُدیٰ'' اور ''سبیل المؤمنین'' کے پیشِ نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتِ صحیحہ اور صحابہ کی راہ اسی منہجِ سلف کا اشارہ کرتا ہے، جو یہاں زیرِ بحث ہے اور اسی جگہ پر صاحبِ ایمان لوگوں سے مراد صحابہ بتلایا گیا ہے۔

شیخ صلاح الدین یوسف اس آیت پر تفسیری بحث کرتے لکھتے ہیں کہ: ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور مؤمنین کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کی پیروی دینِ اسلام سے خروج ہے ،جس پر یہاں جہنم کی وعید بیان فرمائی گئی ہے۔ مومنین سے مراد صحابہ کرام ہیں، جو دینِ اسلام کے اولین پیرو اور اس کی تعلیمات کے کامل نمونہ تھے اور ان آیات کے نزول کے وقت جن کے سوا کوئی گروہ مؤمنین موجود نہ تھا کہ وہ مراد ہو، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور غیر سبیل

المؤمنین کی اتباع حقیقت میں ایک ہی چیز کا نام ہے اس لیے صحابہ کرام کے راستے اور منہاج سے انحراف بھی کفر وضلال ہی ہے۔(احسن البیان، صفحہ ۲۵۶)

صحابہ کرام اور ان کا مرتبہ ومقام:

یہ الگ بات کہ صحابہ کی اصطلاحی تعریف اہلِ علم سے مخفی نہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر نے الاصابۃ (۱/۷) میں اس کی تعریف کرتے لکھا: "الصحابی هو من لقيَ النبی صلی اللہ علیه وسلم مؤمنا و مات علی الإسلام" صحابی وہ ہے، جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی اور اسلام پر مرے۔جن کی بڑی فضیلت اور اعلیٰ مقام ہے:

"الصحابة رضوان الله عليهم: هم أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصهاره ووزراؤه وأنصاره وأعوانه وهم أنصار دينه وحاملو لوائه ودعاة دينه ومبلغوه، وهم تلاميذه وأتباعه ولهم فيه القدوة الحسنة وله فيهم التربية الناجحة والنبتة الصالحة"۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب شریک عمل، معاون، آپ کے دین کے انصار، اس کے علمبردار اور دین کے داعی ومبلغ ہیں۔وہ سب آپ کے تلامذہ اور پیروکار ہیں۔ان کے لیے آپ کی ذات وشخصیت میں شاندار اسوہ اور آپ کی ان لوگوں میں کامیاب تربیت اور نیک نشو ونما ہے۔ان کی شان وعظمت کی مدح سرائی میں قرآن کے اندر فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾۔ (التوبۃ:۱۰۰)

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

اور فرمایا:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾۔ (الحدید:۱۰)

تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے، ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾۔ (الأنبياء:۱۰۱)

بے ریب، جن کے لیے نیکی ہماری جانب سے پہلے ہی قرار پا چکی ہے، وہ لوگ جہنم سے دور ہی رہیں گے۔

اس آیت کی روشنی میں ابن حزم کا قول ہے کہ صحابہ

سب کےسب جنت کےاندر جائیں گے۔

”فتبين أن الجميع في الجنة وأنه لا يدخل أحد منهم النار لأنهم المخاطبون“ (الاصابۃ:۱/۱۲)

پتہ چلا کہ سب جنت میں جائیں گےاوران میں سے کوئی بھی جہنم کے اندرنہیں جائے گا، کیوں کہ آیت کے اندر وہی مخاطب ہیں:

اورفرمانِ الٰہی:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَاناً سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْأَنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً﴾۔ (الفتح:۲۹)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھتے وہ رکوع اور سجدے کررہے ہیں، جو اللہ تعالٰی کے فضل اور رضامندی چاہتے ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا انکھوا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہوگیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہوگیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

صحابہ کرام، ان کی فضیلت وشانِ اعلی اور ان کے لیے رضی اللہ عنہم کے اثبات میں ان قرآنی آیتوں کے سوا احادیث کے اندر بھی بہت ساری باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

”لا تسبوا أصحابي فو الذي نفسي بيده لو أنفق أحدكم مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه“۔ (الصحیح للبخاری: ۳۶۷۳، والصحیح لمسلم: ۲۵۴۱)

میرے اصحاب کو سب وشتم نہیں کرو، کیوں کہ قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں میری جان ہے، کوئی اگر اُحد پہاڑ برابر بھی سونا خرچ کرلے تو بھی ان کے مُد (پیمانہ) بھر صدقہ یا اس کے نصف برابر نہیں پہنچ سکتا اور عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ کا بیان کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم“ (الصحیح للبخاری: ۲۶۵۲)

عن عبد الله بن مغفل رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الله الله في أصحابي لا تتخذوهم غرضا فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم ومن آذاهم فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله ومن آذى الله فيوشك أن يأخذه“۔ (سنن الترمذي (۳۸۶۲) امام ترمذی نے حسن کہا ہے۔

اور ترمذی وغیرہ نے جناب عبد اللہ سے روایت کی

ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اللہ اللہ (سے ڈرو) میرے صحابہ کے تعلق سے، ان کو طنز و تعریض اور سب وشتم کے نشانے نہیں بناؤ، جس نے ان سے محبت کی تو اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی تو اس نے مجھ سے دشمنی کی وجہ سے ان سے دشمنی کی، جس نے ان کو اذیت پہنچائی تو اس نے جیسے مجھے اذیت پہنچائی، جس نے مجھے اذیت پہنچائی، اس نے جیسے اللہ کو اذیت پہنچائی اور جو اللہ کو اذیت پہنچائے تو جلد پھر اللہ اس کی گرفت کرے گا۔

یہ اعلی درجہ ومقام ہے ان صحابہ کرام کا، نبی کے بعد اس دنیا نے ان جیسے نفوسِ قُدسیہ کی کوئی جماعت نہیں دیکھی۔ رضی اللہ عنهم

بحث کا دوسرا شق ہے منہجِ سلف تو اولاً منہج: طریقہ اور اصول وضابطہ سے عبارت ایسا لفظ ہے، سلف کی طرف جس کی نسبت کے ساتھ کسی اصطلاح کے طور پہ اس منہجِ سلف کا مطلب بنتا ہے، ایسی صحیح راہ، حقِ مبین، جادۂ مستقیم اور صاف شفاف طریقہ، جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کو چھوڑا۔

منہجِ سلف کی معنویت، ضرورت اور افادیت:

جب علمی وفکری ودینی انحرافات اور بدعات وخرافات بڑھنے لگے اور بدعتیوں کے بدعی تماشے لگنے لگے تو فرق وتمیز کے لیے علماء نے اس منہجِ سلف کی اصطلاح کو استعمال کرنا شروع کیا اور لکھا کہ:

" ـــــــــــــ لذلك صارت، نشأت مصطلحات عند العلماء للتمييز، مثلاً: منهج للسلف تمييزاً له عن منهج الخلف، أهل السنة تمييزاً لهم عن أهل البدعة، أهل الجماعة، السنة والجماعة تمييزاً لهم عن أهل الفرقة، الفرقة الناجية أو الطائفة المنصورة، كما أخبر النبي عليه الصلاة والسلام أنها ناجية، وأنها منصورة تمييزاً لهم عن الفرق الهالكة، الفرق المنحرفة"۔

اسی لیے تمیز کے واسطے علماء کے یہاں اصطلاحات ایجاد پانے لگیں، جیسے منہج خلف کے مقابل منہج سلف کی اصطلاح، اہلِ بدعت سے تمیز کرنے کے لیے اہلِ سُنت کی اصطلاح، اہلِ فرقہ سے تمیز کرنے واسطے اہلِ جماعت یا اہلِ سنت والجماعت، فرقۂ ناجیہ یا طائفہ منصورہ، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہی (فرقہ) ناجی اور بہ طور فرق وتمیز فرقۂ ھالکہ، منحرف اور برگشتہ جماعتوں، فرقوں سے الگ کرنے والا طائفہ (جماعت) منصورہ کہلاتا ہے۔ اس کے تعلق سے بحث کرتے شیخ صالح بن فوزان بن عبد اللہ الفوزان حفظہ اللہ اپنے مقالے "منهج السلف الصالح وحاجة الأمة إليه" جسے ان کے ویب "alfawzan.af.org.sa" پر دیکھا جا سکتا ہے، میں بیان کرتے ہیں کہ:

"والمراد بالسلف الصالح: القرن الأول من هذه الأمة، وهم صحابة رسول الله صلى الله وعليه وسلم من المهاجرين والأنصار ـــــــــــ ثم من جاء بعدهم وتتلمذ عليهم من التابعين وأتباع التابعين ومن بعدهم من القرون المفضلة التي قال فيها النبي صلى الله عليه وسلم: "خَيرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ

الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ"

سلف صالحین سے مراد،اس امت کے قرنِ اوّل کے لوگ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجر وانصار اصحاب ہیں -------------- پھر ان کے بعد آئے ان کے پاس شرفِ تلمیذ تہہ کرنے والے تابعین اور تبع تابعین، پھر ان کے بعد کے فضیلت مآب زمانے والے،جن کے تعلق سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،تم میں سب سے اچھا زمانہ اپنا ہے، پھران کے بعدوالےاور پھران کے بعدوالے۔

ان کی فضیلت اور قدر منزلت کے سبب ان کے طریقے اورمنہج ومنہاج کواس امت کی دینی ودنیاوی صلاح و فلاح کا راستہ اورکامیابی کا سُراغ بتاتے ہوئے شیخ صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان لکھتے ہیں:

"فهم القدوة لهذه الأمة، ومنهجهم هو الطريق الذين يسيرون عليه في عقيدتهم، وفي معاملاتهم، وفي أخلاقهم، وفي جميع شؤونهم، وهو المنهج مأخوذ من الكتاب والسنة لقربهم من الرسول صلى الله عليه وسلم، لقربهم من عصر التنزيل، وأخذهم عن الرسول صلى الله عليه وسلم، فهم خير القرون ومنهجهم خير المنهاج، ولذلك يحرص المسلمون على معرفة منهجهم ليأخذوا به، لأنه لا يمكن السير على منهجهم إلا بمعرفته وتعلمه والعمل به، ولهذا قال جل وعلا: ﴿وَالسَّابِقُونَ الأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ﴾ يعني: بإتقان، ولا يمكن أتباعهم بإحسان إلا بتعلم مذهبهم ومنهجهم وما يسرون عليه، وأما مجرد الانتساب إلى السلف والسلفية من غير معرفة بها وبمنهجها فهذا لا يدري شيئا؛ بل قد يضر، لابد من معرفة منهج السلف الصالح".

یہی لوگ اس امت کے قُدوہ اوراسوہ کہلائے ہیں اور ان (صحابہ وتابعین، تبع تابعین) کا منہج وہی طریقہ کہلاتا ہے،جس پر یہ لوگ اپنے عقائد اپنے معاملات ،اپنے اخلاقیات اوراپنے سارے معاملات میں چلتے رہے اور یہ وہ منہج ہے، جوان لوگوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ ءِ تنزیلِ احکام سے قریب رہنے کے سبب کتاب وسُنت اور خود آپ سے ماخوذ ہے۔اس لیے ان کا زمانہ بھی زمانۂ خیرو بہترین اوران کا منہج بھی منہج خیرو بہترین۔اسی لیے مسلمان اس منہج کو اپنانے واسطےاسے جاننے سمجھنے کے مشتاق رہتے، کیوں کہ اسے جانے سمجھےاورعمل کیے بغیر اس پر چلنا بھی ممکن نہیں۔پھراسی لیےتو اللہ کریم نے فرمایا:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (سورۃ التوبہ:۱۰۰)

اور جومہاجرین اورانصار سابق اورمقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوااوروہ سب اس سے راضی ہوئے اوراللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری

ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

آیت کے اندر وارد لفظ احسان یعنی اِتقان یعنی ان کے طریقے اور منہج وراستے کو بہ خوبی جانے سمجھے بغیر ان کی پیروی ممکن بھی نہیں ۔طریقہ ومنہج کو جانے سمجھے بغیر صرف سلف اور سلفیت کی طرف انتساب، کچھ نہیں بتا سکتا، بلکہ ضرر نقصان پہنچائے گا،اس لیے منہج سلف کو جاننا سمجھنا ضروری ہے، کیوں کہ امت کی خیریت اور صلاح وفلاح و کامرانی کے لیے یہی منہج سلف نہایت ضروری ہے، جیسا کہ امام دارالہجرۃ جناب امام مالک نے فرمایا:

”لا يصلح آخر هذه الأمة إلا ما أصلحها أولها الذي أصلحها أولها“۔ اس امت کے بعد والے کی بھی اصلاح اسی طریقے پر ممکن لگتی جس سے پہلے والوں کی اصلاح کی صورت بنی۔ اس کے تعلق سے استفسار کیے جانے پر کہ وہ کیا ہے، جواب ہے:

”هو الكتاب والسنة وأتباع الرسول صلى الله عليه وسلم، العمل بالقرآن والعمل بالسنة هذا هو الذي أصلح أول الأمة ولا يصلح آخر هذه الأمة إلا ما أصلحها أولها“.

کتاب وسُنت اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کتاب وسُنت پر عمل ہی نے اس امت کے شروع (نسل) کی اصلاح کی اور مابعد لوگوں کی اصلاح بھی اسی سے ممکن ہے۔”فمنهج السلف صالح لكل زمان ومكان، نور من الله عز وجل ---------فمن أراد النجاة فعليه معرفة مذهب السلف، والتمسك به، والدعوة إليه، فهو الطريق النجاة، هو سفينة نوح عليه السلام من ركبها نجا، ومن تركها هلك وغرق في الضلال، فلا نجاة لنا إلا بمذهب السلف، ولا يمكن أن نعرف مذهب السلف إلا بالتعلم، تعلمه وتدريسه ودراسته مع سؤال الله: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾

اس طرح منہج سلف ہر زمان مکان کے لائق اور اللہ کا نُور ہے ۔ چنانچہ جو نجات چاہتا،اس پر مسلکِ سلف کی معرفت، اس کی اتباع اور اس کی دعوت ضروری ہے۔ یہی طریقۂ نجات ہے، یہ سفینۂ نُوح کے جیسا ہے، جو اس پر سوار، اس کا بیڑا پار دریا کنارا اور جس نے چھوڑا ہلاک و برباد اور ضلالت و گمرہی کے سمندر میں غرقاب۔مسلکِ سلف اپنانے میں ہی ہماری نجات ہے اور مسلکِ سلف کی معرفت ہمارے لیے تعلم ،تدریس ودراسہء ومطالعہ اور اللہ کریم سے اس دعاء کے بغیر ممکن بھی نہیں۔ ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ یعنی پھر آئی بات یہی: منہجِ سلف ہی صراطِ مستقیم ہے۔

ندعو الله أن يوفقنا لاتباع طريق السلف وأن يثبتنا عليه.

❖❖❖

صحابہ کرام اور منہج سلف صالحین

مولانا عبدالمتین مدنی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عالم رنگ وبو میں انبیائے کرام کے بعد سب سے بہتر اور افضل مخلوق ہیں۔شرعی اور تاریخی حوالوں سے یہ بات واضح ہے کہ ہر زمانہ میں ہر نبی اور رسول کے اعوان وانصار رہے ہیں جنہوں نے دین الٰہی اور توحید ربانی کی اشاعت وفروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔صحابہ کرام جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین اعوان وانصار تھے انہوں نے بھی دین محمدی اور وحی ربانی کو دوسروں تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ کی سنت کا صحیح مقام آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام ہی سے ہوسکتا ہے۔وہ لوگ قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے تھے۔ان سے سرمو انحراف نہیں کرتے تھے۔ان کی پوری زندگی کا مشن کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج واشاعت تھی۔یہ وہ پاک طینت نفوس ہیں جنہیں اللہ تعالی نے خاتم الانبیاء، محسن انسانیت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت کے لیے منتخب کیا ہے۔صحابہ کرام وفاداری، جاں نثاری، ہمت وشجاعت۔صدق ووفا اور دیگر خصائل حمیدہ اور صفات ستودہ سے متصف ہیں۔

قرآن کریم اور ذخیرہ سنت میں صحابہ کرام کے ان گنت فضائل ومناقب اور اوصاف وخصوصیات پر دلالت کرنے والی بے شمار نصوص ہیں جن میں ان کی توثیق وتصدیق کی گئی ہے اور ان کے اخلاق وکردار کو سراہتے ہوئے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔سورۃ الفتح میں صحابہ کرام کے اوصاف کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا ہے: [مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ] (سورۃ الفتح:۲۹) محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ مخالفین کے لیے سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔اللہ کے فضل ورضا کے طالب ہیں۔ان کے چہرے پر سجدہ کے آثار نمایاں ہیں۔یہی ان کی مثال تورات میں ہے اور یہی مثال انجیل میں بھی ہے۔

اسی طرح سورۃ البقرہ کی آیت (۱۳) [آمِنُواْ كَمَا آمَنَ النَّاسُ] میں انہیں ایمان ویقین میں دوسروں کے لیے معیار اور نمونہ قرار دیا گیا ہے اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو {سُفَهَاءُ} اور {لَا يَعْلَمُونَ} کا خطاب دیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ قرآن وسنت کی متعدد آیات اور احادیث میں صحابہ کرام کے مقام ومرتبے مختلف اسلوب میں مذکور ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ انبیاء کرام کے بعد

روئے زمین پر سب سے افضل مخلوق ہیں۔انتہائی معتمد، مستند،صالح، پاک باز،صاف نیت،راست گو،حلم وبردباراور صاحب فضل وتقوی ہیں۔اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حددرجہ محبت کرنے والے ، دین اسلام کی تبلیغ کرنے والے ، راہ حق میں سر کٹانے والے ہیں۔ وہ جس مقام ومرتبہ سے سرفراز ہوئے اب ان کے مرتبہ تک کسی کی رسائی ممکن نہیں ہے۔ان کا زمانہ خیر القرون تھا۔ان کے زمانہ میں نہ بدعات تھیں اور نہ خرافات، بلکہ یہ کہنا بہتر ہوگا کہ طرح طرح کی قباحتوں سے پاک اورصاف تھا۔عقائد وایمانیات ، رسالت ونبوت،عبادات واخلاقیات اور افکار ونظریات کے اعتبار سے ان کا زمانہ آنے والے زمانوں سے بدرجہا بہتر ہی نہیں بلکہ اس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔

علمائے سلف نے ان کا احترام کرتے ہوئے ان کو اور ان کی جلیل خدمات کو ایمانیات کا ایک اہم حصہ قرار دیا ہے۔اس سلسلہ میں علمائے سلف کا یہ منہج رہا ہے کہ ان سے محبت کی جائے اور ان کے نقش قدم کی اتباع کی جائے۔ان کی تنقیص اور استخفاف نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کی تکفیر وتفسیق اور طعن وتشنیع کی جائے۔انہیں برا بھلا کہنا دراصل دین اسلام اور اس کے چشمہ صافی کو برا بھلا کہنا ہے۔ان کے ذریعہ دین اسلام ہم تک پہنچا۔ہمیں تو نہ صرف ان کو اچھے القاب والفاظ سے یاد کرنا چاہیے، بلکہ ان کے لیے استغفار کرنا چاہیے اور ان کو اپنا پیشوا اور مقتدی ماننا چاہیے۔یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمارے حقیقی ہادی اور رہبر ہیں۔[فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ] کیوں کہ:

هم أفضل أمته الذين شاهدوه وصدقوه ونصروه وأخذوا عنه وتلقوا الخطاب منه.

وہ امت محمدیہ کے سب سے افضل گروہ ہیں جنہوں نے آپ پر قرآن کریم کے نزول کا چشم خود سے مشاہدہ کیا ہے اور آپ کی تصدیق کی ہے اور شریعت اسلامیہ کی تائید ونصرت کی ہے اور آپ سے کسب فیض کیا ہے اور آپ کی تربیت میں رہ کر نیر تاباں اور مشعل راہ بنے ہیں۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ علمائے سلف کے منہج کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ونحب أصحاب رسول الله ﷺ ولا نفرط في حب أحد منهم، ولا نتبرأ من أحد منهم، ونبغض من يبغضهم، ولا نذكرهم إلا بخير. وحبهم دين وإيمان وإحسان، وبغضهم كفر ونفاق وطغيان.

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور ان سے محبت کرنے میں غلو نہیں کرتے اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک کے بارے میں تبرابازی کرتے ہیں۔جو ان سے بغض رکھتا ہے ہم بھی ان سے بغض اور نفرت رکھتے ہیں۔ہم ان کا ذکر خیر وبھلائی کے ساتھ کرتے ہیں۔ان سے محبت کرنا دین، ایمان اور احسان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر،نفاق اور طغیان ہے۔

صحیح بخاری (۷/ ۱۱۳)اور صحیح مسلم (۱/ ۸۵) کی حدیث میں ہے: **لا يحبهم إلا مؤمن ولا يبغضهم إلا منافق.**

علمائے سلف کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام کے درمیان جو اختلافات اور مشاجرات رونما ہوئے ان سے خاموشی اختیار کی جائے۔ان کی وجہ سے ان کو سب وشتم کا نشانہ نہ بنایا جائے۔اگر ان کو نشان قدح بنایا جائے تو ان

کے بارے میں اللہ رب العالمین اور اس کے رسول سید المرسلین کی مدح وثنا اور تعدیل وتوثیق کا کیا مطلب ہوگا اور ان کے بعد صفحۂ ہستی پر کون عادل اور متقی قرار پائے گا؟

واضح ہو کہ عدالت صحابہ پر تمام علمائے سلف کا اجماع ہے۔ جو اس اجماع کی مخالفت کرے گا وہ سبیل المومنین سے بھٹکا ہوا اور راہ ہدایت سے ہٹا ہوا ہے۔

علمائے سلف کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کا باہمی اختلاف احقاق حق اور اظہار حق کے لیے تھا، اس لیے جہاں تک ہو سکے ان مشاجرات کا صحیح حل تلاش کیا جائے جس سے صحابہ کرام کی شان اور منقبت پر کوئی آنچ نہ آئے۔

صحابہ کرام صرف ہمارے لیے ہی اسوہ نہیں، بلکہ روئے زمین پر بسنے والے تمام افراد کے لیے اسوہ ہیں۔ مسلمانوں کے لیے بھی اسوہ ہیں تو برادران وطن کے بھی قائد ہیں۔

ایک مسلمان کے ایمان وعقیدہ کی سلامتی اس بات میں مضمر ہے کہ وہ دین کی فہم منہج سلف کے مطابق حاصل کرے اس لیے کہ وہی منہج نبوت کا امتداد اور صحابہ وتابعین کی شاہراہ ہے۔

اگر کوئی شخص بزعم خود علم ودانش کے اوج ثریا پر جا پہنچے اور دین فہمی کے لیے اپنے آپ کو منہج سلف سے مستغنی سمجھے تو وہ نرا جاہل ہے اور اس کی مثالیں بھی موجود ہیں۔ صحابہ کرام کے بارے میں ہی دیکھ لیں ایک طرف اطراء وغلو پر مبنی قصیدہ خانیاں ہیں تو دوسری طرف الزامات واتہامات پر مبنی طوفان بدتمیزیاں۔ یہی راہ سلف کے چھوڑنے کا وبال ونتیجہ ہوتا ہے۔ اس لیے صحابہ کرام کے بارے میں سلف صالحین کا عقیدہ ہی برحق ہے۔ اسی کو اختیار کرنا چاہیے۔

امام ابن ابی زید القیر وانی المالکی اپنے مشہور رسالہ کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں: ”وأن خير القرون الذين رأوا رسول الله ﷺ وآمنوا به، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، وأفضل الصحابة: الخلفاء الراشدون المهديون أبوبكر عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله عنهم أجمعين، وأن لا يذكر أحد من صحابة الرسول ﷺ إلا بأحسن ذكر، والإمساك عما شجر بينهم وأنهم أحق الناس أن يلتمس لهم أحسن المخارج ويظن بهم أحسن المذاهب“ بیشک خیر القرون وہ ہیں جو اللہ کے رسول کے دیدار سے شرف یاب ہوئے اور آپ پر ایمان لائے پھر وہ جو ان کے بعد آئے پھر وہ جو ان کے بعد، اور صحابہ کرام میں سب سے افضل ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، نیز صحابہ کرام میں سے ہر ایک کا خیر کے ساتھ ذکر کیا جائے اور ان کے درمیان جو اختلافات رونما ہوئے ان سے بچا جائے اور وہ سب سے زیادہ اس بات کے حقدار ہیں کہ ان کے لیے بہترین اعذار تلاش کیے جائیں اور ان کے معاملات حسن ظن پر محمول کیے جائیں۔

امام اہل سنت احمد بن حنبل اپنی عظیم الشان کتاب السنۃ میں رقمطراز ہیں:

”ومن السنة ذكر محاسن أصحاب رسول الله ﷺ كلهم أجمعين، والكف عن الذي جرى بينهم، فمن سب أصحاب رسول الله ﷺ أو واحد آمنهم فهو مبتدع رافضي، حبهم سنة والدعاء لهم قربة

والاقتدائ بهم وسيلة والأخذ بآثارهم فضيلة....ولا يجوز لأحد أن يذكر شيئا من مساويهم ولا يطعن على أحد منهم، فمن فعل ذلک فقد وجب على السلطان تأديبه وعقوبته، ليس له أن يعفو عنه بل يعاقبه ثم يستتيبه، فإن تب قبل منه وإن لم يتب أعاد عليه العقوبة وخلّده في الحبس حتى يتوب ويرجع" عقیدہ کے مسائل میں سے تمام صحابہ کرام کی خوبیوں کو ذکر کرنا اور ان کے درمیان ہونے والے اختلافات سے بچنا ہے۔ جو صحابہ کرام یا کسی صحابی کے بدلے میں بدزبانی کرتا ہے وہ بدعی رافضی ہے، ان سے محبت ایمان وعقیدہ، ان کے لیے دعا اجر وثواب، ان کی پیروی راہ حق پر چلنے کا ذریعہ اوران کے نقش قدم کو اختیار کرنا باعث شرف وفضیلت، نیز فرماتے ہیں کسی کے لیے صحابہ کرام کے کسی کے عیب کا تذکرہ کرنا یا ان میں سے کسی پر زبان درازی کرنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے یہ جسارت کی تو حاکم پر اسے سزا دینا واجب ہے۔ حکم اسے معاف نہ کرے بلکہ سزا دے اور توبہ کرائے، اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کرلے، اگر توبہ نہ کرے تو دوبارہ سزا دے۔ اس وقت تک قید میں رکھے جب تک کہ وہ اپنی بات سے رجوع نہ کرے۔

امام ابو عثمان الصابونی اپنی کتاب عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث میں لکھتے ہیں:

"ويرون الكف عما شجر بين أصحاب رسول الله ﷺ وتطهير الألسنة عن ذكر ما يتضمن عيبا أو نقصا فيهم، ويرون الترحم على جميعهم والموالاة لكافتهم" اہل سنت صحابہ کرام کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں اوراپنی زبان کو اس بات سے محفوظ رکھتے ہیں جس سے ان کی عیب جوئی یا تنقیص ہو اور تمام صحابہ کرام کے لیے دعائے مغفرت ورحمت اور ولاء ومحبت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ صحابہ کرام کے بارے میں سلف کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"أهل السنة والجماعة لا يعتقدون أن كل واحد من الصحابة معصوم عن كبائر الإثم وصغائره، بل تجوز عليهم الذنوب في الجملة۔ ولهم من الصوابق والفضائل ما يوجب مغفرة ما يصدر منهم، إن صدر، لمن بعدهم، وقد ثبت بقول رسول الله ﷺ: "إنهم خير القرون" وإن المدمن أحدهم إذا تصدق به كان أفضل من جبل أحد ذهباً ممن بعدهم، ثم إذا كان قصد صدر من أحدهم ذنب فيكون قد تاب منه أو أتى بحسنات تمحوه أو غفر له بفضل سابقته، أو بشفاعة محمد ﷺ الذي هم أحق الناس بشفاعته أو ابتلي ببلائ من الدنيا كفر به عنه، فإذا كان هذا في الذنوب المحققة فكيف بالأمور التي كانوا فيها مجتهدين، إن أصابوا فلهم أجران وإن أخطأوا فلهم أجر واحد والخطأ مغفور لهم، ثم القدر الذي ينكر من فعل بعضهم قليل نزر مغمور في جنب فضائل القوم ومحاسنهم، من الإيمان بالله ورسوله والجهاد في سبيله، والهجرة والنصرة والعلم النافع والعمل الصالح، ومن نظر في سيرة القوم بعلم وبصيرة وما

منّ الله به عليهم من الفضائل علم يقينا أنهم خير الخلق بعد الأنبياء، لا كان ولا يكون مثلهم، وإنهم هم الصفوة من قرون هذه الأمة التي هي خير الأمم وأكرمها على الله تعالى" (مجموع فتاوی: ۳/ ۱۵۵-۱۵۶) اہل سنت ہر صحابی کے کبائر وصغائر سے معصوم ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتے بلکہ اجمالی طور پر ان سے گناہوں کے صدور کو ممکن جانتے ہیں اور اگر ان سے کسی گناہ کا صدور ہوتا ہے تو ان کے فضائل وکارنامے ان کی مغفرت کا ذریعہ بنتے ہیں، بلکہ ان کے تو وہ گناہ بھی معاف کردیئے جاتے ہیں جو ان کے بعد دوسرے کے معاف نہیں ہوتے، اس لیے کہ ان کے گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ بننے والی ایسی نیکیاں ہیں جو ان کے بعد دوسروں کے مقدر میں نہیں، ان کی شان میں اللہ کے رسول ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ وہ خیر القرون میں اور ان کا ایک مد صدقہ ان کے بعد آنے والوں کے احد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرنے سے بھی افضل ہے۔

اگر ان میں سے کسی سے کوئی گناہ صادر ہوا تو ممکن ہے کہ انھوں نے اس سے توبہ کرلیا ہو یا ایسی نیکی کے کام کیے ہوں جو مغفرت کا ذریعہ بن گئے یا ان کے سابق فضل کی وجہ سے ان کو مغفرت حاصل ہوگئی یا اللہ کے رسول کی شفاعت سے، جس شفاعت کے وہ سب سے زیادہ حقدار ہیں یا کوئی دنیاوی آزمائش ان کے گناہ کا کفارہ بن گئی۔

قطعی طور پر جو گناہ کے کام ہیں جب ان کے بارے میں یہ شرف ان کو حاصل ہے تو جو ان کے اجتہادی مسائل ہیں وہ کیونکر ان کے لیے کسر شان کا باعث بن سکتے ہیں، اگر ان میں وہ درستگی کو پہنچے تو دوہرا اجر اور اگر چوک ہوگئی تو بھی ایک ثواب اور چوک بھی معاف۔

مزید یہ کہ ان صحابہ کے جو اس طرح کے بعض اعمال ذکر کیے جاتے ہیں وہ ان کے فضائل ومحاسن، اللہ ورسول پر ایمان، جہاد، ہجرت، نصرت دین، علم نافع وعمل صالح کے مقابلہ میں گنتی کے ہیں جو اصحاب رسول اللہ کی سیرت اور ان پر اللہ کے احسانات پر انصاف وبصیرت کے ساتھ غور کرے گا تو اسے یقین ہوجائے گا کہ وہ انبیاء کے بعد سب سے افضل تھے، نہ ان کے جیسا کوئی تھا اور نہ ہوگا اور وہ اس خیر امت کے جو اللہ کے نزدیک سب سے معزز ہے سب سے برگزیدہ ومقدس نفوس تھے۔

●●●

سب سے بڑی ضرورت

سب سے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ ہندوستان کے لوگوں کی سوچ درست ہو۔ دنیا کے لوگ اپنے بنانے والے معبود کو پہچانیں اور صرف اسی کی عبادت کریں اور انسانیت کے ساتھ تمام مخلوقات کی فلاح وبہود کے لیے اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔

مولانا عبد السلام سلفی (ممبئی)

●●●

تعمیر انسانیت میں مدارس اسلامیہ کا کردار

مولانا نورالعین سلفی

الحمد لله وحده و الصلاة والسلام على من لانبی بعده، أما بعد:

صدر ذی وقار، علماء کرام، گرامی قدر اساتذۂ کرام، عزیز طلبہ اور محترم حاضرین مجلس!

قال الله عز و جل: أعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم.

[قُلْ تَعَالَوْاْ أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلاَّ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئاً وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَ لاَ تَقْتُلُواْ أَوْلاَدَكُم مِّنْ إمْلاَقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ إِيَّاهُمْ وَ لاَ تَقْرَبُواْ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ لاَ تَقْتُلُواْ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ٭ وَ لاَ تَقْرَبُواْ مَالَ الْيَتِيمِ إِلاَّ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ] (سورہ انعام: ۱۵۱، ۲۵۱)

ترجمہ: آپ کہئے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں (یعنی جن کی مخالفت) کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو، ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ، خواہ وہ اعلانیہ ہوں، خواہ پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق کے ساتھ اِن کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو، اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے۔

مادر علمی جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس کی اس باوقار اور بابرکت مجلس میں حاضر ہو کر نہایت خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ علمائے کرام کا یہ عظیم اجتماع گواہی دے رہا ہے کہ سلفیان ہند ملک وملت کے تئیں حساس اور بیدار ہیں۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مبارک اجتماع کو مفید، نتیجہ خیز اور خیر وبرکت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

حضرات! جامعہ سلفیہ کے فارغین اور ابناء قدیم کے مبارک اجتماع کی مناسبت سے اس سیمینار کا انعقاد عمل میں آیا ہے۔ سیمینار کا مرکزی عنوان ہے ''منہج سلف ہی صراط مستقیم ہے'' اور اس کا ایک ذیلی عنوان ہے ''تعمیر انسانیت میں مدارس اسلامیہ کا کردار'' اسی ذیلی عنوان پر ناچیز کو کچھ کہنے کا حکم ہوا ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اسلامی مدارس میں عصری کالجوں اور یونیورسٹیوں کی طرح وضع اور خود ساختہ قانون اور دستور کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ یہاں جو کچھ پڑھایا

جاتا ہے اس کا اصل ماخذ اللہ کی وحی اور اللہ کا قانون و دستور ہے۔ آسمان وزمین کی اتھاہ کائنات کا اصول اور ضابطۂ حیات وہی دے سکتا ہے جو ان کا پیدا کرنے والا ہے اور جس کا علم حدود و قیود کی بندش سے آزاد ہو، اس کا علم غائب اور حاضر سب کو محیط ہو، مدارس اسلامیہ میں جو تعلیم دی جاتی ہے اور جو نصاب پڑھایا جاتا ہے وہ اسی خالق کائنات کا دیا ہوا نظام ہے، اس لئے یہ ناممکن ہے کہ کائنات کا خالق کوئی ایسا نظام دے جو اس کی مخلوق کی تباہی کا سبب بنے، وہ اللہ جس نے تعذیب نفس اور خودکشی کو حرام قرار دیا ہے وہ کوئی ایسا نظام حیات نہیں دے سکتا جو بندوں کی مصلحت سے بعید اور شر و فساد سے قریب ہو بلکہ اس کی ہر تعلیم اور ہر حکم جلب منفعت یا دفع مضرت کی بنیاد پر ہوگا۔ یہی صالح نظام اور نصاب اسلامی مدارس میں رائج ہے اور اسی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

دنیا کے قوانین بھی اسی بنیاد پر وضع کئے جاتے ہیں کہ اختلاف اور جدال وقتال سے بچا جائے اور سکون وچین کی زندگی گذاری جائے، لیکن انسان کا بنایا ہوا قانون الٰہی قانون کا بدل کبھی نہیں ہوسکتا۔ اللہ عز وجل کی دی ہوئی تعلیم میں سب سے اہم تعلیم امنِ عامہ کی ہے اور اس تعلیم کے مجموعے کو ہم ضروریات خمس سے تعبیر کرسکتے ہیں، یہ پانچ ایسی ضروریات زندگی ہیں جن کی حفاظت کی جائے تو پوری دنیا میں اللہ کی مخلوق امن، چین اور سکون کی زندگی گذارے گی، یہاں تک کہ کتا اور بلی بھی۔ اور ان ضروریات خمس میں جتنا نقص اور خلل ہوگا، امن عامہ میں اتنا ہی خلل واقع ہوگا، اسلامی مکاتب اور مدارس میں انھیں پانچوں ضروریات کی حفاظت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جن کے بغیر انسانیت کی تعمیر ناممکن ہے۔ وہ ضروریات خمس جن کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں: (۱) دین، (۲) نفس، (۳) عقل، (۴) نسل، (۵) مال۔

ان پانچوں ضروریات پر ہم اختصار سے صرف قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں بحث کرتے ہیں اس کے بعد ان شاء اللہ آپ خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ مدارس اسلامیہ کا انسانیت کی تعمیر میں کیا کردار ہے۔ وبہ نستعین

ابتداء میں سورۂ انعام کی جو آیات ہم نے پیش کی ہیں ان میں اللہ عز وجل نے دنیا کی سالمیت کے لئے پانچوں ضروریات کی حفاظت کا اجمالاً حکم دیا ہے، اس اجمال کی قدرے تفصیل یوں ہے:

(۱) دین کی حفاظت:

دین کی حفاظت کے تعلق سے اللہ عز وجل کا ارشاد گرامی ہے:

[وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَ هُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ] (مومنون:۷۱)

اگر حق (دین) ان کی خواہش کے مطابق ہوجائے تو آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی ساری چیزیں درہم برہم ہوجائیں، حق تو یہ ہے کہ ہم نے انھیں ان کی نصیحت پہنچادی، لیکن وہ اپنی نصیحت سے منھ موڑتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ عز وجل نے واضح لفظوں میں یہ بتایا کہ دین اگر لوگوں کی خواہشات کے تابع ہوجائے تو

آسمان وزمین کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے، اس لئے کہ ہر شخص کی خواہش، پسند اور مصلحت الگ الگ ہوتی ہے۔ اگر اللہ کے بتائے ہوئے اصول اور دستور کے ذریعہ نظام زندگی کو محفوظ اور مضبوط نہ کیا جائے تو ہر شخص وہی کرے گا جو اس کی خواہش ہو اور جس میں اس کا فائدہ ہو۔ اس کے بعد ٹکراؤ کا جو منظر سامنے آئے گا وہ بیان سے باہر ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ جان، مال، عزت، آبرو، حسب ونسب سب ظلم کا شکار ہو جائیں گے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے دین نازل فرمایا، تاکہ آدمی دین کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنی ضروریات زندگی پوری کرے۔

[إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الإِسْلَامُ]

اسی مفہوم کو اللہ عزوجل نے سورہ انعام میں یوں بیان فرمایا ہے:

[وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيماً فَاتَّبِعُوهُ وَلاَ تَتَّبِعُواْ السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ] (سورہ انعام: ۱۵۳)

دیکھو یہ میرا سیدھا راستہ ہے اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو ورنہ وہ راستے تم کو اللہ کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ اس کا تم کو اللہ حکم دے رہا ہے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اس آیت میں بھی اللہ نے یہ واضح کر دیا کہ دین لوگوں کی خواہشات کے تابع نہیں ہے، دین نازل کرنا اللہ عز وجل کا کام ہے، اور دین کا سیدھا راستہ صرف ایک ہے اور وہ ہے کتاب وسنت کا راستہ جسے ہم منہج سلف سے تعبیر کرتے ہیں اگر اللہ کی بتائی ہوئی اس راہ کو چھوڑ کر ہم کوئی اور راستہ اختیار کریں گے تو اس کا نتیجہ گمراہی اور فساد کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

محترم سامعین کرام! ہمارے دینی اداروں میں کتاب وسنت کی روشنی میں اللہ کے نازل کردہ دین کی حفاظت اور پابندی کی تعلیم دی جاتی ہے اور اسی منہج پر انسانیت کی تعمیر ممکن ہے اس کے علاوہ انسانیت کی تعمیر کا کوئی متبادل نہیں ہے۔

(۲) نفس کی حفاظت:

امت مسلمہ اس وقت بے حد بحرانی دور سے گذر رہی ہے، اسلام کو بدنام کرنے اور مسلمانوں کو خوف زدہ اور دہشت زدہ رکھنے کے لئے مخصوص مزاج کے افراد ہیں جو دہشت پھیلانے کے لئے نئی نئی تکنیک اختیار کرتے ہیں، کبھی گاؤ کشی کا مسئلہ ہے، کبھی چھیڑ خوانی کا مسئلہ ہے، کبھی حجاب اور نقاب کا مسئلہ ہے، کبھی لاؤڈ اسپیکر سے اذان کا مسئلہ ہے، کبھی مسجد اور مندر کا مسئلہ ہے، کبھی بنگلہ دیشی ہونے کا مسئلہ ہے، کبھی ووٹر لسٹ سے مسلم ناموں کے غیاب کا مسئلہ ہے، کبھی بچہ چوری اور اندھی بھیڑ کا مسئلہ ہے، کبھی استغاثے کی فائل بند ہونے کا مسئلہ ہے اور ابھی کتنے مسائل پیدا کئے جائیں گے، اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا، بیچاری امت مسلمہ صفائی دینے اور داغ دھونے میں پریشان ہے اور کتنے اللہ کے بندے کہفی نظام کی دعوت دے رہے ہیں، نفس وجان کی حفاظت کے لئے قانون پر قانون بن رہے ہیں، لیکن نفس کی بربادی اور خون کی ارزانی رکنے کا نام نہیں لیتی، سنئے! یہ اس وقت رکے گی جب اللہ کا دیا ہوا قانون دنیا میں نافذ کیا جائے اور دینی اداروں میں

حفاظت نفس کی جو تعلیم دی جاتی ہے وہی تعلیم عام کی جائے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(۱) [مَن قَتَلَ نَفساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً وَمَنْ أَحيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحيَا النَّاسَ جَمِيعاً] (سورہ مائدہ:۳۲)

جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو قتل کرڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کردیا۔ اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کردیا۔

سورہ نساء میں ارشاد ہے۔

(۲) [وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيهَا وَ غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهُ وَ أَعَدَّلَهُ عَذَاباً عَظِيماً] (سورہ نساء:۹۳)

اور جو کسی مومن کو قصداً قتل کرڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ کا غضب اور اللہ کی لعنت ہوگی اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۳) [وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ إِيَّاكُم إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيْراً] (سورہ اسراء:۳۱)

اور مفلسی کے خوف سے تم اپنی اولاد کی جان نہ مارو، ان کو اور تم کو روزی دینا ہمارا کام ہے۔ یقینا ان کا قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

یہ چند آیات جو آپ کو سنائی گئی ہیں ان سے آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ نفس انسانی کی کتنی عظمت اور کتنا احترام اسلام کی نگاہ میں ہے اور کتنے بلیغ انداز میں نفس انسانی کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ دین اسلام کی یہ تعلیمات اصلاح معاشرہ کی کلید ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص قانون شکنی کرتا ہے، حد سے تجاوز کرتا ہے اور ناحق، ظلماً کسی کو قتل کردیتا ہے تو ہماری تعلیم یہ ہے کہ اس کے بدلے قاتل کو قتل کردیا جائے گا۔ ساتھ ہی قصاص میں تماثل کا بھی لحاظ کیا گیا ہے۔ یعنی اگر کسی ظالم نے کسی کو دو پتھروں کے درمیان سر رکھ کر کچل دیا تو قصاص میں اسی طرح اس کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان کچل کر مارا جائے گا۔ تاکہ مقتول کے اولیاء کا دل ٹھنڈا ہو، اور انھیں یہ خلش نہ رہے کہ میرا آدمی تو ستاستا کر مارا گیا اور قصاص میں قاتل کی گردن ایک منٹ میں اڑادی گئی، قاتل کو وہ اذیت نہیں ہوئی جو میرے آدمی کو ہوئی اور پھر اس خلش کے نتیجے میں جدال وقتال کا بازار گرم ہوجائے، اسی قانون کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

[وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَاْ أُولِي الأَلْبَابِ] (سورہ بقرہ:۱۷۹) اے عقل والو! قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے۔

آج پوری دنیا میں قتل وخونریزی کا بازار گرم ہے، ہر دن بم دھماکوں کی خبریں سنی اور پڑھی جاتی ہیں اسی میں امن کے علمبردار بھی اپنا جھنڈا اٹھائے شور مچا رہے ہیں لیکن جرائم گھٹنے کے بجائے اور بڑھ رہے ہیں، ہر سال قتل کی وارداتوں میں اضافہ ہو رہا ہے، اسلام سے پہلے عرب معاشرے کا بھی حال اس سے کچھ کم نہیں تھا دور جاہلیت میں زبان سے نہیں تلوار سے بات ہوتی تھی لیکن جب اسلام کی

دعوت پھیلی، اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، حکومت قائم ہوئی، سختی سے اسلام کا قانون نافذ ہوا تو قتل کے بدلے قتل یا دیت، دانت کے بدلے دانت یا دیت کا نظام نافذ کر دیا گیا اور ساری وحشت، دہشت اور بربریت ختم ہوگئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یمن میں ایک بچے کا قتل ہوگیا، قتل میں چار لوگ شریک تھے راز فاش ہوگیا قاتل پکڑے گئے، انھوں نے قتل کا اعتراف کر لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا چاروں کو قتل کر دیا جائے۔ لوگوں میں اس فیصلے کے خلاف چرچا ہونے لگا! ایک بچے کے قصاص میں ایک عورت اور تین مردوں کا قتل بڑا ظلم ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تبصرے کا پتہ چلا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''لو اشترک فیها أهل صنعاء لقتلتهم'' (صحیح بخاری، کتاب الدیات)

اگر اس قتل میں صنعاء شہر کے تمام لوگ شریک ہوتے تو میں سب کو مروا دیتا۔ یہ ہے اسلام کا پختہ نظام، حفاظت نفس کی ایسی مثال پیش کرنے سے دنیا کی تاریخ قاصر ہے، اگر یہی نظام صحیح معنوں میں نافذ کر دیا جائے تو چند دنوں میں بم دھماکوں کی خبریں آنا بند ہو جائیں گی۔ اسلام کی تعلیم اسی پر بس نہیں ہو جاتی، اگر کوئی زانی، کوئی چور، کوئی قاتل دنیا میں گرفت سے بچ گیا تو وہ یہ نہ سمجھے کہ میں بچ گیا، نہیں: ہمارے اداروں میں یہ عقیدہ پختہ کرایا جاتا ہے کہ ہماری ہر نقل و حرکت کا خفیہ ریکارڈ تیار ہو رہا ہے دنیا میں بچ گئے تو آخرت میں اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے، یہ آخرت کا پہرہ ہمیں گناہوں سے اور معاصی سے بچاتا ہے۔

آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جہاں ہر ظاہر و باطن پر عقیدۂ آخرت کا پہرہ ہو وہاں انسانیت کی تعمیر ہوگی یا جہاں استغاثے کی فائل بند کر دی جائے وہاں انسانیت کی تعمیر ہوگی؟

(۳) عقل کی حفاظت:

تیسری چیز جس کی حفاظت کا حکم اللہ عز وجل نے دیا ہے وہ عقل ہے۔

(۱) اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے [إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ] (سورہ مائدہ:۹۰)

اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں، ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو۔

(۲) [إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ] (سورہ آل عمران:۱۹۰،۱۹۱)

آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں اور رات دن کی ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں، اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں

بنایا ہے، تو پاک ہے، پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔

(۳) مزید ارشاد ہے:

[لعلکم تعقلون]

[إن کنتم تعقلون]

[لعلکم تتفکرون]

جو آیات کریمہ آپ کو سنائی گئی ہیں ان میں پہلی آیات میں عقل کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور بعد کی آیتوں کے اندر عقل کو استعمال کرنے کا حکم ہے اور عقل کا استعمال اس کی حفاظت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

سر سے پاؤں تک اللہ عز وجل نے ہمارے جسم میں بے شمار نعمتیں ودیعت کی ہیں اور ہر نعمت بے بدل ہے ہم اس کی قیمت ادا کرنا چاہیں تو ناممکن ہے، ان نعمتوں میں سب سے قیمتی نعمت وہ ہے جسے ہم عقل کہتے ہیں، نعمت کوئی بھی ہو اس کی حفاظت کی جاتی ہے، جو جتنی قیمتی ہوگی اس کی اتنی ہی زیادہ حفاظت کی جائے عقل سب سے قیمتی ہے اس کی سب سے زیادہ حفاظت کی جائے گی۔ چنانچہ وہ تمام وسائل اور ذرائع جن سے عقل کے ضیاع کا امکان ہے اللہ کی شریعت نے اسے حرام اور ناجائز قرار دیا ہے۔ ہم اسے خمر کہیں، شراب کہیں، بادہ کہیں، کھینی کہیں یا ٹکیہ اور کیپسول کہیں جس سے عقل پر پردہ پڑ جائے وہ حرام ہے۔

آسمان وزمین کی مخلوقات میں تدبر وتفکر کا مسئلہ ہو یا ملک ووطن کے نظم ونسق اور اس کی سا لمیت کا مسئلہ ہو یا کسب وتجارت اور علم وفن کا مسئلہ ہو ہر جگہ عقل کی ضرورت ہے۔ عقل دنیا کی ساری نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ اگر انسان سے صرف عقل کی نعمت سلب کر لی جائے تو انسان اور جانور سب برابر ہو جائیں گے۔ اللہ کی دی ہوئی اس عظیم نعمت کو کہاں استعمال کیا جائے یہ سب سے اہم مسئلہ ہے، یہ عقل دھوکہ، فریب، ظلم، زیادتی، غصب، ہڑپ، قتل، زنا، فتنہ، فساد، تخریب وتہدید، تخویف، تفجیر اور ارھاب میں بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔ اور اس کے مقابل امن، چین، سلامتی، رحم وکرم، افادہ واستفادہ، خیر خواہی، ہمدردی، تسبیح، تہلیل، تذکیر وغیرہ میں بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ ہمارے دینی اداروں میں دو متضاد سمتوں میں سے اس سمت کی رہنمائی کی جاتی ہے جس سے انسانیت کی تعمیر ہو، امن عامہ کا حصول ہو، انسان سمیت اللہ کی ساری مخلوق بے خوفی کی زندگی گذارے اور ساتھ ہی غلط سمت اختیار کرنے سے بچنے کی تعلیم دی جاتی ہے اور نہ صرف یہ کہ تعلیم دی جاتی ہے بلکہ یہ عقیدہ پختہ کرایا جاتا ہے کہ تمہارے ہر عمل ظاہر ہو یا باطن اس کا خفیہ ریکارڈ تیار ہو رہا ہے، اگر تم دنیا میں کسی طرح بچ گئے تو آخرت میں اللہ کی عدالت میں بچنا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے عقل کو صحیح ڈھنگ سے استعمال کرو اور اس کو دیوالیہ ہونے سے بچاؤ۔

(۴) نسل کی حفاظت:

نسل کی حفاظت کے تعلق سے اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے:

(۱) [وَ إِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ] (سورہ بقرہ: ۲۰۵)

اور جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کو برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

(۲) [وَ لاَ تَقْرَبُواْ الزِّنَى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَاء سَبِيلاً] (سورہ اسراء:۳۲)

اور دیکھو! زنا کے قریب بھی مت جانا، بیشک وہ بڑی بے حیائی کی چیز ہے اور بہت بری راہ ہے۔

(۳) [الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ] (سورہ نور:۲)

زانی مرد ہوں یا عورت دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ۔

قرآن کی مذکورہ آیت کریمہ میں ان زانی مردوں اور عورتوں کی سزا بتائی گئی ہے جن کی شادی نہ ہوئی ہو اور جن کی شادی ہوگئی ہے اگر وہ زنا کے مرتکب ہوں تو ان کی سزا رجم ہے، یعنی پتھروں سے مار مار کر ان کو ختم کر دیا جائے گا۔ رجم کی سزا اللہ کے رسول ﷺ کی صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا ہے، اس سے نسل اور حسب، نسب مخلوط ہو جاتا ہے، معاشرے میں ذہنی آوارگی کو فروغ ملتا ہے، رشتۂ زوجیت کمزور ہو جاتا ہے، قتل، اغواء اور خودکشی کے حادثات پیش آتے ہیں، ناجائز اولاد کے مسائل پیدا ہوتے ہیں، آپس میں رقابت اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے شریعت اسلامیہ نے زنا اور اس کے دواعی کو حرام کر دیا ہے! عورت بے اجازت اور بے پردہ گھر سے نہیں نکل سکتی، کسی اجنبی مرد سے خلوت نہیں اختیار کر سکتی ہے، غیر محرم کے ساتھ سفر نہیں کر سکتی، اپنی ضروریات کے لئے گھر کے باہر جا سکتی ہے لیکن خوشبو لگا کر نہیں جا سکتی، پاؤں دھمک کر نہیں رکھ سکتی وغیرہ۔

شریعت نے یہ سزائیں اور پابندیاں اس لئے عائد کی ہیں کہ معاشرہ شر و فساد اور بے حیائی سے محفوظ رہے، خود عورت اور نسل کی حفاظت وصیانت ہو، ایک کی نسل دوسرے میں مخلوط نہ ہو، اگر یہ پابندیاں اٹھا دی جائیں تو معاشرے میں جو فساد پیدا ہوگا وہ اپنی جگہ پر، اس سے بڑی خرابی یہ لازم آئے گی کہ نسل انسانی کی فکر اور اس کا مزاج گدھوں اور کتوں جیسا ہو جائے گا۔

دنیا کے موجودہ وضعی قانون میں زنا اصلاً جرم نہیں ہے، زنا اس وقت جرم بنتا ہے جب مرد و عورت میں سے کسی ایک نے دوسرے پر جبر اور زبردستی کی ہو، گویا دنیا کے وضعی قانون کی نگاہ میں زنا جرم نہیں ہے اصل جرم جبر و اکراہ ہے۔

اس توضیح کے بعد آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ انسانیت کی تعمیر و ترقی نسل انسانی کی حفاظت میں ہے یا اس کی بربادی میں؟

(۵) مال کی حفاظت:

دینی اداروں میں انسانیت کی حفاظت اور اس کی تعمیر و ترقی کی جو تعلیم دی جاتی ہے اس میں پانچویں چیز مال کی حفاظت ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(۱) [وَلاَ تُؤْتُواْ السُّفَهَاء أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّهُ لَكُمْ قِيَاماً وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَ قُولُواْ لَهُمْ قَوْلاً مَّعْرُوفاً] (سورہ نساء:۵)

اور کم عقلوں کو اپنا مال نہ دیدو، جس مال کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گزران کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے، ہاں انھیں اس مال سے کھلاؤ پلاؤ، پہناؤ اوڑھاؤ اور انھیں

معقولیت سے نرم بات کہو۔

(۲) [وَلاَ تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلاَ تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوماً مَّحْسُوراً] (سورہ اسراء: ۲۹)

اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ پھر ملامت کیا ہوا درماندہ بیٹھ جائے۔

(۳) [وَلاَ تَقْرَبُواْ مَالَ الْيَتِيمِ إِلاَّ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُواْ الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ] (سورہ انعام: ۱۵۲)

اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری کرو۔

(۴) [وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُواْ أَيْدِيَهُمَا جَزَاء بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللّهِ وَاللّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ] (سورہ مائدہ: ۳۸)

چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دو یہ بدلہ ہے اس کا جو انھوں نے کیا اللہ کی جانب سے عذاب کے طور پر اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

یہ چار آیتیں آپ کو سنائی گئی ہیں، ان آیتوں میں اللہ جل شانہ نے مال کی حفاظت کی واضح تعلیم دی ہے، مال کے تعلق سے اسلام کی تعلیم کا یہ ایک رخ ہے، دوسری طرف آپ مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اس سے زیادہ غرباء اور فقراء کی مدد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے بخیلی کی مذمت کی گئی ہے بلکہ عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ دنیا کی ساری رونق، چہل پہل، لین دین، کاروبار اور تجارت کی اساس مال ہے، اگر مال نہ رہے یا مالی فائدہ نہ ہو تو جو رونق اور بھاگ دوڑ ہمیں نظر آرہی ہے سب ٹھپ ہو جائے۔ محدثین کرام اور فقہاء کرام نے مال کو حاصل کرنے اور مال کو خرچ کرنے کے لئے مستقل ابواب قائم کئے ہیں، کتابیں لکھی ہیں، مال کیسے حاصل کیا جائے اور کیسے خرچ کیا جائے۔ کتاب البیوع، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصدقات جیسے ابواب کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ مال کے انفاق، تثمیر اور حفاظت کا کتنا محکم نظام اسلام نے دیا ہے۔ مال کے تعلق سے ماذونات اور ممنوعات کی اتنی واضح اور تفصیلی تعلیم صرف اس لئے ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمت کو ایسی جگہوں پر خرچ کیا جائے جہاں سے اللہ کی مخلوق کو امن، چین اور سکون حاصل ہو اور ہر ایسی جگہ پر خرچ کرنے سے پرہیز کیا جائے جہاں سے شر وفساد پیدا ہو اور اللہ کی مخلوق کا امن غارت ہو۔

پچھلی بحث میں آپ کو یہ بتایا گیا کہ امن عامہ کو باقی رکھنے کے لئے دین، نفس، عقل، نسل اور مال۔ اِن پانچ چیزوں کی حفاظت لازم ہے، اگر اِن میں سے کسی میں خلل واقع ہوگا تو اسی مقدار میں دنیا کے امن میں خلل واقع ہوگا۔ انسانیت کی تعمیر میں اس سے معیاری تعلیم کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ مدارس اسلامیہ کی دس سالہ تعلیم کا یہی ماحصل ہے۔

ہم پر یہ الزام ہے کہ ملک ووطن کی تعمیر میں مسلمانوں کی کوئی حصے داری نہیں ہے، اگر اس سے اخلاقی حصہ داری کی نفی مراد ہے تو یہ صد فی صد غلط ہے، اس لئے کہ مدارس اسلامیہ کے نظام تعلیم کے بارے میں جتنا کچھ عرض کیا گیا ہے سب کا تعلق کردار سازی اور انسانیت نوازی سے ہے۔

ہمارے اداروں میں طلبہ ہوں یا اساتذہ وہ خود اخلاق کریمانہ سے مزین ہوتے ہیں ساتھ ہی اپنے اہل وعیال، خویش و اقارب، محلہ اور پڑوس کو انسانیت کی تعلیم دیتے ہیں، اگر وہ کسی درسگاہ میں مدرس ہیں یا کسی مسجد کے امام اور خطیب ہیں تو وہ اپنے شاگردوں کو اور عوام کو اخلاق حسنہ اور کریمانہ کی تعلیم دیتے ہیں۔آپ نے کبھی نہیں سنا ہوگا کہ اسلامی مدارس کے طلبہ اور فارغین سڑکوں پر نکلے ہوں، احتجاج اور مظاہرے میں حصہ لیا ہو، کسی آفس یا پولیس چوکی کا گھیراؤ کیا ہو، ہمارے اداروں میں صبر وشکر کی تعلیم دی جاتی ہے اس قسم کی دناءت اور رذالت کی تعلیم نہیں دی جاتی۔اور اگر حصہ داری سے مادی حصہ داری کی نفی مراد ہے تو اس کی نفی کرنا بھی غلط ہے، اس لئے کہ ملک کی تعمیر میں اور آزادی کے حصول میں مسلمانوں نے جتنا حصہ لیا ہے اور جتنی جانی، مالی قربانی پیش کی ہے برادران وطن اتنی قربانی نہیں پیش کر سکے ہیں، جنگ آزادی کی تاریخ اور تحریک شہیدین اس کی گواہ ہے۔

اور اگر حصہ داری سے مراد سرکاری ملازمتوں میں حصہ داری ہے تو یہ بھی غلط ہے، اب اسلامی مکاتب، مدارس اور جامعات کا نصاب تعلیم اور نظام تعلیم بہت بدل چکا ہے، ہمارے متخرجین جب مدرسوں کی چہار دیواری سے باہر آتے ہیں تو وہ عصری اور دینی دونوں علوم سے مسلح ہوتے ہیں، مروجہ نصاب تعلیم میں ایسی تبدیلیاں آچکی ہیں جن کو عصری یونیورسٹیوں نے تسلیم کرلیا ہے، اکثر دینی مدارس کی اسناد عصری یونیورسٹیوں سے معادل ہیں اور ہمارے طلبہ فراغت کے بعد عصری اداروں میں داخلہ کے اہل ہوتے ہیں اس وقت دینی اداروں کے متخرجین کی ایک بڑی تعداد عصری اداروں میں زیر تعلیم ہے، کتنے اپنا تعلیمی مرحلہ پورا کرنے کے بعد سرکاری یا غیر سرکاری ملازمتوں سے وابستہ ہیں، کتنے غیر ملکی ملازمتوں سے وابستہ ہیں یا پھر تجارت اور کاروبار میں مشغول ہیں، غرض دینی اداروں کے متخرجین خدمت قوم ووطن کی مختلف جہات میں کامیابی کے ساتھ اپنی صلاحیت استعمال کر رہے ہیں۔

یہ تو ہمارے ان متخرجین کی بات ہوئی جن کی جگہیں ہمیشہ خالی رہتی ہیں یعنی ٹاپ کی، ورنہ صحیح بات تو یہ ہے کہ ملازمتوں کے حصول میں اگر دامن کشادہ ہو اور تنگ نظری حائل نہ ہو تو دینی اداروں کے متخرجین کا تناسب اس سے کہیں زیادہ ہوگا۔ان شاءاللہ

اخیر میں چند تجاویز:

(۱) جامعہ سلفیہ بنارس جماعت کا مرکزی ادارہ ہے اس لئے ہر اعتبار سے اس کو مرکزیت کا مقام حاصل ہونا چاہئے اور یہ بغیر خصوصی تعاون کے ممکن نہیں ہے۔

(۲) اغیار کے یہاں صلاحتیں تلاش کی جاتی ہیں بلکہ اغوا کرلی جاتی ہیں اور ان کو استعمال کیا جاتا ہے، ہمارے یہاں صلاحتیں ضائع ہوجاتی ہیں ان کو ضیاع سے بچانے اور استعمال کرنے کا صحیح جماعتی نظم ہونا چاہئے۔

(۳) تعلیم میں خود کفیل ہونے کی ضرورت مسئلہ پر غور کرنا چاہئے۔دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں میں اخلاص عطا فرمائے اور اپنی رحمتوں کے سائے میں رکھے۔

آمین۔و آخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین.

***

تعمیر انسانیت میں مدارس اسلامیہ کا کردار

مولانا عبدالسمیع محمد ہارون انصاری سلفی
بھوارہ، مدھوبنی، بہار

اسلام کے اولین اور اساسی مقاصد میں سے ایک تعمیر انسانیت ہے۔ انسان ہونے کی حیثیت سے اس میں انس ومحبت ہو، وہ ایک دوسرے کے حقوق کو جان کر اور پھر برت کر انسانیت کی اس راہ پر چلیں جس سے وہ دوسرے تمام خلائق سے ممتاز ہوتا ہے۔ قرآن کی سب سے پہلی سورہ کا آغاز الحمدللہ رب العالمین سے ہوتا ہے۔ جس سے یہ پیغام جاتا ہے کہ وہ اللہ جس نے قرآن نازل کیا، اسلامی شریعت نازل کی اور کہ جو تمام خلائق کا خالق ومالک اور معبود حقیقی ہے وہ صرف مسلمانوں کا رب نہیں ہے وہ تمام انسانوں کا رب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں جہاں مومنوں سے بار بار اللہ مخاطب ہے وہیں متعدد بار انسانوں سے بھی مخاطب ہے۔ یوں واضح ہے کہ یہ شریعت اسلامیہ دنیا میں انسانوں کو حقیقی فلاح وکامرانی اور دنیا میں تعمیر انسانیت کے لیے بھیجی گئی ہے۔ عربی کا مقولہ ہے کہ اشیاء کو ان کے اضداد سے بہتر طور پر جانا جا سکتا ہے۔ صحت کی عظمت وحقیقت مرض میں مبتلا ہونے پر، مال ودولت کی قیمت غربت میں آسودگی کی حقیقت بھوک اور پیاس میں، اسی طرح مسرت وراحت کی قدر غم والم اور مصیبت کے وقت سمجھ میں آتی ہے۔ بعینہ اسلام نے تعمیر انسانیت اور اس کی فلاح کے لیے کیا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا اس کا صحیح اندازہ بعثت نبوی ﷺ کے وقت انسانی معاشرہ کی صورت حال اور پھر بعد کے انقلابات کا جائزہ لینے پر ہی معلوم ہو سکے گا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں:

”چھٹی صدی مسیحی بلا اختلاف تاریخ انسانی کا تاریک ترین وپست ترین دور تھا۔ صدیوں سے انسانیت جس پستی ونشیب کی طرف جارہی تھی اس کے آخری نقطہ کی طرف پہنچ گئی تھی۔ روئے زمین پر اس وقت ایسی کوئی طاقت نہ تھی جو گرتی ہوئی انسانیت کا ہاتھ پکڑ سکے اور ہلاکت کے غار میں اسکو گرنے سے روک سکے۔ نشیب کی طرف جاتے ہوئے روز بروز اس کی رفتار میں تیزی پیدا ہو رہی تھی“۔ (انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر ص ۳۷)

پھر مولانا نے اقوام ومذاہب یہودیت ومسیحیت سے لے کر اس وقت کی متمدن کہی جانے والی قوموں کی اجمالی پستی کا ذکر کرتے ہوئے مدلل طور پر لکھا ہے کہ اس وقت فی الواقع پوری انسانیت پر نزع کا عالم طاری تھا اور قرآن کے لفظوں میں اس کا نقشہ صحیح طور پر یہی تھا:

[ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ] (روم:۴۱)

یعنی خشکی وتری ہر سو انسانوں کے اعمال کے نتیجے میں فساد برپا تھا۔

ایسے وقت میں نبی آخر الزماں ﷺ کی بعثت نے جاں بلب انسانیت کو نئی زندگی بخش دی اور لوگ تاریکی سے روشنی کی طرف آئے۔

آپ ﷺ نے انسانیت کو انسانوں کی بندگی سے نکال کر ایک رب حقیقی کی بندگی کا درس دیا، جس نے سماج میں انقلاب برپا کر دیا۔ آپ کی بعثت نے انسانیت کو نئی زندگی، نئی روشنی، نئی طاقت، نئی حرارت، نیا ایمان، نیا یقین، نئی نسل، نیا تمدن اور نیا معاشرہ عطا کیا اور بقول سید قطب:

تعمیر انسانیت کے سلسلے میں اسلام نے کیا کارنامہ انجام دیا اور جب اس کو کچھ کرنے کا موقع ملا تو کس طرح انسانی روح کو اوہام وخرافات سے نجات دلائی، ذلت وغلامی سے کس طرح انسانیت کی گلوخلاصی کرائی، مرض وفساد، ناپاکیوں اور گندگیوں، کمزوریوں اور ناتوانائیوں سے کس طرح انسان کو نکالا اور اپنے وقت میں اسلام نے کس طرح انسانی معاشرے کو ظلم وسرکشی اور انسانی تہذیب کو انتشار وتباہی سے بچایا۔ سماجی طبقہ واریت سے، سلاطین کے جور وستم سے اور مذہبی طبقہ اور مہنتوں کی غلامی سے آزاد کیا۔ اسلام نے نئی بنیادوں پر دنیا کی تعمیر کی عقیدہ واخلاق اور ضمیر کو طہارت وپاکیزگی عطا کی (ملخصا حوالہ مذکورہ)

تعمیر انسانیت میں مدارس کے کردار کو سمجھنے کے لیے مدارس کی ابتدائی تاریخ جاننا بھی ضروری ہے۔

اسلامی شریعت عقائد واخلاق حسنہ، اوامر ونواہی اور حقوق وحقوق العباد وغیرہ سے متعلق ایسی عظیم تعلیمات پر مبنی ہے جو تمام گوشۂ حیات اور اس سے منسلک سبھی کو ہمہ حیثیت راہنمائی کرتی ہے۔ نبی ﷺ نے ان تعلیمات کا آغاز مساجد سے شروع کیا۔ ابتدائے اسلام میں مسجد ہی تعمیر انسانیت کا مرکز رہی پھر مکاتب ومدارس میں آگے چل کر اسے مزید وسعت وجامعیت دی گئی جس کا سلسلہ کم وبیش ڈیڑھ ہزار سال سے آج تک جاری ہے۔ ڈاکٹر مصطفی سباعی رقمطراز ہیں:

’’مسجد وہ ابتدائی حلقہ تھا جس سے مدرسہ کی نشو ونما شروع ہوئی۔ اس وقت مسجد صرف عبادت خانہ ہی نہ تھی بلکہ صحن مسجد میں مسلم بچے قراءت، کتابت، علوم قرآن، فقہ وشریعت، لغت وادب اور دوسرے علوم بھی حاصل کرتے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ مسجدوں سے ملحق مکاتب بھی قائم کئے گئے۔ جہاں قراءت، کتابت اور قرآن مجید کے مدارس کی اتنی کثرت ہوگئی کہ ابن جبیر اندلس کا مشہور سیاح حیران رہ گیا۔ اس نے اندلس کے عام لوگوں کو آخر کار یہ مشورہ دیا کہ وہ مشرق کے مدارس میں جا کر علم حاصل کریں۔ مغرب کے لوگوں کو معلوم ہو کہ ان میں جس طرح مختلف علوم وفنون کی تعلیم دی جاتی ہے اس سے نہ صرف معیشت سے پوری طرح فارغ البالی حاصل ہوتی ہے بلکہ وہاں دل کے سکون کا سامان بھی ہے بلکہ وہاں کی تعلیم کے بہت سے فوائد ہیں۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ دمشق میں ایسے ایسے مدارس ہیں جہاں ایسے علوم کا درس دینے والے سرداران علم تزکیہ ہیں جو نفوس کی بیماریوں کے لیے شفا ہیں۔ (ظاہر نفوس کی بیماریوں سے شفا ہی انسانیت کے پیکر میں ڈالنا ہے) حقیقت میں یہاں حصول علم کے بہت سارے فوائد ہیں‘‘۔ (یہ فوائد جسم اور روح ہر دو طرح سے لازما حاصل ہیں ایسا انہوں نے مدلل ثابت بھی کیا)۔ (مخلصا از

اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو:۲۰۱-۲۱۱)

اسلامی مکاتب ومدارس حقیقت میں اپنے تابناک ماضی کی طرح، اپنی کمیوں کے باوجود،تعمیر انسانیت، روحانی تربیت اوراعلی اخلاقی اقدار کی تعلیم کے آج بھی مراکز ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ مدارس کا رشتہ اس مسجد سے مربوط ہے جو سرتاپا تقوی، اعلی اخلاقی اقدار اور روحانیت پر مبنی ہے۔ بنابریں یہ مدارس بھی اسی رشتے کو آج قائم کئے ہوئے ہے۔ مدارس کو یوں بھی اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے جس سے واضح ہے کہ اسلام جو کتاب وسنت کی تعلیمات سے عبارت ہے اس کی تعلیم وتربیت کے یہ مراکز ہیں۔ ان تعلیمات میں ایمانیات سے لے کر عقائد تک،حقوق اللہ سے لے کر حقوق العباد تک، فرائض وواجبات سے لے کر سنن ونوافل تک، اعلی اخلاقی اقدار سے لے کر روحانیت تک کی بے شمار تعلیمات موجود ہیں جن میں کم وبیش ہر جگہ انسانیت کی تعلیم دی گئی ہے۔ایسے میں بس اندازہ ہی کیا جاسکتا ہے کہ مدارس حقیقت میں انسان سازی عظیم الشان فیکٹری ہیں اور ان سے انسانی سماج کو ماضی کی طرح آج بھی فوائد ومنافع حاصل ہیں۔ایسے میں قرآن وحدیث کی وہ تعلیمات جو تعمیر انسانیت پر مبنی ہیں ان کا احاطہ تو دور، ان کا اشاریہ بھی ان چند صفحات میں بیان کرنا ناممکن ہے۔لہذا ان چند نکات کی طرف محض اشارہ ہم کریں گے جن سے اس حقیقت کی وضاحت ہوسکے گی۔

اسلام نے انسانیت کو عزت وامتیاز بخشا۔ اس سے اس کی تعمیر، ترقی اور ہمہ جہت فلاح کے دروازے کھل گئے۔ قرآن نے کہا: [وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً] (اسراء:۷۰) یقینا ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی، تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔

یہ شرف اور فضل مومن وکافر سب کو حاصل ہے۔ شکل وعقل پر دو لحاظ سے ہے۔ اللہ نے خشکی وتری میں ہر طرح کی سواری سے لے کر اس کی روزی کے بے شمار ذرائع مہیا کئے۔ظاہر ہے جو انسان اس طرح تمام مخلوقات کے مقابلے میں ممتاز ومعزز ہے، اس کی ہر لحاظ سے تکریم وتعظیم بھی ضروری ہے۔ مدارس اس کی تعلیم کے مراکز ہیں، جہاں بحیثیت انسان سبھی کو عزت کرنے، تعاون وہمدردی اور حسن اخلاق سے پیش آنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ سیرت کی کتابوں میں ہے: ایک مرتبہ نبی ﷺ ایک جنازہ کو دیکھ کر بطور تکریم کھڑے ہوگئے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یہ تو یہود کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ بھی ہے انسان تو ہے، اس پر بس نہیں آپ نے قولا وعملا ہر انسان کی تعظیم اس کے مذاہب وعقائد کی قدر کرنے اور ہر ایک کے ساتھ حسن اخلاق کی تعلیم دی ہے۔ آج دنیا میں بیشتر جھگڑے فساد مذاہب وعقائد کو لے کر ہیں جس سے معاشرہ میں بے شمار بگاڑ ہے۔ قرآن نے کہا: [لاَ تَسُبُّواْ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللّهِ فَيَسُبُّواْ اللّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ] (الانعام:۱۰۸) ظاہر ہے جب ہر انسان دوسرے کی یوں ہر طرح سے قدر وتکریم کرنے لگے تو پھر وہاں مثالی انسان

ہی ہوں گے اور یہیں سے انسانیت کی تعمیر اور ہمہ جہت ترقی بھی ہے۔ مدارس کی تعلیم اس سے عبارت ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد اسلامی تعلیمات کے محور ہیں۔ اللہ کے حقوق نماز، روزہ وغیرہ ہیں جبکہ بندوں کے حقوق مختلف ہیں۔ پھر بندے بھی کون؟ والدین، قرابت دار، ہمسایہ، مسافر، غریب، مسکین، محتاج، الغرض بحیثیت انسان مسلم ہو یا غیر مسلم ہر ایک کے ساتھ ان حقوق کی ادائیگی کی اسلام نے واضح تعلیمات دی ہیں۔ یہ حقوق بے حد مختصر الفاظ میں تمام اچھے اخلاق اپنانے، برے اخلاق سے بچنے پر محیط ہیں، جن میں سبھی سے محبت کرنے نفرت سے دور رہنے، دشمن دوست سب کے ساتھ انصاف کرنے اور ہر کسی کے لیے عزت سے پیش آنے کی رہنمائی کی گئی ہے۔ یہی حقوق العباد ہیں۔ مساوات اسلام کی ان بنیادی تعلیمات میں سے ہے جس نے ہر دور میں مظلوم انسانیت کو اسلام کا گرویدہ بنایا ہے۔ اس کے مطابق بحیثیت ہر انسان اس کی جان، اس کا مال، اس کی عزت اور آبرو سب لائق تعظیم اور حفاظت ہے۔ مدارس اسلامیہ تعمیر انسانیت کے انہیں بنیادی اصول وآداب کی تعلیمات سے عبارت ہے۔ کسی کو کسی پر فوقیت نہیں ہے۔ فوقیت کا معیار صرف تقوی ہے۔ قرآن میں ہے: [يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ] (الحجرات: ۱۳)

یہی بات نبی ﷺ کی حدیث میں یوں ہے: "يا أيها الناس إن ربكم واحد وإن أباكم واحد، كلكم من آدم، وآدم من تراب، إن أكرمكم عند الله أتقاكم ليس لعربي فضل على العجمي إلا بالتقوى" (مسلم) (۱) مفہوم یہی ہے کہ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے تم ایک باپ آدم کی اولاد ہو، لہذا بحیثیت انسان تم سب برابر ہو، ایک ہو، اللہ کی نظر میں وہی معزز وممتاز ہے جو متقی ہے۔

اسلام نے ہر ایک کے جان کی برابر کی قدر کی ہے۔ قرآن نے کہا: [أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا] (المائدہ: ۳۲) یعنی جس نے کسی بغیر اس کے وہ کسی کا قتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کرڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کردیا اور جس نے ایک انسان کی جان بچائی اس نے تمام لوگوں کو زندہ کردیا۔ گویا ایک انسان کا بے وجہ قتل پوری انسانیت کے قتل کے مرادف ناقابل تصور عظیم گناہ ہے جو کہ ایک کی حفاظت پوری انسانیت کی حفاظت کے برابر کارنیک ہے۔

مدارس میں کتاب وسنت کی تعلیمات کے مطابق محبت وتعاون، اخوت وہمدردی، عدل ومساوات وغیرہ جیسے اچھے اخلاق ہی نہیں بلکہ ان تمام برے اخلاق سے بچنے کی تعلیم دے کر انسانیت کی ہمہ جہت مضبوط تعمیر کی جاتی ہے جو نفرت، اختلاف، بدگمانی اور دیگر برے اخلاق کے ذریعہ سے انسانی سماج کو گھن لگا کر کمزور کرتے ہیں۔ سورہ حجرات

(۱) یہ روایت ہمیں صحیح مسلم میں دستیاب نہ ہوسکی۔ یہ نبی کریم ﷺ کا ایام تشریق میں دیا ہوا خطبہ حجۃ الوداع کی ایک اہم شق ہے جو امام بیہقی کی شعب الایمان (۴۷۷۴) میں بایں الفاظ مروی ہے: "يا أيها الناس ان ربكم واحد، وإن أباكم واحد، ألا لا فضل لعربي على عجمي، ولا لعجمي على عربي، ولا لأحمر على أسود ولا لأسود على أحمر إلا بالتقوى، إن أكرمكم عند الله أتقاكم" الحديث .

میں لڑائی جھگڑا سے بچنے، مذاق اڑانے، نفرت کرنے، حسد اور بغض وغیرہ رکھنے سے بڑے جامع انداز میں منع کرتے ہوئے کہا گیا کہ ان چیزوں سے صرف اس لیے دور نہ رہو کہ یہ گناہ کے کام محض ہیں بلکہ یہ وہ مہلک کیڑے کی طرح ہیں جو مضبوط سے مضبوط عمارت کو دیمک اور کیڑے کی طرح کھوکھلا کردیتے ہیں۔ یوں ہم غور کریں گے تو ہم کو معلوم ہوگا کہ مدارس جو کتاب وسنت کی تعلیم کے مراکز ہیں یہاں اچھے اخلاق برتنے کی نہیں بلکہ تمام برے اخلاق سے بچنے کی تعلیم وتربیت دے کر سماج اور معاشرہ میں انسانیت کی مضبوط تعمیر کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

اسی پر بس نہیں بلکہ مدارس میں جن عقیدہ وایمانیات کی تعلیم دی جاتی ہے ان میں سے ہر ایک کے اتنے وسیع اور دوررس اثرات ہیں جو ایک مسلمان کو محض مسلمان کے ساتھ ہی نہیں ہر انسان کے ساتھ انسانیت کی تعلیم وتربیت دینے کے لیے کافی ہیں۔ بطور نمونہ ہم عقیدۂ آخرت کا مختصراً اشارہ کریں گے کہ فی الواقع یہ عقیدہ جب ایک مسلمان کے دل ودماغ میں گھر کر جائے گا تو وہ انسانیت کا پیکر بن جاتا ہے۔ ایسے لوگ جہاں ہوتے ہیں وہ مثالی معاشرہ ہوتا ہے۔ عقیدۂ آخرت کے مطابق ہر انسان کو لازماً اپنی زندگی پوری کرکے ایک دن رب کے دربار میں حاضر ہونا ہے اور محض حاضر ہی نہیں بلکہ اس دنیا میں اس کے ایک ایک عمل کا خواہ وہ خلوت میں ہو یا جلوت میں، ہر ذرہ کی محفوظ وریکارڈنگ ہو رہی ہے۔ پھر یہ کہ قیامت کے دن اس نے اچھے اور برے اعمال کے حساب سے ہمیشہ کے لیے تصور سے زیادہ عیش وراحت یا پھر مصیبت بھری زندگی ملے گی۔ جب بحیثیت انسان ایک آدمی اس عقیدہ میں جیتا ہے تو وہ تمام اعلی اور اچھے اخلاق کا پیکر ہوجاتا ہے اور تمام برے اخلاق سے دور رہتا ہے۔ قرآن میں ہے: [مَا عِندَكُمْ يَنفَدُ وَمَا عِندَ اللَّهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ] (النحل:۹۶)

مفسرین رقمطراز ہیں: اس آیت میں مسلم وکافر سبھی کی یہ غلط فہمی دور کی گئی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اچھائی کی راہ چلنے سے بھلے آخرت بن جائے گی مگر دنیا بگڑ جاتی ہے۔ (مثلا تجارت میں سچ بولنے سے بظاہر خسارہ ہوگا وغیرہ) اللہ نے تردید کی کہ سچائی کی راہ چلنے سے آخرت ہی دنیا بھی بنتی ہے جو لوگ حقیقت میں ایماندار ہوتے ہیں ان کی اپنی زندگی بھی بے ایمانوں کے مقابل بہتر رہتی ہے جو ساتھ اور عزت اپنی سچائی وشرافت کی وجہ سے ان کو حاصل ہوتی ہے وہ بے ایمانوں کو نہیں ہوتی ہے۔ ایمانداری اور سچائی کی راہ پر چلنے والے لوگ بوریا نشین ہوکر بھی جس قلبی اطمینان اور ضمیر کی جس ٹھنڈک سے بہرہ مند ہوتے ہیں اس کا ادنی حصہ بھی محلوں میں رہنے والے فساق وفجار کو حاصل نہیں۔ ظاہر ہے سچائی کی راہ پر گامزن رہنے میں بنیادی کردار عقیدۂ آخرت کا ہی ہے۔ عقیدۂ آخرت کے اصل میں ایسے اور اتنے زیادہ اخلاقی نتائج مرتب ہوتے ہیں کہ یہ جس معاشرہ میں جس قدر موجود ہوگا وہ معاشرہ مثالی اور آئیڈیل ہوگا۔ مثلا ایسے لوگ ہر کسی سے محبت کرتے ہیں، نفرت سے دور ہوتے ہیں، ہر کسی سے انصاف کرتے اور ظلم سے باز رہتے ہیں، اچھائی اور بھلائی کے چھوٹے بڑے سارے کام کرتے ہیں، اور گناہ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا قیامت کے دن رب کی پکڑ اور سخت عذاب کے خوف سے دور رہتے ہیں۔ ●

دینی مدارس کو درپیش چیلنجز

رفیق احمد رئیس سلفی (علی گڑھ)

دینی مدارس کے قیام کے اہداف ومقاصد،ان کے معاشرتی کردار اور دائرۂ کار پر نگاہ ڈالی جائے تو چار چیزیں ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہیں:

(۱) قرآن وحدیث اور ان کی تفہیم کے لیے معاون علوم کی حفاظت اور آنے والی نسلوں تک پوری ذمہ داری سے ان کی ترسیل۔ان علوم کے اسلامی تراث سے واقفیت اور ان کے مفید اور ضروری حصوں سے آگاہی اور ان سے استفادہ۔

(۲) ملت اسلامیہ کے دینی اداروں کے لیے رجال کار کی فراہمی جیسے جامعات ومدارس کے لیے اسلامی علوم وفنون کے ماہرین اور متخصصین ،مساجد کے لیے امام وخطیب،مکاتب اسلامیہ کے لیے حفاظ ومدرسین،مسند افتاء کے لیے مفتیان کرام۔

(۳) اسلامی تہذیب وثقافت کی حفاظت اور اس کے مختلف مظاہر کی تعیین وتشریح ، ان کے سلسلے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ اور دلائل وبراہین کی روشنی میں ان کا دفاع۔

(۴) افراد ملت کی دینی تربیت واصلاح ،غیر مسلم دنیا کو اسلام کی تبلیغ اور اس کی جانب سے ظاہر کیے جانے والے شکوک وشبہات کا ازالہ۔

دینی مدارس کے نظام اور اس کے موجودہ نیٹ ورک کا جائزہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے ان اہداف ومقاصد کے لیے سرگرم عمل ہیں اور کسی نہ کسی حد تک وہ ان ضروریات کی تکمیل میں مصروف ہیں،جن کا بار ملت نے ان کے اوپر ڈالا ہے۔

جہاں تک سوال دینی مدارس کو درپیش چیلنجز کا ہے تو وہ دو قسم کے ہیں: خارجی اور داخلی۔موجودہ دینی مدارس ان دونوں چیلنجز سے جوجھ رہے ہیں اور اپنی بساط بھر ان کا مقابلہ بھی کررہے ہیں۔آیئے ذرا تفصیل سے ان چیلنجز کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ ان کی نوعیت کا پتا چل سکے اور پھر ان کا مقابلہ کرنے کی کیا بہتر صورت ہوسکتی ہے،اس پر غور کیا جاسکے۔

ایک بڑا خارجی چیلنج ان کے سامنے ان کے آزادانہ کردار اور جداگانہ تشخص کا ہے۔آج تک دینی مدارس اس لیے اپنے مقاصد کی تکمیل کرپارہے ہیں کہ وہ حکومتی دباؤ سے آزاد ہیں اور وہ اپنے نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کی تنفیذ اپنے طور پر کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ملکی سطح پر بار بار یہ آواز اٹھائی جاتی ہے کہ مسلمان بچوں کی خاصی بڑی تعداد چوں کہ دینی مدارس میں تعلیم پاتی ہے اور وہاں کا نصاب تعلیم سرکاری

نصاب تعلیم سے ہم آہنگ نہیں ہے ،اس لیے وہاں کے فارغین کو ہم اپنے سسٹم میں لا نہیں سکتے ،اس لیے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی خاصی بڑی تعداد سرکاری ملازمتوں سے نہ صرف محروم رہتی ہے بلکہ اسے ملک اور قوم کی خدمت کا موقع بھی نہیں مل پاتا ہے۔قومی دھارے میں مسلمانوں کو لانے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ ان کے دینی مدارس کے فارغین کو سرکاری ملازمتوں سے جوڑا جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مدارس کے نصاب کو ملک کے دیگر اسکول اور کالجوں کے نصاب کے مطابق کر دیا جائے۔

دوسرا بڑا خارجی چیلنج ان کے سامنے یہ ہے کہ مدارس کو سماج میں تشدد پھیلانے کا ذریعہ بتایا جا رہا ہے۔بے صبری، عدم برداشت اور مخالف نقطۂ نظر کے حاملین کے لیے نامناسب طرز عمل اُس تعلیم کا نتیجہ ہے جو دینی مدارس اپنے طلبہ کو دیتے ہیں۔عالمی سطح پر بھی میڈیا میں یہی بات بار بار دہرائی جا رہی ہے کہ مسلمانوں کے دینی رجحانات میں سختی اور تشدد کی وجہ وہ تعلیم ہے جو مدارس میں دی جاتی ہے لہذا ضروری ہے کہ اس کے ڈھانچے میں کچھ اس طرح کی تبدیلی لائی جائے کہ وہاں سے فارغ ہونے والے طلبہ رواداری، انسانیت ،مساوات اور عدل وانصاف کے لیے کام کریں اور ان کی ذہن سازی بھی انہی اوصاف کے مطابق ہو۔

دینی مدارس کے تعلق سے یہ تمام باتیں محض غلط فہمی پر مبنی ہیں، مدارس کے نصاب میں پڑھایا جانے والا نصاب جس طرح کے رجال کار تیار کرتا ہے ،وہ عام طور پر سادہ مزاج،نرم طبیعت ،روادار،دوسروں کے لیے ہم درد اور انسانیت کے بہی خواہ ہوتے ہیں۔گزشتہ چند سالوں سے اس قسم کے پروپیگنڈہ کی وجہ ظلم وناانصافی کے خلاف وہ آواز ہے جو دینی حلقوں سے بلند ہوتی اور مسلم معاشرے کی ذہن سازی کرتی ہے۔ہمیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ آج کی سیاست میں انسان کے بنیادی حقوق کے تحفظ اور انسانیت کی خدمت کی بجائے اپنے اپنے ملکوں کو مفادات عزیز ہیں اور پوری بے حیائی اور بے شرمی سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ کام اگرچہ غلط ہے لیکن چوں کہ ہمارے ملک کے مفاد میں ہے،اس لیے ہم اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائیں گے۔یہ جنگ حق اور باطل کی ہے ظاہر ہے کہ دینی مدارس اسلام کے ترجمان ہیں۔حق کی پاسداری کی تعلیم دیتے ہیں لہذا اس قسم کے الزامات کی ہماری نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہے اور نہ مدارس کو انھیں قابل التفات سمجھنا چاہیے۔

اسی طرح مدارس کو جو داخلی چیلنجز درپیش ہیں،ان میں ایک بڑا مسئلہ ان کے تمام ادارتی امور کا سرکار کے بنائے ہوئے اصول اور ضابطے کے مطابق ہونا ہے۔گزشتہ دنوں مدارس کے خلاف جو آواز اٹھی ،اس کا زیادہ تر تعلق اسی قسم کے مسائل سے تھا۔میرا خیال ہے کہ ہمیں مدارس کے مالی اور دیگر انتظامی امور کو اصولوں اور ضابطوں کے مطابق انجام دینا چاہیے۔ملک میں عطیات وصول کرنے والے اداروں کی اضافی ذمہ داریاں ہیں،حساب کتاب ہمارے تمام دینی مدارس میں رکھا جاتا ہے،تھوڑی سی توجہ دے کر اور کسی سی اے سے اپنے چند ایک مدرسین کو تربیت دلا کر اس

کمی پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

دینی مدارس کا ایک داخلی مسئلہ ملک اور سماج سے ان کا رشتہ بھی ہے۔فارغین مدارس کو میدان عمل میں اتر کر جو خدمات انجام دینی ہیں،ان میں سے بیشتر کا تعلق ملک اور سماج سے ہے۔دینی مدارس کے نصاب یا اس کی ہم نصابی سرگرمیوں میں ایسے مضامین اور مواد کی ضرورت ہے جن سے ملک اور سماج کی تفہیم ہوسکے۔ملک میں رونما ہونے والے واقعات اور سماج میں آنے والی تبدیلیوں پر نظر رکھنا ایک بالغ نظر عالم دین کے لیے ضروری ہے۔ہماری اندرونی سرگرمیوں سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اس زمین کی نہیں کسی اور دنیا کی مخلوق ہیں۔ہفت روزہ انجمنوں کے کئی ایک پروگرام سے بہت سی کمیوں کا ازالہ کیا جاسکتا ہے۔اسی طرح ضلع کلکٹر اور ایس ایس پی اور ضلع کے دوسرے بڑے سرکاری آفیسرز کے لکچرس کے ذریعے ملک کے آئین، دستور اور اس کے انتظامی ڈھانچے کی تفہیم کرائی جاسکتی ہے۔موجودہ حالات میں کئی ایک غلط فہمیوں کا اس طریقۂ کار سے ازالہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

مسلم معاشرے کی دینی اور اخلاقی صورت حال پر گرفت مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دوران تعلیم اساتذہ کرام کے ذریعے اس پہلو سے ان کی ذہن سازی کی جائے۔فارغین مدارس کو مسلم معاشرے میں پھیلی جن برائیوں کو دور کرنا ہے اور اس کی جن کمزوریوں پر اس کی توجہ مبذول کرانی ہے،ان پر فارغین کی نظر ہونی چاہئے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ خود مسلم معاشرے میں شراب خوری عام ہوتی جارہی ہے،روزی روٹی کمانے میں حلال وحرام کی تمیز اٹھتی جارہی ہے،شادی بیاہ میں غیر اسلامی رسوم وروایات کا سلسلہ دراز ہوتا جارہا ہے،صلہ رحمی، ہمدردی اور مروت میں کمی آتی جارہی ہے لیکن ان موضوعات پر ہمارے واعظین کی باتوں کا کوئی خاص اثر دکھائی نہیں دیتا۔وراثت کا اسلامی قانون معطل ہوکر رہ گیا ہے۔اس تعطل نے کئی ایک خرابیوں کو جنم دیا ہے،ملک میں اسلام اور مسلمانوں کی شبیہ خراب ہورہی ہے۔گزشتہ کئی سالوں سے طلاق کا جو مکالمہ ملک میں جاری ہے،اس کے منظر اور پس منظر کو دیکھیں تو کہیں نہ کہیں نظام وراثت کا تعطل بھی اس کا ایک بڑا سبب نظر آئے گا۔ایک پینتیس سالہ مطلقہ مسلم خاتون گود میں بچہ اٹھائے جب عدالت کے دروازے پر دستک دے گی تو عدالت تو اپنا کام کرے گی۔جب اپنے گھر میں ہم اسے انصاف نہیں دے سکتے تو وہ اپنی فریاد لے کر ملک کی عدالت ہی میں جائے گی اور عدلیہ اپنے حساب سے اس کا فیصلہ کرے گی۔اس پورے مکالمے میں ہماری طرف سے آواز نہیں اٹھی کہ اسلامی قانون میں ماں،بیوی اور بیٹی وراثت سے کبھی محروم نہیں ہوتی ہے۔ شوہر سے طلاق پانے کے بعد وہ اپنے باپ کی جائیداد سے اپنا گزر بسر کرسکتی ہے لیکن یہاں تو اس کے اپنے بھائیوں نے ساری جائیداد پر قبضہ کرلیا ہے اور اس کی بھاوجوں نے اسے ایک بوجھ سمجھ رکھا ہے۔اندرون مدارس یہ مسائل طلبہ کے سامنے آنے چاہئیں تاکہ وہ عملی زندگی میں اتر کر اسلام کے ان قوانین پر خود عمل کریں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی

ان کی افادیت سے واقف کرائیں۔اسلام کی تصویر صاف رکھنے اور اللہ تعالیٰ کے دین رحمت کو انسانیت کے لیے واقعی رحمت باور کرانے کی تمام تر ذمہ داری فارغین مدارس کی ہے۔

دینی مدارس کے داخلی چیلنجز میں ایک بڑا اور اہم مسئلہ ان کے نصاب کا ہے۔عصری مضامین کو داخل نصاب کرنے کی آواز ایک عرصے سے اٹھائی جارہی ہے۔اس کے پس پردہ جو مقاصد ہیں،ہم سب ان سے آگاہ ہیں۔اب جب کہ ملک کی کئی ایک اعلیٰ تعلیمی اداروں نے بہت سے مدارس کی اسناد کو منظوری دے دی ہے،یہ سوال ختم ہوجانا چاہئے۔جو فارغین مدارس ملک کی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں،ان کی کارکردگی قابل رشک ہے اور اب تو وہ ملک کے سرکاری اداروں میں اپنی خدمات بھی انجام دے رہے ہیں۔ ہمارے نصاب میں اب اتنی لچک موجود ہے کہ فارغین مدارس اپنی خواہش کے مطابق اعلیٰ تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔لیکن جو حضرات مدارس کے نصاب کو اتنا تبدیل کردینا چاہتے ہیں کہ دینی مدارس کی تصویر ہی بدل جائے ان کی نیتوں میں خرابی ہے۔ہمیں ان کی بات پر کوئی توجہ نہیں دینی چاہئے بلکہ مدارس کی اصل حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنا کام جاری رکھنا چاہئے۔البتہ اس حوالے سے چند ایک باتوں پر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے:

(۱) فضلائے مدارس دینیہ کی خاصی بڑی تعداد اب ملک کی کئی ایک یونیورسٹیوں میں اعلیٰ مناصب پر فائز ہے لیکن اسلام اور مسلمانوں کے سلسلے میں میڈیا میں آکر بیان دینا اور غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ان کی ترجیحات میں شامل نہیں ہے۔بعض حضرات اپنے ایکڈمک علمی کاموں میں ضرور مصروف ہیں،جن کی قدر و قیمت سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن مدارس کے جو اہداف و مقاصد ہیں،ان کے حصول میں ان کا کوئی واضح اور نمایاں کردار نہیں ہے۔سرکاری ملازمت کے اپنی اصول وآداب ہیں جن کی رعایت ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ خاصی جدوجہد کے بعد جو حضرات یونیورسٹیوں میں پہنچے ہیں،وہ اپنے مفادات کو ملت کی وجہ سے خطرے میں کیوں کرڈال سکتے ہیں۔مدارس سے فارغ وہی طلبہ اعلیٰ تعلیمی اداروں کا رخ کرتے ہیں،جو ذہین اور حوصلہ مند ہوتے ہیں اور جو بالعموم خوش حال گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں،اگر یہ دینی مدارس کے نظام سے وابستہ ہوتے تو جن کمیوں اور خامیوں کا آج ہم رونا رورہے ہیں،ان کے تناسب میں بہرحال کمی آتی۔

اس صورت حال کے پیدا ہونے کا سبب ہم سب کو معلوم ہے۔دینی مدارس کے موجودہ مشاہرے ایک فیملی کی ضروریات کے لیے ناکافی ہیں،مساجد،مکاتب،مدارس اور جامعات میں اساتذہ اور ائمہ وخطباء کو جو تنخواہ ملت دیتی ہے،اس کا معیار بلند ہونا چاہئے۔افراد ملت کو یہ احساس دلانا ضروری ہے کہ جس دین پر تمھاری آخرت کی کامیابی وناکامی کا انحصار ہے،اس کے خادموں کے تعلق سے تمھارا یہ رویہ درست نہیں ہے۔بعض حلقوں میں یہ احساس ہوچلا ہے اور الحمدللہ تنخواہوں کا معیار پہلے سے کہیں زیادہ بلند ہوا ہے، ضرورت ہے کہ اس پیش رفت پر مزید توجہ دی جائے تاکہ

ہمارے ائمہ ومدرسین ذہنی سکون کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکیں۔ یہ تحریک اگر ہماری دینی تنظیموں اور ان کے ذمہ داران کی طرف سے شروع کی جائے تو بہت جلد اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

دین کے مختلف شعبوں سے وابستہ حضرات کو بھی یہ سوچنا چاہئے کہ دنیا اور اس کی چمک دمک ہی سب کچھ نہیں ہے۔قناعت پسندی اور کفایت شعاری اور اس بارے میں اپنے اسلاف کی روشن تاریخ ،آپ سے بہتر کون جانتا ہے۔اگر جذبہ صادق ہے تو برکت دینے والا اللہ ہے۔اسی ملک میں آپ دیکھتے ہیں کہ اعلی تعلیم کی ڈگریاں لیے لوگ آئے دن دھرنے پر بیٹھے نظر آتے ہیں،ان کا کوئی پرسان حال نہیں لیکن اس گئی گزری حالت میں بھی الحمد للہ فارغین مدارس بے روزگار نہیں ہیں اور نہ ان کو کہیں دھرنا دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔اس بے چینی کو طرفین کی مثبت سوچ اور حقیقت پر مبنی اقدام سے دور کیا جا سکتا ہے۔وقت آ گیا ہے کہ اب اس سلسلے میں مزید تاخیر نہ کی جائے اور مدارس کے محترم اساتذہ اور ان کی موقر انتظامیہ کے درمیان خوش گوار مکالمے کا آغاز کر کے فاصلوں کو کم کیا جائے۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں،برصغیر کی دینی فضا، یہاں کی مشکلات اور دعوت وارشاد کی ضرورتوں سے ان سے زیادہ کون آگاہ ہوگا،دینی مدارس کے نصاب،نظام ،ان کے اہداف ومقاصد اور ان کو درپیش چیلنجز سے وہ اچھی طرح واقف تھے ،ان کے تربیت دادہ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نے اس سلسلے میں ان کے افکار وخیالات اپنی تشریحات اور وضاحتوں کے ساتھ اُس طویل اور مفصل مضمون میں نقل کیے ہیں جو انھوں نے ’’ہفت روزہ الاعتصام کی خصوصی اشاعت بیاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی‘‘ کے لیے تحریر فرمایا ہے۔اقتباس ذرا طویل ہے لیکن ضروری ہے کہ ہم اس موقع پر اس پر ایک نظر ڈال لیں۔حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

’’مخدومی المحترم (یعنی مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی) مدارس دینیہ میں مولوی ،فاضل اور دیگر سرکاری امتحانات کی وباء کو مدارس کے بنیادی مقاصد کے خلاف سمجھتے تھے اور اس بنا پر اس کے سخت خلاف تھے اور جہاں بھی ان کا بس چلتا تھا ،وہ اس رجحان کی حوصلہ شکنی کرتے تھے۔اپنے طور پر جن طلبہ سے ان کا ربط وتعلق ہوتا ،ان کو سمجھاتے اور انھیں مساجد ومدارس سے وابستہ رہ کر دین کی خدمت کرنے کی تلقین فرماتے۔

حضرت مولانا کا یہ نظریہ،ہمارے مدارس دینیہ سے فراغت حاصل کرنے والے طلباء کے لیے اگرچہ بالعموم ناقابل عمل ہے،وہ اسے اپنی معاشی ودنیوی ترقی کے خلاف سمجھتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ نظریہ منہج نبوی کے مطابق ہمارے اکابر کے کردار کا عکاس اور مدارس دینیہ کی اساس ومقصد کا مظہر ہے۔سرکاری ملازمین پیدا کرنے کے لیے لاکھوں اسکول،ہزاروں کالج اور سیکڑوں یونیورسٹیاں ہیں،جن پر کروڑوں بلکہ اربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔قوم کا ہر فرد اس دنیوی تعلیم پر اپنی آمدنی کا ایک معتد بہ حصہ خرچ

کرتا ہے اور حکومت بھی خود دل کھول کر اس پر قومی خزانہ صرف کرتی ہے،اس کے برعکس دینی مدارس حکومت کی امداد سے محروم ہیں۔حکومت قومی خزانے سے اس مد پر خرچ کرنے کی روادار ہی نہیں،اسی طرح عام افراد دینی مدارس کی اہمیت وافادیت سے واقف ہی نہیں ہیں،علاوہ ازیں اصحاب ثروت کی اکثریت دین ہی سے بے بہرہ ہے،اس لیے دینی مدارس کی کوئی اہمیت ان کے دلوں میں بھی نہیں۔اب لے دے کے علماء کا ایک طبقہ اور ان سے وابستہ کچھ اہل ثروت اور متوسط افراد رہ جاتے ہیں جن کی توجہ اور امداد سے یہ مدارس آباد ہیں اور علوم دینیہ کی تعلیم وتعلم کا سلسلہ قائم ہے۔

ان مدارس کا بنیادی مقصد یہ قطعاً نہیں ہے کہ یہاں لیکچرار اور پروفیسر پیدا ہوں،ڈاکٹر اور انجینئر تیار ہوں یا سرکاری مناصب کے اہل افراد یہاں سے فارغ ہوں بلکہ ان مدارس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ یہاں سے قرآن وحدیث کے ماہر پیدا ہوں،قابل مدرس،عمدہ خطیب اور داعی پیدا ہوں،مفسر،فقیہ،مفتی اور محدث تیار ہوں تاکہ اہل دین کی دینی ضروریات پوری ہوں اور دین کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہوا جاسکے۔اب اگر ان مدارس سے فارغ ہونے والے حضرات بھی لیکچرار اور پروفیسر بن جائیں،ٹیچر اور کلرک بن جائیں یا کسی اور سرکاری ملازمت میں کھپ جائیں تو ظاہر بات ہے کہ اس طرح ان مدارس کا بنیادی مقصد ہی ختم ہوجاتا ہے۔

بنابریں حضرت مولانا (عطاء اللہ حنیف بھوجیانی) رحمہ اللہ مولوی،فاضل،ایف اے،بی اے وغیرہ ڈگریوں کو مدارس دینیہ سے فراغت حاصل کرنے والوں کے لیے زہر قاتل سمجھتے تھے۔حضرت مولانا مرحوم کی اس رائے کی اصابت وافادیت اب اور زیادہ نمایاں ہوکر سامنے آگئی ہے جب کہ نوجوان علماء کے لیے اسکولوں کے دروازے چوپٹ کھل گئے ہیں اور مدارس سے فارغ ہونے والی نئی پود زہر کا یہ پیالہ آب حیات سمجھ کر نوش جان کیے جارہی ہے اور وہ اب اسکول وکالج کی نوکری کو ہی معراج کمال اور مقصد زندگی سمجھ بیٹھی ہے۔رہی سہی کسر سعودی جامعات میں داخلے کی بے پناہ خواہش اور وہاں سے فراغت کے بعد مبعوث بننے کے جذبۂ بے پایاں نے پوری کردی ہے۔اس تمام صورت حال کا نتیجہ یہ ہے کہ دینی وعلمی خدمات کے تمام شعبے رجال کار کی کمیابی کا شکار ہیں جس کی وجہ سے ان کی کارکردگی شدید متاثر ہوئی ہے دراں حالانکہ ضرورت کارکردگی میں اضافے کی ہے نہ کہ کمی کی۔

فتنے بڑھ رہے ہیں،دین کے خلاف شکوک وشبہات میں اضافہ ہورہا ہے،الحادی تحریکیں زور پکڑ رہی ہیں،لادینیت کا سیلاب اسلامی ملکوں میں امڈا چلا آرہا ہے،مغربیت کا طوفان انتہائی خوفناک صورت اختیار کرتا چلا جارہا ہے اور اسلام دشمن استعماری طاقتوں کی دسیسہ کاریاں اور ریشہ دوانیاں بڑھتی جارہی ہیں،لیکن ان تمام محاذوں پر کام کرنے کے لیے جتنے اور جس طرح کے افراد کی ضرورت ہے،مذکورہ رجحانات کی وجہ سے ایسے افراد کی تیاری کا

سلسلہ ہی قریب قریب بند ہوگیا ہے۔نتیجۃً ارتداد کا فتنہ موجود ہے لیکن کوئی ابوبکر پیدا نہیں ہورہا ہے، کفر دندنا رہا ہے لیکن درۂ فاروقی کو حرکت میں لانے والا کوئی نہیں، تاریکی اور اندھیرے بڑھ رہے ہیں لیکن ایمان وہدایت کی مشعلیں فروزاں کرنے والے نظر نہیں آرہے ہیں، بلکہ نوبت بایں جا رسید کہ مسندیں اجڑ رہی ہیں، مسجدیں ویران ہورہی ہیں، علمی ودینی ادارے زبوں حالی کا شکار ہیں اور تحقیق وافتاء کے میدان خالی ہورہے ہیں۔

کیا ہمارے نوجوان علماء میں ان ضرورتوں کا ادراک نہیں؟ کیا انھیں اپنی ذمہ داریوں کا کوئی احساس نہیں؟ کیا مدارس کے چارہ گروں کو بھی اس کا حل اور اس کا علاج سوچنے کی ضرورت نہیں؟ ألیس منکم رجل رشید.

افسوس! علماء بھی ایثار وقربانی کا راستہ چھوڑ کر مادی منفعتوں اورلذتوں کو ترجیح دے رہے ہیں۔دعوت وتبلیغ کی پرخار وادیوں کے مقابلے میں دنیوی مناصب اور بھاری بھرکم تنخواہوں کی طرف دوڑ رہے ہیں اور سادگی وزہد کی بجائے دنیا کی آسائشوں اور راحتوں کے طالب بن گئے ہیں، جس کی وجہ سے غزالی، رازی، ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ تو کجا داود غزنوی اور اسماعیل سلفی کا جانشین پیدا نہیں ہورہا، ابراہیم میرسیالکوٹی اورثناء اللہ امرتسری کی جگہ لینے والا تیار نہیں ہورہا اور حنیف ندوی اور محمد عطاء اللہ حنیف جیسی یگانۂ روزگار شخصیتیں بھی خواب وخیال معلوم ہونے لگی ہیں۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور، مدیر: حافظ عبدالوحید، اشاعت خاص بیادمولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مضمون: میرے مربی،محسن اور استاد از حافظ صلاح الدین یوسف، شیش محل روڈ لاہور، طبع اول ۲۰۰۵ء، ص: ۴۲۱۔۴۲۰)

دینی مدارس کو درپیش چیلنجز کے تعلق سے ایک آخری بات یہ عرض کرنی ہے کہ اس ملک میں آئے دن مدارس کے خلاف جو آوازیں اٹھتی ہیں، ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ملک کے تمام دینی مدارس کا ایک ایسا متحدہ محاذ بنانے کی ضرورت ہے جو ملک کے آئین ودستور میں دی گئی ضمانتوں اور بنیادی حقوق کی روشنی میں ان کو تحفظ فراہم کرے۔جب ملک کی تمام اقلیتوں کو اپنے مذہب اور تہذیب کی بقا اور حفاظت کے لیے تعلیمی درسگاہیں قائم کرنے کی اجازت اور آزادی حاصل ہے تو یہ سیاسی بیان بازیاں کیا معنی رکھتی ہیں۔کیا ہی بہتر ہوتا کہ مدارس کا یہی متحدہ وفاق اپنے متعین وکلاء کی ایک ٹیم بھی رکھتا جو مدارس کو قانونی مشورے دیتا اور اگر کوئی سرکار ان کے خلاف کوئی کارروائی کرتی تو وکلاء کی یہی جماعت ان کا دفاع بھی کرتی۔جمہوریت میں احتجاجی جلسوں کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن قانونی لڑائی ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے مدارس کے بدخواہوں کو کرارہ جواب دیا جاسکتا ہے۔

☆☆☆

عصری جامعات سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ابنائے جامعہ سلفیہ کی کارکردگی

(سرکاری اداروں میں)

ڈاکٹر انیس الرحمن خرم
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ عربی، عالیہ یونیورسٹی، کولکاتا

الحمد لله الواحد الأحد، الفرد الصمد، الذي لم يلد ولم يولد، ولم يكن له كفوا أحد، والصلاة والسلام على نبينا محمد ﷺ وعلى آله وصحبه، أما بعد:

۱۸۵۷ء میں سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد متعدد مسلم تعلیمی ادارے قائم ہوئے، جنہیں بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ دینی اور عصری تعلیمی ادارے زوال سلطنت کے بعد برصغیر کے دانشوروں نے دینی اور دنیاوی تعلیم کو الگ الگ نظریے سے دیکھنا شروع کردیا جب کہ اس کے برعکس، عہد وسطی کے تعلیمی اداروں کا مطمح نظر دینی اور دنیاوی، دونوں علوم کی، یکساں طور پر ترویج واشاعت تھی اور آزادی کے بعد اس نظریاتی اختلاف میں مزید اضافہ ہی ہوتا گیا اور جو ادارے (دینی مدارس) قائم ہوئے وہ صرف اور صرف دینی تعلیم کے لیے ہی محدود ہوکر رہ گئے۔ اس کے بہت سے اسباب ووجوہ ہوسکتے ہیں اور ان سے ایک بڑی حد تک اتفاق بھی کیا جاسکتا ہے، چاہے ان کا تعلق وسائل کی عدم فراوانی سے ہو یا اہل حرم کی کم نگاہی یا اہل دیر کی تنگ نظری سے ہو۔

آزادی کے بعد قائم ہوئے اداروں میں ایک اہم ادارہ جامعہ سلفیہ (مرکزی دار العلوم) ہے جس کی بنیاد منہج سلف کی روشنی میں قرآن وحدیث کی تعلیم کو عام کرنا ہے۔ اس اہم دینی سلفی ادارہ سے ہر سال طلبہ کی ایک بڑی جماعت فارغ ہوتی ہے، جنہیں بنیادی طور پر تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ وہ فارغین جو مساجد اور مکاتب ومدارس سے منسلک ہوکر بے لوث، دینی وسماجی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دوسری جماعت تجارت اور صنعت وحرفت سے جڑ کر کسب معاش میں کوشاں ہوکر خود کفیل بن جاتی ہے اور تعلیمی اداروں کی کفالت میں اہم رول ادا کرتی ہے جب کہ تیسرا طبقہ، جو نسبتاً کم افراد پر مشتمل ہوتا ہے، اعلی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ملک کی عصری جامعات کا رخ کرتا ہے۔ یہاں پر اس چھوٹی سی جماعت کی کارکردگی کا مختصراً ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے اور وہ بھی انہیں افراد کا جو سرکاری اداروں سے منسلک ہیں۔

یوں تو سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق، مدارس میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد کا تناسب، کل مسلم آبادی کا چار فیصد سے بھی کم ہے، مگر جب ہم ان کے تناسب کے حساب سے ان کی دینی، سماجی اور قومی خدمات کا جائزہ لیتے ہیں تو نسبتاً چھیانوے فیصد کے اپنے مساوی عدد پر بھاری نظر آتے

ہیں۔ یہ نہ صرف مساجد میں بحیثیت امام اور مکاتب ومدارس میں بحیثیت مدرس بے لوث خدمات انجام دے رہے ہیں، بلکہ جامعات سے اعلیٰ تعلیم سے مرصع ہونے کے بعد سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری اداروں اور محکموں میں بھی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں اور نہایت ہی پابندی، امانت ودیانت داری اور خوش اسلوبی سے عائد کردہ ذمہ داریوں کو نبھارہے ہیں۔

ابنائے جامعہ کی رغبت، یونیورسٹیوں کے علوم کی طرف، قدرتاخیر سے شروع ہوئی ہے اور ابتدا میں چند ہی فارغ طلباء حصول علم کے لیے عصری جامعات کا رخ کرتے تھے اور داخلہ بھی صرف ملک کی چند یونیورسٹیوں تک محدود تھا اور دائرۂ تعلیم، علوم اسلامیہ، عربی، فارسی، اردو اور طب یونانی کے شعبوں تک ہی ممکن تھا، مگر تغیرات زمانہ کے ساتھ تبدیلیاں آئیں، حالات پہلے سے زیادہ موافق وسازگار ہوگئے اور ملک کی دیگر مایہ ناز اور مثالی یونیورسٹیوں نے ان کے لیے اعلیٰ تعلیم کے دروازے کھول دیئے ہیں اور دائرۂ تعلیم بھی وسیع کردیا ہے جس کی بنا پر فارغین جامعہ سلفیہ کا داخلہ اب ان جامعات میں نہ صرف شعبۂ اسلامیات، عربی، فارسی، اردو اور طب یونانی تک محدود ہے بلکہ ملکی وغیر ملکی زبانیں، صحافت، علوم بشریات وسماجیات اور علوم بین الاقوامی کے شعبوں میں فارغین جامعہ سلفیہ زیر تعلیم ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد میں تو برج کورس کی تکمیل کے بعد سائنس وٹکنولوجی کے شعبوں میں بھی داخلہ کی راہیں ہموار ہیں اور فارغین جامعہ سلفیہ عصری جامعات سے اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کے بعد نہ صرف شعبۂ اسلامیات، عربی، فارسی، اردو، شعبۂ تاریخ وثقافت، صحافت اور طب یونانی کے شعبوں میں بطور اساتذہ متعدد جامعات، کلیات اور مدارس میں تعلیمی وتدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں بلکہ حکومت کے بڑے بڑے اداروں میں انتظامیہ ونظمیات عامہ کے اعلیٰ عہدوں پر بھی فائز ہیں۔ یہ نہ صرف ابنائے جامعہ سلفیہ کی علمی وفکری صلاحیتوں کی عکاسی کرتی ہیں بلکہ ان کے مادر علمی کے تعلیمی نظام کی پختگی اور مضبوط بنیادوں پر استوارگی کی طرف بھی اشارہ کرتی ہیں۔

ذیل میں ان ابنائے جامعہ سلفیہ کا ذکر بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے جو حکومت کے مایہ ناز تعلیمی اداروں اور عظیم دانش گاہوں میں بطور پروفیسر اور انتظامیہ کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوکر قوم وملت کے لیے گراں قدر خدمت انجام دے رہے ہیں:

۱۔ ڈاکٹر فوزان احمد، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ عربی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔ عالمیت جامعہ سلفیہ، وارانسی ۱۹۹۳ء

۲۔ ڈاکٹر جنید حارث ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ جامعہ سلفیہ میں دوران تعلیم جماعت اولی تا رابعہ ۱۹۸۳ تا ۱۹۸۶ء

۳۔ ڈاکٹر محمد ثوبان، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، خواجہ معین الدین چشتی یونیورسٹی لکھنؤ، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۸۷ء

۴۔ ڈاکٹر مستفیض الرحمن، ایسوسی ایٹ پروفیسر وصدر (کارگزار) شعبہ عربی، آسام یونیورسٹی، سلچر، آسام، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۸۹ء

۵۔ ڈاکٹر شریف الدین، ایسوسی ایٹ پروفیسر، رتن سین ڈگری کالج، بانسی، سدھارتھ نگر، یوپی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۸۹ء

۶۔ ڈاکٹر عبدالمتین، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، راجہ شیو پرساد کالج، جھریا، دھنباد، ماتحت ونود بھکری مہتو کوئیلانچل یونیورسٹی، دھنباد، جھارکھنڈ، سن فراغت ۱۹۸۹ء

۷۔ ڈاکٹر لطف الرحمن، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ عربی، ساؤتھ مالدہ کالج، مالدہ، مغربی بنگال، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۸۸ء

۸۔ ڈاکٹر آصف اقبال، ریجنل ڈائریکٹر، پٹنہ سنٹر، اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی، نئی دہلی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۸۹ء

۹۔ ڈاکٹر اکمل شاداب، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، خواجہ معین الدین چشتی یونیورسٹی، لکھنؤ، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۵ء

۱۰۔ ڈاکٹر محمد اختر، اسسٹنٹ پروفیسر، اردو، وسنت مہیلا کالج، راج گھاٹ، وارانسی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۵ء

۱۱۔ ڈاکٹر عبد القیوم، پرنسپل (کارگزار) دین دیال اپادھیائے گورنمنٹ ماڈل انٹر کالج، چوڈیرا، بدایوں، یوپی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۵ء

۱۲۔ ڈاکٹر محمد مصطفی، استاد جامعہ ہائی اسکول، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۳ء

۱۳۔ ڈاکٹر انیس الرحمن، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ عربی، عالیہ یونیورسٹی کولکاتا، وسابق اسسٹنٹ پروفیسر، نیشنل ڈیفنس اکیڈمی، پونہ، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۶ء

۱۴۔ ڈاکٹر عبد الرب، اسسٹنٹ پروفیسر، اردو، مہاراجہ ہرش چندر پوسٹ گریجویٹ کالج، مراد آباد، یوپی، دوران تعلیم، مرحلۂ عالمیت نامکمل ۱۹۹۳ تا ۱۹۹۵ء

۱۵۔ ڈاکٹر مامون رشید، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۹ء

۱۶۔ ڈاکٹر عبدالحفیظ، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ عربی، خواجہ معین الدین چشتی یونیورسٹی، لکھنؤ، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۹ء

۱۷۔ ڈاکٹر سعید احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، عالیہ یونیورسٹی، کولکاتا، عالمیت جامعہ سلفیہ، سن فراغت ۱۹۹۹ء

۱۸۔ جناب عبدالمتین، اسسٹنٹ پروفیسر، عربی، گورنمنٹ گرلس جنرل ڈگری کالج، کولکاتا، عالمیت جامعہ سلفیہ ۲۰۰۶ء

۱۹۔ جناب وارث میاں، استاد (عربی) سینئر ہائی اسکول، حکومت مغربی بنگال، عالمیت جامعہ سلفیہ ۲۰۰۷ء

۲۰۔ ڈاکٹر نسیم احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ عربی، ڈاکٹر ذاکر حسین کالج، نئی دہلی، عالمیت وفضیلت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۷ و ۱۹۹۹ء بالترتیب

۲۱۔ ڈاکٹر سمیع الدین، اسسٹنٹ پروفیسر (فارسی) روہیل کھنڈ یونیورسٹی، یوپی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۲۰۰۲ء

۲۲۔ ڈاکٹر مخلص الرحمن، اسسٹنٹ پروفیسر (عربی) ہیرا لال بھگت کالج، بیر بھوم، مغربی بنگال، عالمیت جامعہ سلفیہ ۲۰۰۳ء

۲۳۔ ڈاکٹر مخمور صدری، گیسٹ لکچرر (اردو) ہندوستانی زبانوں کا مرکز، جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۳ء

۲۴۔ ڈاکٹر حافظ عبدالنور، سابق گیسٹ لکچرر (عربی) مرکز برائے علوم عربی وشمال افریقہ جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۶ء

۲۵۔ ڈاکٹر محمد یوسف، سابق گیسٹ لکچرر، شعبۂ اردو، الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد، عالمیت جامع سلفیہ ۱۹۹۵ء

۲۶۔ ڈاکٹر محمد شاہد، پروفیسر وصدر شعبۂ عربی، ممبئ یونیورسٹی، ممبئ، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۸۶ء

۲۷۔ جناب شمس الرب، اسسٹنٹ پروفیسر، عربی، مہاراشٹرا کالج، ممبئ، عالمیت جامعہ سلفیہ ۲۰۰۳ء

۲۸۔ ڈاکٹر محمد عمار، مترجم (اردو) پریس انفارمیشن بیورو، وزارت اطلاعات ونشریات، حکومت ہند، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۶ء

۲۹۔ ڈاکٹر محمد زکریا، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ سیاسیات، بھوپندر نارائن منڈل یونیورسٹی، مدھیہ پورہ، بہار، عالمیت وفضیلت جامعہ سلفیہ، سن فراغت ۲۰۰۳ء

۳۰۔ جناب محفوظ الرحمن، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ سیاسیات، مالدہ کالج، مغربی بنگال، عالمیت جامعہ سلفیہ، سن فراغت ۲۰۰۳ء

۳۱۔ جناب اقبال احمد، اسسٹنٹ پروفیسر (فرانسیسی زبان) شعبہ برائے زبان بیرون (Foreign Languages)، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، عالمیت جامعہ سلفیہ سن فراغت ۲۰۰۳ء

۳۲۔ ڈاکٹر سعید الرحمن، اسسٹنٹ پروفیسر (عربی)، لال گولا کالج، مرشد آباد، مغربی بنگال، عالمیت جامعہ سلفیہ سن فراغت ۲۰۰۰ء

۳۳۔ ڈاکٹر عبد اللہ، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ ترسیل عامہ وصحافت، بیرک پور راشٹریہ گرو شرندر ناتھ کالج، بیرک پور، کولکاتا، عالمیت جامعہ سلفیہ، سن فراغت ۲۰۰۴ء

۳۴۔ ڈاکٹر منیر الاسلام، اسسٹنٹ پروفیسر (عربی)، دیوان عبدالغنی کالج، ہری رام پور، جنوب دیناج پور، مغربی بنگال، فضیلت جامعہ سلفیہ، سن فراغت ۲۰۰۲ء

۳۵۔ ڈاکٹر عبدالرحیم بن لعل محمد، اسسٹنٹ پروفیسر (اردو) سنتھال پرگنہ کالج، دمکا، جھارکھنڈ، عالمیت وفضیلت جامعہ سلفیہ، سن فراغت ۲۰۰۴ء

۳۶۔ جناب زید احمد قاسمی، لکچرر (عربی) زلیخہ بائی ولی محمد یونانی میڈیکل کالج، پونہ، جامعہ سلفیہ (نامکمل) دوران تعلیم ۱۹۸۰ تا ۱۹۸۳ء

طب یونانی:

اس میدان میں ابنائے جامعہ سلفیہ کی گراں قدر خدمات ہیں، خواہ ان کا تعلق امراض کی تشخیص سے ہو یا علاج ومعالجہ سے یا دیگر قسم کی طبی تحقیقات سے ہو۔ آج کل ابنائے جامعہ طبی یونانی کے تعلیم حاصل کرنے کے بعد نہ صرف سرکاری یونیورسٹیوں، طبی اداروں اور شفاخانوں میں

بطور استاد خدمت انجام دے رہے ہیں بلکہ حکومت کے متعدد یونانی اسپتالوں، تحقیقی مراکز، پرائیویٹ نرسنگ ہومس اور ذاتی شفاخانوں میں غریب ونادار طبقہ کو بیش بہا طبی سولیات، نہ صرف شہروں بلکہ ملک کے دیہی علاقوں میں نہایت ہی ذمہ داری اور خوش اسلوبی کے ساتھ فراہم کررہے ہیں اور شاید کہ سب سے زیادہ گراں قدر خدمات، عصری جامعات سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ابنائے جامعہ کی اسی میدان میں ہیں۔ بہت سی بیماریوں کی تشخیص اور ان کے اسباب کی دریافتگی اور علاج ومعالجہ کے ساتھ ساتھ بہت سی قدیم وعہد وسطی کی یونانی واسلامی تحقیقات کا مختلف زبانوں سے، خاص کر عربی، فارسی اور اردو سے ترجمہ کرنے میں اہم رول ادا کررہے ہیں۔ طب یونانی کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ ظہور اسلام سے قبل یہ علم عرب وعجم میں متداول تھا۔ ظہور اسلام کے بعد مسلم حکماء واطباء نے طب نبوی کی روشنی میں اس علم میں مزید اضافہ کیا۔ اور عباسی دور میں جب دنیا بھر کے اطباء وحکماء، خاص کر ہندوستانی، یونانی وایرانی اطباء وحکماء کا بغداد میں اجتماع ہوا تو اس فن نے اپنے عروج کی وہ منزلیں طے کیں جس کے مقابل میں عصر حاضر کی، اس میدان کی، ترقی دھندلی نظر آتی ہے۔ ٹائمس آف انڈیا کی ایک رپورٹ کے مطابق صرف ہندوستان ہی میں کم وبیش ایک لاکھ بائیس ہزار طب یونانی کی تحقیقات اور ادویہ کے فارمولے مختلف زبانوں میں موجود ہیں۔ (۱) جو ہمارے لیے انمول قومی سرمایہ ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس کی اہمیت وافادیت میں اضافہ نہ صرف مشرقی ممالک میں ہورہا ہے بلکہ مغربی ممالک کے اطباء وعوام کی نظروں میں اس کی مقبولیت حیرت انگیز ہے۔ اس میدان میں ابنائے جامعہ سلفیہ کی خدمات نہ صرف قابل ستائش ہیں بلکہ حکومت وعوام نے قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ ذیل میں چند مشہور ناموں کا ذکر، جو سرکاری اداروں سے منسلک ہیں، بطور مثال پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ حکیم عبد الحنان، سابق جوائنٹ ڈائریکٹر، ریجنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فار یونانی میڈیسن (RRIUM) وسابق انچارج شعبۂ یونانی میڈیسن، رام منور لوہیا ہاسپٹل، نئی دہلی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۷۱ء، فضیلت جامعہ سلفیہ (نامکمل)

۲۔ پروفیسر انوار الحق خان، صدر شعبۂ علاج بالتدبیر، کولکاتا یونانی میڈیکل کالج کولکاتا، عالمیت جامعہ سلفیہ (نامکمل) دوران تعلیم ۱۹۸۱ء۔ ۱۹۸۳ء

۳۔ ڈاکٹر عبد الحسیب انصاری، ایسوسیٹ پروفیسر، شعبۂ تحفظی وسماجی طب، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن (NIUM)، بنگلور، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۱ء

۴۔ ڈاکٹر وسیم احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ کلیات، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن (NIUM = National Institute of Unani) بنگلور، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۵

۵۔ ڈاکٹر عبد المبین، لکچرر، شعبۂ معالجات NIUM، بنگلور، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۷ء

(1) Times of India, Kolkata Edition, Page 7, dated 4th January, 2012

۶۔ ڈاکٹر عبد الحق، اسسٹنٹ پروفیسر (عارضی) شعبۂ جراحت، حکیم اجمل خاں طبیہ کالج، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۱ء

۷۔ ڈاکٹر ناصر الدین، میڈیکل آفیسر، محکمۂ صحت، خطہ قومی راجدھانی، دہلی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۰ء

۸۔ ڈاکٹر علاء الدین، میڈیکل آفیسر، سنبر سا بلاک، سیتا مڑھی، بہار، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۰ء

۹۔ ڈاکٹر شبیر احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ تشریح البدن، قرول باغ طبیہ کالج، دہلی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۱ء

۱۰۔ عبد الرحمن محمد متوکل، اسسٹنٹ پروفیسر، العارف یونانی میڈیکل کالج حیدرآباد، اور چیف میڈیکل آفیسر، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۱ء

۱۱۔ ڈاکٹر اشفاق احمد، ریسرچ آفیسر (یونانی) نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف انڈین میڈیکل ہریٹیج، حیدرآباد (NIIMH)، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۱ء

۱۲۔ ڈاکٹر کلیم اللہ، ریسرچ ایسوسیٹ، انڈین کونسل آف سوسل سائنس ریسرچ (ICSSR) نئی دہلی، عالمیت جامعہ سلفیہ ۱۹۹۰ء

۱۳۔ ڈاکٹر امان اللہ، ریسرچ آفیسر، سینٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن (CCRUM) نئی دہلی، عالمیت جامعہ سلفیہ

۱۴۔ ڈاکٹر احمد سعید، ریسرچ آفیسر، حکیم اجمل خان لٹریری اینڈ ہسٹوریکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، عالمیت جامعہ سلفیہ

۱۵۔ ڈاکٹر فضل الرحمن، شعبۂ ادویات عامہ، اوم پرکاش ہاسپٹل، گھیٹورنی، نئی دہلی، عالمیت جامعہ سلفیہ، سن فراغت ۱۹۹۸ء

عصری جامعات سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ابنائے جامعہ ملک کے مختلف شہروں میں واقع عرب ممالک کے سفارت خانوں، قونصل خانوں اور تجارتی مراکز میں بھی برسرروزگار رہیں۔ ان میں ان کی تقرری مختلف شعبوں کے مختلف قسم کے عہدوں پر ہے، جن میں شعبۂ تراجم، امور تاشیرات، ابلاغیات ونشریات، شعبۂ تعلیم وثقافت اور نظم ونسق اہم ہیں۔

آج کے عالم کاری کے اس دور میں مختلف ملک کمپنیوں کی آمد نے ہندوستان میں روزگار کے منظر نامہ کو ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ ان میں نوکری کے قیود وضوابط سرکاری اداروں کی بہ نسبت بہت کم ہیں، کیونکہ سرکار اور منافع کمانے والی کمپنیوں کی پالیسی میں بنیادی طور پر نظریے کا فرق ہے اور اس کی وجہ سے اس کا فائدہ ان لوگوں کو زیادہ حاصل ہوتا ہے جو اعلیٰ قسم کی صلاحیتوں سے مزین ہیں اور اسی بنا پر اس سے ملک کا ہر طبقہ یکساں طور پر مستفیض ہو رہا ہے۔ فارغین مدارس وابنائے جامعہ اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں اور ان کی ایک بڑی تعداد ان مختلف ملکی کمپنیوں کے مختلف قسم کے عہدوں پر، ہندو بیرون ہند ملازم ہے۔ یہ اللہ کا فضل وکرم ہی ہے کہ عصری جامعات سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ابنائے جامعہ کی ایک بڑی تعداد، دوران تعلیم ہی ان مذکورہ سرکاری وغیر سرکاری اداروں اور کمپنیوں سے منسلک ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ جامعہ سلفیہ کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اس

کے فارغ طالب علم حماد ظفر نے ۲۰۱۳ء میں سول سروسز (عوامی خدمات) کے میدان میں بھی کامیابی حاصل کی ہے۔ یہ ایک انتہائی قابل ستائش عمل ہے اور امید ہے کہ اس میدان میں فارغین جامعہ کی نمائندگی میں مزید اضافہ ہوگا۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا باعث مسرت ہے کہ حکومت کے ان اہم اداروں اور محکموں میں یہ عصری جامعات سے اعلیٰ تعلیم یافتہ فارغین جامعہ زیادہ تر اعلیٰ عہدوں پر ہی فائز ہیں اور وہ بھی مرکزی حکومت کے دفاتر میں ۔ ان محکموں واداروں میں فارغین جامعہ کی یہ نمائندگی نہ صرف ستائش عمل ہے بلکہ اوروں کے لیے مشعل راہ بھی ہے اور قوم وملت کے لیے ایک سرمایہ بھی ہے۔

فارغین جامعہ کا حکومت کے محکموں میں عقل اور ملک کی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات، عادات واخلاق اور اقدار کو فروغ دینے، اور مدارس پر دہشت گردی کی پناہ گاہ، تشدد پسندی تعلیم گاہ اور قدامت پرستی کی آماجگاہ جیسے سنگین اور بے بنیاد الزامات، جو اکثر وبیشتر ایک خاص طبقہ کی جانب سے عائد کیے جاتے رہے ہیں، ان سب کا مناسب جواب دینے میں بھی اہم کردار رہا ہے۔ شاید کہ فارغین مدارس کو جس قدر اس قسم کے بے جا الزامات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اوروں کو نہیں، کیونکہ ملک کی دانش گاہیں اور حکومت کے تحقیقی وانتظامی ادارے ملک کے دانشمندوں اور ہر طرح کے علوم وفنون کے ماہرین کی آماجگاہ ہیں۔ یہ طبقہ ملک کی پالیسی طے کرنے اور بڑے بڑے قومی وبین الاقوامی مسائل کو سلجھانے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ یہاں بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ اس طبقہ میں بھی ایسے عناصر کی موجودگی ہے جن کا تعلق کسی خاص مکتبۂ فکر ہے جو مدارس کو تعصب وشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس سے بڑا ستم یہ ہے کہ مسلمانوں کی تعلیمی وسماجی پسماندگی اور مالی زبوں حالی کا سبب بھی انھیں مدارس کو ٹھہراتے ہیں۔ پچھلے کئی دہائیوں سے دہشت گردی ایک اہم موضوع بنا ہوا ہے۔ یہ ملک کی سالمیت اور اتحاد کی بقا کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے لیکن اسے ایک خاص طبقہ کے ساتھ جوڑ کر دیکھا جاتا ہے جو حقیقت بیانی سے روگردانی اور تعصب پسندی کا نتیجہ ہے۔

اس قسم کے تمام بے بنیاد الزامات کا جواب عصری جامعات کے ابنائے جامعہ سلفیہ نے ہر موقع پر نہ صرف اپنی زبان سے دیا ہے بلکہ اپنے اعلیٰ اخلاق وکردار اور عمدہ کارکردگی سے ثابت بھی کیا ہے کہ نہ تو وہ مسلم سماج کی پسماندگی کا سبب ہیں اور نہ ہی ان کے مادر علمی تشدد پسندی، قدامت پرستی اور دہشت گردی کے اڈے ہیں۔ مختلف موضوعات پر علمی بحث ومباحثہ، سیمینار، سیاسی گفتگو، ثقافتی پروگرام اور کھیل کود کے مقابلوں میں شرکت کرکے اور عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرکے لوگوں کو مدارس کی حقیقت سے آشنا کرادیا ہے اور اس بات پر سوچنے کے لیے مجبور کردیا ہے کہ وہ ہمارے صرف اور صرف منفی پہلوؤں کو اجاگر نہ کریں بلکہ ہماری خوبیوں کا بھی جائزہ لیں اور پھر اس کے بعد ہمارے اور ہمارے مادر علمی کے اچھے یا برے ہونے کا فیصلہ کریں۔

سیاسی سرگرمیاں:

کسی بھی ملک کی یونیورسٹیاں اور دیگر تعلیمی ادارے

صرف اعلی تعلیم اور مختلف قسم کے علوم وفنون کے مرکز ہی نہیں ہوتے ہیں بلکہ سیاست کی بہترین تجربہ گاہ بھی ہوتی ہیں اور جب چوٹی کے ملکی وعالمی سطح کے سیاسی رہنماؤں کی سیاسی زندگی کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ان میں سے بیشتر کی ابتدائی سیاسی زندگی یونیورسٹیوں وکالجوں کی سیاست سے ضرور جڑی ہوئی ملتی ہیں۔ اس حقیقت سے ہمارے ملک کی یونیورسٹیاں اور دیگر تعلیمی ادارے مستثنی نہیں ہے۔ یہاں صرف بڑے بڑے مفکر، محقق، دانشور اور منتظم ہی نہیں تیار ہوتے ہیں بلکہ ملک کو درکار عظیم سیاست داں اور اعلی قسم کے مدبر کی فراہمی بھی یہیں سے ہوتی ہے۔

فارغین جامعہ سلفیہ کا عصری جامعات کی سیاست میں ابتداء ہی سے اہم رول رہا ہے۔ اتحاد الطلبہ کے عہدوں کا انتخاب ہو یا فیکلٹی وہاسٹل وغیرہ کے ممبران کا، ہر سطح پر اس جماعت نے قسمت آزمائی کی ہے اور بہت سے انتخابات میں مختلف عہدوں پر جیت درج کی ہے۔

کالج ویونیورسٹی سطح کی سیاست کے بعد یہ اعلی تعلیم یافتہ ابنائے جامعہ سلفیہ قومی، صوبائی اور علاقائی سطح کی سیاست میں بھی سرگرم نظر آرہے ہیں اور سماجی وتعلیمی فلاح وبہبود کے ضمن میں ذمہ دارانہ رول ادا کررہے ہیں، جن میں سرفہرست مندرجہ ذیل ابناء ہیں:

۱۔ ڈاکٹر انوار الحق، سابق صدر اتحاد الطلبہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، سابق سکریٹری اتر پردیش کانگریس کمیٹی برائے اقلیتی امور، سابق نائب صدر، ضلع کانگریس کمیٹی، سدھارتھ نگر، یوپی

۲۔ ڈاکٹر توقیر عالم، سکریٹری، کل ہند یوتھ کانگریس، یوتھ انچارج، بہار، مغربی بنگال اور ہریانہ، ضلع پریشد، کٹیہار، بہار

۳۔ ڈاکٹر محمد سعید الرحمن، ممبر پردیش کانگریس کمیٹی، مغربی بنگال، جنرل سکریٹری، ضلع کانگریس کمیٹی، مالدہ، مغربی بنگال

آخر میں اس بات کا ذکر مناسب ہوگا کہ عام طور پر ابنائے جامعہ کا متوسط طبقہ ہی اعلی تعلیم کے لیے ملک کی عصری جامعات کا رخ کرتا ہے، اس کے جو بھی اسباب ووجوہ ہوں، اس سے قطع نظر میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ اگر امتیازی نمبرات حاصل کرنے والے ابنائے جامعہ اعلی تعلیم کے لیے ملک کی عصری جامعات کا رخ کرتے اور ہمارے مادر علمی کے نصاب تعلیم میں بھی بتقاضائے وقت جدید علوم (سائنس) کی شمولیت ہوتی تو نتیجہ اور بہتر ہوتا اور [عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ] کی حقیقی تفسیر وتوضیح دنیا کے سامنے عیاں ہوجاتی۔

●●●

لفظوں کا حوصلہ دے، معانی کی آس دے
عریاں ہوں مجھ کو لوح وقلم کا لباس دے
اسرار کائنات تو ہیں سامنے کی چیز
مجھ کو میرے خدا! نگہ خود شناس دے

فضا ابن فیضی